باجازت خاص بعد ملاحظہ و نظر ثانی

ابو البرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سلمہٗ ربہ سجادہ نشین جلالپور شریف

سلسلہ مطبوعات صوفی کی پہلی جلد

ذکرِ حبیب

یعنی حالات کرامات و ملفوظات حضرت قبلہ عالم و عالمیان

پیر سید غلام حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری نور اللہ مرقدہٗ و طاب اللہ مضجعہٗ

مؤلفہٗ

ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاء الدین

جسکو باخذ جملہ حقوق

صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب

نے باہتمام

منشی سلطان علی منیجر چھپوا کر شائع کیا۔

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

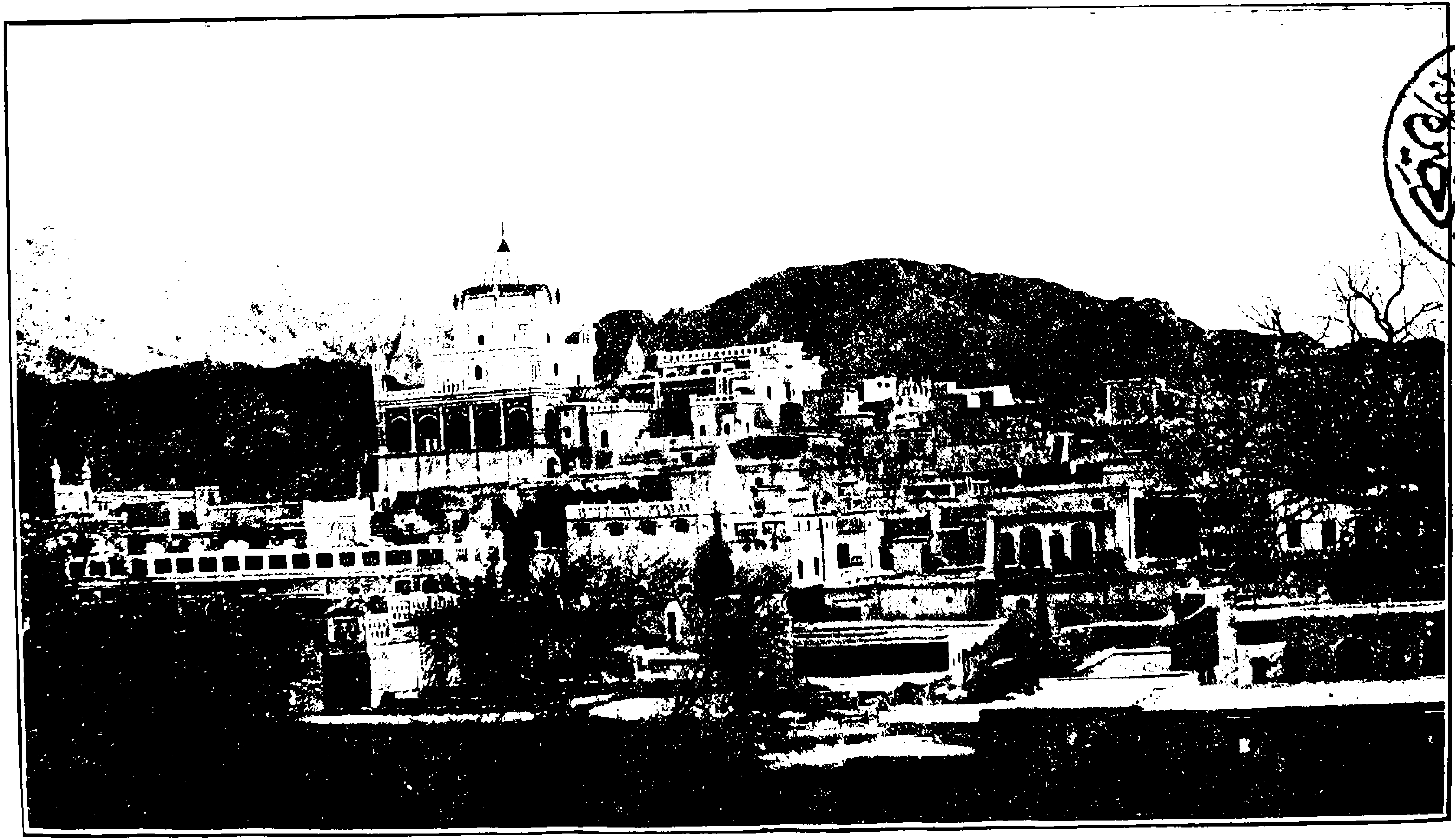

جلالپور شریف کا عام نظارہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین ذکر حبیب

128294

دیباچہ۔ مقدمۃ الکتاب کے بعد فہرست عرسہائے جو ننگر شریف جلالپور میں باقاعدہ منعقد کئے جاتے ہیں صفحہ ۳
مقدمۃ الکتاب از سید مولائی سجادہ نشین صاحب جلالپوری صفحہ ۴ ، فوٹو جلال پور شریف عام نظارہ سرورق کے اندر

فوٹو رنگین روضہ شریف | حصہ اول عام حالات صفحہ ۱ لغایت ۱۳۸ | صفحہ ۱ سے پہلے

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مولد و مسکن	۱	عطائے خلافت	۳۷	معراج کمالات	۸۲
ولادت باسعادت	۴	انکسار و مساوات	〃	ابتلا	۸۴
آثار ولادت	۷	خودنمائی اور شہرت پسندی سے		والدہ ماجدہ کا انتقال	۸۵
نسب نامہ شریف	۹	اعراض	۳۸	جوان بیٹے کی موت	۸۶
حلیہ شریف	۱۰	راسخ الاعتقادی	۴۲	پیرو مرشد کی وفات	〃
خاندانی حالات	۱۵	شجاعت و سخاوت	۴۵	صاحبزادہ محمد قایم الدین شاہ کی وفات	۸۷
ایام طفولیت	۱۷	زہد و تقوے	۴۶	تقسیم اوقات	۹۰
تعلیم	۱۹	مکاشفات	۴۸	معمولات حضرت خواجہ غریب نوازؒ	۹۲
آپکے تحریر کردہ وظایف کے ایک		استقامت	۵۴	تواریخ عرائس	۹۵
صفحہ کا عکس	۲۰	تسلیم و رضا	۵۸	وفات حسرت آیات	۹۶
بشارت مجذوب	۲۲	اخلاق	۵۹	نظم بر انتقال پر ملال	۱۰۴
نصیحت پدری	۲۳	پابندی اوقات	۶۳	تجہیز و تکفین	۱۰۸
نکاح	۲۴	توکل	۶۴	وفات کے بعد آندھی اور بارش	۱۰۹
آپکے والد ماجد کی رحلت اور وصایا	〃	سخاوت	۶۵	وفات کے بعد چند خواب	〃
سید سخی شاہ کے روحانی تصرفات	۲۷	جمال و جلال	۶۷	مرثیہ ہائے شعرائے ہند	۱۱۱
سیالوی شمس بازغہ کی کرنیں فضائے		متفرق خصوصیات	۶۸	ڈاکٹر اقبال اور لسان العصر اکبر کے	
جلال پور شریف پر	۲۹	اپنے مرشد کے ساتھ آپکے صوری و		دستی تاریخوں کا عکس	۱۱۱
حصول بیعت اور شیخ کی محبت	۳۰	معنوی تعلقات	۷۴	اولاد و امجاد	۱۱۹
خلافت کے بعد	۳۳	مکانات مسکونہ کی تبدیلی	۸۰	مختصر حالات خلفائے مجاز	۱۲۲

حصہ دوم ۔ کرامات صفحہ ۱۳۹ لغایت ۲۵۶

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
فلسفہ کرامات	۱۴۰	سب دوائیں چھوڑ دو	۱۴۹	رد آسیب	۱۵۳
منشی غلام حیدر تحصیلدار کی بیعت	۱۴۸	آپ کی عظمت دربار اجمیر میں	۱۵۰	شراب سے توبہ	۱۵۴
ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ دیں	۱۴۹	دعائے پیر کامل اور شفائے عاجل	۱۵۲	تمہارے فضل نے آئی بلا کو ٹال دیا	۱۵۵

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبد الرشید مینجر چھپی)

Marfat.com

معمہ حل ہو گیا ۔۔ ۔ ۱۵۶
حصول اولاد ۔۔ ۔ 〃
ناموں سے شناخت بیعت ۱۵۷
تبدیلی رک گئی ۔۔ ۔ ۱۵۹
طوفان سے نجات ۔۔ ۱۶۰
تمہارے لئے بانا ہی بہتر ہے ۱۶۱
مکاشفہ ۔۔ ۔ ۱۶۱
بعد وصال مریدونکی دستگیری ۱۶۱
آپ بطور امام ۔ ۔ ۱۶۲
توبہ سے قصور معاف ۔۔ 〃
منشی نجم الدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
پولیس بیکار ۔ ۔ ۱۶۴
جرمانہ روضہ شریف کی نذر کردیا ۱۶۵
جن بھی آپکے مرید تھے ۔۔ ۱۶۶
حضرت پیرا شاہ غازی نے
جلالپور شریف بھیجدیا ۔۔ ۱۶۷
خدا کی امانت کا مطلب ۱۶۸
دل کا مطلب۔ شربت کے گلاس
سید سیدن شاہ صاحب کی مشکلکشائی ۱۶۹
مہم کا بہانہ مریدوں کو مکان سے
نکال لیا۔ مولوی نور عالم کا
درد بازو ۔ ۔ ۔ ۱۷۰
نتھا نمبردار جذام سے شفا پایا
فتح محمد کی مرگی دور ۔ ۔ ۱۷۳
مرگی کا بیمار لنگر کا خدمت
گذار غفلت کی سزا ۔
حضرت کی طرف توجہ کا اثر ۱۷۴
گاشے کی نذر خواب میں مرید
کی امداد ۔ ۔ ۔ ۱۷۵
ملک شان مہدی خان کی عقیدت
حضرت کی طرف توجہ ۔ ۱۷۶
پیسہ کی چار دوائیں گولہ
بیماری کو لے گیا ۔ ۔ ۱۷۷
منشی غلام حسین کی بیماری ۱۷۸
تعویذ سے اچھا۔ جلالپور شریف
میں طاعون ۔۔ ۔ ۱۷۹

درود شریف کی عظمت بیان ۱۸۱
مکاشفہ عریضہ کا اثر ۔۔ ۱۸۲
گمشدہ اونٹ۔ توبہ اور قتل سے
بری۔ ذبیح سرکار میں عرضی۔
انجام بخیر ۔ ۔ ۱۸۳
قاضی صاحب کے فتوے کفر کا انجام ۱۸۴
قرضہ اتر گیا ۔ ۔ ۔ ۱۸۵
نذر کی گلے ۔۔ ۔ ۱۸۶
مقروض کی دستگیری ہبہ
زمین قایم رہا۔ لنگر شریف کی
حویلی کا مقدمہ ۔ ۔ ۱۸۷
نہر کھد کر بند ہو گئی ۔۔ ۱۹۲
قاتل کی بریت ۔۔ ۱۹۴
قتل کا واقعہ فراموش ۔۔ ۱۹۵
مواخذہ عقبے سے بری ۔۔ 〃
بے گناہ ماخوذ بری ۔۔ ۱۹۶
کلاہ پوشوں کا مجمع ۔۔ ۔ ۱۹۷
قاسم ڈاکو کا قتل ۔۔ 〃
قتل سے بچا دیا ۔ ۔ ۱۹۸
فقیر کی بریت ۔ ۔ ۱۹۹
آدمی کا عشر ۔ ۔ ۲۰۰
راجہ کمال خاں شیرپوری کی
ترقی درجات ۔۔ ۲۰۱
ملزم بڑے گناہوں سے توبہ ۔ ۲۰۲
رونے سے رحم آگیا ۔ ۲۰۳
وجد کا اثر سپاہی سے حوالدار
خواب میں دعا ۔ ۔ ۲۰۴
سیال شریف کے باشندوں کا ادب
آفتاب اتنی دیر کیوں ٹھہرا ۔ ۲۰۵
آخری سفر سیال شریف ۔ ۲۰۶
مکاشفہ ۔ ۔ ۔ ۲۰۷
بعد وصال تعویذ لکھ دیا ۔ ۲۰۸
حوالدار سے صوبیدار ۔۔ 〃
گونڈے کا زور ۔۔ ۲۰۹
عاشق صادق کی کامیابی ۔ ۲۱۰
تین دفعہ دعا سے روکا ۔ ۲۱۱

دعا کا اثر دعا کا طالب بمراد
مجازی [illegible] کا عشق ۔ ۲۱۲
دعا نے آئی بلا کو ٹال دیا بلا
اجازت رخصت کا نتیجہ ۔ ۔ ۲۱۳
بارش نے قوالی کا انتظار کیا
آپ کا تصرف ۔ ۔ ۲۱۴
اجازت نہ دینے کا سبب بلا
مرضی رخصت کشتی کا لنگر آپ
کے ہاتھ میں ۔ ۔ ۲۱۵
مسجد سے باہر نکلنے کا حکم ۔ ۲۱۶
تصور کی برکت شیخنہ کے درد
کا علاج معمار قدرت نے
دیواروں کو جوڑ دیا ۔ ۔ ۲۱۷
سانپ نے زہر چوس لیا ۔ ۲۱۸
سانپ کو دور پھینک دیا خواب
میں لکڑی لینے کا ارشاد ۔ ۲۱۹
اب آزمایش کی طاقت نہیں ۲۲۰
حاسد کا انجام ۔ ۔ ۲۲۱
میرے پاس جلدی پہنچو ۔ ۔ ۲۲۲
قبر میں مہر ۔ ۔ ۲۲۳
گمی ہوئی ٹرین واپس ۔ ۲۲۴
بے گناہ بری اصل قاتل ماخوذ ۲۲۵
راجہ خدابخش ذیلدار کا واقعہ ۔ ۲۲۶
مثل خوانی مل گئی ۔ ۔ 〃
امتحان میں پاس ۔ ۔ ۔ ۲۲۷
اولاد اور آنکھیں ۔۔ 〃
عبدالقادر درویش ۔ ۔ ۲۲۹
آبحیات آپکے ذہن میں ۲۳۲
تین بتاشے اور تین فرزند ۲۳۳
مقدمہ مدعی نے جیتا۔ زمین
مدعا علیہ کو ملی ۔ ۔ ۲۳۵
نمبرداری بھی ہماری ۔۔ ۲۳۶
ناطقہ ہو گیا ۔ ۔ ۲۳۷
دریا ہٹ گیا۔ خواب میں مشکل
حل ہو گئی ۔ ۔ ۲۳۸
اعجاز مسیحائی ۔۔ ۲۳۹

Marfat.com

انتہائے کشف	۲۴۰	درد قولنج جاتا رہا سورج کی		النجم والشجر یسجدان	۲۴۹
سلسلہ شریف کی کرامت	۲۴۱	رفتار روک دی خواب میں عقدہ کشائی	۲۴۵	آپ بیتی	۲۵۰
علم شریعت اور پیر طریقت	۲۴۲	سلب خنازیر عدول حکمی کی سزا	۲۴۶	جھونٹہ کے دوسرے ٹکیں	۲۵۳
انقلاب خیالات	۲۴۳	پھانسی کا حکم منسوخ	۲۴۷	آپ جد میں تو سب جد میں	۲۵۵
ذہن کھل گیا	،	طاعون دور	۲۴۸	وجدانی کیفیت کا فقدان	۲۵۶
اژدہا مار ڈالا	۲۴۴	خالی مشکے پانی سے لبریز ..	۲۴۹	✧ ✧ ✧	✧

حصہ سوم ملفوظات صفحہ ۲۵۷-۴۵۸

اِس کے متعلق علیحدہ فہرست کا تیار ہونا مشکل تھا۔ اِس لئے تفصیل نہیں دی ✧

حصہ چہارم نظم صفحہ ۴۵۹-۴۸۵

تاریخ عُرس ہائے

جو خاص انتظام سے جلال پور شریف میں منعقد ہوتے ہیں

محرم الحرام ۔ حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ ۵ محرم ۔ شہید کربلا حضرت امام حسینؑ ۱۰ محرم ✧
صفر ۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی ۷ صفر ۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ۲۴ صفر ✧
ربیع الاوّل ۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۲ ربیع الاول ✧
ربیع الثانی ۔ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء ۱۷ ربیع الثانی ۔ حضرت خواجہ محمد مظفر الدین صاحب جلالپوری ۲۹ ✧
جمادی الثانی ۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ غلام حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری علیہ الرحمۃ ۶ جمادی الثانی ✧
رجب ۔ حضرت خواجہ معین الدین صاحب اجمیری ۶ رجب ۔ صاحبزادہ قایم الدین شاہ صاحب جلالپوری ۲۱ رجب ✧
شعبان ۔ صاحبزادہ بدیع الزمان شاہ صاحب جلالپوری ۷ ✧
رمضان ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۱ ✧
ذوالحجہ ۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی ۳ ✧

ضروری

کتاب کے مطالعہ سے اوّل اغلاط نامہ کے مطابق جو اخیر پر لگایا گیا ہے۔ غلطیوں کو درست کریں ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

از واقف اسرار شریعت ماہر رموز طریقت ابو البرکات حضرت سیدنا و مولٰنا و مرشدنا سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلالپور شریف مدّ فیوضہم

اصحاب نظر و ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ عالم کائنات کی ہر شئے اپنی ظاہری صورت اور تمثال کے علاوہ اپنے وجود میں چند حقائق مستورہ و رموز مکنونہ بھی رکھتی ہے یا بالفاظ دیگر اُس کے ظاہری مظاہر کے علاوہ اُس کا ایک باطن بھی ہے۔ اور اُس کے شہود کے سوا اُس کا خفا بھی خود اُسی کے ضمن میں مرکوز و مستتر ہے۔ ہم جس دنیا میں رہتے ہیں۔ اور اُس کے دلفریب مناظر جو ہمارے پیشِ نظر ہیں یا کتمِ عدم سے عالمِ وجود میں آنے کے بعد ہماری آنکھوں نے جن اشکال و صور کو مشاہدہ کیا ہے اور موج انگیز دریاؤں ہیبت خیز جنگلوں، سر بفلک پہاڑوں۔ عمیق اور وسیع سمندروں۔ دیدہ زیب مرغزاروں دلفریب باغات و انہار۔ خوش ذائقہ فواکہ و اثمار۔ مختلف النوع والکیفیت اشربہ و اطعمہ متعدد اقسام کے ملبوسات علٰے قدر مراتب رہائشی مکانات و فرنیچر سائنس کی ہوش ربا کرشمہ سازیاں۔ اور نئی روشنی کے محیر العقول ایجادات و اختراعات۔ غرض عالم و مافیہا جن مرئی و متشکل جزئیات کا مجموعہ ہے۔ خالق کون و مکان کی صنعت گری و آفرینش اسی پر محدود نہیں۔ اور اس عالم سے باہر اور بھی عالم ہیں۔ اور اس جہان سے علیحدہ اور جہان بھی صفحۂ ہستی پر موجود ہیں۔ اور ان کا وجود اتنا ہی یقینی لازمی اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ جتنا کہ خود ہمارا وجود و عدم علم سے علم عدم کا نتیجہ اخذ کرنا ایک عامی کے لیے

Marfat.com

شاید اُس کی کم نظری اور کوتاہ بینی کے عذرات کی وجہ سے قابل معافی ہو سکے۔ مگر ایک نکتہ رس اور تدبر و تفکر کرنے والے دماغ سے کبھی ایسے غلط نتائج کے استنباط کا امکان نہیں ہو سکتا۔ آپ خواہ کتنے قیافہ دان کیوں نہ ہوں۔ مگر ایک شخص کو اُس کی ظاہری حالت میں دیکھ کر اس کے متعلق ایک صحیح رائے کبھی قائم نہیں کر سکتے تاوقتیکہ اُس کے خصائل و عادات اس کے علم و جہالت اُس کے محاسن و معائب عندالتجربہ آپ کے سامنے نہ آجائیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک مفلوک الحال اور درماندہ شخص آپ کی ظاہر بین نگاہوں میں غیر مہذب اور ناشائستہ معلوم ہو۔ لیکن جب آپ کو اُس سے کلام کا موقعہ ملے۔ اس کی ہم نشینی حاصل ہو۔ تو اُس کے وسعت معلومات اس کی نادرالکلامی اور اُس کی تبحر علمی کی آپ کو داد دینی پڑے۔ اور یہ بھی واقعات میں سے ہے کہ ایک خوش پوش خوش وضع بارُعب اور عالم نما فی الحقیقت جاہل مطلق۔ بدتہذیب اور پرلے درجہ کا احمق ہو۔

ایک مقفل مکان کو باہر سے دیکھ کر آپ اُس کی ظاہری طرز تعمیر اور بناوٹ کا موازنہ کر سکتے ہیں۔ مگر اُس کی اندرونی حالت سے نیز اُس میں موجودہ سامان کا آپ کو اُس وقت تک پتہ نہیں لگ سکتا جب تک کہ آپ اُس میں داخل نہ ہوں۔ کئی دفعہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک عالیشان اور فن تعمیر کا اعلےٰ نمونہ مکان اندر سے بالکل کریہ المنظر اور ناقابل دید ہے۔ اور ایک پست اور معمولی حیثیت کے مکان کی داخلی حالت فن نقاشی اور مصوری کا ایک بہترین منظر پیش کرتی ہے۔

غرض ہمارا علم ناقص محدود اور رویت کا محتاج ہے۔ اور انسان ضعیف البنیان کے لئے ہمہ دانی کا دعوےٰ اُس کی حماقت اور ناقص عقلی کی دلیل۔

خالق الکائنات کو قادر مطلق مان کر اُس کی پیدا کردہ مخلوقات کو لاتعدّ و لاتحصےٰ جان کر اور اُس کے ذرائع آفرینش و خلقت کو صرف ایک کن کے لفظ سے معبر سمجھ کر ہمیں اِس عالم ظاہری کے علاوہ ایک یا ایک سے زیادہ اور عالم تسلیم کرنے عالم برزخ یا عالم ارواح کا اعتراف اور حیات بعد الموت اور دخول جنان و جہنم کے اعتقادات مندرجہ بالا نظریہ کے تسلیم کرنے کے بعد ایک معمولی بات رہ جاتے ہیں اور خواہ موجودہ زمانہ کے نیچریوں اور پہلے وقت کے معتزلیوں کی سمجھ میں یہ باتیں آئیں

Marfat.com

یا نہ آئیں۔ ہمیں تو اِس کے متعلق علم الیقین ہے اور انشاء اللہ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا کے مطابق اُنہیں بھی ایک وقت عین الیقین ہو جائیگا۔ وَاللہُ عَلٰی مَا اَقُوْلُ وَکِیْل۔

اگر ہم نے خدائے قدوس کے فرمان اور مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے تسلیم کر لیا کہ عالم ظاہری کے سوا ایک اور عالم بھی ہے جس کی رویت میں ایک دفعہ کے مرنے اور پھر زندہ ہونے پر نصیب ہوگی۔ اور جس کی نوعیت اور ہیئت اِس عالم سے بالکل علیحدہ متناقض اور مختلف ہوگی۔ دوسرا یہ کہ ہمارے دائرہ علم میں محدود کائنات کے علاوہ معلوم نہیں اور کتنی کائناتیں خالق الارض والسماوات نے پیدا کی ہیں۔ اور پیدا کر رہا ہے۔ اور کل یوم ھو فی شان کے عملی مظاہر خدا جانے کن کن انواع و اقسام میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔

پھر جسم انسانی جو کہ اپنے اندر ایک عالم کبیر رکھتا ہے۔ اور دنیا بھر کی تمام کیفیات تاثرات اور محسوسات کا منظہر اتم ہے۔ جسے اپنی صحیح کیفیت و نوعیت معلوم کر لینے سے خدائی اسرار و معارف حقائق و دقائق سے صحیح طور پر روشناسی ہو جاتی ہے جسے علم الاشیا کی تلاش کے لئے باہر سرگردان ہونے کی بجائے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کی بشارت سے اس امر پر آمادہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اگر سمجھ لے اور اس عالم کبیر کے مالہٗ و ماعلیہ کی اُسے واقفیت حاصل ہو جائے۔ تو پھر جہان بھر کی سب حقیقتیں اور عالم و ما فیہا کے تمام بھید اُس پر کھل جائینگے۔

جس طرح کہ ایک طالب علم اپنا علمی نصاب ختم کر لیتا ہے تو گو اُس نے جس علم کی تحصیل کی ہے اس کی تمام کتابیں نہیں پڑھیں بلکہ سو میں سے ایک بھی مطالعہ نہیں کر سکا۔ مگر حاصل شدہ استعداد و قابلیت نے اب اُسے دوسری کتابوں کے سبقاً پڑھنے سے مستغنی کر دیا ہے۔ اور اب اُسے اتنا ملکہ حاصل ہے کہ ہر وہ کتاب جس کا تعلق اُس علم سے ہو وہ بآسانی پڑھ لے۔ اُس کے مطالب سے آگاہ ہو سکے۔ اور استنباط نتائج و استخراج مسائل کر سکے بعینہٖ اسی طرح مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی مثال ہے کہ جو شخص اپنی ہستی کا پتہ لگائے اپنی حقیقت اُس پر آشکارا ہو جائے۔ تو پھر خدائے لایزال اور اس کی تمام مخلوق کا راز اُس پر مخفی نہیں رہ سکتا۔ اور جن دوربیں نظروں نے اِس عالم کی

Marfat.com

اپنی نقاب پوش صورت کا معائنہ کر لیا ہے وہ اب اس قابل بھی ہیں کہ مظاہر قدرت کا مشاہدہ کر سکیں۔ ملاء اعلےٰ اور مادی دنیا میں جو حجابات حائل ہیں اُن کی پردہ دری کر دیں۔ اور جمال خداوندی سے اصلی معنوں میں بہرہ مند ہوں۔ مگر جس طرح کہ آپ کو علوم ظاہری کے حصول میں محنت و مشقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ عرق ریزی اور دماغ سوزی کرنی پڑتی ہے معلمین کی زجر و توبیخ اور بعض اوقات گوشمالی اور زد و کوب برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اپنے اوقات مستعار کا ایک بڑا حصہ علم کے شاہد مقصود سے ہمکنار ہونے کی خاطر صرف کرنا پڑتا ہے۔ اور استادوں کی خدمت اور دارالاقامہ کے اخراجات کے لئے کافی رقوم دینی پڑتی ہیں۔ ٹھیک اُسی طریق پر علوم باطنی کے حاصل کرنے میں آپ کی علو ہمتی مستقل مزاجی تحمل و برداشت معلمین کی اطاعت و تعمیل احکام پیش آمدہ ابتلاؤں پر صبر و شکر اور مال کی جگہ جان کی قربانی کی ضرورت ہے بقول شاعر

روئے کشادہ باید و پیشانی فراخ
جائیکہ بطرہ ہائے ید اللہ مے زنند

لاریب کہ یہ تعلیم ظاہری تعلیم سے بدرجہا زیادہ مشکل۔ ادق اور بے حد محنت پر مبنی ہے اس سنگلاخ سرزمین میں قدم قدم پر ٹھوکریں ہیں۔ پاؤں پاؤں میں کانٹے ہیں اور منزل جاناں کے راہ رو کو منازل ہفت خواں سے بڑھکر ہیبتناک اور مرعوب کن مناظر سے سابقہ پڑتا ہے لیکن اس مصیبت کے بعد حاصل ہونے والی راحت۔ اس تکالیف کے بعد حاصل ہونے والے آرام اور اس تذبذب اور انتشار کے بعد حاصل ہونے والے اطمینان کا اندازہ بھی وہی لگا سکتا ہے۔ جس نے یہ مراحل تفرطے کئے ہوں۔ ان منازل محبت سے اس کا گذر ہوا ہو۔ اور اس مزدوری کی اُجرت سے اس کا دامن مالامال۔ پھر اُس سے کوئی پوچھے کہ تمہاری محنت کا ثمرہ۔ تمہارے کئے کا پھل اور تمہارے عمل کا ثواب تمہیں کیا ملا ہے

بقدر الکد تکتسب المعالی
یغوص البحر من طلب اللاٰلی

دنیا کو اگر عالم اسباب مان لیا جائے اور فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ کو معیار قرار دیا جائے تو بھی ایک عارف

Marfat.com

کامل اُسی وقت مدارج تصوف و عرفان طے کرکے شاہدِ حقیقی سے ہمکنار ہو سکتا ہے جبکہ وہ نفس کشی عبادت عادات و ریاضات ضبط علی النفس و رضا بالقضا پر پورا عامل ہو سکے اتنا چلے سوا ولیا کی ایک تصویر بنکر نفس امارہ کی ہر ایک خواہش اور جذباتِ حیوانی و بہیمی کے ہر ایک تقاضا کو نفرت و حقارت سے رد کر دے بجائے شہوات کے محکوم ہونے کے ان پر حاکم ہو کر ان پر اپنا ملکوتی تصرف و روحانی حاکمانہ قایم کرے اور کلمۂ طیبہ کا صحیح مفہوم اُس کے دل و دماغ پر مستولی ہو کر اُسے غیر اللہ کی تمام بندشوں سے چھڑا دے اُس کی حیات و ممات اس کی حرکات و سکنات اور اُس کی خصومت و محبت سب خدا کے لئے ہو جائیں اور ایک ذات کے سوا وہ سب سے انقطاع کرے رو گردانی کرے اور مقصود حقیقی کی طلب میں جو رشتہ ناطہ جو تعلق سد راہ ہو اور جو خواہش مانع ہو ان سب کو ٹھکرا دے پامال کر دے اور دنیا کو دکھا دے کہ

آنکس کہ ترا بخواست جاں را چہ کند — فرزند و عیال و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی و ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

پس ایسا شخص گو دنیا میں انسانی قالب میں رہتا ہے مگر اُس کی حقیقت کسی اہل دل سے پوچھئے اُس کے تعلقات اور روابط دنیا والوں سے قایم ہیں مگر کوئی خدا کا بندہ امتحان تو کرے کہ ایک اصلی اور حقیقی رشتہ و توسل کے مقابلہ میں یہ ظاہری رشتے کتنی دیر قائم رہ سکتی ہیں اور وہ گو ظاہر بین نگاہوں میں ضروریات کا محتاج ہے کھاتا ہے پیتا ہے سوتا ہے توالد و تناسل کے مخالف نہیں مگر کیوں کھاتا ہے کیوں پیتا ہے کیوں سوتا ہے نکاح کیوں کرتا ہے اس کا جواب صرف ایک فقرہ میں سن لیجئے کہ "صرف اُس کے لئے" وہ کس کے پاؤں سے چلتا ہے کس کی زبان سے بولتا ہے کس کے کانوں سے سنتا ہے کس کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اُس کی تشریح حدیث قدسی میں "[illegible]" کے لفظ میں موجود ہے غرض ایک ہی انسان جو متضاد و متخالف جذبات و حسیات کا مجموعہ ہے اور عالم کائنات کی ایک پیکر اور تمثال ہونے کی وجہ سے اپنے ظاہری علامات و شمائل اخلاق و اوصاف کے علاوہ اپنے وجود میں ایک ناطق کمال اور [illegible]

ملکوتی خصائل رکھتا ہے اور جہاں ظاہری طور پر اُس کی خلقت محض دوسرے حیوانات کی طرح صرف خورد و نوش۔ کسب معاش و اقتصاد۔ حصولِ آرام و آسائش میں محدود نظر آتی ہے وہاں اُس کی آفرینش کی علت غائی اور اُس کے پیدا کیئے جانے کی اصل غرض کچھ اَور ہی بتائی گئی ہے اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے پتہ چلتا ہے کہ قدرت ہائے راز تک انسان جن غلط فہمیوں میں مبتلا رہا اور اپنی حقیقت کے چہرہ سے لاعلمی اور جہالت گمراہی اور ضلالت کی وجہ سے وہ نقاب نہ اُٹھا سکا۔ در اصل وہ تو ان تمام معمولی باتوں سے زیادہ بلند مرتبہ بہت ہی رفیع المنزلت اور کہیں بڑھ کر عظیم الشان تھا۔ اُسے نہ صرف دنیا میں حاکم بنا کر بھیجا گیا اور تمام مخلوق کو اُس کے زیر تصرف و تابع فرمان بلکہ اُسے حکمت الٰہی کا محرم اسرار۔ کنز مخفی کا راز دان اور خالق و مخلوق کی نسبت اعتباری کا پردہ در و پردہ دار ؎

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقان ذرا
دانہ تو کھیتی بھی تو باراں بھی تو گندم بھی تو

یہاں ہم مسائل و نکات تصوف بیان کر کے مضمون زیر بحث کو طوالت دینا نہیں چاہتے۔ اور جن آنکھوں نے جمالِ یار کا مشاہدہ کیا ہے جن کانوں نے نغمہ ہائے عشق سُنے ہیں اور جن دلوں میں لیلیٰ پردہ نشین نے اپنا محمل بنا لیا ہے وہ کچھ اِن باتوں کی قدر جان سکتے ہیں۔ ورنہ اس راہ سے ناواقف لوگ ہمارا روئے سخن اُن کی طرف اور نہ ہمیں الفاظ کے ذریعے اُنہیں سمجھانے کی ضرورت ؏

ذوقِ ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

وہ اگر اُن حقائق ثابتہ پر تمسخر اڑائیں تو اُنہیں معذور سمجھا جائے۔ اور اگر عدم علم سے علم عدم والی غلطی میں مبتلا ہوں تو اُن کی سمجھ کا قصور ہے ؏

والناس اعداءٌ بما ھم جاھلون

در اصل وہ کیفیات و تاثرات جن کا تعلق درس و تدریس فہم و افہام کی جگہ رویت و مشاہدہ سے ہے اور جن اسرار و غوامض کے انکشاف و انشراح سے سالک کو ایک فرحت قلبی و انبساط روحی حاصل ہو اُس کے بیان کیلئے الفاظ بالکل ناکافی ہیں۔ اور کوئی قادر الکلام اور انشا پرداز اُن کی تشریح و توضیح زبان اور قلم سے

Marfat.com

نہیں کر سکتا۔ ؎

علم در سینہ بود در سی نہ بود

وللہ در ما قال ؎

این راز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است　　بر دار تواں گفت بہ منبر نتواں گفت

ہمارا مقصد یہ تھا کہ علوم ظاہری کے ماسوا علوم باطنی سے بھی ایک طالب حقیقت فیضیاب ہو سکتا ہے۔ اور اگر علوم مروجہ و متداولہ سے مقصود اصلی قرآن و حدیث کے مطالب و معانی سے وقفیت اور شریعت اسلامی سے پوری مہارت ہے، تو وہاں علوم باطنی سے حقیقی غرض ایمان کے اعلےٰ مدارج پر فائز ہو کر اور احسان کا وہ درجہ طے کر کے جہاں ایک نماز گذار خدا کو اپنے روبرو دیکھنے لگتا ہے۔ اور ابتدا میں کم از کم خدا کو حاضر و ناظر سمجھتا ہے۔ غیر اللہ سے سرکشی و تمرد اور ذات احدیت سے تقرب و وصال ہے اور ان انعام کے حاصل کرنے میں سالک کو جو جد و جہد تگ و دو اور محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے اُس کا نام ہے جہاد اکبر والمجاھد من جاھد بنفسہ والمھاجر من ھاجر عن ما نہ اللہ و رسولہ عنہ یعنی اصلی مجاہد وہ ہے جس نے اپنے سب سے بڑے دشمن نفس کو قابو کر لیا۔ اور صحیح معنوں میں مہاجر اُسے کہتے ہیں۔ جس نے خدا و رسول کے منہیات سے عرض و احتراز روا رکھا۔

اِن مہاجرین و مجاہدین کی جماعت کو صوفیائے عظام کا لقب عطا ہوا ہے۔ اور اولیاء اللہ کا پُر فخر خطاب۔

قرآن کریم میں حزب اللہ و حزب الشیطان اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان کی جو تقسیم کی گئی ہے ذرا بہ نظر غائر ان آیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اولیا اللہ اور حزب اللہ سے کون لوگ متصف ہیں۔ خدا کی محبت کا دعوےٰ کس مسلم کو نہیں مگر شاعر کا یہ قول اگر درست ہے کہ ؎

ان المحب لمن یحب یطیع

تو پھر خاصان خدا سے بڑھ کر اور کوئی شخص خدا کا محب نہیں کہلا سکتا۔ جن کی اطاعت کیشی اور حکم برداری کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔ اور جن کی زندگی کا اصلی مقصد اور حیات کا حقیقی راز یہی حصول رضا میں مرکوز و مضمر ہے۔ اور جن کے نزدیک ایک سانس بھی

Marfat.com

اس کی یاد کے باہر جانا موجب ہزار خسران و طغیان ہے ٭

قرون اولیٰ و وسطیٰ میں اس طریق کے اہل اللہ بکثرت موجود تھے جن پر جس کا پورے طور پر اطلاق ہو سکتا تھا جنہوں نے اپنے تمام اوقات صرف خدا کی یاد کے لئے وقف کر رکھے تھے۔ جو علوم باطن کے سرمایہ دار تھے۔ اور جنہوں نے تصوف کو اپنی روحانیت اور جاذبیت سے وہ درجہ دیا کہ بڑے بڑے علمائے کرام ایک بوریا نشین کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرنا اپنا فخر سمجھنے لگے۔ اور سلاطین زمن اُن کی آستان بوسی کو اپنا طغرائے امتیاز ٭

اُس وقت کے اہل اللہ دنیاوی شوکت و جاہ ظاہری سطوت و حکومت اور مادی طاقت کی ذرا بھر پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور اُن کی نظر لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار پر ہمیشہ جمی رہتی تھی۔ وہ احکم الحاکمین کی عبدیت سے نکل کر کبھی کسی دنیاوی بادشاہ کی غلامی میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور اُن کی جبین نیاز کے لئے صرف ایک چوکھٹ تھی اور وہ خدائے قدوس کا آستانِ ابدنشان ٭ وہ مخلوق کے دلوں کے حاکم تھے۔ اُن کی حکومت ظاہری حکومت سے زیادہ دیرپا اُن کے محکوم مقابلۃً زیادہ وفادار اور اُن کے متبعین اُن کی تعمیل ارشادات میں نسبتاً زیادہ سرگرم و منہمک ٭

آہ وہ نفوسِ قدسیہ و ارواحِ طیبہ اب ہماری ظاہر بین نظروں سے پوشیدہ ہیں اور محو خواب استراحت۔ موجودہ زمانہ قحط الرجال کا زمانہ ہے۔ ایک مجموعۂ صفات بزرگ کی رحلت کے بعد کوئی اُس جیسا جانشین نظر نہیں آتا۔ اور روز بروز یہ زبون حالت ترقی پذیر ہے۔ دنیا میں کفر و الحاد کا دَورہ ہے۔ شیطنت و ابلیست کی حکومت ہے۔ مادہ پرستی نے روحانیت سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اور نئی روشنی گو فلک پیمائی۔ بحر شگافی۔ ہلاکت آفرین اسلحہ کی ساخت۔ اسباب ناز و نعم کی تیاری میں پہلے سے سبقت لے گئی ہے۔ لیکن اب دلوں میں اطمینان و انشراح کی جگہ ترددو تحیر ہے۔ تسکین و استقلال کی جگہ بے چینی و ارتعاش ہے۔ اور نور ایمان و ضیائے اسلام کی جگہ ظلمت کفر و تاریکی الحاد۔ اسلامی سادگی۔ اور صاف روی تصنع اور بناوٹ سے مبدل ہے۔ اور اخوت و ہمدردی حسد و انتقام کے

Marfat.com

جذبات سے مغلوب ۔

خدا اور رسول کی محبت جو جزو اسلام بلکہ عین ایمان تھی۔ اب اُس کا حقیقی وجود بالکل ناپید ہے۔ اور دنیا کے تیس کروڑ مسلمانوں میں سے کتنے افراد ایسے ہیں جن کے دلوں میں محبت خدا و عشق رسول تمام محبتوں اور خواہشوں سے زیادہ موجود ہے اور مقابلۃً وہ اُسے مرجح سمجھتے ہیں جب نور ایمان ہی صفحاتِ قلوب سے نابود اور مسدود ہو رہا ہو۔ تو پھر احسان اور روحانیت کی تلاش بے سُود ہے۔ جو کہ ایمان کے اعلیٰ مدارج سے پیدا ہوتے ہیں ۔

بایں ہمہ اگر یہ حدیث درست ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے کہ جب تک روئے زمین پر ایک متنفس بھی صدقِ نیت و خلوص قلب سے اللہ اللہ کہنے والا باقی رہا تب تک قیام قیامت ناممکن ہے۔ تو پھر ہمیں اُس آتش کدہ عرفان میں سے کسی چنگاری کی تلاش اور اُس موجزن بحر تصوّف میں سے پانی کے چند گھونٹ ڈھونڈ نکالنے مشکل نہیں البتہ چشمِ بینا کی ضرورت ہے دیدہ حق شناس درکار ہیں۔ اور وہ آنکھیں مطلوب ہیں۔ جو کھرے کھوٹے کی پہچان اور سونے کی پیتل سے چاندی کی قلعی سے اور لعل و جواہر کی جھوٹے نگوں سے امتیاز کر سکیں۔ ورنہ بقولِ مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ ؎

اے بسا ابلیس کا دم روئے ہست　　پس بہر دستے نباید داد دست

ہر مدعی فقر فقیر نہیں۔ اور نہ ہر ایک لاف زن عرفان تصوّف کا رازدان ع

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ۔

اب رہا اہل اللہ کا مابہ الامتیاز سو اپنے اپنے نقطہ خیالات سے ہر شخص اُس کے متعلق کوئی نہ کوئی رائے رکھتا ہوگا۔ مگر یہ فقیر تو ولکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ سے بڑھ کر اور کوئی معیار ارباب صدق و صفا و اصحاب مکر و ریا کے مابین تفریق و شناخت کیلئے نہیں سمجھتا۔ اور اسوۂ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہٹ کر علیحدہ ہو کر اگر کوئی ہوا میں اُڑتا آئے۔ آگ میں کود کر صحیح و سالم نکل آئے دریاؤں اور سمندروں کو خشکی کی طرح طے کر جائے مگر تاوقتیکہ وہ متبع شریعت نہ ہو۔ اسوۂ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے سامنے بطور تقلید موجود نہ ہو۔ اور

Marfat.com

اسلامی شعائر کی ادائیگی اُس کے اہم ترین فرائض میں داخل نہ ہوں۔ تب تک اُس کے تمام دعوے جھوٹے۔ اُس کی تمام کرامتیں شعبدہ بازی اور سحر اور اس کی تمام حرکات ابلہ فریبی اور دنیا طلبی پر مبنی و مشتمل ۔

ایک مجذوب اپنی حالت جذب و سکر میں اگر نماز کا تارک ہو جائے یا ماہ صیام کا احترام نہ کرے یا شرعی احکام کی پورے طور پر پابندی نہ کر سکے۔ تو وہ معذور ہے اور بوجہ ہوش و حواس ظاہری کی برگشتگی کے عنداللہ ماخوذ نہیں۔ مگر ایک عقلمند صاحب ہوش و فراست ذی فہم و ذکائے سے جب کہ وہ اپنے آپ کو اہل اللہ سمجھتا ہو۔ کسی خلاف شرع حرکت کا صدور کسی فرض و واجب کا عمداً ترک اور کسی سنت و مستحب کو بھی معمولی اور غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دینا اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ اس کے دعاوی باد رہوا۔ اُس کے ظاہر کردہ مدارج و معارج کذب و افترا اور اس کے وہ مقامات فقر جن کے طے کرنے کا قصہ وہ اپنے ناحقیقت شناس مریدوں کو سُنایا کرتا ہے الف لیلہ کے قصوں سے بڑھ کر محض خیال آفرینی کا مرقع۔ اگر کسی بزرگ کا قول واقعات کا ترجمان ہے کہ ؎

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر   کے شود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

تو پھر شریعت اسلامی کے اتباع قال اللہ و قال الرسول پر حرف بحرف عمل اور اپنے تمام اعمال و افعال۔ حرکات و سکنات، عبادات و مجاہدات میں رسول اکرم بابی انت و اُمی کے نقش قدم پر چلنا اس قدر ضروری۔ اس قدر لازمی۔ اور اس قدر اہم ہے۔ کہ اس کے سوا مقامات تصوف سے آگاہ ہونا بجائے خویش مومن کے لقب سے بھی انسان موسوم نہیں ہو سکتا۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ؎

مپندار سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

پھر ایسے وقت میں جب کہ اولیاء اللہ سے اولیائے شیطان تعداد میں ظاہری عروج و کمال میں پیروؤں کی کثرت میں متبعین کی خوش عقیدگی میں قرب قیامت کی وجہ سے بڑھ رہے ہوں۔ اور ایک گمراہ کن۔ آیات و حدیث سے استہزا کرنے والا

تارک الصوم والصلوٰۃ، بھنگ نوش۔ جرعہ کش۔ رندِ خرابات علمبردار تصوف و ماہر عرفان تسلیم کیا جارہا ہو۔ مقابلۃً حقیقی درویش اور اصلی صوفی بوجہ اُن کی شکل تعلیم و ہدایت نفس کشی و ریاضت وارشاد اتباع شریعت و طریقت گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے ہوں۔ اور سہل پسند طبائع اُن کی تعلیم کی طرف اس وجہ سے راغب و ملتفت نہ ہوتے ہوں۔ کہ اُن کے ارشادات کی تعمیل اُن کے لئے ایک مصیبت ہے۔ ایک بال ہے اور اُن کی آزادی کے لئے ایک ناقابل برداشت پابندی خدا اور صرف خدا کی محبت ہے جو کسی طالب مولےٰ کو اس میدان میں نکال لائے۔ ورنہ دنیاوی فوائد اور ظاہری تفوق وکمال کے لئے جو وسائل و ذرائع مفید اور سود مند ہو سکتے ہیں۔ وہ تو فی زمانہ مکر و فریب ریا و سمعہ۔ لاف زنی و لن ترانی کے سوا اور کوئی نہیں ؛

یہ درست ہے کہ آخرالامر حق فتحیاب و نصرت مند ہوا کرتا ہے۔ اور باطل ذلیل و سرنگون مگر یہ اُس وقت جب کہ کسی کے دل میں طلب حق و خواہش صدق موجود ہو۔ ورنہ جب دلوں میں باطل نے گھر کر لیا ہو۔ اور ظاہر پرستی کا دور دورہ ہو۔ تو پھر ارباب حق کی جستجو کون کرے۔ اور اُن کی تلاش میں کون سرگرداں ہو ؛

ایسی حالت میں جب کہ سچائی اور صداقت اس کس مپرسی اور بے قدری کی صورت میں ہے۔ اور دروغ بافی و کذب انگیزی عروج وکمال پر۔ کسی اہل اللہ کا ظہور نعمت غیر مترقبہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر اگر اس کے معنوی کمالات اور روحانی تصرفات مخلوق کے ایک حصہ کثیر کو اپنی جاذبیت سے اپنی طرف متوجہ کریں تو پھر ان لوگوں کی خوش قسمتی و بلند طالعی میں کونسا کلام ہو سکتا ہے جن کا ہاتھ ایسے حق پرست کے ہاتھ میں آگیا ہو۔ اور جنھوں نے اس زمانہ فسق و فجور و قرن شرک و بدعت میں اسوۂ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نمونہ دیکھ لیا ہو۔ اور مقلد رسول کی زیارت سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہوں۔ ؏

اے گل بتو خورسندم تو بوئے کسے داری

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ انکا پیر و مرشد انکا ہادی و راہنما اور اُن کا قبلہ کونین کعبہ دارین ایک ایسی عدیم المثال اور بے نظیر مقدس و مطہر ہستی ہو جسے مجمع مکارم اخلاق۔ مخزن علوم الٰہیہ۔ معدن اسرار ربانیہ۔ فنافی الرسول۔ جامع اسرار شریعت ماہر رموز طریقت

عارف نکاتِ حقیقت۔ غواص دریائے معرفت۔ مونسِ عرفان و توحید۔ قامع شرک و الحاد قطب الاقطاب۔ غوث الاغواث وغیرہ کے القاب سے اگر یاد کیا جائے تو یہ القاب اُس کے لئے باعث فخر نہ ہوں۔ بلکہ ان خطابات کو فخر ہو کہ وہ ایک ایسی ذات و الاصفات سے منسوب کئے جا رہے ہیں۔ ہماری مراد حضرت خواجہ غریب نواز سید **غلام حیدر علی شاہ** نور اللہ مرقدہٗ و رضی اللہ عنہ جلالپوری سے ہے۔ جن کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب کہ تصوف کا ہادی چراغ زمانہ کی باد مخالف کے سخت جھونکوں سے جھلملا رہا تھا جبکہ نورِ عرفان کی بادہ نواز جھلک بظاہر دیکھنے والی مگر در باطن اندھی آنکھوں سے پوشیدہ ہو رہی تھی۔ اور جب کہ دلوں میں خدا پرستی و خدا شناسی کی جگہ طاغوت پرستی و باطل پسندی کی حکومت ہو چلی تھی ؂

مگر جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ظہور قیامت اولیاء اللہ کے فقدان پر موقوف ہے۔ اور ابھی قیام قیامت میں کچھ تاخیر تھی۔ کہ خدائے قدوس و قیوم نے علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق گم کردہ راہ مخلوق کی ہدایت و راہنمائی کیلئے پہلی امتوں کے انبیا کی طرح امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ولی کامل۔ ایک شیخ اکمل اور ایک مجدد صادق مبعوث کیا۔ اپنی توحید کی امانت اُس کے سپرد کی۔ اور اور اپنی معرفت کے گنج شائگان کا اُسے کلید بردار بنایا ؎

چھانٹا وہ دل کہ جس کی ازل سے نمود تھی
پسلی پھڑک اُٹھی نظرِ انتخاب کی

اس کی آمد کی نسیم بہاری سے گلستان تصوف سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اُس کے قدوم میمنت برکت سے عرفان کی عرصہ سے خاموش رہنے والی آواز پھر اپنی جاذبیت اور مقناطیسی کشش سے بانگ درا ثابت ہوئی۔ اور اس کی تشریف فرمائی کے روحانی اثرات نے سینکڑوں گم کردگان بادیہ ضلالت کو صراط مستقیم و منہاج قویم کی راہنمائی کی ہزاروں مبتلائے فسق و فجور و منہمک طغیان و خسران صرف ایک نظر کیمیا اثر سے متقی و متورع قایم اللیل و صایم النہار بن گئے۔ اور لاکھوں سیاہ دل بد باطن شقی ازلی صرف ایک کلمۂ ہدایت سے عامل احکام اسلامی حامل شرع محمدی و نکتہ دان رموز خدا شناسی ؂

Marfat.com

وہ نور جس نے عرفان کی چوٹیوں کو اپنی لمعات ریزی و ضیا گستری سے منور کر دیا تھا۔ وہ شمع ہدایت جس کی تجلیات اور چکا چوند کرنے والی روشنی سے ظلمت کفر و تاریکی الحاد ہمیشہ کے لیئے کافور ہو گئی تھی۔ وہ شمس نبوت جس کے مبارک طلوع سے تمام قندیلیں مدہم پڑھ گئیں۔ تمام بتیاں ماند پڑ گئیں۔ اور تمام چراغ غنچۂ ثہش آیند صورت میں ٹمٹمانے لگے۔ اُس کی ایک کرن اس کی ایک شعاع اُس کا ایک چمکار ہندوستان کی سرزمین میں سے پنجاب کے مردم خیز خطۂ ارضی پر پڑا۔ اور ناظرین اُس کی چمک سے محو حیرت ہو گئے۔ دیکھنے والے اُس کی جگمگاہٹ سے خیرہ چشم اور معیرین اس کی ضو افشانیوں و تجلی ریزیوں سے انگشت بدندان ۔

وہ انسانی لباس میں ملائکہ سے بڑھ کر مقدس تھا وہ شکل بشریت میں خدا کے نور کا مظہر اور اُمت محمدی میں خود بانیٔ امت (روحی فداہ) کا صحیح نمونہ بہترین مثال اور حقیقی عکس ۔

جن ارباب علم نے علم حدیث و کتب سیر کا مطالعہ کیا ہے اخلاق و عادات محاسن و امتیازات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں واقفیت حاصل ہے۔ اور خلق مجسم نبی، پیکر رحمت رسول، متخلق باخلاق اللہ و المتصف با وصاف اللہ پیغمبر اور شکل انسانی میں شان خدا رکھنے والے ساکن طیبہ کے خصائص و کمالات مدارج و معارج تقرب الی اللہ و الوصول الیہ کے معاملات سے وہ آگاہ ہیں۔ اور پھر انہوں سے ہمارے فنا فی الرسول مقلد سنت عامل قرآن۔ مرشد طریقت راہبر حقیقت سیدنا و مولنا حضرت خواجہ غریب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ ے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

کی ذات اقدس کو انصاف کی آنکھوں سے دیکھا ہے چشم حقیقت بین سے مشاہدہ کیا ہے۔ اور پھر اسوۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تقابل۔ وہ ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہمارے اس ادعا کی تائید اور ہمارے اس بیان کی توثیق کرنے میں مطلق متامل نہ ہونگے۔ کہ صبر و استقامت تحمل و برداشت۔ تضرع و انکساری عفو و درگذر۔ حلم و مروت۔ جود و عطا۔ ایثار و سخا۔ زہد و تقوےٰ۔ ورع و اتقا

Marfat.com

عبادت و ریاضت جہاد بالنفس وہجرت عن المنہیات - ہر دلعزیزی وخوش خلقی
مستقل مزاجی وکوہ وقاری - خدمت خلق ومسکین پروری - ضبط اوقات وپاس
انفاس احتیاج الی اللہ والاستغناء عن الخلق - حق روی وصداقت شعاری
مساوات پسندی ومعدلت گستری - توقیر بزرگان وشفقت خوردان خودداری
وغیرت مندی - اسلامی فداکاری وایمانی جذبہ - قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر پورا عمل - اور اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کی بہترین مثال
غرض ہر ایک حرکت میں سکون میں عمل میں فعل میں طریق معاشرت میں طرز بود وماند
میں مہد سے لحد تک اور یوم ولادت سے یوم وصال تک وہ اُسوۂ نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو بہو حرف بحرف عامل رہے - اور دنیا کو دکھا دیا کہ تیرہ سو سال
کے بعد بھی ایسے قحط الرجال زمانہ میں کسی مرد کامل کا پیدا ہونا اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے قدم بقدم چلنا کوئی ناممکن نہیں - ہاں نایاب ضرور ہے - اور یہی چیز اس
کی قدر وقیمت شان ومنزلت عزت واحترام کی ہے ع

لعل دشوار بدست آید وزاں ہست عزیز

شعرائے زمان اپنے محبوبوں کی مدح وستائش تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان کے
قلابے ملایا کرتے ہیں - اور معلوم نہیں انہیں کس کس شے سے نسبت دیا کرتے ہیں
اُن کی آنکھوں کو کیا کہتے ہیں اور اُن کے دانتوں کو کیا - ان کی خرام ناز کس سے
مشابہ سمجھتے ہیں - اور ان کی عشوہ گری کو کن دلکش الفاظ میں بیان کرتے ہیں ؛

علمائے امت اپنے اپنے اُستادوں اور متبعین کی فضیلت بیان کرنے میں
جن جن خوبیوں کا ذکر کرتے ہیں - ان کی تبحر علمی - اجتہاد فکری اور بلند نظری پر جو
ثبوت ودلائل پیش کرتے ہیں اور ان کے جامع العلوم - مجمع الفنون ومعادن [illegible]
واصول ہونے پر انہیں جس قدر یقین واعتقاد ہے - اور متبعین تصوف [illegible]
طریقت اپنے اپنے مشائخین کی جو جو فضیلتیں بیان کرتے ہیں - اُن کی شب بیداری
وسحر خیزی اُن کے اذکار وافکار اور ان کی قبولیت دعا واجابت سوال کے جو قصے
سُنایا کرتے ہیں - ہمیں اُن سب کی باتوں سے انکار نہیں - اور کل حزب بما
لدیھم فرحون کے مطابق ہم سمجھتے ہیں - کہ اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے سلک کو

Marfat.com

اچھا سمجھ کر اُس پر عامل ہے۔ اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم ان کی پسند کردہ روش پر پھبتیاں اُڑائیں۔ آوازے کسیں اور گستاخانہ کلمات سے اُن کی دل آزاری کا باعث بنیں وَلِلنَّاسِ فِی مَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ۔ ہاں اُن کی طرح ہمیں بھی اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ ہم بھی اپنے نقطۂ نگاہ سے اپنے نصب العین سے اور اپنی مطمحِ نظر سے ایک ایسی امتیازی خصوصیت قائم کریں۔ ایک ایسا معیار بنائیں۔ اور ایک ایسی کسوٹی تیار کریں۔ جس پر ہم حق کو باطل سے صادق کو کاذب سے اور راست گو کو افترا پرداز سے الگ کر سکیں۔ پہچان سکیں۔ اور امتیاز کر سکیں۔ اور وہ کیا ہے ہمارا پیش کردہ نظریہ

"وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

ہمیں اس بات پر جتنا بھی ناز و غرور ہو بجا ہے۔ جتنا بھی فخر و مباہات کریں کم ہے اور جتنی بھی مسرت بیکراں و شادمانی بے حساب حاصل ہو هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی محتاج ہے۔ کہ ہمارا ہادی ہمارا رہبر۔ ہمارا دست گیر اور ہمارا مرشد اپنے وجود میں کونسی خوبیاں رکھتا ہے۔ اس کا مابہ الامتیاز کیا ہے۔ اور ہم اُس کی توصیف کن الفاظ سے کر سکتے ہیں۔ بس وہ ایک ہی لفظ ہے جامع و مانع ایک ہی کلمہ ہے تمام کلمات کے عطر کا روح ایک ہی جملہ ہے۔ دریا در کوزہ اور وہ کیا ہے۔ متعدد الالفاظ و بمفہومِ واحد، فنا فی الرسول مقلد اسوۂ نبوی۔ مظہر شان محمدی۔ نمونہ اخلاق احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بقول شاعر ؎

محمد ہست چو خورشید و حیدر ست چو ماہ ضیائے نور دو عالم ازیں دو شاہنشاہ

ہمارے خیال میں جب ہمارا اعتقاد یہ ہے۔ کہ ہمارے آقا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ ہے۔ ہمارا یقین یہ ہے کہ اسوۂ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس سے بڑھ کر مظہر دنیا میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارا ایمان یہ ہے کہ خدائے کریم کی ہم پر یہ خاص عنایت اور کرم فرمائی تھی۔ جس نے ایسے زمانہ میں ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روحانی ذریعہ سے زیارت کرادی۔ تو پھر ہم اگر شاعرانہ تخیلات و بلند پروازیوں سے کام لیں اور کنایات و استعارات سے اپنے راہنمائے صادق کی مدح و ثنا کریں تو سوائے اس کے کہ غیر محدود اوصاف و غیر معدود محاسن میں سے کسی ایک خوبی یا وصف کی تعریف میں رطب اللسان ہوں۔ ہم سب کی ستائش کے لئے نہ الفاظ رکھتے ہیں اور

Marfat.com

نہ قدرت بیان ہے

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہمچناں دراول وصف تو ماندہ ایم

پھر خیر الکلام ما قلّ و دلّ کے مطابق بن رہی ہے۔ کہ ہم نے اپنے ہادی برحق کیلئے جو امتیازی نشان قائم کیا ہے اور جس لقب سے ملقب کرنے کا ہمیں خود اُسی کی طرف سے بطور الہام ایما ہوا ہے۔ اُسی پر اکتفا کریں۔ اور ایک شعر اسپر مستزاد جو کہ شاعر نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تصنیف کیا ہے۔ مگر اُس کا اطلاق نائب رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتقاداً ہو سکتا ہے کہ

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جزوی فضائل و کمالات کے نمونے دنیا میں ہزاروں موجود ہیں۔ ایک شخص اگر جود و سخا میں ضرب المثل ہے تو دوسرا عبادت و ریاضت میں یکتائے زمان۔ ایک اگر سخاوت میں حاتم ثانی ہے تو دوسرا زور و قوت بازو میں حریف رستم و اسفندیار۔ ایک کا دماغ اگر علوم ظاہری کا خزینہ ہے تو دوسرے کا سینہ علوم باطنی کا گنجینہ۔ ایک اگر حسن اخلاق میں مشہور ہے تو دوسرا حسن معاملات میں شہرہ آفاق۔ ایک اگر امانت داری میں امین کا خطاب یافتہ ہے تو دوسرا صداقت و راستبازی سے ملقب۔ مگر ان محاسن کا ایک ذات میں مجتمع ہونا ان سب کمالات کا ایک فرد واحد میں متحقق ہونا۔ اور ان اعلےٰ ترین اخلاق کا ایک پیکر انسانی میں موجود ہونا بہت ہی مشکل قریب محال اور ایک عامی کی نظر میں ناممکن ہے لیکن جب آپکے سامنے ایک شان پیش کی جاتی ہے۔ ایک پیکر انسانی اپنی تمام خصوصیتوں اور کمالات سے جلوہ نما ہو جاتی ہے۔ اور ایک برگزیدہ ہستی دنیا کی تمام بڑائیوں اور نیکیوں کے زیور سے مزین ہو کر آپکے سامنے آجاتی ہے۔ تو پھر آپ کا انکار ایسا انکار ہو گا۔ جیسا کہ آپ آفتاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے درخشاں و تاباں دیکھ کر اُس کی ہستی سے انکار کر دیں۔ یا خود اپنی ہستی ہی کے منکر ہو جائیں۔ کہ پھر اُس کا کوئی حل کار نہیں۔ اور بجز لانسلم کا کوئی جواب۔ لیکن اگر آپ کی آنکھیں حق بین ہیں۔ آپکے کان حق نیوش ہیں اور آپکا دل حق آگاہ۔ تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ کسی دور زمانہ میں نہیں۔ خیر القرون میں نہیں۔ بلکہ اسی تیرھویں صدی کے آخری اور چودھویں صدی کے ابتدائی حصہ میں ایک مرد کامل ایک شاہنشاہ فقر اور ایک سلطان المشائخ

Marfat.com

ایسا گذرا ہے جس کے دیکھنے والے اس کی زیارت سے مشرف ہونے والے اور جسکی مبارک صحبت سے مستفیض ہونے والے سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں اب بھی زندہ موجود ہیں جو مجموعہ صفات حسنہ۔ جو مجموعہ صفات مستحسنہ تھا۔ اور جس کے عابدین و مخالفین بھی اس کی ذات برگزیدہ صفات پر کوئی حرف گیری نکتہ چینی نہیں کر سکتے ٭

والفضیلۃ ما شهدت به الاعداء

غالباً ارباب صدق و صفا و اصحاب خلوص و اتقیاء سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ سلسلہ رشد و ہدایت طریقہ ارشاد و تلقین و منزل سلوک و تصوف میں ہمیشہ متبعین اپنے راہبر کا مسترشدین اپنے مرشد حقیقی کا۔ اور راہروان طریق عرفان اپنے راہنما کا ادب احترام کیا کرتے ہیں عقیدت مندی اور عجز و نیاز ہر وقت ان کے ملحوظ خاطر رہتا ہے اور تعظیم و توقیر شیخ سے بڑھ کر کوئی عبادت ان کے نزدیک لائق ثواب کار فرمائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ امر واقعی تحیر خیز۔ حیرت انگیز و استعجاب آمیز معلوم ہوگا۔ کہ شیخ طریقت اپنے عقیدتمند کی جناب دعوت ارشاد اپنے سہل انگیز بدستور کی تعظیم کرے اور معلم تصوف اپنے متعلم عرفان کے استقبال کیلئے ایک ایک میل فاصلہ تک جائے۔ اور اسی طرح بوقت رخصت و تودیع اتنی ہی مسافت تک مشایعت کی جائے ٭

جو لوگ سلسلہ غلامی میں منسلک ہونے کی خاطر حاضر ہوں انہیں یہ ہو کہ تم ہمارے فلاں خلیفہ کے پاس جا کر شرف بیعت حاصل کرو۔ اور جب وہ اپنی پسند اور خواہش کی وجہ سے متذبذب ہوں تو ارشاد ہو کہ ہماری بیعت اور ان کی بیعت میں کوئی فرق نہیں۔ اور ع او در من و من در وے چوں بو گلاب اندر کے مطابق روحی تقرب اور قلبی یگانگت نے حجاب ہائے من و تو کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اور ننانوے شیخ کے درجہ نے اب غیریت کو ملیامیٹ کر دیا ہے۔ بمصداق ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور جب اس نقاد حسن صوری و معنوی کے پاس کوئی حاسد جا کر عرض کرتا کہ آپکے فلاں مرید کا عروج ظاہری آپ سے بھی بڑھ کر ہونے لگا ہے۔ اور ان کے مکانات آپ کے مکانات سے بھی زیادہ خوشنما مستحکم اور پختہ ہیں تو ارشاد ہوتا کہ چونکہ وہ خود پختہ کار

Marfat.com

ہیں۔ اس لیے اُن کے مکانات بھی پختہ ہونے چاہئیں۔ اُن کی شہرت اُن کا ارتقا خود ہماری ترقی اور ہمارا افتخار ہے۔ کیونکہ اولاد کی بہتری اور برتری والدین کی عزت افزائی و مرتبت خیزی کا باعث ہوا کرتی ہے۔ یہ ارشادات کن کے تھے۔ اور کس کے حق میں۔ ناظرین کرام نے اپنی قوت تمیزی اور سیاق کلام سے خود معلوم کر لیا ہوگا۔ اور مزید وضاحت کی خاطر ہم بتائے دیتے ہیں کہ یہاں شیخ طریقت سے مراد حضرت خواجہ **شمس العارفین سیالوی** رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور عقیدت کیش کون ہے۔ ذات ذوالصفات فخر اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم گوشۂ چشم بتول رضی اللہ عنہا سیدنا و مولانا حضرت **خواجہ غریب نواز** رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلالپوری۔ اور یہ دو تین واقعات بمصداق مشتے نمونہ از خروارے ان ہزارہا لطفات و عنایات میں سے عرض بیان میں آگئے ہیں جو حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الغفران پر ہمیشہ مبذول فرمایا کرتے تھے۔ اور جن کی مثال حلقۂ تصوف میں بالکل نایاب ہے۔ اور یہ کیوں تھا اس کا اصلی سبب اور حقیقی راز خود خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ ہی بخوبی سمجھ سکتے تھے۔ اور انہی کی مردم شناسی اور مبصر نگاہوں نے اس دُرِ یکتائے و گوہرِ بے بہا کی قدر و قیمت معلوم کی تھی۔ اور پھر جو قدر دانی کی گئی۔ جس شفقت و مروت کا ثبوت دیا گیا۔ وہ جناب تقدس مآب سیالوی علیہ الرحمۃ کی اس محبت کا ثبوت تھا۔ جو حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کی ہمارے خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز سے تھی اور اس باہمی مابین رابطہ روحانی و اتحاد معنوی کی کیفیت ان حلقہ بگوشان درگاہ سیال شریف سے پوچھیے۔ جو اس سعید وقت میں وہاں موجود ہوا کرتے تھے۔ اور خدا کے مقربین کا باہمی تقرب ان کے پیش نظر رہا کرتا تھا۔ وہ آپ کو بتائیں گے کہ ایک طرف اخلاص اتقیاء و آداب محبت و تقاضائے اعتقاد نے ایک ارادتمند کو کس قدر والہ و شیدا بنا رکھا تھا۔ اور دوسری طرف قدر افزائی عزت بخشی اور احترام فرمائی کے مناظر کس قدر دلکش تھے +

مطلب یہ کہنا ہے کہ آج دنیا کا بالاتفاق اس سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے کہ خود ذات پیر جو متصوفین کے نزدیک ذات خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل وابستہ و متحد و لازم و ملزوم ہوا کرتی ہے۔ آپ پر کس قدر مہربان کس حد تک قدردان اور اگر سچ دریافت ہو تو کہاں تک عاشق اور محب تھے۔ پس اسی سے آپ نتیجہ

Marfat.com

اخذ کرلیں کہ آپکے مدارج عالیہ و مقامات قدسیہ کس قدر رفیع الاقتدار و نادر امثال ہیں ؎

ع قیاس کن زگلستانِ او بہارِ ورا

آپ کی بہت بڑی خصوصیت اور امتیازی شان آپ کی استقامت اور غنائے قلب ہیں پائے جاتے ہیں۔ اور جس کی نظر موجودہ زمانہ میں بالکل ہی عنقا ہے یعنی حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ اپنی تمام زندگی میں سوائے سیال شریف کے کبھی کہیں بھی تشریف نہیں لے گئے اور اپنے ارشاد الاِستقامۃُ فوقُ الکرامۃِ کے مطابق دنیا کو دکھلا دیا کہ متوکلانہ حیات اس کا نام ہے۔ اور نان صبور کا ایک لقمہ کھانے والے تنور کی پکی ہوئی روٹیوں کی قطعًا پرواہ نہیں کرتے۔ الغناء غنی القلب کی یہ کیفیت تھی کہ اگر ہزاروں روپیہ آجائے تو طبیعت میں ایک ذرہ برابر آثار مسرت پیدا نہ ہوتے۔ اور اگر عرصہ تک ایک پیسہ بھی میسر نہ ہو تو تکدر و ملال کا نام تک نہ ہوتا۔ اُن کے سامنے زروجواہر کی قدر کنکریوں اور سنگریزوں سے بڑھ کر نہ تھی اور نعمت ابدی کے حصول نے جہان بھر کی نعمتوں سے انہیں مستغنی کر دیا تھا۔ عبادت و ریاضت کا تو یہاں سوال ہی کیا ہے۔ جس قدسی صفات ذات کا اعتقاد یہ ہو کہ ایک سانس خدا کی یاد سے غافل ہونا بھی اکبر الکبائر میں سے ہے اس کے اوقات عبادت کے لئے کسی تشریح کی کیا ضرورت ہے۔ بس یہی سمجھ لیجئے کہ چوبیس گھنٹوں میں سے ایک سیکنڈ بھی عبادت سے خالی نہ جاتا۔ اور اگر اوراد مقررہ سے کسی وقت فراغت ہو بھی جاتی تو ذکر قلبی جاری رہتا۔ اور پھر اوراد و وظائف و نوافل کی پابندی اس حد تک کہ مرض الموت میں بھی آپ کی نہ ایک نماز قضا ہونے پائی اور نہ ہی روزانہ وظائف متروک ہوئے۔ سخت ترین علالت میں بھی ادائیگی فرائض و نوافل میں قطعًا فرق نہ پڑا۔ بلکہ ایک دفعہ جب کہ آپ مرض فتق سے نہایت تکلیف میں تھا اور زمین پر سجدہ نہ کر سکتے تھے۔ تو میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک خالی گھڑا الٹا کرکے اپنے سامنے اُس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ صبر و شکر کی یہ حالت کہ آپ کا محبوب ترین فرزند جس سے آپ کو پدرانہ محبت بدرجہ کمال تھی۔ عین عالم شباب میں راہگزائے عالم جاودانی ہوتا ہے مگر آپ جزاع و فزع آہ و بکا کی بجائے سر بسجود ہو کر الحمدللہ و الشکر للہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور رضا بالقضا کا اعلےٰ ترین منظر اپنے طرز عمل سے دکھا دیتے ہیں۔ اخفائے راز و عدم شہرت پسندی کے اس حد تک دلدادہ کہ کبھی صراحتًا تو بجائے خویش کنایۃً

128294

Marfat.com

یا استعارۃً بھی اس قسم کا کوئی ارشاد نہ فرمایا جس سے آپ کے مدارج پر روشنی پڑ سکے یا جس سے ولایت کا مفہوم نکل سکے۔ بلکہ ہمیشہ کسر نفسی کے طور پر اپنے آپ کو ہیچ میرز اور مسکین ظاہر فرمایا۔ اور جب کبھی کسی نے آپ کی تعریف و توصیف میں ایک لفظ بھی مُنہ سے نکالا۔ تو فوراً روک دیا۔ اور خاموش کرا دیا۔ بلکہ کئی ایک موقعوں پر اظہار ناپسندیدگی تک نوبت پہنچی۔ مسکین نوازی اور غریب پروری کا حال اُن مساکین برادران طریقت سے دریافت کریں۔ جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور نزار و نزار ہیئت گدائی میں حاضر ہوتے مگر اُن سے حسن سلوک کی کوئی انتہا نہ رہتی۔ اُن کے تمام معروضات کو کمال شفقت و عنایت سے گوش گذار فرما کر دعائے خیر کی جاتی۔ اور اُن کے جملہ سوالات کا نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا جاتا۔ اور اُس کے برعکس اعلےٰ حیثیت اور طبقہ والوں سے معمولی سلوک برقرار رکھا جاتا۔ اور زیادہ گفتگو سے احتراز۔

مروت اور ہر دلعزیزی کے متعلق اتنا ظاہر کر دینا مکتفی ہو گا۔ کہ کئی لاکھ برادران طریقت میں سے فرداً فرداً اگر آپ دریافت کریں تو ہر ایک اس امر کا نہایت وثوق سے معترف ہو گا۔ کہ آپ کی جتنی نوازش اور مہربانی میرے حال پر تھی شاید ہی کسی دیگر پر ہو۔ اور اسی کا نام ہے کرم گستری و بندہ پروری ؎

ز من بر آں گل عارض غزل سرائیم بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

عذب البیانی و شیریں لسانی اور کلام کے جامع مانع ہونے میں حضور اقدس کو ایک خاص تفوق نصیب تھا۔ اور اس پر لطف یہ کہ بوجہ کشف القلوب ہر ایک حاضر و سامع کو اُس کے مافی الضمیر کے مطابق جواب عطا ہوتا۔ گو روئے سخن ہمیشہ دوسری طرف رہا کرتا۔ کہ یہ ادا آپ کو زیادہ مرغوب تھی۔ اور ہمیشہ یہ شعر اپنی پسند کے اظہار میں فرمایا کرتے تھے کہ ؎

خوشتر آں باشد کہ سِرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

قصہ کوتاہ آپ کے محاسن و کمالات کا بیان اور آپ کے خصائص و امتیازات کی تشریح کم از کم اس فقیر سے تو نہیں ہو سکتی بلکہ میرا اعتقاد ہے کہ کوئی اہل قلم بھی اُن کا صحیح نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔ اور گو ذکرِ حبیب کے مطلوب و مرغوب طبع ہونے کی وجہ سے جی

Marfat.com

چاہتا ہے کہ ناظرین کرام کو بھی اُس مئے عرفان و توحید کا ایک ایک جام پلایا جائے۔ جس نے اپنی عذوبت و لطافت سے غلامان حیدری کو شاد کام بنا رکھا ہے۔ اور عِندَ ذِکرِ الصَّالِحِینَ تَنزِلُ الرَّحمَۃُ کے حسب فحوائے اُنہیں بھی شریک رحمت و غفران کیا جائے۔ مگر یہاں تو کیفیت ہی دگرگون ہے۔ اور اوصاف یا اس حد تک پسندیدہ اور مستحسن ہیں جن میں سے ایک وصف کے بیان کرنے سے بھی زبان قلم عاجز اور صفحہ قرطاس محدود ہے۔

لَا یُمکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ

بایں ہمہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے مصداق جہاں تک زبان میں گویائی کی طاقت ہے اور قلم میں تحریر کی۔ ہمارا فرض ہے کہ ارباب صدق و صفا کے سامنے آپ کے حالات، کمالات، اور ارشادات پیش کریں تاکہ وہ ہم پر "حلوا تنہا نہ باید خورد" کا صحیح الزام عائد نہ کرنے لگیں۔

جس طرح کہ احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ اور کتب تاریخ و سیر کے پڑھنے سے ہم ان صحیح کیفیات سے قطعاً واقف نہیں ہو سکتے جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رُوشناس تھے۔ اور "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" والی ضرب المثل بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ مرئیات ہمیشہ مسموعات سے زیادہ موثر اور دلنشیں ہوا کرتے ہیں۔ آپ ایک عظیم الشان شہر کی تعریف خواہ کس قدر مبالغہ آمیز الفاظ میں کیوں نہ سُن لیں۔ مگر جب آپ کو اُس کے دیکھنے کا اتفاق ہوگا۔ تو مسموعہ حالات اور چشم دید مناظر میں بڑا بھاری تفاوت اور فرق دکھائی دیگا۔ اسی طرح ایک خدا رسیدہ بزرگ کی تعریف اگر آپ اُس کے کسی معتقد کی زبانی سُن کر خود اُس کی زیارت سے مشرف ہوں تو بیان کردہ حالات اور مشاہدہ میں آنے والے واقعات میں بیحد بتعدد افتراق نظر آئیگا۔ بایں ہمہ بقول شاعر ؎

حدیثہ او حدیث عنہ یطربنی ۔۔۔ ھذا اذا غاب و ذاک اذ حضرہ
کلاھما حسنٌ عندی اُسَرُّ بہٖ ۔۔۔ ولکن احلی ھما ما وافق النظرہ

اگر اُس کی باتیں اُس کی زبان سے نہ سُن سکیں تو پھر اُس کی زبان سے تو ضرور سُننی چاہئیں جس نے کہ اپنے کانوں سے سُنی ہوں۔ گو اس میں کلام نہیں کہ زیادہ میٹھی رسیلی اور لذیذ

Marfat.com

تو وہی ہونگی جو خود سُنی جائیں ۔ اور پھر کہنے والا آنکھوں کے سامنے ہو۔ مگر جبکہ وہ ظاہری نگاہوں سے پوشیدہ ہو ۔ اور موت کے حجاب نے ہمارے اور اُس کے درمیان ایک ناقابل گذر خلیج حائل کر دی ہو۔ تو پھر سوائے اس کے چارہ کار ہی کیا ہے ۔ کہ اُس کے ہمنشینوں سے اس کے حالات سُنے جائیں ۔ اس کے صحبت یافتگان سے اُس کے ارشادات گوش رسید کئے جائیں ۔ اور جو لوگ اس کی اعجاز نما دعاؤں اور معجزہ نما اکرامات کا مورد رہے ہوں ۔ اُن سے اسکی اصلی نوعیت اور حقیقت معلوم کی جائے ۔ خیر القرون کا لوجہ الامتیاز صحابہ کرامؓ ۔ تابعینؒ ۔ تبع تابعینؒ کا تفاوت مدارج بھی اسی اصول پر موقوف ہے کہ جمال نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی آنکھوں سے معائنہ کرنے والے بہر خفیقت سے فائق ہیں ۔ پھر اُن کے دیکھنے والے اور پھر تابعین کی زیارت کرنے والے ؛

ترتیب سوانح و حالات والی رسم قدیم سے چلی آتی ہے ۔ اور ایک نہایت عمدہ قابل عمل و لائق تقلید کارروائی ہے جس سے آیندہ آنے والی نسلیں بہت کچھ مستفیض و مستفید ہو سکتی ہیں ۔ اور چشم بینا کے لئے حالات رفتگان میں حقائق و دقائق کے دفتر ہیں بصائر و عبر کے وعظ ہیں اور معارف و حکم کے درس ہیں ۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را

بزرگان سلف رحمۃ اللہ علیہم کی سوانحعمریاں بکثرت موجود ہیں ۔ اگر کسی سوانح نگار نے خوش عقیدگی کی وجہ سے انہیں کسی قسم کی مبالغہ آمیزی نہ کی ہو تو سالکان مسالک طریقت و راہروان منازل حقیقت کے لئے اُن کا مطالعہ ہمیشہ اصلاح خیالات و درستی عقائد و حصول محبت پیر و مرشد میں ممد ہوا کرتا ہے ۔ اور ایک متلاشی طریق عرفان و جویائے راہ تصوف متصوفین کرام کے حالات زندگی و واقعات حیات سے اپنے لئے ایک شاہ راہ عمل تجویز کر کے اُس پر گامزن رسائی کر سکتا ہے ۔ اُن کے ارشادات ایک طالب مولا کے لئے آویزہ گوش بنانے کے قابل ہوا کرتے ہیں ۔ اور اُن سے ظاہر ہونے والے خوارق عادات ان کی صداقت اور حقانیت پر شاہد عادل ؛

خود قرآن کریم میں بھی جا بجا اخبار و قصص اُمم سابقہ سے استشہاد کیا گیا ہے

Marfat.com

اور لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ سے پتہ چلتا ہے کہ بیان قصص سے غرض صرف یہی تھی کہ اصحاب حقیقت بامعان ان سے عبرت حاصل کریں اور بصیرت آمیز نظروں سے ان کا مطالعہ کرکے اپنے لئے ایک طریق کار نکال لیں چنانچہ نکتہ شناسان حقائق ام الکتاب جانتے ہیں۔ کہ اسوہ یوسفی علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کن کن سبق آموز حالات کا مجموعہ ہے۔ اور جہاں ایک طرف مشیت الہی اور جہاد بالنفس کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ اور رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ سے زنجیر وسلاسل اور قید خانہ کو عیش وعشرت و تلذذ نفسانی پر ترجیح دیجاتی ہے وہاں وعظ یوسفی علیہ السلام کس قدر دلنشین وعبرت انگیز ہے۔ اور يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ سے توحید اور خدا پرستی پر زبردست استناد کیا گیا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس سیدنا موسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام اور سیدنا خضر صلوٰۃ اللہ علیہ کے مابین جو زبردست مکالمہ ہوا ہے۔ اور بالآخر هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ تک جو نوبت پہنچی اس سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ ایک مسترشد اور ارادت مند کو اپنے رہنما اور شیخ طریقت کا کس حد تک مطیع ومنقاد ہونا چاہیئے اور جب تک کہ ؎

پیر را بگزین و سر تسلیم شو ہم چو موسےٰ زیر حکم خضر رو

اطاعت مرشد میں چون وچرا کا شائبہ بھی موجود ہو تو هذا فراق بینی وبینکم کا احتمال ہوسکتا ہے +

غرض جس صورت میں کہ خود خدائے لایزال اخبار وقصص کے بیان سے تشریح مسائل و توضیح احکام فرماتے ہیں تو بندگان ذات واجب الوجود کا تقلیداً واتباعاً اپنے بزرگان ملت وراہ نمایان قوم کے حالات قلمبند کرنے اور مستقبل میں راہ نوردان صراط مستقیم کے لئے نقش قدم چھوڑ جانے ہر حیثیت سے لائق کار فرمائی ہے +

احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی دراصل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح حیات ہیں۔ جن میں ملفوظات بھی ہیں۔ واقعات بھی ہیں! ور معجزات بھی اور کتب حدیث وسیر سے بڑھ کر اور کوئی سوانح ہر ایک اعتبار سے مکمل وشرح نہیں ہوسکتی +

Marfat.com

انماں بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات زندگی ضخیم اور مبسوط کتابوں میں تمام تر موجود ہیں اور جہاں مسلمان تاریخ کی ترتیب و تدوین میں موسس کا لقب رکھتے ہیں وہاں مشاہیر امت کے مابہ الامتیازات کی یادداشت میں بھی انہوں نے بڑا حصہ لیا ہے۔ اور آج ایک علم و عمل کا متلاشی اپنے مایۂ ناز متقدمین کے تمام خصائص و کمالات کو اپنی اصلی حالت میں اسماء الرجال اور تاریخ کی کتابوں سے معائنہ کر سکتا ہے۔

اولیائے امت جو کہ انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پایہ گذرے ہیں ان کے متبعین نے بھی اُن کی سوانح عمریاں بدوّن و مرتب کی ہیں۔ اور سینکڑوں اولیاء اللہ کے حالات آج کتب کی توسیع و اشاعت کی وجہ سے شائقین کو دستیاب ہو سکتے ہیں ٭

بنا علیہ اگر ہم بھی اپنے مقتدائے اعظم و راہنمائے اکرم کے حالات و واقعات حیات کتابی صورت میں یکجا کرنے کی کوشش کریں۔ تو نہ صرف ہم اس معاملہ میں حق بجانب ہونگے۔ بلکہ زمانہ حال و مستقبل کے طالبان راہ حقیقت و جویان طریق معرفت کیلئے ایک بہترین نمونہ و مثال قائم ہو سکیگی جس کو پیش نظر رکھ کر اپنا نصب العین بنا کر وہ منازل عرفان کو بہ آسانی طے کر سکینگے ٭

اِس فقیر نے بے حد کوشش کی اور کئی دفعہ اس بات پر آمادگی کا اظہار کیا کہ اس سعادت ابدی سے میں خود بہرہ مند ہو سکوں۔ اور صرف اولاد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ادنےٰ ترین خادم حیدری رحمۃ اللہ علیہ کی حیثیت سے (کیونکہ اس فقیر کو بھی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہے) آپ کی سوانح حیات تحریر کروں۔ مگر ہر ایک موقع پر کوئی نہ کوئی مانع حائل اور سدِ راہ ہوتا رہا۔ اور کثرت مشاغل و مصارف و عدیم الفرصتی نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور ساتھ ہی چند عوارض و اسقام ملحقہ نے طبیعت کو ہمیشہ پریشان بنائے رکھا۔ اور دلجمعی و اطمینان نصیب نہ ہو سکے ٭

بالآخر مخلص ترین برادر طریقت جبی فی اللہ ملک جمال الدین صاحب مدیر نوی نے جب یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود کتاب کی تالیف و تصنیف پر آمادہ کار ہیں تو اس فقیر نے انہیں بطیب خاطر و برضا و رغبت اجازت دیدی۔ کیونکہ یہ سعادت ابدی ازل سے اُن کے مقدر میں لکھی تھی۔ البتہ انہیں ایما کیا گیا کہ اشاعت سے پہلے کتاب کی تصحیح ضروری ہے۔ اور یہ کام اس فقیر کے ذمہ ہوگا ٭

Marfat.com

چنانچہ ذکرِ حبیب کی تالیف و اشاعت کا فخر اگر ملک صاحب کو حاصل ہے۔ تو اُس کی صحت و درستی و مناسب ترمیم و تنسیخ کا شرف اس فقیر کو بھی نصیب ہو گیا ہے۔ اور فقیر کے نقطۂ نظر سے جہاں ملک صاحب کو اس کارِ خیر کا ثواب جب تک کہ قارئین اس کے مطالعے سے مستفیض ہوتے رہیں ملتا رہیگا۔ وہاں یہ فقیر بھی اپنی زندگی کے بہترین اعمالِ صالح میں سے کتاب زیرِ بحث کی اصلاح اور تحریرِ مقدمۃ الکتاب شمار کریگا کیونکہ گو یہ فقیر خود اپنے آپ کو بالکل عاجز اور ناتوان سمجھتا ہے مگر اُسے جو روحانی واسطہ معنوی توسل حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ہے یہ اُسی کا یمن اور برکت ہے کہ ایسی سعادت دارین نصیب ہو گئی ہے۔

گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم

کتاب زیرِ تنقید پر اگر پورا تبصرہ کیا جائے۔ تو اس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا۔ کہ اس میں بعض فرو گذاشتیں پائی جاتی ہیں۔ ملفوظات بہت ہی کم لکھے گئے ہیں۔ کرامات کا حصہ بیحد مختصر ہے۔ اور حالات بھی اس شرح و بسط کے ساتھ تحریر نہیں کئے جا سکے۔ جس کی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظمتِ شان والے سلطان المشائخ کے واقعاتِ حیات بیان کرنے میں ضرورت تھی۔ البتہ اس اختصار و اجمال کے الزام سے ملک صاحب بری الذمہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے معلومات کی وسعت سے کافی فائدہ اٹھایا ہے۔ اور تلاش و تفحص میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ یہ الگ بات ہے کہ جن دو چار اشخاص کے تحریر کردہ ملفوظات سے انہوں نے مواد بہم پہنچایا ہے وہ آپ کے تمام ارشادات کے مقابلہ میں ایک اور عشر کی نسبت بھی نہیں رکھتے۔ کیونکہ ملفوظات کے لکھنے والے کبھی سال میں ایک دو دفعہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور جو اذکار اُنکی موجودگی میں بیان فرمائے جاتے ان کی یادداشت قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ حالانکہ ارشادات و ہدایات کا سلسلہ تو روزمرہ جاری رہا کرتا تھا۔ اسی طرح کرامات کا حال ہے کہ جن چند معتقد برادران طریقت نے ملک صاحب کو اپنے اپنے تجربہ شدہ اور خود آزمودہ کرامات تحریر کرا دئیے۔ وہ انہوں نے درج کر دئیے۔ لیکن آپ کئی لاکھ کی تعداد میں موجودہ غلامانِ حیدری رحمۃ اللہ علیہ سے اگر علیحدہ علیحدہ کرامات کا حال پوچھیں تو شاید ہی کوئی فرد ایسا ہے جو دو چار کرامتیں جن کا تعلق اُن کے اپنے مفادات سے ہو نہ

سنا وے۔ پھر ایسی صورت میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باب الکرامۃ کس قدر محدود اور غیر مکمل ہے ؛

حالات کے متعلق بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اُن میں اجمال زیادہ ہے اور آپ کی مبارک زندگی کے ہر ایک شعبہ پر بہت کچھ تحریر کیا جا سکتا تھا۔ بایں ہمہ کتاب اپنی ضمن میں چند ایک خصوصیتیں بھی رکھتی ہے۔ نامور شعراء کا ندرت آمیز کلام کتاب کی شان میں خاص اضافہ کا باعث ہوا ہے۔ اور جلال پور شریف کا منظر عمومی روضہ اقدس کا دیدہ زیب نقشہ اور جناب تقدس مآب علیہ الرحمۃ و الغفران کے دستخطی مرقع شریف کے ایک ورق کا فوٹو کتاب کی زیب و زینت کا موجب ہے اور سب سے بڑھ کر ذکر حبیب کا جو مابہ الامتیاز ہے۔ وہ ملک صاحب کی تحقیق و تدقیق روایت و درایت اور انتخاب مضامین و الاعاملہ ہے۔ کہ اُنہوں نے فراہم کردہ مسودات کی دیکھ بھال اور قطع و برید کرنے میں اپنے اوقات عزیز کا حصہ کثیر صرف کیا ہے۔ اور کسی قسم کی کوئی مبالغہ آمیز بات یا خوش عقیدگی کے باعث خارج از قیاس بیان باقی رہنے نہیں دیا۔ اور اب کتاب میں جو کچھ ہے وہ مختصر سہی مجمل سہی۔ مگر واقعات اور صداقت کے لحاظ سے ہر طرح قابل اعتماد و وثوق و لائق مدح و ستائش ہے ؛

ایک کتاب کے محاسن و معائب پر ہر ایک مطالعہ کرنے والا اپنے اپنے نکتہ خیال سے نظر ڈالکر کوئی اچھی یا بُری رائے قائم کر سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک واقعہ ایک شخص کی نظروں میں تعریف کا پہلو لئے ہوئے ہو مگر دوسرے کی نگاہ میں ناقابل اعتبار بلکہ نفرت انگیز و تعجب ہکذا ؛

اس لئے قارئین کرام کی اپنی اپنی پسند پر اس تنقیدی بحث کو چھوڑ دیا جاتا ہے ہاں یہ ظاہر کر دینا مناسب حال ہوگا کہ مطالعہ کتاب میں الفاظ کی بندش و برجستگی محاورات کی ندرت و شستگی خیالات کی رفعت و بلندی کی جگہ اگر مضمون کے اصلی مفہوم و غرض و غایت کو پیش نظر رکھ کر اُس سے استفادہ کیا جائے تو زیادہ مفید مطلب اور قرین صواب ہوا کرتا ہے۔ اور خواہ مخواہ لفظی مباحث میں پڑکر سوائے اس کے کہ حرف گیری اور نکتہ چینی سے مصنف پر تمسخر اڑایا جاوے۔ اور تضیع اوقات کی جاوے۔ اور کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا ہے ؛

Marfat.com

پس جس صورت میں کہ کتاب آپ کے مشتاق ہاتھوں میں ہے اور آپ اس کے مطالعہ سے ایک شہنشاہ فقراء اور ایک سلطان المشائخ کے حالات زندگی و واقعات حیات معلوم کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو پہلے اپنی آنکھوں پر عقیدت و خلاص کی عینک لگانی چاہیئے۔ اور اپنے دل کو تمام آلائشوں و ضعیف الاعتقادیوں سے پاک و صاف کر کے اور اس تصور کو تصدیق کا جامہ پہنا کر کہ آپ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں باریاب ہیں اور آپ کی فیض صحبت سے مشرّف پھر اگر آپ مطالعہ ملفوظات سے بہرہ اندوز و شادکام نہ ہوں۔ بالکل مطابق واقع اور مبنی بر حقیقت کرامات کے مطالعہ سے متاثر نہ ہوں۔ اور غوث الوقت کے کوائف حیات آپ کو اپنی جاذبیت سے اپنی طرف راغب و ملتفت نہ کریں تو ہمارا ذمہ کسی شخص اور کسی معاملہ پر اعتراض کرنے سے پیشتر اگر معترضین اس بات کا موازنہ کر لیا کریں۔ کہ انکا اعتراض ان کی کسی ذاتی کاوش ذاتی عناد یا ذاتی رنجش پر مبنی نہیں۔ اور کیا وہ انصاف پسند نگاہوں سے ایک چیز کے حسن و قبح پر نظر ڈال رہے ہیں۔ یا تعصب اور حسد کی پٹی اُن کی آنکھوں کے سامنے حائل ہے۔ جس نے اُن کی بصارت کو زائل کر دیا ہے۔ تو پھر احقاق حق و ابطال باطل وہ بخوبی کر سکتے ہیں۔ اور کھوٹے کھرے کی بآسانی تمیز ❖

اب کلام کا خاتمہ اس دعا پر کیا جاتا ہے۔ کہ خدائے قدوس اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بزرگان چشت علیہم الرضوان کے طفیل تمام دوستداران فقرائے عظام و معتقدین مشائخ کرام کو بالعموم اور مخلص ترین برادران طریقت اور کتاب ہذا کو خلوص و انقیاد سے مطالعہ کرنے والوں کو بالخصوص اپنے اور اپنے پاک بندوں کی محبت سے مالا مال کریں۔ اعمال صالحہ کی توفیق بخشیں۔ اور دین و دنیا دونوں میں سُرخرو کامران بنا دیں۔ اور محب صادق ملک محمد الدین صاحب مؤلف کتاب ہذا کو اس محنت کا اجر جمیل عطا فرما دیں۔ اور فلاح کونینی و فوز دارینی سے مشرف و مفتخر بنا دیں۔ آمین ❖

Marfat.com

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اٰمِيْن

گلمرگ کشمیر
۱۵۔ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ

فقیر ابو البرکات محمد فضل شاہ کان اللہ لہٗ
سجادہ نشین جلالپور شریف

Marfat.com

ذکرِ حبیب

حصّہ اوّل

حالات

حضرت قبلہ عالم و عالمیان خواجہ غریب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

مصنّفہ

ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی

(پنڈی بہاؤ الدین)

Marfat.com

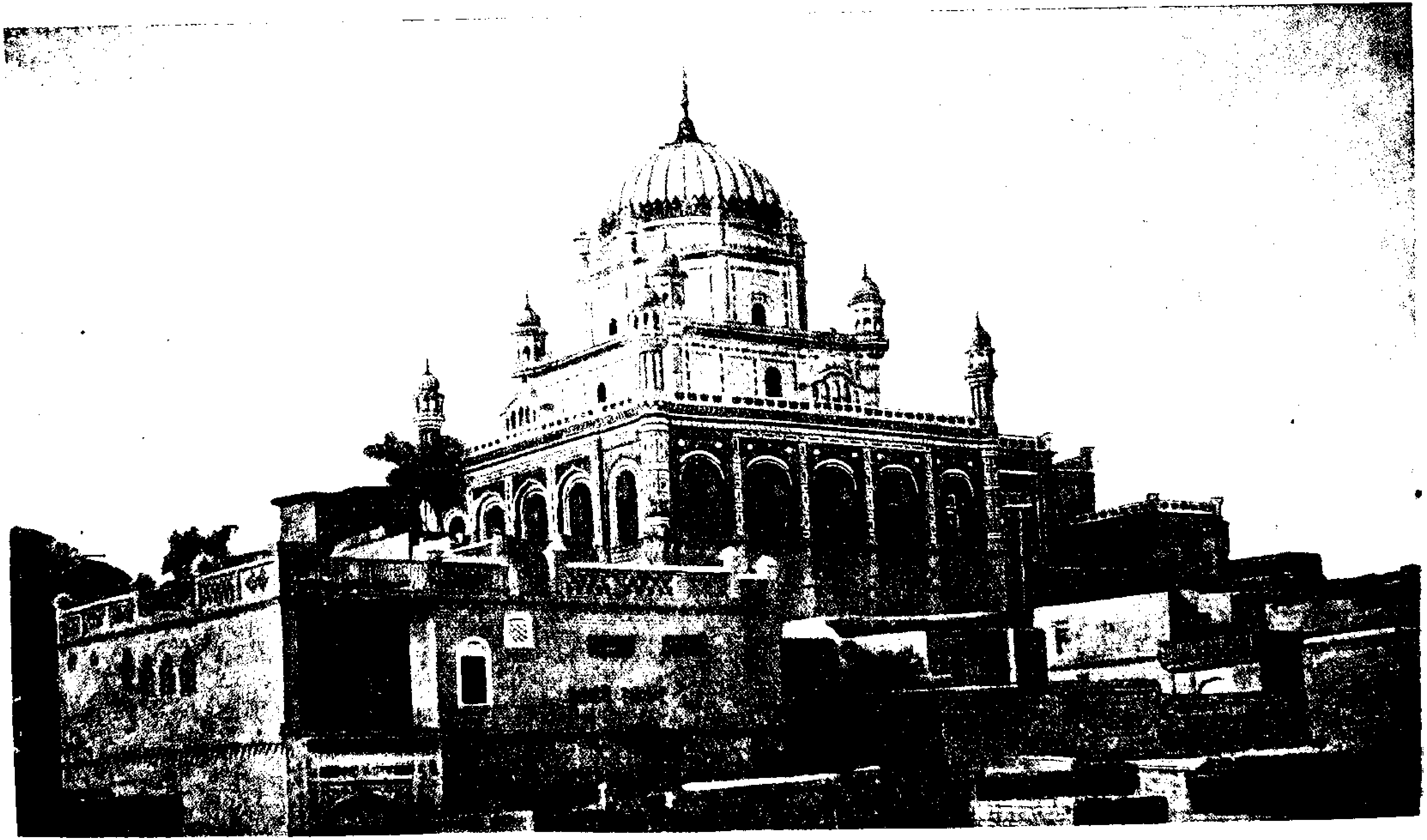

روضہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ

ملک محمد الدین ایڈیٹر صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دیباچہ

حَمْدًا مُّتَکَاثِرًا وَّسَلَامًا مُّتَوَاتِرًا

قرآن وحدیث کے بعد اربابِ دل سب سے زیادہ جس چیز سے محظوظ و متکیف ہوتے ہیں وہ خدا کے نیک بندوں کا تذکرہ ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے سوانح زندگی حالات و کیفیات سے لبریز اور اُن کے قلیل اللفظ و کثیر المعنی مقولوں کا ایک ایک لفظ گوناگوں تاثیرات میں ڈوبا ہوتا ہے۔ ادراک کی قوتیں اِن حالات سے آگاہ ہو کر مست و بیخود ہو جاتی ہیں ارواح پر عالم وجد طاری ہوتا ہے۔ اور قلوب تاثرات و کیفیات کے سمندر میں ڈوبے ہوئے رقص کرتے ہیں۔ آنکھیں اور یہ ظاہری آنکھیں دیکھتی ہیں کہ آسمانِ بریں سے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ کان اور یہ ظاہری کان محسوس کرتے ہیں کہ غیب کے پردوں سے قدوسی نغمے بلند ہو رہے ہیں۔ اسی حالت کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اِن پاک الفاظ میں بیان فرماتے ہیں "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ" نیک بندوں کے تذکرہ کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

جس طرح دلکشا فضاؤں کی لطیف ہوائیں دماغ کو تر و تازہ کرتی ہیں، جس طرح مرغزاروں اور گلزاروں کی عنبریں نکہتیں قوتِ شامہ کو سرمست و وارفتہ بناتی ہیں، جس طرح اربابِ عمل کی داستان سُن کر دست و بازو میں جنبش ہونے لگتی ہے اور جس طرح بہادروں کے

Marfat.com

کارنامے پڑھ کر رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے حالات سننے اور پڑھنے سے انسان کی روحانی دنیا میں انقلاب و تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔ ہم جب اُن کے زہد و ورع اور طہارت و تقوےٰ کا حال معلوم کرتے ہیں تو اُس کی صداقت ہماری رُوح پر اثر ڈالتی ہے۔ دنیا کی لذتیں ہم کو بے ثبات اور راحتیں رو بفنا نظر آتی ہیں۔ ایمان کا نور مشتعل ہوتا ہے۔ اور دل میں ترکِ دنیا کے پاک ولولے بے اختیار پیدا ہوتے ہیں۔ جب ہم خاصانِ خدا کی قناعت پسندی، توکل اور تسلیم و رضا کا عملی افسانہ پڑھتے ہیں تو ہمیں اپنی حرص و آز، ہوس پرستی اور جزع فزع پر ندامت و شرم محسوس ہوتی ہے۔ اور ہماری روح کو مشکلاتِ حیات سے عہدہ برآ ہونے اور عمرِ فانی کو فراغ و طمانیت کے ساتھ بسر کرنے کا زرین سبق ملتا ہے جب ہم ان بندگانِ مقبول کی طاعت و عبادت کا ماجرا سنتے ہیں تو ہمارے دل میں عرفان کی قندیلیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور ہم کو صوم و صلوٰۃ کی طرف خاص میلان محسوس ہوتا ہے۔ جب ہم ان عاشقانِ الٰہی کے عشق و محبت سے آگاہ ہوتے ہیں تو بے اختیار دل میں اُس محبوبِ ہستی کی پرستاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کی ادنےٰ جلوہ نمائی نے ذریاتِ آدم سے "بلیٰ" کا عاجزانہ خراج وصول کیا اور جس کے ایک غلط انداز پرتو نے طور کو کوہ نور بنا دیا۔ درحقیقت انہی قطرات دریا خیز اور دانہائے خرمن افشاں کی مبارک ہستیاں ہیں جو ہمیں دین و مذہب میں استقامت، ایمان و یقین میں رسوخ و تقویت اور عزم و ہمت میں بلندی و پختگی عطا کرتی ہیں۔ اسی مضمون کو تعالےٰ شانہٗ نے سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك (ہم آپ سے انبیاء و مرسلین کے وہ حالات بیان کرتے ہیں جن سے آپ کے دل کو تسکین و ثابت قدمی حاصل ہو)۔

اولیاء کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نمونہ ہوتے ہیں اُس انسانیت کا جو خاص منشاء خداوندی ہے اور جس کے سامنے ملائکہ ملاء اعلےٰ نے سر نیاز خم کیا ہے۔ پس اُن کے انفاسِ قدسی سے فائدہ اٹھانا اور اُن کی صحبتِ گرامی میں ایک لمحہ حاضر ہونا سالہا سال کی ریاضت سے زیادہ منفعت بخش ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اُن کے حالات و سوانح سے آگاہ ہونا ہزاروں فوائد پر مشتمل ہے۔ اُن کی حرکات و سکنات خاک بوسوں

Marfat.com

کو ہر وقت ایک نیا درس دیتی ہیں۔ اُن کے اخلاق و عادات زنگ آلود دلوں کو صیقل کرتی ہیں۔ اُن کے ملفوظات قرآن و حدیث کا ترجمہ ہوتے ہیں۔ اور اُن کے اشارات و کنایات شاہدِ معنی کو بے نقاب اور تشنگانِ اُنس و محبت کو سیراب کرتے ہیں ؎

پیکِ مسیحا نفس بر قدمت سر نہم
کز نفست یافتم بوئے دلاویز دوست

خدائے بالا و برتر اپنے اِن مقبول بندوں کو پیار کرتا ہے۔ اُن کی التجاؤں اور دعاؤں کو مُستجاب فرماتا ہے۔ اُن کی ہر ادا اُس کی نظر میں محبوب و پسندیدہ ہے وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مدارج طے کر کے حیاتِ جاودانی کی منزل عالی میں جا پہنچے ہیں۔ اور ایسی حالت میں ہیں کہ اُن کی ہستی موت و فنا کی دست برد سے محفوظ ہے، کارکنانِ غیب اُنہیں خوانِ نعمت سے رزق پہنچاتے ہیں، اُن کی پاک رُوحیں خوف و غم کی کشاکش سے آزاد ہیں اور ملاءِ اعلیٰ کے قدوسی زمزمے اِن الفاظ کے ساتھ اُنہیں ہر وقت سُنائی دیتے ہیں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (دیکھو اولیاء اللہ کو نہ کسی طرح کا خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے) یہی وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کے متعلق "رحمتِ عالم" نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان من عباد اللہ اناسا ما ھم الانبیاء ولا الشھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیمۃ بمکانھم (خدا کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ نہ تو وہ نبی ہیں نہ شہید ہیں لیکن قیامت میں اُن کا رتبہ دیکھ کر انبیاء اور شہدا اپنے دلمیں کہینگے کہ کاش اُن کی جگہ ہم ہوتے)*

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حکایات المشائخ جند من جنود اللہ عزوجل یعنی للقلوب (مشائخ کی حکایتیں اللہ عزوجل کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں دلوں کے لئے) جس طرح ایک لشکر اپنی اقلیم کو غنیم سے پاک اور امن و امان سے لبریز کرتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کا تذکرہ کشورِ دل سے وساوس و شکوک، حرص و آز اور شرک و نفاق کے دشمنوں کی بیخکنی کرتا ہے۔ اور دوسری طرف امن و سکون، یقین و طمانیت، صبر و قناعت، تسلیم و رضا اور ایمان و عرفان سے اُسے معمور کر دیتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لمحے جو اِن تذکروں میں بسر ہوں اور مقدس ہیں وہ صحبتیں جو اس مقصد سے گرم کیجائیں*

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مشیت نے مجھ عاجز و ناتوان کو یہ توفیق دی کہ اپنے پیر و مرشد مطاع و مخدوم، ماحی بدعت، حامی سنت۔ عالم معقول و منقول حاوی فروع و اصول

Marfat.com

رہنمائے شریعت، پیشوائے طریقت حضرت مولانا پیر حیدر شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز کے مبارک حالاتِ زندگی شائع کروں اور جیسا کہ حضرت محبوبِ الٰہی سلطان الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ کا منقولہ ہے کہ مرید کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اپنے پیر کے حالات وملفوظات کی اشاعت کرے۔ میں اپنی ناچیز جدوجہد پر نازاں ہوں اور جنابِ باری کی شکرگزاری میں سربسجود ہوتا ہوں کہ اس کارِ خیر اور مقصدِ اعظم کے لئے میرے کمزور دست وبازو کو انتخاب کیا گیا ہے

فیضے کہ زپیشانئے آں ماہ بتافت ظلمت زدگان معصیت دریافت
یک ذرّہ ازاں نصیب ایں بندہ رسید من توشۂ آخرت ازاں اسم خم ساخت

میں جب سے طبع واشاعت اور نشر وتالیف کے کام میں مشغول ہوں یہ امر ہمیشہ مرکوزِ خاطر رہا۔ کہ قبلۂ عالم کے پاک سوانح حیات اور ملفوظات کتابی صورت میں شائع کئے جائیں تاکہ ان اسباقِ حکمت وموعظت اور دروسِ شریعتِ طریقت سے نہ صرف وابستگانِ بارگاہ اور مریدین ومعتقدین ہی مستفیض ہوں بلکہ اس فیضانِ عام سے دیگر دور اُفتادگانِ محفل اور واماندگانِ منزل کو بھی فائدہ پہنچے۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت میں نے وقتاً فوقتاً حضرت محبوبِ سبحانی کے حالات وکرامات اور مقدس ملفوظات اپنے رسالہ **صوفی** میں شائع کئے لیکن تشنگانِ عرفان اور حسرت زدگانِ حقیقت کے لئے اس قدر جدوجہد کافی نہ تھی۔ اور اس لئے یہ ضرورت روز بروز زیادہ واضح ہوتی گئی کہ حضرت کے سوانح پاک کامل شرح وبسط اور پوری تفصیل کے ساتھ ایک جلد میں شائع کئے جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ارادہ کو عمل سے بدلا۔ میں نے طلبِ مقصود میں جو قدم اٹھایا تھا اُسے منزل تک پہنچایا۔ اور میں عنایاتِ ایزدی سے اس قابل ہوا کہ اپنے پیر ومرشد رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل اور مفصل سوانح عمری "**ذکرِ حبیب**" کے نام سے شائع کر رہا ہوں۔

یہ مبارک کتاب تین عام حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں حضور ممدوح علیہ الرحمۃ کے خاندانی حالات، ایامِ طفولیت، تعلیم وتربیت، شادی، اولاد امجاد، احوال واشغال وغیرہ کا مفصل تذکرہ ہے، دوسرے حصے میں حضرت کی کرامات۔ تیسرے حصے میں ملفوظات ہیں۔ پھر ہر حصے میں جدا جدا تبویب وتفصیل کی گئی ہے جس سے حضرت

Marfat.com

محبوبِ سبحانی علیہ الرحمۃ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو طالبانِ حقیقت کے سامنے آجاتا ہے تمام کتاب میں اس امر کا التزام کیا گیا ہے کہ حضرت کی پاک زندگی کے متعلق کوئی واقعہ اور ملفوظاتِ گرامی یا کرامات میں کوئی لفظ ایسا درج نہ ہو جو امرِ واقعی کے خلاف ہو۔ جو بات قلمبند کی گئی ہے وہ معتبر راویوں کے تواتر اور تسلسل کے ساتھ لکھی گئی ہے چنانچہ حضرت قبلہ سید محمد فضل شاہ صاحب سلّمہ ربہٗ نے حضرت کے جو خاندانی حالات مدون و مرتب کئے ہیں اُن سے اور ممدوح کے علاوہ حضرت خلیفہ سید غلام شاہ صاحب، حضرت سید محمد شاہ صاحب لدھیانوی۔ مولوی کرم الٰہی صاحب منگو پنڈی۔ مولوی نور عالم صاحب۔ مولوی نبی بخش صاحب واعظ رسول نگری۔ صوفی کرم الٰہی صاحب مصنف خالد بن ولید۔ مولوی حکیم الدین صاحب ملکوالی۔ اور چند دیگر بزرگوں نے حضرت کے حالات و ملفوظات کے متعلق جو نوٹ مرتب کئے تھے اُن سے تفصیلی معلومات اخذ کر کے اِس کتاب کے مختلف حصص کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اور گویا ان بزرگوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ آستان بوسئے حضرت محبوبِ سبحانی میں بسر کرنے کے بعد جو کچھ قلمبند کیا تھا اُسے مجموعی طور پر اس کتاب میں یکجا کیا گیا ہے۔ رُواۃ اور روایات کی تحقیق و تنقید میں بڑی احتیاط مدِنظر رکھی گئی ہے اور مَیں بڑے زور کے ساتھ ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ اِس کتاب کا ایک ایک لفظ سچا اور صحیح ہے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ اِس کتاب کو بالاستیعاب فخرِ دودمان نازش خانداں سیدی مولائی حضرت ابوالبرکات سید محمد فضلشاہ صاحب قبلہ سجادہ نشین لا زالت الانام فائز بطول بقاہ نے بنفسِ نفیس ملاحظہ فرمایا ہے جس سے گویا کتاب کی تکمیل و صداقت اور اعتبار و استناد پر مُہر ثبت ہوگئی۔ حضرت ممدوح نہایت بزرگ محترم عالم و فاضل، ماہرِ قرآن و حدیث و فقہ اور واقفِ رموزِ شریعت و طریقت ہیں۔ اللہ ابقاہ و اوناہ الی منالہٖ ؎

اِس تنقیح و تحقیق کے باوجود ممکن ہے کہ بعض مادہ نواز اور عقل پرست طبائع کو اپنی فہم اور معلوماتِ ناقص کی بنا پر اس کتاب میں کسی جگہ نکتہ چینی کا موقع ملے اور وہ مقامات جن تک رسائی زبردست تصفیۂ باطن اور ممتد ریاضات کے بغیر ناممکن ہے ان کی سمجھ میں نہ آئیں لیکن مَیں اُن سے یہی عرض کرونگا کہ جب محدود علم و عقلِ انسانی کے مدارج بیشی و کمی مسلّم ہیں تو کسی مسئلہ کی تردید اس بنا پر درست نہیں ہوسکتی کہ وہ ایک انسان یا ایک انسانی جماعت کی فہم سے بالاتر ہو۔ انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے حالات سے قطع نظر کر کے

Marfat.com

دنیا کے روزمرّہ معمولات بھی عجائب و نوادر سے خالی نہیں اور آئے دن ایسے واقعات رُونما ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر سائنس اور عقلیات کے ماہر انگشت بدندان رہ جاتے ہیں۔ میں ایسے نکتہ چین اور مادی دنیا سے آگے قدم نہ بڑھانے والے اصحاب سے یہی کہوں گا کہ اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اُن کی عقل و فہم سے بالاتر ہونے کے باوجود بھی سراسر سچ اور صحیح ہے ؎

سازِ طربِ عشق کہ داند کہ چہ ساز است — کز زخمۂ او نہ فلک اندر تگ و تاز است

اِس سلسلہ میں غالباً ناموزوں نہ ہوگا کہ میں چند لفظ دامنِ الطاف گرامی سے اپنی وابستگی کے متعلق بھی بیان کروں۔ اس ایزاد سے اپنی نمود مقصود نہیں بلکہ میری زندگی بھی چونکہ اسی بحرِ کرم کی آبیاری اور اسی ابرِ الطاف کی جان نوازی کا ایک نمونہ ہے اس لیے میں اپنے واقعات کے اظہار کو حضرت محبوبِ سبحانی کی کرامات و تصرفات کی ایک نمایاں مثال سمجھتا ہوں۔ میں ۱۹۰۶ء میں حضرت قدس سرہٗ کی بیعت و ارادت سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ وہ زمانہ بھی میرے لیے کس مصیبت و ابتلا کا زمانہ تھا، ہر چند میں بفضلہ ایک نامور خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے جدِامجد سکھوں کے عہد میں کاردار تھے۔ میرے والد ماجد اپنے علاقہ میں بڑے کامیاب و نامور طبیب تھے۔ لیکن میں نے جب آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو لاوارث و یتیم دیکھا۔ اور جاہ و ثروت کی جگہ اپنے گرد و پیش افلاس و نکبت کو محیط پایا۔ الغرض میں اِن مصائب خیز طوفانوں کا مقابلہ کر کے جوان ہوتا ہوں۔ مسکونہ مکانات اور اراضی زرعی پہلے ہی دریائے چناب کی طغیانیوں کے نذر ہو جاتے ہیں۔ مجھے ایک سرکاری نوکری ملتی ہے لیکن گردشِ روزگار سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں کہ میں ۱۹۰۶ء میں اس ملازمت سے کنارہ گیر ہو جاتا ہوں۔ اِس کے بعد میں بیکار رہتا ہوں اور ہجومِ مصائب ناداری و بیکاری میں گوناگوں مشکلات پیش آتی ہیں۔ کشمیر جاتا ہوں مگر "قولِ عرفی" کے برخلاف اُسی سوختہ جانی اور بے بال و پری کے عالم میں واپس آتا ہوں۔ آخر کار تقدیر کا پرکار اپنے مرکز پر دم لیتا ہے۔ بختِ برگشتہ راہ پر آتا ہے۔ اور بمصداق اذا شاء اللہ امراً ھیأ لہ اسبابہ (جب خدا کوئی بات چاہتا ہے تو اُس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے) میں مخدوم محترم صاحبزادہ حضرت محمد الدین صاحب غفران مآب سجادہ نشین سیال شریف کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور ایک نظم لکھ کر خدمتِ عالی میں پیش کرتا ہوں۔ حاضری کا مدعا یہ ہوتا

Marfat.com

ہے۔ کہ میرے والد مرحوم حضرت خواجہ سیال شریف قدس سرہ کے مرید تھے۔ بہر حال صاحبزادہ صاحب نے مجھے آستانہ جلال پور شریف کی خاک بوسی کا حکم دیتے ہیں میں پا برہنہ پا پیادہ چل کھڑا ہوتا ہوں۔ راہ میں سلسلہ شریف چشت کو نظم کرتا ہوں۔ اور جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ تو شجرۂ منظوم کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء حضور اقدس میں پیش کرتا ہوں سبحان اللہ کیا دربار ہے ؎

در حجرۂ فقر بادشاہے   در عالمِ دل جہاں پناہے
شاہنشہ بے سریر و بے تاج   شاہانش بخاک پائے محتاج

حضور نے کمال شفقت و ذرہ نوازی سے یہ سلسلہ شریف تین بار پڑھوا کر سنا اور اس کے بعد خاص طور پر میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ یہ ساعت تھی میرے عروج کے آغاز کی حضرت کی دعاؤں کی بدولت خدا نے مجھے چند سال کے عرصہ میں وہ سب کچھ دے دیا جس کی دل کو تمنا ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ کہ اس وقت ہر طرح کی فارغ البالی اور خوش حالی مجھے میسر ہے۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکا ہوں۔ پچیس ۲۵ مربع اراضی کا مالک ہوں میرا لڑکا محمد اسلم خاں انگلستان کی مشہور کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم پا رہا ہے۔ جس کے مصارف پانچسو روپے ماہوار ہیں۔ خدا قبلۂ عالم کی روحانی برکات اور نیکی جاوید کے صدقہ میں اسے انڈین سول سروس کے امتحان مقابلہ میں کامیاب کرے۔ اور وہ ہندوستان میں بخیر و عافیت پہنچکر اور انڈین سول سروس میں منتخب ہو کر اسلام اور لنگر جلال پور شریف کی مقدس خدمات انجام دے۔ آمین ثم آمین ٭

اس کتاب کی تالیف و اشاعت میں جن محترم بزرگوں اور دوستوں سے مجھے مدد ملی ہے۔ اُن کا بصد دل سے شکر گزار ہوں منشی عاشق حسین صاحب سیاب اکبر آبادی نے جن کو حضرت قبلۂ عالم سے خاص عقیدت ہے خصوصیت کے ساتھ میرا ہاتھ بٹایا اپنے قیمتی وقت کا بہت سا حصہ نظموں کی تصنیف میں صرف کیا۔ اور عام حالات ولادت و حیات اور حلیہ شریف کے متعلق متعدد موزون نظمیں تیار کیں۔ علاوہ بریں میرے لکھے ہوئے مسودات کو صاف کیا۔ اور میری تحریر پر نظر ثانی کی۔ اس کے بعد مولوی سید ظہور احمد صاحب شاہجہان پوری ایڈیٹر رسالہ "دین و دنیا" دہلی نے حصہ کرامات وغیرہ کی تدوین میں مجھے امداد دی۔ میں ان حضرات کے ساتھ ملک کے نامور شعرا کا بھی رہین منت ہوں جنھوں نے

Marfat.com

اپنے کلام بلاغت نظام سے مجھ کو ممتاز فرمایا۔ چنانچہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی سے لیکر عام نغز گویانِ اُردو تک کے نتائج افکار کتاب کے اوراق میں درج ہیں +

مَیں اس دیباچہ کو ختم کرتے ہوئے جناب باری عزّ اسمہٗ میں سر بسجود اور دست بدعا ہوتا ہوں۔ کہ خداوند اِس کتاب سے برادرانِ دین وملت کو فائدہ پہنچا۔ اور اپنے مقدس انبیا علیہم السلام و اولیا رضی اللہ عنہم کے صدقہ میں اس عاجز اور اس کے متعلقین و متوسلین کا خاتمہ بالخیر کرے

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آلِ رسول

خاکسار محمد الدین غفرلہٗ
مدیر جریدہ صُوفی

پنڈی بہاؤ الدین
بروز پنجشنبہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۴۱ ہجری ۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جل جلالہ

مولد و مسکن

مٹے گی دل سے نہ یادِ جلالپور شریف
کہ ہے "بہشت" سوادِ جلالپور شریف

کسی شہر یا قصبہ کی شادابی و سیرابی ہمیشہ اُس کے فضائے گرد و نواح اور بہاریں میدانوں سے تعبیر کی جاتی ہے اِس خصوص میں **پنجاب** سارے ہندوستان سے زیادہ ممتاز ہے۔ سرزمین پنجاب کی سرسبزی کی کوئی وجہ اس سے بہتر معلوم نہیں ہوتی کہ وہاں عموماً ہر زمانہ میں اولیا و اقطاب کا نزول ہوتا رہا ہے اور یہ انہیں کا فیض تصرف ہے کہ مرز و بوم پنجاب سے زیادہ شاداب کوئی قطعہ اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا ہے +

جلالپور شریف بھی انہیں سیراب و شاداب حصص ملک میں سے ہے جسکا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے۔ اس کا نام بھی اپنی معنوی عظمت اور لفظی شوکت کے لحاظ سے نہایت باجلال اور پُرعظمت معلوم ہوتا ہے۔ اور ہے بھی یوں کہ دریائے **جہلم** کے کنارہ پر اس سے زیادہ متبرک و مقدس مقام کوئی دوسرا غیر ممکنات سے ہے +

Marfat.com

جب ہم تاریخ عالم کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے مولد ہمیشہ فضا اندوز ممالک میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ ختم رسالت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد بننے کا جس سرزمین کو شرف حاصل ہوا اُس کی خصوصیات بھی یہی تھیں کہ ایک طرف سمندر کا جوشیلا پانی موجیں مار رہا تھا، دوسری طرف کھجور کے ہرے بھرے بلند قامت درخت ریگستان کے گوشوں میں کھڑے ہوئے اپنی عظمت و جبروت کا پتہ دے رہے تھے۔ تیسری طرف چھوٹے بڑے پہاڑ اپنے دامن میں آبادی کو جگہ دئے ہوئے تھے! اور گو وہاں کوئی سبزہ زار ایسا نہ تھا جس کو دیکھ کر نگاہیں کیف فضا اٹھا سکیں تاہم گرد و پیش کی مرطوب خنک ہوائیں اور آثار بہار سرزمین مکہ کو رشک جنت بنانے میں کامیاب ضرور تھے +

بعینہٖ اسی طرح جلال پور شریف کا حال ہے کہ ایک طرف تو دریائے جہلم موجیں مار رہا ہے، اور اپنے پہنائے عظیم میں موجوں کے جزر و مد سے ایک حرکت فطری کا اظہار کر رہا ہے دوسری طرف سبزہ زار کیف افزائے نظر بنا ہوا ہے تیسری طرف وادیوں کا مستحکم سلسلہ عربی پہاڑوں اور حجازی وادیوں کی یاد دلا رہا ہے۔ ببول کے درخت کھجور کے درختوں کا جواب ہیں۔ جب اُن میں فصل پر بھینی بھینی خوشبو والے زرد زرد پھول کھلتے ہیں تو مشام رُوح کو تازگی نصیب ہو جاتی ہے ؎

دل کھلا جاتا ہے اللہ رے بیابانِ وطن
خوب قدرت نے کھلایا ہے چمن کانٹوں میں

وادیوں کے آس پاس سبزہ زار کے کنارے، دریا سے دور، وسیع صحرائے بسیط میں یہ ببول کے درخت بھی نہالان فردوس سے کم معلوم نہیں ہوتے دشت غربت کے بھولے بھٹکے مسافر جب تمازت آفتاب سے گھبرا کر اُن کے سایہ میں دم لیتے ہیں تو آغوش مادر سے زیادہ لطف آتا ہے رُوٹھ کر اور زندگی سے خفا ہو کر وطن سے نکل جانے والے غریب الوطن نیچی نیچی قبائیں اور عبائیں پہنے جب اُن کے نیچے سے گذرنے لگتے ہیں اور اُن کے گل انداز کانٹے اُن کا دامن تھام کر یارانِ وطن کی طرح اِن سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں تو اُس وقت ببول کے درخت نہیں معلوم ہوتے ؎

دشت غربت میں یہ دامن مرا کس نے تھاما
کیا چھپے بیٹھے ہیں یارانِ وطن کانٹوں میں

دریائے جہلم سے پار ہونے کے بعد کوہستانی سلسلہ شروع ہوتا ہے اور یہیں پہاڑوں کے دامن میں جلالپور شریف واقع ہے +

Marfat.com

پہاڑ وہی معمولی پہاڑ ہیں جیسے کہ ارض ہند پر ہر جگہ پھیلے ہوئے دامن میں کو دبائے ہوئے ہیں - مگر ان پہاڑوں میں جو نشانِ رحمت ہویدا ہے وہ دوسرے پہاڑوں میں کہاں! عقیدت مندوں کے لئے ہر کوہ کوہِ طور اور ہر وادی وادیٔ ایمن سے کم نہیں ہے! اللہ جلشانہٗ وعم نوالہٗ کو جب حضرت موسٰے علیہ السلام کی نظر نوازی منظور رہوئی تو معراج مقصود کے لئے کوہ ہمالہ کی کوئی اونچی اور سر بفلک چوٹی نہیں چھانٹی بلکہ وادیٔ ایمن کا ایک چھوٹا سا پہاڑ پسند آگیا! ایسا چھوٹا کہ اُس سے چھوٹا دنیا کا کوئی پہاڑ ہی نہیں - بس اسی کو تجلی گاہ بنادیا - اور اسی پر کلیم کو اپنا جلوہ دکھا دیا ؎

اقل جبال الارض طور وانہٗ لاعظم عند اللہ قدرا ومنزلا

وہ ایک واقعہ تھا جو بطورِ خاص زبان زدِ عوام ہو گیا - ورنہ حقیقت نگر نگاہوں کے لئے اب بھی ہر کوہ کوہِ طور اور ہر وادی وادیٔ ایمن بنا ہوا ہے اور سب پردہ ہی نور جلوہ گر ہے جسے طور کی جلوہ گاہ سے مخصوص کرتے رہتے ہیں ؎

تو اگر جلوہ نما ہو تو ترے شیدا کو طور سے کم نہیں یہ بام معلّیٰ تیرا

ضرورت ہے تو نگاہِ حق نگر کی! اور دلِ عقیدتمند کی - ورنہ اب بھی موسٰے علیہ السلام کی طرح کروڑوں اُس جلوۂ کوہ پاش کے مشتاق ہیں - بھلا کوئی طور پر جاکر وہ ہی جمال دیکھ تو آئے - چالیس دن نہیں چالیس ہزار دن کے روزے رکھے - پابرہنہ نہیں بلکہ بالکل برہنہ ہو جائیے، برسوں اشتیاقِ جمال میں روئے، سالہا سال حسرتِ رؤیت میں جان کھوئے - مگر طور والے کا اُس شان سے نظر آنا ممکن ہے ؎

مَیں نے کہا جو کل اَرِنی کوہِ طور پر آواز آئی موسئ عمراں نہیں ہیں آپ

ہاں جو عقیدتمند اور ارادت کیش ہیں وہ ہر جگہ اُس کا جلوہ بے نیازی کی شان میں دیکھ لیتے ہیں! اور وہ دکھا بھی دیتا ہے ◆

یہی کیفیت وادیٔ جلال پور شریف کی ہے کہ ادھر ارادتمند نگاہیں اُٹھیں اور ادھر جلوۂ حقیقت نظر آگیا - یہ سامان ان پہاڑوں سے کس طرح وابستہ ہیں؟ اس کا حال آگے چل کر خود معلوم ہو جائیگا ◆

جلال پور دیکھنے میں تو ایک معمولی قصبہ ہے مگر اپنی نوعیت میں آباد سے آباد تر شہر سے زیادہ برکت اندوز معلوم ہوتا ہے - شرفا کی آبادی ہے - غربا کی بستی ہے امن امان

Marfat.com

کی برکتوں سے چپہ چپہ شرف اندوز ہے۔ دین و ایمان کی روشنی سے کونہ کونہ نورافروز ہے۔ ترائی کی ٹھنڈی اور فضا بار ہوائیں ایک تموّجِ حیات پیدا کرتی ہیں۔ اور ہوا ہو جاتی ہیں۔ ابر آتا ہے تو پہاڑوں کے دامن میں موتی برسا کر چلا جاتا ہے۔ ہر فصل زرخیز اور ہر موسم مسرت انگیز رہتا ہے۔ جدھر دیکھئے مسلمان ہی مسلمان آباد ہیں۔ مسجدوں سے اللہ اکبر کی صدائیں جلال و جبروت کا صور پھونکتی ہوئی نکلتی ہیں۔ اور وادیوں میں گونج پیدا کرکے وہیں فنا ہو جاتی ہیں۔ جہلم کی موجوں کا تموّج بھی ان سے تسبیح خوانی سیکھ گیا ہے اور اپنے جزر و مد میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کا راگ اُتار چڑھاؤ کے ساتھ الاپا کرتا ہے غرضیکہ

بیاباں ہیں دریا میں اور گلستاں میں
تیرا ذکر ہوتا ہے سارے جہاں میں

یہ جلال پور اور ایسا جلال پور اُس ولیِ کامل اور پیرِ فاضل کا مسکن و مولد تھا جس کی سیرۃ ہم آج لکھ رہے ہیں۔ اور جو آج بھی اپنے تمام و کمال تصرفاتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ اِسی سرزمین میں "آفتاب غروب" کی طرح ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے ◆

ولادتِ باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت صفر المظفر ۱۲۵۲ھ[1] کی تیسری تاریخ کو ہوئی۔ ماہِ صفر مظفر کہلاتا ہے اِس لیئے ایسی ولادت کو منصور کہا جائے تو غلط نہیں۔ یوں تو سال کے تمام مہینے مبارک اور اپنے اہم واقعات کے لحاظ سے مشہور ہیں۔ مگر صفر المظفر کو ایک خاص واقعہ کے اعتبار سے ہماری سیرۃ سے تعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جناب رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں جنگ خیبر ہوئی تو وہ یہی مہینہ تھا۔ اور جب وہ جنگ فتح ہوئی تو یہی مہینہ تھا۔ اور فاتح خیبر سیدنا حضرتِ حیدر مشکلکشا شیر خدا تھے۔ پس آفتاب سپہرِ عرفان حضرت پیر سید حیدر علی شاہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اِس ماہ مبارک میں تشریف لانا گویا اُس واقعہ مظفر و میمون کی یاد کو تازہ کرنا تھا۔ قدرت اپنی تاریخ کی ورق گردانی خود ہی کرتی رہتی ہے۔ کوئی قدرتی واقعات کو دھرائے یا نہ دھرائے۔

[1] مطابق ۲۶ اپریل ۱۸۳۶ء و ۱۴ بیساکھ سمت ۱۸۹۵ بکرمی ۱۲

Marfat.com

اوّل ماہ صفر حضرت حیدرؒ آئے | غل ہُوا دھر میں پھر فاتح خیبر آئے
تھے جو ارمان دلوں میں وہ سبھی بر آئے | شور تھا حامئے اسلام پیمبر آئے

کون مشتاق نہ تھا چاند سی صورت کے لئے
سب فرشتے چلے آتے تھے زیارت کے لئے

جس روز آپ تشریف لائے وہ روز جمعۃ المبارک تھا۔ مہینہ تو مبارک تھا ہی دن بھی ایسا مبارک اور برکت اندوز ملا کہ جو اشرف الایام مانا گیا ہے جسے تمام ہفتہ کے دنوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح کہ ایک صاحب رشد و ارشاد کو کسی معمولی انسان پر حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جمال باکمال نے قرب جوار کے پہاڑوں کو تجلی گاہ طور بنا دیا۔ دریائے جہلم کو موجۂ کوثر بنا کر دکھا دیا۔ جلال پور پر سایۂ رحمت چھایا ہوا تھا اور بحر رحمت الٰہی جوش پر آیا ہوا تھا۔ قدسی آسمان سے نوری قندیلیں اور حوریں کافوری شمعیں لئے ہوئے فوج فوج اُتر رہی تھیں۔ انبیاء و اولیاء و اقطاب کی ارواح مطہرہ استقبال کے لئے تیار تھیں۔ ہاتف غیب سرزمین پنجاب کی شادابیوں اور سبزہ تجلیوں کے رنگ میں چھپا ہوا یہ آواز بلند ندا کر رہا تھا ؎

خادموں پر جس کے رحمت بھیجا آنے کو ہے | آج دنیا میں وہ ہی عالی جناب آنے کو ہے
کھولنا آسان ہو جائیگا باب علم کا | پھر جہاں میں حیدرؒ گردوں رکاب آنے کو ہے
نور سے جس کے منور ہونگی سب تاریکیاں | مطلع توحید پر وہ آفتاب آنے کو ہے
کہد و مشتاقوں سے وہ پنجاب آ کر دیکھ لیں | پردۂ ارشیم موسٰیؑ بے نقاب آنے کو ہے
یوسف مصر ولا ہونے کو ہے اب جلوہ گر | پھر زلیخائے تصوف پر شباب آنے کو ہے
گلشن عالم میں آنے کو ہے ایسا عندلیب | جس کے منہ دھونے کو جنت سے گلاب آنے کو ہے

سُبحان اللہ سُبحان اللہ! خوشا نصیب اس سرزمین پاک کے جہاں ایسا صاحب نظر پیدا ہو۔ اور زہے بخت اُس منبع سواد کے جہاں ایسا نور ولایت ہویدا ہو۔ ہواؤں نے گلزار میں، گھٹاؤں نے کہسار میں، فضاؤں نے بہار میں، موجوں نے بحر ناپیدا کنار میں کوئی ایسا پھول، ایسا لعل خوش آب، ایسا عندلیب معانی، اور ایسا گوہر شاہوار نہیں دیکھا۔ صورت سے رعب حقیقت، چہرہ سے آثار ولایت، ہویدا ہیں۔ انسان تو انسان فرشتے بھی حیرت و استعجاب سے زیارت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا انسان

Marfat.com

کبھی نہ دیکھا۔ نہ سُنا ہے ۔ یہ تو نمونہ قدرتِ الٰہی ۔ اور مخزن اسرار نامتناہی ہیں اُن کے قدموں کی خاک اکسیر ہے ۔ اُن کے پاؤں کی نعلین آفتاب منیر ہے ۔ اللہ اللہ وہ نور سراپا سرور جس نے ظاہر ہوتے ہی جہلم کی وادیوں اور کناروں کو منور کر دیا۔ جس کے فیض قدوم نے اپنے فیوض سے سرزمین پنجاب کا کونہ کونہ بھر دیا۔ آسمان کیفِ زیارت سے وجد میں آنے لگا۔ زمین برخوردارانِ رقص میں آئی ۔ اور رضوانِ بہشت حوروں کی ٹولیوں کے ساتھ آپ کی تولید سعید کا مژدہ اِس طرح سُنانے لگا ؎

کیا جوش پر ہے رحمتِ پروردگار آج — حوروں نے بھی کیا ہے انوکھا سنگھار آج
ہر سمت قدسیوں کی لگی ہے قطار آج — آواز آ رہی ہے یہی بار بار آج
پیدا ہوئے ہیں حیدرِ عالی وقار آج

بڑھ چڑھ رہا ہے چشمِ طلب کو خمار آج — اِک اشتیاق میں ہے دلِ بیقرار آج
پہلو میں حسرتوں کا نہیں ہے شمار آج — اٹھلاتی پھر رہی ہے نسیمِ بہار آج
پیدا ہوئے ہیں حیدرِ عالی وقار آج

چھایا ہوا ہے ابر سرِ کوہسار آج — پتھر بھی بن گئے ہیں ثریا نگار آج
موجیں مسرتوں سے ہوئیں ہمکنار آج — موتی اُبل پڑے ہیں برائے نثار آج
پیدا ہوئے ہیں حیدرِ عالی وقار آج

صلِ علیٰ کا شور زمین و زماں میں ہے — ذروں کی اِک چمک طبقِ آسماں میں ہے
تازہ شگوفہ کوئی کھلا گلستاں میں ہے — یہ دھوم آج دیر سے سارے جہاں میں ہے
پیدا ہوئے ہیں حیدرِ عالی وقار آج

موجوں کا شور ہے کہ ہمارا اُبھار دیکھ — کہتے ہیں پھول کھل کے ہماری بہار دیکھ
کہتا ہے چرخ میرا سرِ افتخار دیکھ — کہتی ہے آسمان سے زمیں میرے یار دیکھ
پیدا ہوئے ہیں حیدرِ عالی وقار آج

شمع طرب فروز ہر اک انجمن میں ہے — ہر پھول پُر بہار سوادِ چمن میں ہے
شوخی متین سی نگاہِ پُرفتن میں ہے — اِک سادگی کی شان ہر اک بانکپن میں ہے
پیدا ہوئے ہیں حیدرِ عالی وقار آج

بر آئی مدتوں میں مرادِ جلال پور — چمکا ہے مہر بن کے سوادِ جلال پور

Marfat.com

ہے پاک لغزشوں سے نہادِ جلال پور ہر ایک دل ہے شاد بیادِ جلال پور
پیدا ہوئے ہیں حیدرؒ عالی وقار آج

آثار کہہ رہے تھے کہ ذوقِ نظر بھی ہے ظلمت کدوں کو آج نوید سحر بھی ہے
ظاہر ہوا کہیں کوئی عالی گوہر بھی ہے ہاتف نے دی ندا کہ نہیں کچھ خبر بھی ہے
پیدا ہوئے ہیں حیدرؒ عالی وقار آج

دل آج کیفِ دید سے سرشار کیوں نہ ہو قدرت بھلا خدا کی نمودار کیوں نہ ہو
آئینہ نظر در و دیوار کیوں نہ ہو سرخوش ہمارا طالع بیدار کیوں نہ ہو
پیدا ہوئے ہیں حیدرؒ عالی وقار آج

پنجاب کو جو آج نصیبوں پہ ناز ہے پیدائش آپ کی سبب امتیاز ہے
کیوں آج ہر فتادہ یہاں سرفراز ہے یہ بات بھید کی ہے کچھ اس میں راز ہے
پیدا ہوئے ہیں حیدرؒ عالی وقار آج

آثارِ ولادت

جس طرح ہر نبی اور ہر ولی کی پیدائش سے پہلے اور تولد کے وقت کچھ عجیب و نادر حالات و واقعات صادر ہوئے اسی طرح حضرت سیدنا پیر جماعت علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت بھی ہزاروں شانیں لئے ہوئے تھی چنانچہ آپ کی پیدائش سے پہلے سخت قحط عالمگیر تھا کھیتیاں خشک پڑی ہوئی تھیں۔ دریاؤں پر سراب کا دھوکا ہوتا تھا۔ درخت عریاں کھڑے تھے۔ در و دیوار پر بے رونقی چھائی ہوئی تھی۔ مگر آپ کے تشریف لاتے ہی قحط سالی بالکل دور ہو گئی بے رونقی بالکل کافور ہو گئی۔ ابر آسمان پر گھر کر آیا بادلوں نے رحمت و رحمت کا مینہ برسایا کھیتیاں ہری ہو گئیں درختوں کو لباس سبز عطا ہوا۔ دریا موجیں مارنے لگے جنگل اپنی ادائیں نکھارنے لگے۔ ہر جڑی بوٹی پر امنگیں گلستان ہر میں گویا نئے سرے سے بہار آئی۔ لوگوں میں امن و امان قائم ہوا۔ دنیا راحت کی زندگی بسر کرنے لگی۔ کیا ایک فدائے السالکین محبوب رب العلمین کی ولادت باسعادت کی برکت سے اتنا بھی نہ ہوتا۔ کہاں ہیں معتقدان درگاہ حیدریہؒ! کدھر ہیں وابستگانِ گیسوئے حیدریؒ۔ جلد آئیں سرنیاز یہ ہزار عقیدت جھکائیں اور دربار حیدریؒ میں اس طرح زمزمہ سنج سلام ہوں ؎

Marfat.com

السلام اے پیر حیدر شاہ چشتی السلام   السلام اے مصدرِ نورِ الٰہی السلام
السلام اے قاسمِ فیضانِ جاری السلام   السلام اے نور بہارِ باغِ شمسی السلام

السلام اے وہ کہ حیدر شاہ ہے نام آپ کا
السلام اے وہ کہ فیض و جود ہے عام آپ کا

اے خدا کے دوست اے اللہ کے پیارے سلام   اے خمارِ بادۂ وحدت کے متوالے سلام
کر رہے ہیں خادمِ درگاہ آ آ کے سلام   آستاں باد اسلامت ہوں قبول اپنے سلام

مجرئی درگاہ پر ہر صاحبِ تکریم ہے
آستاں پر خادموں کا خم سرِ تسلیم ہے

آپ کا پنجاب میں جاری ہو فیضانِ اتم   فیض بار اس خطۂ اعظم پہ ہو ابرِ کرم
ہم بھی ہیں تشنۂ فیضان اے عالی ہمم   آپ کے بحرِ سخا سے کیوں ہیں محروم ہم

طبقۂ مخصوص سے رازِ دنیا زاچھا نہیں
اے عطا خصلت یہ رنگِ امتیاز اچھا نہیں

میکدے میں اذنِ عام ہونے دیجئے   اژدحامِ حسرتِ ناکام ہونے دیجئے
کھولکر دل قسمتِ انعام ہونے دیجئے   چشمۂ فیض و عطا کا نام ہونے دیجئے

اے کریم النفس دنیا پر کرم فرمائیے
آپ بادل ہیں تو موتی ہر طرف برسائیے

ایک سورج ہے مگر کرنیں ہیں اسکی بیشمار   نکہتِ گل ایک ہے اور سونگھنے والے ہزار
آسماں ہے ایک عالم پر ہے لیکن سایہ دار   جلوۂ حسن ایک ہے اور اسمیں ہیں لاکھوں شرار

یہ حجاب اور یہ تغافل کیش یاں بے کار ہیں
آپ وہ عیسےٰ ہیں جس کے سینکڑوں بیمار ہیں

ملتِ بیضا کی آنکھوں میں زمانہ تر ہے   ہے تنزل حملہ آور یورشِ ادبار ہے
بخت برگشتہ ہے مایوسی گلے کا ہار ہے   اک نگاہِ گوہر آما آپ کی درکار ہے

لطف فرما بر دلِ ویرانۂ احباب ہم
ایکہ سرسبز از بہارِ لطف تو پنجاب ہم

دستگیرِ بیکساں ہے ذات والا آپ کی   موج والے آپ ہیں ہر موج دریا آپ کی

Marfat.com

گوہر افشاں کیوں نہ ہو خاکِ کفِ پا آپ کی اک نگاہ مہر ہے خورشید آسا آپ کی
فقر کی چلمن میں تجلی بن کے تاباں آپ ہیں
آفتابِ چرخِ عرفاں، آپ ہیں، ہاں آپ ہیں
اپنی کرنوں کو زمانہ بھر میں پھیلا دیجئے ہند کی تاریکیٔ قسمت کو چمکا دیجئے
میں بتا دوں آپ کو کیا کیجئے کیا دیجئے لیجئے دل کی دعا دادِ تمنا دیجئے
آپ کے دربار میں موجِ سخا اتنی تو ہو
جھولیاں بھر بھر کے لیجائیں عطا اتنی تو ہو
کیا تعجب ہے، دکھائیں آپ اگر شانِ کرم ساری دنیا آ گئی ہے بن کے مہمانِ کرم
آپ کی سرکار میں کیا کم ہے سامانِ کرم ہے رواں مثلِ سمندر بحرِ فیضانِ کرم
عام ہو اہلِ جہاں پر میزبانی آپ کی
ذروں کو سورج بنا دے مہربانی آپ کی
محفلِ عرفان میں اک جامِ طربِ صوفی رہے اس سے دل پُر کیف ہو ہستی طلبِ صوفی رہے
سب سے بڑھ کر حامیٔ علم و ادب صوفی رہے صاحبِ صوفی کی عظمت کا سبب صوفی رہے
از نگاہِ لطفِ تو سیماب را تسکین باد
ایں دعا از صوفی و از جملہ جہاں آمین باد

نسب نامۂ شریف

حسب و نسب پر فخر کرنا ملتِ بیضا میں ناروا ہے۔ اور ویسے بھی آباؤ اجداد کے نام یا کام پر فخر کرنا موجبِ مباہات نہیں ہو سکتا۔ جنابِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی تم اس بات پر فخر نہ کرنا کہ تمہارا باپ رسولِ خدا اور تمہارا شوہر علی مرتضیٰ ہے قیامت میں کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا وہاں صرف اعمال کی پرسش ہوگی +

عرفی علیہ الرحمۃ نے اس مضمون کو اپنے اس شعر میں ادا کیا ہے ؎

امانہ بود وصف اضافی ہنرِ ذات ایں فتوائے ہمت بود ارباب ہمم را

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کبھی اپنے حسب و نسب پر فخر نہ فرمایا نہ کسی سے ذکر کیا

Marfat.com

مگر ایک تذکرہ نگار کے لئے بسا ضروری ہے کہ جس کا تذکرہ لکھے اُس کا شجرہ نسب بھی ضرور تحریر کرے۔ بنا بریں علیٰ ہذا حضرت پیر صاحبؒ کا شجرۂ نسب درج کیا جاتا ہے جو اس طرح ہے:۔

سید غلام حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابن سید جمعہ شاہؒ ابن سید کاظم شاہؒ ابن سید سخی شاہؒ۔ ابن سید قائم دین شاہؒ۔ ابن سید لکھی شاہؒ۔ ابن سید گلاب شاہؒ۔ ابن سید رسول شاہؒ ابن سید علم دین شاہؒ۔ ابن سید کمال دین شاہؒ۔ ابن سید مخدوم جہانیاںؒ۔ ابن سید احمد کبیرؒ ابن سید جلال الدین بخاریؒ۔ ابن سید احمد دینؒ۔ ابن سید محمد دینؒ ابن سید فضل دینؒ۔ ابن سید نور الدینؒ۔ ابن سید جلالؒ۔ ابن سید علیؒ ابن سید جعفرؒ ابن سید محمدؒ ابن سید احمدؒ ابن سید جعفر ثانیؒ ابن حضرت امام حسن عسکریؒ ابن حضرت امام تقیؒ ابن حضرت امام محمد نقیؒ ابن حضرت امام علی موسیٰ رضاؒ ابن حضرت امام موسےٰ کاظمؒ ابن حضرت امام جعفر صادقؒ ابن حضرت امام محمد باقرؒ ابن حضرت امام زین العابدینؓ ابن سید الشہداء حضرت امام حسینؓ ابن حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ ۔

حُلیۂ شریف

آپ نہایت خوبصورت جوان تھے۔ رنگ گندم گون زیادہ سفیدی مائل۔ دراز قامت قوی الجسم متناسب الاعضاء بازو اور پاؤں گوشت سے پُر۔ چہرہ مثال بدر نورانی۔ آنکھیں مثل بادام نہایت خوبصورت۔ ابرُو مثل ہلال عید۔ دندان مبارک بالکل صاف۔ گردن بلند۔ سر میانہ۔ سر کے بال لمبے کبھی بر دوش اور کبھی تا بگوش۔ آواز میں قدرے جبر۔ محاسن مبارک کے بال نہ زیادہ گھنے نہ بالکل کم۔ کلاہ چار ترکی پہنتے تھے۔ موسم گرما میں گلے میں ململ کا کرتہ سفید اور تہ بند لٹھے کا۔ موسم سرما میں بانات کا کوٹ کھلی آستینوں کا اوپر کالی دُھسّہ پشمینہ کا۔ اور روئی دار گرم ٹوپی۔ پاؤں میں سادہ جوتہ جھلی طرز کا پہنتے تھے۔ اور کپڑوں کے اوپر ململ کا دوپٹہ زیب جسم رہتا تھا۔

حلیۂ شریف منظوم

عیاں تھی چہرۂ پُر نور سے تنویر حیدرؓ کی
خدا نے اُن کو دی تھی قوت تقریر حیدرؓ کی

زبانِ خوش بیاں میں انکی تھی تاثیر حیدرؓ کی
خدا سے مانگ کر لائے تھے وہ تقدیر حیدرؓ کی

Marfat.com

بدن میں نورِ حیدرؒ، وضع میں توقیر حیدرؒ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

جہاں میں یوسف مصرِ ولا مشہور تھے حیدرؒ — حقیقت کے جمال و حسن سے بھرپور تھے حیدرؒ
سراپا اُن کا کیا لکھئے سراپا نور تھے حیدرؒ — کو تھا پنجاب ایمن اور شمع طور تھے حیدرؒ

بدن میں نورِ حیدرؒ، وضع میں توقیر حیدرؒ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

کرن سورج کی بلجائے تو اک خامہ بناؤں میں — سیاہی کیلئے کوثر سے پانی جا کے لاؤں میں
ورق کھانے جنت کے پئے کاغذ منگاؤں میں — پھر اُن پہ لکھ کے یہ مطلع زمانے کو سناؤں میں

بدن میں نورِ حیدرؒ، وضع میں توقیر حیدرؒ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

وہ اک نورِ حقیقت تھا جو چمکا آ کے دنیا میں — کہ پنہاں ہو گیا پھر چاندنی چھٹکا کے دنیا میں
دکھائے سب کو جلوے جلوہ گاہ آ کے دنیا میں — جو پوشیدہ تھے جوہر کھ دئیے سب لا کے دنیا میں

بدن میں نورِ حیدرؒ، وضع میں توقیر حیدرؒ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

جواب اُس کا نہ تھا کوئی مرقع لاجواب ایسا — کیا تھا حسن نے اپنے لئے خود انتخاب ایسا
چھپائے سے نہ چھپتا جلوۂ زیر نقاب ایسا — جوانی اینڈتی پھرتی تھی جس پر تھا شباب ایسا

بدن میں نورِ حیدرؒ، وضع میں توقیر حیدرؒ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

گرائی طلعت حیدرؒ نے بجلی خوش جمالوں پر — کوئی گھائل تھا چتون کا کوئی مرتا تھا ابرو پر
دو طرفہ چوٹ تھی اک حسن کی اُن خستہ حالوں پر — اِدھر ارباب دنیا پر اُدھر اللہ والوں پر

بدن میں نورِ حیدرؒ، وضع میں توقیر حیدرؒ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

ہزاروں بنکے گو پروانہ شمع جمال آئے — مگر ممکن نہ تھا مرمٹ ہوا کا کچھ خیال آئے
تجھے امید پابوسی تو ہو کر پائے مال آئے — یہاں وہ ظرف ناقص ہی نہ تھا جس میں اُبال آئے
بدن میں نورِ حیدرؒ وضع میں توقیر حیدرؒ کی — سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؒ کی

Marfat.com

چھوا تک بھی نہ ہاتھوں سے کسی نامحرم عورت کو بچایا گردِ حرص و آز کو دامانِ عصمت کو
حسینانِ جہاں بے لیکے آئے دل میں حسرت کو مگر نیچا ہی رکھا آپ نے چشمِ مروت کو

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیر حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؓ کی

روایت ہے کہ اک دن چھو لیا عورت نے ہاتھ آ کر ہوا اس کا ملال اتنا کہ حضرتؒ ہو گئے مضطر
کہا حجام سے لا اُسترہ یا تیز سا نشتر یہ میرا ہاتھ کر دے قطع جرم اس نے کیا بد تر

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیر حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؓ کی

خدا کی شان آ نکلے کوئی مجذوب کونے سے کہا ہوگا ضرر دستِ مبارک قطع ہونے سے
یہ ہے ترکِ شریعت فائدہ کیا ہاتھ کھونے سے چھوا ہے اسکو عورت نے تو ہوگا پاک دھونے سے

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیر حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؓ کی

جگر ایسا بھی دیکھا ہے کسی پُر زور جیوٹ کا اُٹھا لیتے تھے بس دو انگلیوں سے دھڑ اٹھا کا
بدن مضبوط، جس پر تھا نشان بالکل سلوٹ کا کہا کرتی تھیں حوریں یہ زمانہ ہے لگاوٹ کا

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیر حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؓ کی

بدن کا رنگ گندم گوں سپیدی کی طرف مائل کہ جیسے نور کا تڑکا، نظر افروز اہلِ دل
تمام اعضا سڈول اور خوشنما تصویر کے قابل جو کہئے شمع محفل تھا تو زینت آئینہ محفل

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیر حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؓ کی

قدِ زیبا، نہالِ گلشنِ جنت کا سایہ تھا درازی میں بہت کچھ اس سے چھوٹا نخلِ طوبےٰ تھا
بپا جس صف میں وہ قامت نمائے حسن ہوتا تھا نظر آتا تھا بالا سب سے، یہ دنیا نے دیکھا تھا

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیر حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویر حیدرؓ کی

تجلے گاہ انوارِ الٰہی چہرۂ زیبا کبھی تھا چاند کا دھوکا کبھی دھوکا تھا سورج کا

Marfat.com

مثالِ نورِ آئینہ اِدھر چمکا اُدھر چمکا — وہ چہرہ تھا مرقعِ نور کا صد مشرقِ جلوہ
بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

غضب تھیں چشمِ بددور آپ کی صحتیں آنکھیں — نہ دیکھیں دیدہ گردوں نے ویسی سُرمگیں آنکھیں
غزالانِ ارم کا طالع بیدار تھیں آنکھیں — وہ اُن میں رُبا سُرمہ، وہ قاتل سُرمگیں آنکھیں
بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

لگاتے تھے ہمیشہ بعدِ ظہر آنکھوں میں وہ سُرمہ — کہ یہ سنت رسولؐ اللہ کی تھی نعمتِ عظمےٰ
جسے دیکھا نظر بھر کر بسا یا اُس کو دیوانہ — وہ آنکھیں تھیں مگر دربارگاہِ حضرتِ موسےٰؑ
بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

بیاضِ صبح سے روشن تھی کچھ حضرت کی پیشانی — کہ آئینے کو اُسکی دید سے ہوتی تھی حیرانی
ہلالِ عید تھے ابرو، یہ ہے تشبیہ نادانی — ہلالِ عید کا ثانی ہے وہ دو تھے لاثانی
بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

مصفا دانت موتی کی لڑی، یا موجِ کوثر تھے — ستارے چھوٹے چھوٹے اک حسین غنچے کے اندر تھے
غلط ہے یہ ستارے تھے، نہ موتی تھے نہ گوہر تھے — مگر کچھ نور کے ٹکڑے وہاں نہ بوس حیدر تھے
بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

صراحی دار گردن تھی بلند اپنے نصیبے کی — کہ تھا اک ساغرِ نور، یا اک جامِ فردوسی
وہ گردن جس پہ موزوں ہو گیا فرقِ مبارک بھی — سرکش ہوا اُس سے نہ اونچا سرِ انسی
بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

وہ کان ایسے بھری تھی جن میں صوتِ سرمدی جو نے — وہ کان ایسے جو فریادیں زمانے بھر کی سُنتے تھے
وہ کان ایسے کہ جن سے حق نیوشی کو ملی رتبے — وہ کان ایسے کہ گھر انے تھے آوازِ سائل سے

Marfat.com

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

وہ لمبے لمبے سر کے بال جن کو سنبلیں کہیئے — رہیں تا گوش تو آوارۂ خلوت گزیں کہیئے
جو آئیں دوش تک تو صوفیٔ کرسی نشیں کہیئے — سیاہیٔ شبِ قدر و شبِ خلدِ بریں کہیئے

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

گھنے حد سے زیادہ تھے، نہ کم تھے بال ڈاڑھی کے — کہ اُس چہرہ پہ کتنے محترم تھے بال ڈاڑھی کے
وضو میں بھیگے ہوتے دمبدم تھے بال ڈاڑھی کے — تو کوثر تھا وہ چہرہ موجِ یم تھے بال ڈاڑھی کے

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

شکم، جو بعد اکل و شرب بھی ہموار رہتا تھا — نہ پانی کا تمنائی، نہ وہ کھانے کا بھوکا تھا
تحمل اُس کی عادت تھی قناعت اُس کا شیوہ تھا — غذائے ظاہری کیسی، پُر از نورِ تولا تھا

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

قدم ایسے کہ اک عالم کو تھا ارمانِ پابوسی — جہاں رکھتے تھے، پڑتی تھیں وہاں آنکھیں زمانے کی
صراطِ مستقیم اُن کے لئے اک راہ سیدھی تھی — انہیں کے دم قدم سے تھی منور بزمِ عرفاں بھی

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

کلاہِ چار ترکی فرقِ اقدس پر رہی اکثر — روئی کی گرم ٹوپی رہتی تھی سرما میں زیبِ سر
وہ ٹوپی فخر تھا طرّہ کو جس کے چترِ گردوں پر — وہ ٹوپی مرتبے میں تاجِ کیخسرو سے تھی بہتر

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

پہنتے موسمِ گرما میں وہ ململ کا اِک کُرتا — اور اُس کے ساتھ ہی بند اک تو تھا لٹھے کا
پہنتے کوٹ یا ناتی جب آتا موسمِ سرما — اور اُوپر اُس کے ہوتا کالی پشمینے کا دُھسہ

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی — سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

Marfat.com

دوپٹہ ڈالتے تھے دوشِ اقدس پر امیرانہ
پہنتے تھے ہمیشہ جھلمی سادہ سا اک جوتا
یہ اُن کی وضع تھی سلوہ یہ اُن کا حال تھا سادہ
تکلف سے غرض کیا تھی کہ مشرب فقر تھا اُن کا

بدن میں نورِ حیدرؓ وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

سراپا میرا تشبیہات ذہنی سے معرّا ہے
جو نقشہ تھا حقیقت میں وہ نقشہ میں کھینچا ہے
غلوئے استعارہ ہے نہ بندش شاعرانہ ہے
انہیں دیکھا ہے جس نے لبِ پہ رکھ کر ہاتھ کہتا ہے

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

جو اُن کی وضع تھی بیشک وہی ہے وضعِ درویشی
اداؤں میں دل آویزی نگاہوں میں وفاکیشی
وہ ہی ملفت سے ہمدردی وہی لت سے دلریشی
نہ آنے دی مساواتِ تصوف میں کمی بیشی

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

بچشم حال اُن کو جس نے دیکھا اُسی نے دیکھا ہے
مگر تصویر اُن کی اس سراپا سے ہویدا ہے
مجھے بھی خواب میں اُن کی زیارت کی تمنا ہے
یہی مطلع میں پڑھا کرتا ہوں جو حسنِ سراپا ہے

بدن میں نورِ حیدرؓ، وضع میں توقیرِ حیدرؓ کی
سراپا پیر حیدر شاہؒ تھے تصویرِ حیدرؓ کی

خاندانی حالات

آپ کے جدِ امجد حضرت سید سخی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار و واقف اسرار گذرے ہیں اُن کی بہت سی کرامتیں اور خرق عادات مشہور ہیں +

آپ کے والد ماجد حضرت سید جمعہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نہایت باخدا درویش کامل اور بار وقار متوکل و منکسر المزاج بزرگ تھے +

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سجادہ بیگم موضع کھیوہ ضلع گجرات (پنجاب) کی رہنے والی تھیں اور سید غلام شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں جنہوں نے ساری زندگی اتقا اور پرہیزگاری کے ساتھ بسر کی۔ اتقا کی یہ حالت تھی کہ جب حضرت پیر صاحب

Marfat.com

چہرہ سے زہد و ولا کے آثار ہویدا دیکھے تو کبھی بے وضو آپ کو دودھ نہ پلایا۔ اور جب دودھ چھڑا دیا تو زندگی بھر بے وضو نہ کبھی آٹا گوندھا نہ روٹی پکائی بلکہ بے وضو کبھی کسی برتن کو بھی ہاتھ نہ لگایا۔

اکثر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کا تذکرہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ والدہ صاحبہ نے کبھی نماز قضا نہیں کی۔ اور نہ کبھی کسی مسکین کا سوال رد کیا۔ حالانکہ ان کی زندگی ہمیشہ توکل و قناعت کے ساتھ افلاس میں بسر ہوئی تاہم ماحضر سے کبھی کسی سائل کو محروم نہ رکھا۔ تہجد کی نماز آپ نے ہمیشہ پابندی کے ساتھ ادا کی۔ ماہ صیام میں پورے روزے رکھے۔ اور کبھی ایک روزہ بھی قضا نہ کیا۔

آپ فرماتے تھے کہ ہم ایک مرتبہ سیال شریف حاضر ہوئے۔ تھرو ماچھی ہمارے ساتھ تھا جب ہم نے خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ سے رخصت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ ابھی ٹھیرو صاحبزادوں کی شادی کے دن قریب ہیں۔ اس میں شرکت کر کے چلے جانا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ارشاد شیخ کی تعمیل کی۔ اور ٹھیر گیا۔ مگر میں نے سوچا کہ شادی میں کچھ بطور نذر ضرور دینا چاہیئے۔ یہ سوچکر تھرو کو جلال پور شریف اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ جو کچھ وہ دیں لے آنا۔ تھرو نے جلال پور آکر آپ کی والدہ ماجدہ سے تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے دو نقرئی پازیبیں جنکی قیمت چالیس پچاس روپیہ کے قریب تھی۔ تھرو کے سپرد کیں۔ چونکہ وہ نئی نہ تھیں۔ اس لئے زرگر سے انہیں اجلوا دیا۔ اتفاق سے تھرو اس وقت پہنچا۔ جب کہ نیوتہ جمع ہو رہا تھا۔ میں نے وہ پازیب کی جوڑی حضور میں پیش کی حضرت نے فرمایا کہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ پاؤں میں پہننے کا زیور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس کا مطلق خیال نہ رہا۔ یہ خوب ہوا۔ پاؤں کا کوئی زیور نہیں بنا تھا۔ آپ کی والدہ نے یہ کام بہت ہی بہتر کیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی صاحب کرامت اور روشن ضمیر تھیں۔

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہماری والدہ ماجدہ حضرت بابا فرید گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کے مانند تھیں۔ میری کم سنی کے زمانہ میں مجھ سے فرمایا کرتیں کہ بیٹا! تم نماز پڑھو گے تو تمہیں شیرینی ملیگی۔ میں نماز پڑھ کر آپ کو اطلاع دیتا۔ اور آپ فوراً مجھے شیرینی عنایت فرماتیں۔

Marfat.com

قادر ملاح کی والدہ بھی آپ کی مرضعہ رہی ہیں۔ آپ اُن کا ادب و احترام بھی اپنی والدہ ماجدہ کی طرح کرتے تھے۔ جب وہ فوت ہوئیں تو اُن کے جنازہ پر آپ خود تشریف لے گئے۔ اور اُن کے سویم و چہلم کی رسمیں بھی اپنے ہاتھ سے ادا کیں +

ایامِ طفولیت

بھلا جس کے ایسے ماں باپ ہوں۔ اُس کے بزرگ اور صاحبِ عظمت ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ آپ کی دو بہنیں بھی تھیں اور آپ اُن دونوں سے عمر میں چھوٹے تھے۔ مگر آپ کے بھائی کوئی نہ تھا۔ بقولِ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

تو آں دُرِ مکنونِ یک دانۂ کہ پیرایۂ سلطنت خانۂ

حضور پُرنور کی ولادت باسعادت والدین کے لئے باعث خیر و برکت ہوئی۔ افلاس کا رنگ یکبارگی بدل گیا۔ تنگ دستی گئی فارغ البالی شاملِ حال ہوئی۔ اور ایک گائے دودھ پانے کے لئے خریدی گئی +

لوگ کہتے ہیں کہ ولایت و کرامت کسبی ہوا کرتی ہے جو لوگ خدا کی عبادت و ریاضت میں اپنی عمر بسر کرتے ہیں۔ وہ زاہد و مرتاض ہو جاتے ہیں مگر ہم اُس کے قائل نہیں اگر یہ عزت وعظمت کسبی ہوتی۔ تو مسلمانوں میں نہیں تو اسے کچھ صدی پہلے فی صدی پچاس ولی ہو جاتے۔ بے شک ریاضت و زہد سے اکتسابِ ولایت آسان ہو جاتا ہے۔ مگر یہ آسانی سب کو میسر نہیں آسکتی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اگر ولایت اکتسابی ہوتی بھی ہے تو بھی آپ کی ولایت اکتسابی نہ تھی۔ بلکہ فطری اور وہبی تھی +

آپ کی والدہ ماجدہ روایت فرماتی ہیں کہ ابتدائے حمل ہی سے میں نے بالقائے ربانی کبھی بے وضو پانی بھی نہ پیا۔ نہ کوئی چیز حلق سے اُتاری۔ بلکہ کھانے پینے سے پہلے ہمیشہ درود شریف پڑھ لیا کرتی تھی۔ درود شریف کی تلقین و تادیب بھی اُسی اخترِ برجِ سعادت کی کرامت تھی۔ پھر بعد ولادت تا ایامِ رضاعت کبھی میں نے اپنے نورِ نظر کو بے وضو دودھ نہ پلایا +

عام بچوں کی طرح آپ کبھی کھیل کود میں مصروف ہوئے۔ اور نہ طبیعت اس طرف راغب ہوئی۔ مزاجِ طفولیت سے تنہائی پسند تھا۔ کبھی کسی ہم سِن لڑکے کے ساتھ آپ کے لڑائی بھی نہیں ہوئی فطرت صلح کل تھی۔ ملاطفت و مدارات آپ کا شعار تھا۔ جس پر آپ تا مدت العمر ثابت

Marfat.com

قدم رہے۔

حضرت ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین ثالث فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضور کی زبان فیض ترجمان سے سُنا ہے کہ جب ہم ۵-۶ سال کے تھے تو ایک دفعہ رمضان کے روزے جیٹھ اساڑھ کے مہینے میں آگئے۔ تمازت و حرارت آفتاب کی وجہ سے روزہ دار مچھلی کی طرح تڑپتے تھے۔ زبانیں سوکھ جاتی تھیں حلق خشک ہوئے جاتے تھے ایک دن میں نے سوچا کہ روزہ رکھ کر اس کی لذت سے بھی آشنا ہونا چاہیئے دیکھیں تو سہی اس میں کیا تکلیف اور راحت ملتی ہے۔ والدین سے ذکر کیا تو وہ فرمانے لگے کہ بیٹا ابھی تم پر رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں۔ پھر موسم بھی کیسا گرم ہے۔ حرارت آفتاب نے آسمان کو توے کا اور زمین تانبے کی بنا رکھی ہے۔ موسم کی سختی گیری کو آج کل بڑے بڑے جی دار بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ تم تو ابھی بچے ہو۔ مناسب یہی ہے کہ اس خیال سے باز آؤ، مگر یہاں تو دل سے لگی ہوئی تھی۔ کام تھا خدا کا۔ والدین کے انکار کا کچھ خیال نہ کیا اور روزہ رکھ ہی تو لیا۔ والدین کو نازبرداری بدرجہ اتم منظور تھی۔ مجبور ہو کر خاموش ہو گئے ع

"ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں"

جب دن کا ابتدائی حصہ ختم ہوا اور دوپہر آئی۔ تو آفتاب نصف النہار آ کر اپنی گرمیاں دکھانے لگا۔ آسمان سے انگارے برسنے لگے۔ زمین تپنے لگی جسم کی رطوبتیں خشک ہونے لگیں۔ ہمیں بھی پیاس معلوم ہوئی۔ خشکی سے زبان بیٹھ گئی۔ طبیعت بے حد گھبرانے لگی کھانے پینے کی رحمت یاد آنے لگی۔ ہوش و حواس جواب دینے لگے۔ ہاتھ پاؤں انگڑائیاں لینے لگے جب کرب و اضطراب بڑھ چلا تو ہم مجبوراً ایک تالاب میں جا پڑے۔ دن کا باقی حصہ وہاں گذارا جب آفتاب اپنی حرارتوں کے ساتھ رخصت ہو گیا۔ تو ہم بھی گرتے پڑتے گھر پہنچے روزہ افطار کیا۔ اس کے بعد اپنی موجودہ حالت پر نظر ڈالی۔ تو کرب و اضطراب کا خیال بھی نہ تھا بلکہ صوم کی ایک خاص لذت تھی جس سے دل و دماغ شیر و شکر بنے ہوئے تھے۔

دل نے کہا ۔

ہو یا نہ گوارا ہو دل نالہ رسا کو — یہ ہو نہیں سکتا کہ اٹھاؤں نہ جفا کو

رات ختم ہوئی اور دن نکلا تو ہم پھر روزہ دار تھے خدا نے کچھ ایسا صبر و استقلال دے دیا کہ ہمت بڑھتی ہی چلی گئی اور پھر تو ہم نے سارے رمضان کے روزے رکھ ڈالے خدا نے طاقت

Marfat.com

دی۔ طاعت کی عادت دی کیفیتِ عبادت دی جب اُس نے اتنا کچھ دیا تو کیا روزہ رکھنا بندے کیلئے کوئی بڑی بات تھی۔

آپ نے فرمایا کہ ہم پانچ ہی برس کی عمر میں نماز بھی پڑھنے لگے تھے سبحان اللہ۔

"ہونہار برِوا کے چکنے چکنے پات"

خدا نے رشد و ہدایت کیلئے آپکو پیدا کیا تھا۔ تو آغاز شعور ہی سے آپ میں تمام محاسن و مکارم بھی بدرجۂ اتم مبعوث کر دئے تھے

میرے خواجہ کی عجب شان ہے سبحان اللہ — جان ہر شان پہ قربان ہے سبحان اللہ
کم سنی ہی میں رکھے سب رمضان کے روزے — یہ فرشتہ ہے کہ انسان ہے سبحان اللہ
یہ ریاضت یہ عبادت یہ بلا اور یہ عمر — دیکھ کر عقل بھی حیران ہے سبحان اللہ
اولیا کرتے ہیں جو کچھ ہو کیونکر ہم سے — ہم کو مشکل نہیں آسان ہے سبحان اللہ
یہ بھی ہے فضلِ خدا یہ بھی ہے رحمت اسکی — ورنہ انسان کی کیا جان ہے سبحان اللہ

تعلیم

جب آپ نے خدا کے فضل و کرم سے ہوش سنبھالا تو آپکے والدین کو تعلیم کی فکر ہوئی۔

"کہ بے علم نتواں خدا را شناخت"

اور آپکو میاں خان محمد اعظم پوری کے زیرِ تعلیم کر دیا۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا اور آپ قرآن شریف کا درس لینے لگے۔ جب میاں خان محمد صاحب اپنے مکان کو تشریف لے گئے۔ تو آپ نے کلام اللہ شریف کی تکمیل اپنے حقیقی چچا سید امام شاہ صاحب مرحوم سے فرمائی۔

جب کلام اللہ کی تکمیل سے آپ فارغ ہو گئے میاں عبداللہ صاحب جکھڑوی ہمشیرہ زادہ پانچ رہیہ مرحوم آپ کی تعلیم ضروری کیلئے مامور ہوئے۔ اِن سے آپ نے اردو فارسی کی درسی کتابیں پڑھیں۔

دنیاوی حکام و اُمرا کی تعظیم و تکریم سے آپ ہمیشہ احتراز رہا۔ لیکن اُستاد کی عظمت آپ نے ہمیشہ سچے دل سے کی۔ جب کبھی میاں عبداللہ صاحب آپکے پاس تشریف لاتے تھے تو آپ انکی حد سے زیادہ خاطر تواضع فرماتے تھے اور جب اُن کا انتقال ہو گیا تو آپ انکی اولاد کے ساتھ بھی اُسی عزت و تواضع سے پیش آتے رہے۔

Marfat.com

جب کبھی ضرورت ہوتی تو آپ میاں صاحب کی مالی امداد بھی کشادہ دلی کے ساتھ فرماتے
دروازہ تک اُن کی مشایعت کرتے اور وہ تشریف لاتے تو استقبال کے لیے تعظیماً کھڑے
ہو جاتے +

جب آپ ابتدائی درسی کتابوں کی تکمیل بخوبی کر چکے تو مزید تعلیم کا ذوق و شوق آپ کو موضع
پتن وال لے گیا۔ جو جلال پور شریف سے مغرب کی جانب پانچ کوس کی مسافت پر واقع ہے
وہاں جناب قاضی محمد کامل صاحب سے کتب فقہ کی تعلیم لی۔ ایک روز اتفاقاً جناب مفتی غلام محی الدین
صاحب جو اپنے علمی تبحر کے اعتبار سے گرد و نواح میں کیا دُور دُور اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔
اور اہم سے اہم مسائل فقہ کو پانی کی طرح حل کر کے دکھا دیتے تھے وہاں تشریف لائے حضرت
خواجہ صاحب درس کنز الدقائق میں مصروف تھے قاضی صاحب سے پوچھا اس طالب علم کا کیا
نام ہے قاضی صاحب نے نام اور مسکن بتایا۔ حسب و نسب سے اطلاع دی۔ نگاہِ محبت سے مفتی صاحب
نے خواجہ صاحب کو دیکھا اور فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں اُن کا سبق ہمارے ذمہ رہا۔ چنانچہ
جب تک مفتی صاحب وہاں رہے خواجہ صاحب اُن کے افادات علوم سے مستفیض و مستفید ہوتے
رہے۔ مفتی صاحب بہ ظاہر صاحب باطن بزرگ تھے اپنی توجہات سے خواجہ صاحب کو مالا مال
کر دیا۔ لہذا آپ کی ذہنی قوتوں اور جذب علوم باطنی کی کیفیتوں کی داد دیتے رہے۔ یہی وجہ
تھی کہ حضرت خواجہ صاحب کو زمانہ طالب علمی ہی میں خدا رسیدگی کا علم ہو گیا تھا۔ اور آپ
سمجھ گئے تھے کہ ولایت کرامت کی حکومت آپ کے ہاتھ میں آنے والی ہے +

مولوی فقیر محمد دمکش سے روایت ہے کہ ایک دن مولوی محمد عالم صاحب ڈھوڈی اور
میاں عبداللہ صاحب آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا
زمانہ تعلیم تھا۔ تو آپ اپنے نام کے ساتھ "بادشاہ" بھی لکھا کرتے تھے یعنی "حیدر شاہ بادشاہ"
ہم نے اس کا سبب بھی اکثر دریافت کیا۔ مگر آپ نے بجز متبسم ہونے کے کچھ نہ بتایا۔ اُس
مشق شاہی" کا نتیجہ اب ظاہر ہا ہر ہے اس واقعہ کی تصدیق خواجہ صاحب کے چچازاد بھائی
سید احمد شاہ صاحب بھی فرماتے ہیں +

دورانِ تعلیم میں اُستادوں کی زجر و توبیخ سے آپ ہمیشہ محفوظ رہے جس نے جو
کچھ پڑھایا لکھایا محبت اور شفقت کے ساتھ۔ اس کے دو ہی سبب تھے پہلا سبب تو آپ کا
ذوق و شوق اور تعلیم سے شغف تھا۔ دوسرا سبب وہ آثارِ ولایت تھے جو ہمیشہ عالم طفولیت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا کل الکل بک الکل ومنک الکل والیک الکل صل علی نبیک الاقدم
والمظہر الاتم لاسمک الاعظم اما بعد پس ہر فائدہ کہ مسطور درین اوراق است
بمنزلہ رقعہ ایست کہ از پیران خرقہ پوش سراپا ہوش باین گدا رسیدہ
و بتار محبت با یکدیگر دوختہ مرقعی برائی پوشش ما سوی الحق از بصیرت ساختہ
لہذا این مجموعہ را مرقعی نام کردہ واقسام صلوۃ را براوراد مقدم داشتہ
و ہر فائدہ را معنون برقعہ ساختہ و چون اختصار مطلوب بود اقتصار بر ذکر بعض خواص
نمودہ آمد مقدمہ عامل را باید کہ این شرایط مذکورہ در ذیل در خود پیدا آرد
بعد ازان عمل نماید کہ بی این بطالت است و امیدوار نتایج جہالت
امام احمد بونی کہ راس و رئیس اہل دعوت است این شروط ذکر فرمودہ اکل حلال
و صدق مقال و حضور قلب و عجز و خضوع و بکا و اخلاص و کسوت حلال

عالیجناب غفران مآب حضرت قبلہ عالم پیر حیدر علی شاہ صاحب کی دستی تحریر کا نمونہ

Marfat.com

Marfat.com

سے آپ کی پیشانی سے ہویدا ہوتے رہے ÷

بہ لحاظ تعلیم ظاہری حضور پُر نور کی تعلیمی حیثیت کو کوئی ممتاز درجہ نہیں دیا جا سکتا مگر جو لوگ آپ کے ملفوظات سے ذوقِ سماعت حاصل کر چکے ہیں اُن سے دریافت کیجئے اور وہ بتائینگے۔ کہ آپ علوم ظاہری و باطنی کا ایک دریائے ناپیدا کنار تھے مجلس میں آپ کے ہم نشین آپ کی وسعتِ معلومات کو بے نظیر اور لاجواب محسوس کرتے تھے مشکل سے مشکل اور ادق سے ادق مسائل بھی آپ اس طرح حل فرماتے تھے کہ جیسے کسی نے پہاڑ کو پانی کر دیا ÷

بات یہ ہے کہ خاصانِ خدا اور بزرگانِ کرام کو خدا کے خزانے سے علمِ لدنی کی دولت نصیب ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ مسائل کی دشوار ترین اور ناہموار شاہراہوں سے بھی ایسے گذر جاتے ہیں۔ کہ گویا وہ انکی دیکھی بھالی تھیں۔ جناب رسُولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھئے کہ گو اُمی محض تھے مگر علمائے عرب کا ناطقہ بند کر دیا ؎

لکھے نہ پڑھے جناب والا　　شاگردِ رشید حق تعالےٰ

وہی علمِ لدنی جو اسرارِ الٰہی کا سرچشمہ ہوتا ہے اولیائے کرام اور انبیائے عظام کو بھی عطا ہوتا ہے اور اُسی علم سے حضرت خواجہ صاحب بھی حصہ یاب تھے ÷

براہین و دلائل کے ساتھ حضور گفتگو فرماتے تھے۔ ہزاروں حدیثیں، روایتیں، قرآن شریف کی آیتیں فارسی، اُردو، ہندی کے اشعار ہر موقع اور ہر محل پر آپ اس طرح برجستہ فرماتے تھے۔ کہ سامعین حیرت میں رہ جاتے تھے۔ یہ بھی اُسی علمِ لدنی کا اثر تھا ؎

ہزاروں سے سُنے وہ لفظ لیکن لفظ تھے قتالی
تمہاری بات کی شوخی تمہاری ہی زباں تک ہے

اگر والدین کی اطاعت و محبت اجازت دیتی تو ممکن تھا اور بالکل ممکن تھا کہ آپ علومِ ظاہری کی تکمیل جامعیت کے ساتھ فرماتے لیکن پھر بھی جتنا علم آپ کو حاصل تھا وہ ایک دنیا کو سیراب فیض بنانے کیلئے کافی تھا ÷

ایامِ طفولیت کا ذکر ہے کہ ایک ہندو سادھو جو بڑا عابد و مرتاض تھا جلالپور شریف میں آیا ایک روز جب کہ بہت سے ہندو عقیدتمند اُس کے پاس بیٹھے تھے آپ بھی اُدھر جا نکلے جب اُس سادھو کی مردم شناس نظر آپ کے چہرہ پر پڑی تو وہ تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور آپ سے مسند پر بیٹھنے کی خواہش ظاہر کی قبلہ عالم نے بہ نظرِ استغنا اُس کی التماس

Marfat.com

پر توجہ نہ کی۔ اور اسی طرح ہنستے ہوئے آگے نکل گئے۔ اہل ہنود کو آپ کے استغنا سے بہت غیرت آئی۔ اور دل مکدر ہو گیا۔ اُس بڈھے سادھو نے اُن کے مافی الضمیر کو تاڑ لیا اور کہنے لگا لوگو تم کیوں کھسیانی ہنسی ہنستے ہو۔ تمہیں اِس بچہ کی قدر نہیں ہے۔ یہ بچہ ایک دن آسمانِ ولایت پر آفتاب بنکر چمکے گا۔ اور تمہارے ملک کو منور کر دیگا تمہارا موضع اس بچہ کی بدولت شہرتِ دوام کا تاج پہنے گا! اور لوگ دور دراز سے آ کر اُس کے آستانے کی قدمبوسی کو فخر سمجھینگے۔ اس واقعہ کی تصدیق مولوی فقیر محمد صاحب نے فرمائی ہے +

بشارت مجذوب

بچپن کے زمانہ کا ذکر ہے کہ آپ چند کم سِن بچوں کے ساتھ کہیں تشریف لیئے جاتے تھے رستہ میں ایک مجذوب مل گیا۔ جس نے نہایت عزت کے ساتھ آپ کو دیکھا اور اپنی چادر بچھا کر آپ کو اُس پر بٹھایا۔ حضرت کے ساتھی لڑکوں کو آپ پر رشک آیا۔ اُس مجذوب کامل سے پوچھنے لگے۔ کہ آخر اِن کی اس قدر توقیر کیوں کی۔ مگر اُس نے کچھ بھی نہ بتایا۔ لڑکے پیچھے پڑ گئے اور مجذوب صاحب کو گھیر گھار کر اپنے گھر لے گئے۔ اور پھر مجبور کیا۔ کہ وہ اس کا سبب اُن کو ضرور بتا دیں +

مجذوب صاحب اصرار سے تنگ آ گئے تو فرمانے لگے کہ بھائی یہ لڑکا کوئی معمولی لڑکا نہیں ہے آثار رشد و ہدایت اُسکی پیشانی سے ٹپک رہے ہیں۔ انوار الٰہی اُس کی جبین سے پیدا ہیں۔ مگر اس بات کو ہر آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ لعدِ ہر شخص معلوم نہیں کر سکتا ؎

تاب ہر آنکھ کب لاتی ہے اُسکی نور کی — دیدہ موسےٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی

فرمایا کہ لڑکا اپنے زمانے کا ولی کامل ہوگا۔ اہل دنیا اُس کے فیوض ظاہری و باطنی سے فیضیاب ہونگے اور خدا کے مقبول بارگاہ بندوں میں اُسے درجۂ امتیاز حاصل رہیگا +

اس پیشینگوئی کے بعد مجذوب صاحب چلے گئے۔ لیکن جب آپکا آفتابِ فیضان جلال پور میں چمک رہا تھا اور آپ مسندِ ولایت پر متمکن تھے تو وہ مجذوب صاحب پھر تشریف لائے۔ اُن کی پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہو چکی تھی۔ اس لیئے لوگوں نے اُسے دیکھا تو صاحب باطن بزرگ سمجھ کر اُن کی بے حد عزت و عظمت کرنے لگے۔ مجذوب صاحب نے اُن سے پیچھا چھوڑا کر راہ فرار اختیار کی +

Marfat.com

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے چند حاضرین دربار نے مجذوب صاحب کی کیفیت بیان کی اور اُن کی حقیقت دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قطب ہیں جو مجذوبوں کے بھیس میں پھر پھر اکر اپنے متعلقہ امور کو انجام دیتے رہتے ہیں ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر | تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بقول شخصے "ولی را ولی مے شناسد" آپ نے اپنے علم باطنی کے ذریعہ سے اُس کو پہچان لیا۔ ورنہ دوسرے لوگ اس کے مرتبہ سے کما حقہٗ ہرگز واقف نہ ہو سکتے تھے ؎

بھیس میں انسان کے کیا جانئے پوشیدہ ہے کون
آدمی کے واسطے چشم بصیرت چاہیئے

نصیحت پدری

انہیں آثار و قرائن کے ساتھ زمانہ گذرتا چلا گیا۔ اور آپ بفضل ایزدی سن بلوغ کو پہنچ گئے آپ کے شباب کا یہ عالم کہ جو دیکھتا تھا فدا ہو جاتا تھا ادھر تو ظاہری صورت حسن آفریں اُدھر جمال باطنی چہرۂ پاک سے جلوہ گر۔ انوار ولایت سے آنکھیں لبریز۔ شعاع امامت سے آفتاب جبین منور۔ سر نیہ بہت سے چتون اور بھی متوالی ہو گئی جس حقیقت سے صورت دل کھینچنے والی ہو گئی۔ جو دیکھتا تھا سُبحان اللہ کہکر رہ جاتا تھا اور بے ختیار اُس کی زبان سے یہ شعر ادا ہو جاتا تھا ؎

واہ کیا حسن کی تصویر ہے ماشاء اللہ | کیوں نہ دیکھے اسے صورت کا تماشہ اللہ

جب آپ کے عالم شباب کا یہ عالم آپ کے والد ماجد نے دیکھا تو مناسب جانا کہ بحیثیت پدری نصیحت کردیں اور انتظام عصمت کردیں چنانچہ فرمایا۔ ع

"حیدر! رکھیں ناڑا پھریں لاڑا"

یعنی اے حیدر اگر تم دولہا (یعنے برگزیدہ) بننے کے خواہشمند ہو تو اپنے ازار بند کی حفاظت رکھو گویا یہ الفاظ حدیث مَا بین رجلیہ کی تفسیر تھی +

یہ ایک مقام ہے جسے اصطلاح صوفیہ میں "خلوت در انجمن" کہتے ہیں۔ قدرت آپ کی خود محافظ تھی۔ مگر والد ماجد کی نصیحت نے اور بھی تازیانے کا کام کیا۔ اور یہ الفاظ نقش ہو کر دل میں جاگزیں ہو گئے۔ تو رع و اتقا کو بدرجۂ غایت ملحوظ رکھنے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ

Marfat.com

آپ نے کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوا۔ اور ہمیشہ "آن کید کن عظیم" کو پیش نظر رکھا عفت و عصمت کو اپنا اصولِ اوّلین قرار دیا۔ اور ان کی مکاریوں اور ریشہ دوانیوں سے ہمیشہ بچنے اور محفوظ رہنے میں خدا نے آپ کو کامیاب کیا +

ایک دفعہ اتفاق سے کسی عورت نے آپ کا دستِ مبارک چھو لیا۔ بس آپ اس حرکت سے بےچین ہو گئے غصہ سے چہرہ سُرخ ہو گیا طبیعت میں کرب و اضطراب پیدا ہو گیا جلال و غضب کے شعلے آنکھوں سے نکلنے لگے اُسی حالت میں آپ نے حجام کو آواز دی وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاتھ کا وہ حصہ جس پر غیر محرم عورت کا ہاتھ لگ گیا ہے کاٹ ڈال۔ حاضرین یہ کیفیت دیکھ کر متحیر تھے۔ اور استعجاب سے دیکھ رہے تھے مگر کسی کو مجالِ دم زدن نہ تھی۔ ادھر تو یہ معاملہ درپیش تھا۔ اُدھر رحمتِ الٰہی جوش میں آئی۔ آپ درجۂ تورع و اتقا کو حاصل کر چکے تھے۔ یکایک ایک مجذوبِ کامل وہاں نمودار ہوئے۔ اور کہنے لگے یا حضرت آپ اس قدر غصہ کیوں فرماتے ہیں۔ اگر کسی غیر محرم عورت نے آپ کے ہاتھ کو ہاتھ لگا دیا ہے تو یہ نجاست دھونے سے دُور ہو سکتی ہے۔ ہاتھ کٹوانے میں ترکِ شرع کا خوف ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کا صریح حکم صادر ہو چکا ہے کہ ظاہری نجاست کو پانی پاک کر دیتا ہے غرضیکہ بمشکل سمجھا بجھا کر آپ کو راضی کیا اور آپ کو مطمئن کرنے کے بعد وہ مجذوبِ کامل وہاں سے رخصت ہو گئے +

نکاح

آپ کی خدا پرست طبیعت دنیوی عیش و عشرت سے ہمیشہ محترز رہی لیکن جب آپ کے والد نے آپ کو عالمِ شباب میں پایا تو آپ کا نکاح آپ کی ماموں کی لڑکی سے کر دیا۔ ۱۵ یا ۱۶ برس کی عمر میں آپ کا نکاح ہوا اور جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس فرمان پر نظر کر کے کہ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ انکار نہ فرمایا اور اپنے والدین کی مرضی کو اپنی خوشی پر مقدم سمجھ کر سرِ تسلیم خم کر دیا +

آپ کے والد ماجد کی رحلت اور وصایا

ابھی آپ کی عمر کے سترہ برس ختم ہوئے تھے کہ قدرت نے صبر آزمائی کی لیے آپ کو ایک

Marfat.com

سانحۂ عظیم اور حادثۂ جانگداز کا مقابلہ کرنا پڑا یعنی آپ کے والد ماجد سید جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وقت وفات آپہنچا۔ اور وہ دن قریب آگئے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے سایۂ عاطفت سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں۔

والد ماجد نے اُس حالت میں جب کہ آخری سانسیں آثار رخصت ظاہر کر رہی تھیں آپ کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا کہ دنیا مقام موت سب کیلئے لازمی ہے۔ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور ناپید ہوگا۔ کوئی دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی اصول مستمرہ کی بنا پر ہم بھی تم سے رخصت ہوتے ہیں۔ مگر یہ چند وصیتیں تم سے کی جاتی ہیں۔ انہیں یاد رکھنا۔ اگر تم نے ان پر عمل کیا تو ہمیشہ شاد و بامراد رہو گے اور قدرت کے اُس منشا کی اچھی طرح تکمیل ہو سکے گی جس کیلئے خدا نے تمہیں دنیا میں بھیجا ہے۔

(۱) کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا۔

(۲) بڑوں کا ادب ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا اور چھوٹوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا۔

(۳) اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کا اصول زرین یاد رکھنا۔

(۴) اور خاص وصیت یہ ہے کہ فیض باطنی حاصل کرنے کو سید میراں شاکر شاہ رحمۃ اللہ علیہ[۱] کی درگاہ ہدایت پناہ میں روزانہ حاضری دیا کرنا۔ یہ بڑے کام کی بات ہے اگر اس پر عامل رہو گے تو فیوض ظاہری باطنی سے ہمیشہ فرازاور مالامال رہو گے۔

یہ نصیحتیں فرما کر آپ کے والد ماجد سید جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

گو آپ کو مرگ پدری سے کمال صدمہ روح فرسا پہنچا۔ مگر مسلک سادات کے مطابق آپ نے صبر و شکر سے کام لیا۔ تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کی۔ اپنے شفیق باپ کو سپرد خاک فرمایا اپنے سرپرست کو اپنے ہاتھ سے مٹی دی۔ اور دل میں سوچا کہ دنیا فانی ہے یہاں ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آتا ہے۔ ایک آتا ہے ایک جاتا ہے زندگی کا انجام موت ہے جس سے کوئی بادشاہ امیر فقیر محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ہزاروں انبیاء پیدا ہوئے مگر سب کو آخر پیوند خاک ہونا پڑا۔ جن کے لئے "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" کا خطاب بارگاہ ایزدی سے نازل

[۱] سید میراں شاکر شاہ کی خانقاہ جلال پور شریف سے بفاصلہ دو میل واقع ہے براستہ پہاڑ۔ یوں کے درمیان سے گذر طے کیا جاتا ہے۔ مزار اور خانقاہ بھی پہاڑی پر ہے۔ زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر تھے جن کا مزار لاہور میں اکبری اور دہلی دروازہ کے درمیان شاہراہ پر ایک پر فضا مقام پر واقع ہے۔

Marfat.com

ہوا۔ اُن کا بھی دنیا سے بظاہر کوچ ضرور ہوا۔ کلام پاک میں کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ"
جامعیت کے ساتھ کلیۂ فنا کو ظاہر کرتا ہے۔ پس دنیائے فانی پر بھروسہ اور اعتبار بالکل نازیبا
اور بے جا ہے ؎

حباب آسا مراد زندگی میں وقت فرصت ہے،
خدا کی یاد میں جو دم گذر جائے غنیمت ہے

لاتعیں اس قسم کے خیالات سے آپ نے اپنے قلب محزون کو تسکین دی۔ اور جناب والد مرحوم کی
وصایا اور نصائح پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ چنانچہ سیال شریف جانے تک آپ کا معمول تھا۔ کہ
شام کو میراں شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر روزانہ جاتے اور بعد عشاء وہاں سے واپس
تشریف لاتے کبھی کبھی آپ نے ساری رات وہیں گذار دی +

میراں شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے زمانہ میں بعض باتیں ایسی وارد ہوئیں
جو حیرت و تعجب سے خالی نہیں +

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میراں شاہ کی خانقاہ پر ہمیشہ تنہا تشریف لے جاتے تھے۔
ایک روز ایک شخص چھپ چھپا کر آپ کے پیچھے ہو لیا۔ جب آپ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اس نے
بھی چڑھنے کا ارادہ کیا مگر قدرت الٰہی سے نابینا ہو گیا۔ وہ شخص ڈر کر لوٹنے لگا تو پھر
بینائی بدستور آ گئی۔ اب اُس نے پھر پہلے ارادہ کو دل میں راہ دی۔ پھر بینائی جاتی رہی
اِسی طرح تین مرتبہ اُس نے اوپر چڑھنے کا ارادہ کیا مگر ناکام رہا۔ مجبوراً واپس ہونے لگا
ناگاہ اُس کے کان میں ایک آواز آئی جو نہایت خوف آگین تھی اور جس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر اب
تو نے اوپر آنے کا ارادہ کیا تو مدت العمر کے لئے نابینا ہو جائیگا۔ الغرض وہ تو خوف زدہ ہو کر
ڈرتا کانپتا واپس آ گیا اور پھر اس واقعہ کو جس نے سُنا اُس نے کبھی اس قسم کی دلیری کی
ایکبار آپ میراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف سے رات کو گھر واپس آئے تکان
زیادہ تھی ایک سوت کی بُنی ہوئی چارپائی آپ کو نظر آئی آپ اُس پر لیٹ گئے اور تکان کی
وجہ سے لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ ابھی لگی ہوئی تھی کہ چارپائی اُلٹ گئی اور آپ اُس کے
نیچے دب گئے ہاتف نے آواز دی کہ اے سرِ ضیاء خدا کی طلب کا دعوٰے اور آرام نرم چارپائی
پر خواب استراحت یہ کام تو دنیاداروں کے لئے مناسب و موزون ہے کیا سنا نہیں

سید کونین ختم الانبیاءؐ مرشدِ کامل جناب مصطفےٰ

جاگتے رہتے تھے اکثر رات بھر — فرش سے لگتی نہ تھی بالکل کمر
رات بھر رہتے نمازوں میں کھڑے — ورم کر جاتے تھے پاؤں آپ کے
آنکھ سے بہتی تھی اشکوں کی جھڑی — وردتھا یا اُمتی یا اُمتی

طالب مولیٰ کو ہو آرام کیا
ہو بھلا سونے سے اُس کو کام کیا

تو برائے نور سفتن آمدی — نے برائے خواب و خفتن آمدی
آمدی از بہر بیدارے دل — نے برائے ناز بردارے دل

اِس صدائے غیب کے سنتے ہی آپ فوراً چونکے۔ اور خوف زدہ ہو کر درگاہ ایزدی میں سجدۂ عذر ادا کیا۔ پھر کبھی آپنے سوتی چارپائی پر عمر بھر آرام نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپکا وصال ہو گیا +

سید سخی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی تصرفات

خدا اپنے نیک بندوں کو اور اُنہیں جن کو دنیا میں صبر و شکر کی منزل طے کرانی مقصود ہوتی ہے۔ بمصداق "وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ" آزمائش میں ضرور ڈالتا ہے۔ اس آزمائش سے تکلیف دینی مقصود نہیں ہوتی کیونکہ اُس کا خوان کرم تو بہت وسیع ہے۔ جب وہ کفار و مشرکین کو دنیا میں قسم قسم کے عیش و نشاط سے بہرہ یاب کرتا ہے، تو کیا مومنین کے لئے اُس کا دست کرم کوتاہ ہو سکتا ہے

ے
اے کریمے کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

مگر اجتہاد بالنفس کی تعلیم وہبی ہوتی ہے۔ اور جب تک اُس کا فضل شامل حال نہ ہو کوئی انسان اپنے نفس کو مغلوب نہیں کر سکتا اور نہ صبر و شکر کی منزل طے کر سکتا ہے +

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں سامان خورد و نوش نہ رہا۔ تین چار روز فاقہ سے گذرے۔ مگر آپ نہایت صبر کے ساتھ توکلت علی اللہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کے مژدہ جانبخش و روح افزا

Marfat.com

کے خیال میں محو رہے۔ اور اس مژدہ میں آپکے دل کو تقویت و توکل کے تمام اسباب بہم پہنچ گئے۔ اِدھر تو یہ امتحان ہو رہا تھا اُدھر آپکے جدِ امجد کی روح آپکے حالات کا مشاہدہ کرنے لگی۔ کہ ناگاہ ایک نو وارد شخص آیا۔ اور حضور پُر نور کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ باہر تشریف لائے دیکھا کہ ایک شخص اشتیاقِ ملاقات میں بیتاب کھڑا ہے۔ پوچھا کیوں بھائی بے وقت کیسے آئے۔ کیا مجھ سے کچھ کام ہے۔ وہ بولا کہ میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں کا رہنے والا ہوں آپکے پردادا سید سخی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اے شخص تو عیش و عشرت میں مصروف ہے۔ اور ہمارا نور دیدہ فقر و فاقہ کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ کیا شرطِ انصاف یہی ہے کہ تو اس کی خبر گیری نہ کرے۔ یہ بشارت و اشارت پاتے ہی میں بیدار ہو گیا۔ دو سو روپیہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اُمید ہے کہ حضور ضرور قبول فرمائیں گے۔ آپنے اُس کی نذر قبول فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم آج یہیں ٹھیر جاؤ۔ مگر وہ نہ ٹھیرا۔ اس میں بھی کوئی خاص راز تھا۔ ورنہ حضور کے ارشاد کی تعمیل سے ہرگز انکار نہ ہوتا۔ آپنے اس رقم میں سے ایک پیسہ بھی اپنی ذات کیلئے صرف نہ کیا۔ بلکہ سب روپیہ خدا کی راہ میں فقرا اور غربا کو تقسیم کر دیا ؎

سر دیتے ہیں سائل کو جو بندے ہیں خدا کے ۔ بھر دیتے ہیں فاقوں میں بھی کاسے فقرا کے

اسی طرح ایک مرتبہ موسم سرما میں سردی بہت زیادہ پڑنے لگی۔ آپکے گھر میں تاپنے یا گھر کو گرم کرنے کے لئے لکڑی یا کوئلہ بالکل نہ تھا۔ سخت مصیبت کا سامنا تھا سورج غروب ہو گیا تاریکی کے ساتھ سردی بڑھنے لگی۔ آپ اپنے ذکر و اشغال میں مصروف ہو گئے کہ یکایک باہر سے آواز آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ چار پانچ شخص آئے ہیں اور کچھ لکڑیاں وغیرہ سامان سوختنی لائے ہیں۔ قصہ مختصر آپنے اُن کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ تم کیوں آئے ہو۔ اور لکڑیاں کس واسطے لائے ہو وہ کہنے لگے کہ ہمیں سیّد سخی شاہ علیہ الرحمۃ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے مکان پر لکڑیاں پہنچا دو۔ وہاں آگ جلانے میں دقت پیش آرہی ہے۔ لہٰذا ہم حکم پاتے ہی فوراً لکڑیاں لیکر حاضرِ دربار ہو گئے ؎

Marfat.com

سیالوی شمس بازغہ کی کرنیں فضائے جلال پور پر

خواجہ سیالوی کی رُوحانی کشش

اب وہ وقت بالکل قریب آ گیا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی فیوض اور برکات سے سرفرازی کا موقعہ ملے۔ آپ کی ریاضتیں، مجاہدے، اتقا، توکل، صبر و شکر سب درجہ اتم تکمیل کو پہنچ چکے تھے۔ تزکیۂ نفس کا مرتبہ حاصل ہو چکا تھا اب ضرورت تھی تو ایک معلم کامل کی جو آپ کو رشد و ہدایت کا باضابطہ اور مستند معلن و منادی بنا دے۔ چنانچہ حسب معمول آپ ایک شب کو حضرت سید میراں شاکر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ فیض پناہ میں حاضر تھے۔ یکایک آپ کو ارشاد ہوا کہ سید غلام شاہ صاحبؒ ہرنپوری سے جا کر ملو۔ آپ وہاں سے رخصت ہوئے اور اس حکم کا حال اپنی والدۂ ماجدہ سے کہا وہ فرمانے لگیں کہ بیشک سید غلام شاہ صاحب رگ کامل ہیں۔ تم حسب ہدایت ان کے پاس ضرور جاؤ۔ اور ان سے بیعت بھی حاصل کر لو۔ دربار شاکری علیہ الرحمۃ کی اشارت اور والدہ کی ہدایت نے آپ کے ذوق سلیم کو اکسا دیا۔ والدہ صاحبہ نے ایک خادم کو ساتھ کر دیا۔ اور آپ ہرنپور[1] روانہ ہو گئے۔

ہرنپور پہنچ کر سید غلام شاہ صاحب سے ملاقات کی۔ اور تمام قصہ سنایا۔ ترغیب بیعت کا اظہار کیا۔ سید غلام شاہ صاحبؒ نے یہ سُنکر فرمایا کہ شاہ صاحبؒ مجھے تو کچھ عذر نہ تھا لیکن آپ کی بیعت ایک طے شدہ امر ہے اور یہ دولت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا حصہ ہے۔ میری اتنی مجال کہاں کہ میں آپ کو بیعت کر سکوں! آپ ایک روز یہاں قیام فرمائیں میں جناب کو اپنے ہمراہ لے چلونگا۔ اور بیعت کرادونگا۔ آپ یہ سُنکر خاموش ہو گئے۔ خادم جو ہمرکاب تھا اُسے والدہ صاحبہ کی خدمت میں واپس کر دیا۔ اور یہ کہدیا کہ یہاں یہ قصہ درپیش ہے۔ مجھے سیال شریف جانا ہے۔ وہ اطمینان رکھیں میں کم از کم دس بارہ روز میں واپس آ جاؤنگا۔ خادم رخصت ہوا اور آپ تیسرے روز سید غلام شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی معیت میں سیال شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔

---

[1] ہرنپور جلال پور شریف سے دس کوس کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے۔

Marfat.com

کھینچ رہی ہے ہی چلی جذبۂ کامل کی کشش
سچ ہے جاتی نہیں بیکار کبھی دل کی کشش
ہاں اُسے لیلیٰ راہی کا پتہ کیا معلوم
قیس کو کھینچ کے لے آئی ہے محمل کی کشش
جذب کامل ہو تو وہ آگ لگا دیتا ہے
شمع کی لو سے ہے پروانۂ محفل کی کشش
خضر آوارۂ وحشت کو کہیں مل ہی گئے
راہبر ہو ہی گئی رہبرِ منزل کی کشش

حصولِ بیعت اور شیخ کی محبت

منزل بمنزل چلنے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف جا پہنچے خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھا اور تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ حقیقت شناس سمجھتے ہیں کہ یہ تعظیم ذاتی نہ تھی بلکہ صفاتی تھی۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جبین مبارک اور پیکرِ اطہر میں جو نورِ ازلی جلوہ کناں تھا اُسے خواجہ سیالوی کی نظرِ حقیقت نگر تاڑ گئی یہ تعظیم اُسی کی تھی۔ پھر سید غلام شاہ صاحب سے ملاقات کی۔ مزاج پوچھا۔ بیٹھنے کا حکم دیا۔ اِس کے بعد سید غلام شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ سیدزادہ جلال پور کا رہنے والا آپکی بیعت کا دلدادہ ہے۔ اسے بیعت سے مشرف فرمائیے۔ وہاں تو پہلے ہی سب کچھ معلوم تھا۔ اِک نگاہِ محبت حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ پر ڈالی۔ دل نے کچھ کہا آنکھوں نے کچھ دیکھا اور بیعت کر لیا۔

وجد آتا ہے تری باتوں پر
بک چکے ہم تو ترے لطفِ سخن پر

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بروز پنجشنبہ گھر سے روانہ ہوئے اور ۷ رجب المرجب ۱۲۷۱ھ کو بروز دوشنبہ شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

(میاں محمد اشرف صاحب سب انسپکٹر پولیس جو اُس وقت تھانہ احمد آباد میں متعین تھے فرماتے ہیں کہ ۲۳ مارچ ۱۸۵۵ء کو جب کہ میں احمد آباد سے پنڈ دادنخاں آرہا تھا آپ اور سید غلام شاہ صاحب مجھے راستہ میں ملے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سیال شریف بارادۂ بیعت جارہے ہیں۔ اِس حساب سے تاریخ بیعت ۱۲۷۱ھ ہجری مطابق ۲۶ مارچ ۱۸۵۵ء ہے)۔

بیعت کا اثر جو کچھ ہوا وہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا دل جانتا ہوگا مگر با آثار ظاہر آپ کو طالبانِ مولٰے کی طرح ہر وقت ایک بے چینی رہنے لگی مطلوبِ حقیقی کا عشق تو پہلے ہی سے تھا۔ اب ع اِس حاشیے نے اور لگادی تن میں آگ

Marfat.com

چہرہ پر زردی اپنا رنگ جمانے لگی، آنسو آنکھوں میں طوفان اٹھانے لگے، دل میں درد اور لب پر آہِ سرد نمایاں ہوئی عشق کے تمام آثار رُخ زیبا سے جلوہ گر ہونے لگے سوز و گداز وجد و کیف چہرہ سے ٹپکنے لگا ؎

چہرہ اُداس نبض غلط، دل دکھا ہوا — یہ حال ہو تو کوشش اخفائے حال کیا

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خواجہ صاحب مجھے بیعت فرمانے لگے تو لوگوں کا ہجوم میرے گرد بہت زیادہ ہوگیا۔ اس پر خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ لوگو اپنے پیارے مرید کی صورت مجھے بھی تو دیکھنے دو۔ اس قدر ہجوم تو نہ کرو ؎

نہ بیٹھو گھیر کر یوں شمع کو اے انجمن والو — کہ مشتاق زیارت دور سے پروانہ آتا ہے

آپ کا لباس بہت میلا تھا۔ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ ہمارے اور ان کے کپڑے دھولاؤ۔ جب کپڑے دھو کر لائے گئے تو آپ نے اپنی چادر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی۔ اور اُن کی چادر خود لے لی۔ اور فرمایا کہ میری چادر آپ کی شان کے شایان ہے اور آپ کی چادر چونکہ کشادہ ہے اس لئے میرے لئے بہتر ہے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ میرا دل حضور کی طرف جذب ہو جائے۔ اور آپ کا قلب میری طرف مستقل رہے۔ پیر و مرشد اور مرید کے لباس کا تغیر و تبدل کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ نکتہ شناس اس بھید کو خوب جانتے ہیں اس کے بعد جو کچھ ہوا ہوا اور جو کچھ دیکھا دیکھا ؎

ملتے ہی اُن کے اُٹھ گئے پردے حجاب کے — انوارِ بزمِ قدس ہے آنکھوں کے سامنے
جو کچھ ہے عین ذات ہے اب ہم کہاں رہے — وہ اور ہی لباس تھا جس میں کچھ اور تھے
اب دیکھئے کچھ اور ہیں اس پیرہن میں ہم

بیعت کے بعد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ دو تین روز سید غلام شاہ صاحب ہرنپوری کے ساتھ سیال شریف مقیم رہے۔ پھر گھر واپس آئے۔ آپ کی رخصت کے بعد خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے خدام سے فرمایا کہ یہ سیدزادہ جو اوبھ (مشرق) سے آیا ہے۔ خرقۂ خلافت پہنے کے قابل ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آغاز میں درجۂ انجام اور ابتدا میں رتبۂ انتہا حاصل کر چکے تھے۔ (اس روایت کے راوی میاں غلام حیدر ساکن موضع گھنیاں ہیں)

واپس آنے کو تو آپ چلے آئے۔ مگر ؎

Marfat.com

اِک عیش کا بندہ کتنا تھا گھر بار نہیں تو کچھ بھی نہیں — آشفتہ گیسو وں اُٹھا گر یار نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ابر یہ گلشن یہ عشرت یہ ناز گیاں یہ نیرنگی — دلدار نہیں تو ناحق ہیں دیدار نہیں تو کچھ بھی نہیں
محفل میں سب احباب بھی ہیں آرام کے اسباب بھی ہیں — دل چپکے چپکے کہتا ہے دلدار نہیں تو کچھ بھی نہیں

عزت دولت راحت شوکت یاران وطن ارباب چمن
سب ہیچ ہیں میری نظروں میں سرکار نہیں تو کچھ بھی نہیں

شیخ علیہ الرحمۃ کی محبت دل میں گھر کر چکی تھی۔ گھر میں جی کیا لگتا! ایک ہی دن ٹھہرنا مشکل ہو گیا اور آپ دوسرے ہی دن پھر سیال شریف چل دئیے۔ تین روز وہاں رہے۔ شرف نیاز سے دولتِ سرمدی حاصل کی اور پھر چلے آئے۔ پھر تو یہ دستور ہو گیا کہ ایک مہینے میں دو تین بار آپ سیال شریف جاتے اور واپس آتے۔

مولوی فقیر محمد صاحب نے تذکرہ فرمایا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم اپنے چچا سید امام شاہ صاحب کے ہمراہ سیال شریف گئے دو دن قیام کرنے کے بعد واپسی کی اجازت چاہی تو حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے چچا صاحب جانا چاہتے ہیں تو اُن کو اجازت ہے۔ مگر آپ ابھی قیام فرمائیں۔ یہ آپ کے واسطے آپ کے چچا سے زیادہ بہتر ہوں اور آپ کے لئے میری معیت چچا صاحب کے ساتھ رہنے سے اچھی ہے ؎

نہ تو مجھ کو چھوڑے نہ میں تجھ کو چھوڑوں — جہاں تو وہاں میں جہاں میں وہاں تو

مرید تو فنا فی الشیخ کی منزل طے کرنا چاہتا ہی ہے لیکن اگر مرشد بھی مرید کا دلدادہ ہو جائے تو اُسے خوشی قسمت سمجھئے۔ یہاں یہی حال تھا۔ محبت دونوں جانب سے تھی۔ اور عشق حقیقی دونو کے دل میں موجزن تھا حضرت خواجہ غریب نواز کے کمالات و صفات باطنی کو مرشد سیالوی تاڑ گئے تھے اور پھر آپ تو مادرزاد ولی تھے۔ بھلا شیخ کی نظر عنایت وسیع کیوں نہ ہوتی۔

حافظ غلام رسول صاحب کہتے تھے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہر سوموار عید اضحیٰ کے ساتھ سیال شریف جایا کرتے تھے اور یہ طریق مدت تک جاری رہا۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہم شیخ کی قدمبوسی سے چھٹی دفعہ مشرف ہوئے تو ہمیں خرقہ خلافت اور اجازتِ بیعت کا شرف حاصل ہو گیا ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مروی ہے کہ خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت میں طلب فرمایا۔

Marfat.com

اور بہت عرصہ تک مرید و شیخ میں خلوت رہی۔ عالمِ خلوت میں آپ مخلوقِ خدا کی ہدایت پر مامور کئے گئے دولت خلافت سے ممتاز فرمائے گئے۔ جس وقت آپ خلوت سے جلوت میں تشریف لائے تو محویت و استغراق کی ایک خاص کیفیت آپ پر طاری تھی ؎

خلوت سرا میں یار نے بے خود بنا دیا — مجھ کو اک انجمن کا تماشا دکھا دیا

میں تو اسی کی مست نگاہی پہ ہوں نثار — آنکھیں ملا کے جس نے خدا سے ملا دیا

ساقی نے چشم مست سے کی مہر کی نظر — صہبائے معرفت کا پیالا پلا دیا

یہ اثر ایک مدت دراز تک قائم رہا۔ تمام تمام دن آپ مسجد میں بے خود و مدہوش پڑے رہتے گویا آپ کے جسم میں جان ہی نہ تھی۔ یا جس طرح کسی پر حالت غشی طاری رہتی ہے ؎

ہوش بجا رہے نہیں چپ ہیں کلیم کیا کریں
کس سے کہیں کہ کیا ہوا جلوۂ یار دیکھ کر

اس کے بعد آپ اس حالت سے ترقی کر گئے اور درجۂ سلوک سے ممتاز ہوئے خدائے قدوس نے آپ کو وہ درجات علیا عطا فرمائے کہ مجال بیان نہیں۔ آپ کے معاصرین میں آپ کی مثال نادر و نایاب تھی۔ منزل سلوک میں قوت مجاہدہ کی مدد سے آپ نے وہ تیز گامی دکھائی کہ نصب العین آپ کے قدم چومنے لگا۔ شیخ کی ذات میں آپ اس طرح جذب ہوئے کہ دونوں ایک قالب اور ایک جان ہو گئے۔ لحمک لحمی و دمک دمی کی شان نظر آنے لگی ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یہی وجہ تھی کہ توجہ شیخ تمام تر آپ کی طرف مبذول رہتی تھی۔ استغنا عن النفس اور محویت فی الذات کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنی نسبت سیادت کو بھی بھول گئے تھے ؎

مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ساکن کہڑی بیان فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب زادہ فضل شاہ صاحب کو جو آپ کے نبیرہ ہیں یہ شعر لکھ کر دیا تھا ؎

اگر مولائے کرم سازد بہ بابم بے بہا گردد — بہائے خود ہمی دانم بہ نیمے جو نمی ارزد

خلافت کے بعد

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کا ادب بدرجۂ غایت فرماتے تھے۔ آپ کبھی اُن کے

Marfat.com

سامنے کوئی بات نہ کرتے تھے آپ فرماتے تھے کہ مجھے ایک بات یاد آنے سے بہت ہی شرم آتی ہے کہ تمام عمر میں مَیں نے ایک دفعہ بھی کیوں خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ کے سامنے زبان کھولی۔ وہ بات یہ تھی کہ سیّد غلام شاہ صاحب ہرن پوری کی شفقت و عنایت نے مجھے اپنا گرویدہ بناکر یہ سوال مرشد کی حضور میں کرادیا کہ حضور میری بیعت شاہ صاحب کے حوالے کر دیجئے اس پر حضور نے فرمایا کہ عزیز من غلام شاہ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ تمہیں بدکر سکیں ع

دیتے ہیں قدح ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

ایک دفعہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کو ایک اشتیاق نامہ لکھا مگر ادب کے لحاظ سے اور خوفِ مرشد سے اُسے حضور تک نہ پہنچا سکے۔ وہ اشتیاق نامہ حضرت خواجہ صاحب کے دولت کدہ ہی میں رہ گیا جو بعد وصال دستیاب ہوا۔ وھوھذا :-

"غریب پرورمن سلامت! کمترینِ مریدان اعتقاد سرشت فدوی غلام حیدر علی نورحسین بائی و ناصیہ فرسائی کہ شیوۂ فدویان است بجا آوردہ و الفِ قامتِ خود را نون ساختہ ذرہ وار بہ ہزار عجز و انکسار معروض میرساند ؎

مَیں ہاں خادم تو ہے مخدوم میرا	تو ساں کو حال سب معلوم میرا
کرو خادم اتے انعام سائیں	جو ہر جا فیض تیرا عام سائیں
کیتا دل درد تیرے پارہ پارہ	جو دارو درد میرے کا نظارہ
نظارہ جے کرو جند چندیاں مَیں	وگرنہ جام زہروں پیندیاں مَیں
نظر کر ویکھ چہرے زار میرے	جو مَیں بیمار کیتے درد تیرے
دوا کر مہرباں بیماریاں دا	وفا کر دلبرا دلداریاں دا
مَیں تیرے دیکھنے کی باوری ہوں	وکھا مکھ کھو لکے مکھ باوری ہوں

مرشد حقیقی من پیش عیاں چہ بیاں - ع

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابنائے جنس

و دیگر از فدایان خاندان فیض رسان مسمی عبیدا و احمد شاہ و امام شاہ و شرف الدین و فضل الدین و میاں بخت و میاں اکرم و میاں دین محمد و میاں حافظ و میاں فتح الدین نیاز بندگی پذیرا باد و بخدمت فیض درجت میاں فضل الدین صاحب جیو و میاں محمد الدین صاحب و میاں شجاع الدین صاحب جیو و شیخ صاحب سلام و نیاز قبول باد۔"

Marfat.com

شیخ عبدالجلیل[لہ] صاحب فرماتے ہیں کہ جب خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت میں طلب فرمایا اور دروازہ بند کر دیا تو میرے دل میں خیال گذرا کہ آج ضرور کوئی خاص معاملہ ہے۔ اگرچہ شیخ کی اجازت نہ تھی۔ مگر شوقِ دید نے مجبور کر دیا۔ ہر چند سمجھایا طبیعت قابو میں نہ آئی۔ اور دماغ اسی طرف جم گیا کہ ضرور کسی جھروکہ وغیرہ سے دیکھنا چاہیئے۔ کیا ہوتا ہے۔ جب خواجہ غریب نواز اندر تشریف لیگئے تو میں نے ایک سوراخ سے نظر بازی شروع کر دی دیکھا کہ پیر و مرید دونو آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ بظاہر کسی قسم کی گفتگو جانبین میں نہیں ہوئی شیخ نے مرید پر نظر ڈالی اور اب مرید کا رنگ بدلنے لگا پہلے زرد ہوا پھر سفید ہو گیا۔ پھر کچھ ایسا تغیر ہوا کہ ایک ایک منٹ کے بعد حالت دگرگوں ہونے لگی۔ آخر کار کچھ دیر کے بعد اصلی حالت ہو گئی اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کمالات صوری و معنوی سے آراستہ نظر آنے لگے ؎

اہل نظر کی سُرمہ بنے گی ہماری خاک اب تو تری نگاہ نے اکسیر کر دیا

اس کے بعد خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ صاحب اب بھی راضی ہوئے یا نہیں خواجہ صاحب آداب بجا لائے۔ دروازہ کھولا گیا۔ اس کے بعد دیر تک بیعت و تلقین کے آداب ظاہری تلقین فرمائے۔ دستار کی جگہ چار ترکی ٹوپیاں عطا فرمائیں۔ اور خواجہ صاحب اس طرح دولتِ ظاہری و باطنی سے مالا مال ہو کر اپنے گھر تشریف لائے۔ مکان پر آکر پہلے اپنے گھر والوں کو بیعت کیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت مسرور ہوئیں۔ اور سجدۂ شکر بجا لائیں

؎ دلِ بیتاب تو گھر بنگیا اللہ والوں کا اسی دن کیلئے پہلو میں تجھ کو ہم نے پالا تھا
ہزاروں رنگ بدلے دیکھنے والوں کی صورت نے نگاہ ناز ساقی میں کرشمہ یہ نرالا تھا
کوئی تدبیر سے پہنچا نہ ایوانِ ولایت تک جسے اللہ نے چاہا وہی اللہ والا تھا

نقل ہے کہ بعد حصول خلافت خواجہ غریب نواز ایک دفعہ سیال شریف تشریف لیگئے وہاں تبدیل عمارت کا کام شروع ہو رہا تھا۔ خواجہ غریب نواز نے پہلے مرشد کی قدمبوسی حاصل کی۔ اور پھر معماروں کے پاس آکر تعمیر کے کام میں مزدوروں کی طرح کام کرنے لگے۔ سر پر

لہ آپ نہایت عالی مرتبہ بزرگ تھے۔ اور خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں زبدہ ترین خدام کا رتبہ رکھتے تھے آخر میں خلافت آپ کو ملی۔ اُن کا تذکرہ خود خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بھی بہتر الفاظ میں فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ شیخ صاحب مرشد کے عاشقان صادق میں سے تھے۔ ابوالبرکات صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب نے خود اپنے کانوں سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ صاحب کی تعریف کرتے سُنا ہے ۱۲

Marfat.com

اینٹ اور گارا رکھ کر راجوں کو دینے لگے۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس طرف سے گذر ہوا۔ دیکھا کہ خواجہ غریب نواز معماروں کے ساتھ کام کر رہے ہیں مسکرا کر فرمایا کہ شاہ صاحب ٹھن ٹھن تو آپ پہلے ہی لے چکے ہیں اب چھا چھ پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ بھئی کسی دوسرے غریب کا بھی خیال رکھنا لازم ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جو شخص اصل وجوہر کا مالک ہو اُسے کم درجہ کی اشیاء سے کیا سروکار۔ سبحان اللہ کس قدر پاک کنایہ اور راز و نیاز کی تعلیم تھی ۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ خلافت حاصل ہونے کے بعد جب ہم سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔ تو خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ ہمارے استقبال کو تھوڑی دور ضرور تشریف لاتے تھے۔ اگرچہ شیخ کے اس فعل سے مجھے بہت ہی ندامت حاصل ہوتی تھی مگر میں کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ آخر جب مجھ سے یہ تکلیف دیکھی گئی۔ تو میں نے ایک مرتبہ شیخ عبدالجلیل صاحب کی وساطت سے عرض کیا۔ کہ حضور جو میری اس قدر تعظیم و تکریم کرتے ہیں یہ مجھے بہت نادم و محجوب کرتی ہے۔ اور میرے قلب پر ایک قسم کی کیفیت اضطراری طاری کر دیتی ہے۔ باسوا اس کے مجھ کو سوء ادبی کا بھی خیال ہے۔ یہ سنکر حضور نے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ آئندہ اس معاملہ میں کچھ نہ بولیں ہم اپنی خوشی کے خود مختار ہیں۔ آپکے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ اس معاملہ میں خاموش رہیں ۔

روایت ہے کہ جب خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر خواجہ محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی اور برات چلنے کیلئے تیار ہو گئی تو لوگوں نے کہا کہ حضور تشریف لے چلیں آپ نے فرمایا کہ ہماری جگہ شاہ صاحب تشریف لے جائینگے۔ اس پر چند اشخاص مُصر ہوئے اور کہنے لگے کہ حضور بھی تشریف لے چلیں آپ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ نادانو کیا تم ہمیں اور شاہ صاحب کو الگ الگ تصوّر کرتے ہو۔ یہ خیال تمہارا بالکل غلط ہے۔ غرضیکہ آپ نہ گئے اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی بجائے روانہ کیا ۔

برابر محبت میں اے رنگ تو ہے جو تو ہے سو میں ہوں جو میں ہوں سو تو ہے

نقل ہے کہ ایک دفعہ جلال پور کے آس پاس کے رہنے والی اقوام سے بہت سے لوگ سیال شریف بعزم بیعت گئے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے پوچھا کہ تم جو یہاں بیعت کیلئے آئے ہو تو کیا جلال پور شریف کے شاہ صاحب بیعت نہیں کرتے ہیں

Marfat.com

لوگوں نے کہا کہ شاہ صاحب بیعت تو کرتے ہیں مگر ہماری خواہش ہے کہ آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا خیال بالکل لغو ہے ہماری اور شاہ صاحب کی بیعت کو ایک سا تصوّر کرو لازم ہے کہ جلا لپور جاؤ اور وہاں شاہ صاحب سے شرف بیعت حاصل کرو۔

جب اُٹھی قیدِ تعین بھید سارا کھُل گیا — طالب و مطلوب کی وحدت کا پردہ کھُل گیا
شمع و پروانہ کو میں سمجھا ہُوا تھا غیر جنس — جل بجھے دونو تو عقدہ عاشقی کا کھُل گیا

عطائے خدمت

عطائے خدمت کے متعلق صحیح روایت یہ ہے کہ جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کو چار پانچ سال کا عرصہ گذر گیا تو ایک دفعہ حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کے جو یہاں آئے تو اپنی والدۂ ماجدہ سے ایک ماہ کے قیام کی اجازت لیکر آنا چنانچہ آپ واپس تشریف لائے جب آپ شیخ والدۂ ماجدہ سے اجازت لیکر دوبارہ حاضر خدمت ہوئے۔ خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ علوم باطنی کے علاوہ ظاہری تعلیم کے زیور سے بھی آراستہ تھے۔ آپ نے محض تحصیل علم کے لئے ترکستان اور کابل وغیرہ کا سفر بھی فرمایا تھا۔ آپ نے مناسب سمجھا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو علم تصوف کی چند کتابیں مطالعہ کرا دی جائیں چنانچہ مرقع شریف اور کشکول وغیرہ کا درس شروع ہوا۔ شیخ کی نگاہ محبت آپ پر بدرجہ غایت تھی۔ اِس لئے تمام نکات نہایت وضاحت صراحت کے ساتھ سمجھائے جاتے تھے۔ اِس تعلیم ظاہری سے حقیقتاً تعلیم باطنی کی تکمیل مقصود تھی۔

مولوی فقیر محمد صاحب سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ نے علم تصوف کی چند کتابیں بھی اپنے مرشد سے پڑھی تھیں۔

انکسار و مساوات

(خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی)

میاں محمد اشرف صاحب عید ادھوبی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم چند آدمی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سیال شریف جاتے ہوئے ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں

Marfat.com

ایک کنویں پر پانی پینے کیلئے ٹھیرے ہمارے ساتھ ایک شخص بگا نامی مصلّی القوم بھی تھا۔ وہ اس قدر کریہ المنظر سیاہ فام اور چیچک رو تھا کہ کوئی شخص اُسے دیکھنا بھی پسند نہ کرتا تھا اور نہ کوئی پاس بیٹھنا گوارا کرتا تھا ؎

شامِ غم کی طرح سیہ فام — تاریک مثالِ نقشۂ شام
کالا بھی جو اس کو دیکھ پائے — اپنی بانبی میں مُنہ چھپائے
چیچک کے تھے داغ یوں نمودار — کوہِ اسود میں جس طرح غار
تھا تیرہ نصیب وہ کسی کا — کالے کا تھا رنگ اُس سے پھیکا

بگا مصلّی نے پانی پیا۔ اور بچاہوا جھوٹا پانی پھینکنا چاہا۔ مگر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کا ہاتھ روک لیا۔ اور پانی لے کر پی لیا! اتفاق سے وہاں ایک نو وارد سید موجود تھے اُنہوں نے یہ واقعہ دیکھا تو اُنہیں کراہت پیدا ہوئی۔ اور حاضرین میں سے کسی سے پوچھا کہ یہ سیاہ فام کون شخص ہے! اور وہ باکمال خوش جمال بزرگ کون ہیں۔ بتانے والے نے تمام واقعہ بتادیا۔ جسے سُن کر سیّد صاحب کو بڑا غصّہ آیا۔ تابِ تحمل نہ رہی۔ فوراً لاٹھی لیکر بگا مصلّی کو مارنے کیلئے اُٹھے۔ اور اپنے دل میں اس کی یہ سزا تجویز کی کہ جب وہ خواجہ صاحب کی سیادت اور اپنی حالت سے واقف تھا۔ تو اُس نے کیوں خواجہ صاحب کو اپنا جھوٹا پانی پینے دیا۔ اور اصرار کیوں کیا سیّد صاحب اس ارادہ سے اُٹھے ہی تھے۔ کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف اُن کا خیال معلوم ہوگیا! اور فرمانے لگے کہ سیّد صاحب جھوٹا پانی مَیں نے پیا ہے۔ کہ آپ نے کراہت مجھے لازم تھی نہ کہ آپ کو۔ نقصان ہوا تو میرا نہ کہ آپ کا۔ ننگ و ناموس کا خیال ہوتا تو مجھے نہ کہ آپ کو۔ آپ خفا نہ ہوں اور اپنے ارادہ سے باز آئیں۔ یہ سنکر سیّد صاحب خاموش ہوگئے سُبحان اللہ کسرِ نفسی اور مساوات کی حد ہوگئی۔ شانِ بزرگی ہو تو ایسی ہو ؎

کانٹے کو گُلِ گلاب سمجھا ہوں مَیں — تلچھٹ کو شرابِ ناب سمجھا ہوں مَیں
ہو معترف اپنی ہستیٔ فانی کا — ذرّے کو بھی آفتاب سمجھا ہوں مَیں

خود نمائی اور شہرت پسندی سے اعراض

آپ میں خود پسندی خود داری کا مادہ بالکل نہ تھا۔ نہ آپ کو اپنے صحیح النسل سید ہونے پر کبھی فخر ہوا اس بات کا ثبوت ذیل کے دو واقعوں سے بخوبی ہو سکتا ہے ✦

Marfat.com

ایک مخدوم زادہ جو موضع اوچہ کا رہنے والا اور سید جلال الدین بخاریؒ کی اولاد سے تھا۔ نہایت شان و شوکت اور طمطراق کے ساتھ اپنے مکان سے نکلا جس طرف گیا اور جہاں پہنچا لوگ اُس سے مرعوب ہو گئے۔ اُس نے اپنا یہ دستور رکھا کہ ہر مقام پر جا کر وہاں کے سیدوں سے شجرۂ نسب طلب کرتا اور اُن سے کافی نذرانہ مل جاتا تو اُنہیں تمغۂ سیادت دے دیتا۔ ورنہ کہتا کہ یہ لوگ سادات سے نہیں ہیں دیہات کے رہنے والے سید اس سے بہت ڈرنے لگے اور خاطر و مدارات کا خیال کرنے لگے۔ لوگ محض اس خیال سے کہ مخدوم زادہ کہیں ہمیں زمرۂ سادات سے خارج نہ کر دے اچھی طرح اُس کی آؤ بھگت کرتے اور نذرانہ دیکر اُسکی خوشی کے خواہاں ہوتے تھے۔

یہ مخدوم زادہ امامیہ مذہب رکھتا تھا یعنی شیعہ تھا۔ اتفاقاً جلال پور شریف میں اُسی طمطراق اور شان و شوکت کے ساتھ اُس کا گذر ہوا۔ اُس کے خدام حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قیام کے لئے ایک مکان کی خواہش کی حضور نے دیوان خانہ خالی کرا دیا۔ اور قیام کی اجازت دیدی۔ مخدوم زادہ معہ اپنے حواریوں کے وہاں آکر ٹھیرا۔ جب کھانا کھانے کا وقت آیا۔ تو حضور نے دو دیگیں گوشت کی اور حسب ضرورت تنوری نانیں بھجوا دیں۔ مخدوم زادہ نے کہا کہ میں تو اس قسم کے کھانے کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ میرے لئے تو مخصوص طریقہ سے انتظام طعام ہونا چاہئے۔ مجھے عام لوگوں کے کھانے میں شریک کرنا بڑی غلطی ہے۔ حضور نے مخدوم زادہ کا یہ اعتراض سُنکر فرمایا کہ یہ کھانا چونکہ عرس شریف کا ہے اِس لئے آپ کو بھی اسی میں حصہ گیر کرنا مناسب سمجھا ورنہ علیحدہ کھانا تیار کرانا کوئی ایسا امر دشوار نہ تھا۔ مگر مخدوم زادے کے سر میں تو کچھ اور ہی سمائی ہوئی تھی۔ اُس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اور خدام کی معرفت کہلا بھیجا کہ آپ اپنا شجرہ نسب میرے حوالے کریں تاکہ آپ کا سید النسب ہونا پرکھا جائے۔

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وقت فرصت کا نہیں ہے ہمیں فاتحہ وغیرہ کا انصرام کرنا ہے۔ مجادلہ اور مباحثہ تو بیکار وقت کے مشاغل ہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ ہمیں اپنا شجرۂ نسب آپ کو دکھانے اور پرکھانے کی ضرورت اُس وقت ہو سکتی ہے جبکہ ہمیں اپنی شرافت اور نجابت پر ناز کرنا مقصود ہو۔ اور جب یہ بات نہیں تو پھر فضول وقت ضائع کرنا بے کار ہے۔ نہ ہمیں آپ سے کچھ مطلب ہے نہ آپ کو ہم سے کوئی غرض ہے پھر نسب نامہ کا جائزہ لینا کیا معنی رکھتا ہے۔

Marfat.com

مخدوم زادے نے جو یہ باتیں سُنیں تو کہنے لگا کہ لاریب شخص سادات سے نہیں ہے بلکہ سیال والوں کی قوم سے ہے یعنی خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سیّد نہ تھے بلکہ کھوکھر زمیندار تھے۔ اُس نے اپنے خیال سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے سُنکر فرمایا کہ الحمد للہ اُس نے وہ بات کہی جس کا فخر کرنا مجھے دونو جہان کی شہرت و عظمت سے افزوں تر ہے۔ اگر میں اپنے سلسلہ سے الگ ہو کر شیخ کے سلسلہ میں منسلک ہو جاؤں۔ خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں میرا شمار ہو جائے اور وہ خاندان سُلیمانی یعنی پیر افغان کی اولاد میں ہو جائیں تو میرے لئے بڑی سعادت اور باعث فخر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے تو یہی فخر کافی ہے کہ ہم امتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہیں اور تیرے لئے صرف سیادت باعثِ ناز ہے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔ ہمارا اِس میں کچھ ہرج نہیں۔ اگر تیری خوشی اسی میں ہے تو یوں ہی سہی ◆

اِس واقعہ کے بعد اُس مخدوم زادہ کی ہوا بگڑ گئی۔ وہ ساری مصنوعی عظمت اور شان و شوکت جاتی رہی۔ اور پھر کسی نے اُس کی بات بھی نہ پوچھی ◆

جب حضرت خواجہ کا یہ جواب اور یہ واقعات تونسہ شریف کے سجّادہ نشین حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنے تو آپ وجد کر کے بار بار فرمانے لگے کہ ہم پیر سیالوی کے خاندان سے ہیں اور وہ ہمارے پیر افغان کے خاندان سے ہیں۔ حضرت سجّادہ نشین تونسہ شریف نے خواجہ بزرگ کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ بے شک اہل اللہ اور فدایان شیخ کی یہی شان ہوتی ہے ◆

امتثال امر کے لئے یہاں ایک واقعہ یاد آگیا جس کا درج کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا وہ یہ ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات کے بعد کا ذکر ہے کہ ایک روز جناب امام حسین علیہ السلام حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صاحبزادے کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ کھیل میں کوئی بات خلاف طبیعت ہوئی۔ آپس میں جھگڑا ہو گیا تو جناب امام نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ اے جا تو تو ہمارے نانا کے غلام کا لڑکا ہے۔ اُس صاحبزادے کو یہ بات طعن معلوم ہوئی۔ روتا ہوا اپنے گھر آیا اور جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا کہ ابّا جان آج حسینؓ نے آپ کو رسولِ خدا کا غلام کہدیا۔ مجھے بڑا رنج ہے۔ حضرت عمرؓ پر یکبارگی حالتِ وجد طاری ہو گئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور فوراً وہاں تشریف لائے

Marfat.com

جہاں جناب امام حسین علیہ السلام مصروف لہو و لعب تھے آتے ہی ان کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور دونوں کو پکڑ کر روضۂ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جا پہنچے آنکھیں آبدیدہ تھیں۔ دل لرز رہا تھا چہرہ سرخ تھا دونوں بچوں کے ہاتھ ہاتھ میں تھے پہنچتے ہی آپ نے جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا جو بات تم نے میرے لڑکے کے سامنے کہی تھی وہ ہی اس وقت یہاں کہدو۔ تاکہ میری غلامی کی شہادت حضور انور اپنے کانوں سے سن لیں۔ خوشا نصیب میرے کہ میں حضرت کے غلاموں میں شمار کیا جاؤں۔ میری ایسی قسمت کہاں ہے۔ سبحان اللہ اپنے آقا کے فدائی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ بیکار بات میں بھی کام کی بات نکال لیتے ہیں +

یعنیٔ یہی واقعہ حضرت خواجہ بزرگ کا ہے کہ اپنے شیخ سے نسبت نسبی ہونے پر ناز کرنے لگے۔ اور سادات کی نسبت کو موجب فخر نہ سمجھا ؎

حباب ہیں چھپا ہے جیسے کہ یار مجھ میں ہیں یار میں ہوں
صدف کے اندر ہے دُر مکنوں کہ یار مجھ میں ہیں یار میں ہوں

میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ یار مجھ میں ہیں یار میں ہوں
میری نظر یار کی نظر ہے یہ میری ہستی ہی اُسکی ہستی

جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب ہزاروی راوی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضور مجھے اپنا شجرۂ نسب مرحمت فرمائیں تاکہ میں کتاب میں شائع کردوں آپ نے فرمایا کہ عزیز من سنو! سادات میں سے ایک شخص تھا اُس نے کسی اپنے برابر والے کے یہاں عقد کا پیغام دیا۔ انہوں نے درخواست کی آپ پہلے اپنا شجرۂ نسب دکھائیں اس کے بعد میں جواب دونگا۔ یہ سنکر درخواست کرنے والے نے کہا کہ بھائی میں سمجھتا تھا کہ تم معنی طلب ہو۔ مگر معنی طلبی کا تو تم میں اثر تک نہیں ہے ؎

قیامت کسے باشد اندر بہشت
کہ معنی طلب کرد دعوٰئے بہشت

پھر آپ نے فرمایا کہ مخفی واقعات اور بھیدوں کا جاننے والا صرف خدائے علیم ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا الا ہو۔ معلوم نہیں کہ نسب میں کیا کیا تغیر و تبدل ہوجاتا ہے۔ ایسی بات پر نازاں ہونا عقلمندی کے خلاف ہے نسب کا فیصلہ تو اُسی وقت ہو گا جب خدائے قدوس اپنی زبان قدرت سے فرمائیگا۔ "ھذا یوم الفصل جمعنا کم والاولین فان کان لکم کید فکیدون" یعنی یہ فیصلہ کا دن ہے جس میں تم اگلے پچھلے سب جمع کئے گئے ہو اور تم نے جس قدر مکر و فریب کئے تھے اب سب ظاہر ہیں۔ پورا بھید تو اُسی وقت کھلیگا۔ کہ باپ کون تھا اور ماں کون تھی تو شریف ہے کہ رذیل ہے۔ میں نے یہ جواب باصواب سنکر عرض کیا

Marfat.com

کہ حضور معتقد کو تو شجرہ نسب بنا دینا درستی اعتقاد کیلئے بہت مناسب و موزون ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ سچ ہے مگر معتقد کے لئے تو صرف ہمیں سید سمجھ لینا ہی کافی ہے نہ یہ کہ وہ تحقیق نسب سے تصحیح عقیدت کرے +

پھر آپ نے فرمایا کہ غوث بہاؤالحق رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ شریف پر بہت سے سائل آیا کرتے تھے۔ جو اُن میں سے یہ ظاہر کرتا کہ میں سید ہوں آپ اس کے ساتھ مخصوص لطف عنایات سے پیش آتے ایک دفعہ ایک مرد اور ایک عورت جو دونوں قوم کے مسلی تھے آپکے رُو برو حاضر ہوئے اور اس لالچ سے کہ ہمیں زیادہ ملجائے۔ اپنے آپکو سلسلہ سادات سے ظاہر کیا اتفاق سے وہاں اُن کا کوئی جاننے والا بھی موجود تھا اُس نے غوث بہاؤالحق رحمۃ اللہ علیہ سے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھے اس تحقیق کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ان لوگوں نے کہا اُسی پر عمل کرنا لازم ہے +

راسخ الاعتقادی

(ایک در گیر و محکم گیر)

حور و ملک سے کام کیا جن و پری سے کیا غرض
جو ہوئے تیرے آشنا اُن کو کسی سے کیا غرض

ایک دفعہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ عرس کے موقع پر سیال شریف تشریف لے گئے وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نو وارد اپنے آپکو غوث و قطب ظاہر کرتا پھر رہا ہے۔ اور لوگ جوق جوق انبوہ در انبوہ، اُس کے گرد جمع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی اُس کے ہاتھ چومتا ہے کوئی قدم آنکھوں سے لگاتا ہے۔ غرضکہ ہر شخص اُس کی تعظیم و تکریم میں مصروف و مشغول ہے اُس نام نہاد غوث نے کچھ ایسا دام تزویر پھیلا رکھا تھا کہ شجر ہدایت کے طائر ذی ہوش بھی بے پر و بال ہو کر پھنستے چلے جاتے تھے۔ بعض صوفیائے باصفا اور خلفائے خلوص انتہا بھی اسی رنگ میں رنگ گئے۔ خواجہ صاحب یہ رنگ دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے۔ اور سوچنے لگے کہ خواجہ شمس الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید آج ایک نووارد شخص پر کس طرح مبتلا ہو گئے یہ جس شمع کے پروانے جس گل کے بلبل اور جس لیلٰے کے دیوانے ہیں اُنہیں تو اُسی سے سروکار رہنا چاہیئے دل نے کہا دنیا کا یہی حال ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گھر سے مرشد کی زیارت کو چلے اور رستہ

Marfat.com

میں دوسرا پیر بنالیا۔
المختصر آپ تماشا مشاہدہ فرماتے ہوئے خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں بھی اسی غوث کی نظر فریبیوں کا چرچا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ جادوگر ہے کوئی کہتا تھا مسمریزم جانتا ہے غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔ کہ خواجہ سیالوی رح نے خواجہ جلالپوری رح سے دریافت کیا کیوں شاہ صاحب آپ نے اس غوث کی زیارت کی۔ خواجہ نے مؤدب ہو کر عرض کیا ؎

مطلب ہے ہم سے غیب کے ہیں وہ پن کیا   پروانہ کو ہے شمع سے کام انجمن سے کیا

حضور جب ہم نے آپکو اپنا ہادی اور رہبر سمجھ لیا تو پھر ہمیں کسی سے کیا مطلب۔ کوئی غوث ہے یا قطب ہے تو ہوا کرے۔ ہمارے لیئے تو آپ ہی غوث اور قطب ہیں۔ کوئی پانی پر چلے یا ہوا پر اڑے۔ مگر ہم تو آپ ہی کے کمالات کے قائل ہیں۔ ہمیں حضور کے سوا کسی سے کچھ سروکار نہیں ہے ؎

تمہارے چاہنے والے کسی پر مر نہیں سکتے   کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے ایسا ہو نہیں سکتا
نہیں مدنظر ہو حور و غلماں سے نہیں مطلب   تمہارا ہو کے پھر کوئی کسی کا ہو نہیں سکتا
دل مسکن تمہارا ہے تمہیں اس دل کے مالک ہو   اب اس پر ماسوے پھر کا قبضہ ہو نہیں سکتا
دوئی کو بوالہوس چھوڑیں تو مل جائے خدا اُن کو   وہ ایسا کر نہیں سکتے تو ایسا ہو نہیں سکتا
خلش نے بانیء عشق کی گنجائش نہیں کر لیں   نیا دل ہیں ہمارے درد پیدا ہو نہیں سکتا
کوئی سمجھے نہ سمجھے اہل نظر والے سمجھتے ہیں   کہ ہر فانوس شمع طور ہو سکے ہو نہیں سکتا
کمال صنعت بہزاد پر ہم مٹ نہیں سکتے   ہمیں تصویر پر صورت کا دھوکا ہو نہیں سکتا

ہمیں غیروں سے کیا مطلب کہ ہم بندے تمہارے ہیں
تمہیں اپنا بنا کر دل پرایا ہو نہیں سکتا

خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ کلام محبت نظام سنکر مسکرائے۔ اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے۔ یہ شخص نہ غوث ہے نہ قطب ہے بلکہ خدا نے ہمارے مریدوں کا امتحان لینے کیلئے اسے بھیجا ہے۔ دوسرے روز وہ نووارد خود بخود غائب ہو گیا اور لوگ جو ضعیف الاعتقاد تھے اپنے کئے پر سخت نادم ہونے لگے۔ بالآخر خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر عذرخواہ ہوئے۔ کریموں کے در سے کوئی ناکام نہیں پھرتا۔ آپ نے

Marfat.com

سب کے قصور معاف کر دئے ٭

یہ واقعہ محمود و ایاز کے ایک قصہ سے بہت متماثل ہے یعنی ارکانِ دولت نے سلطان محمود پر اعتراض کیا کہ ایاز میں بظاہر کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی نظیر اور جواب کہیں اور نہ مل سکے پھر کیا وجہ ہے کہ سلطان کسی دوسرے کی طرف اسقدر متوجہ نہیں ہوتے سلطان محمود نے جواب دیا ؎

آنے دے کوئی وقت بتا دینگے شہید کی
بن آئی کسی پر کوئی مرجاتا ہی کیسے

کچھ عرصہ کے بعد سلطان محمود کی سرکردگی میں ایک دن کسی طرف فوج جا رہی تھی۔ ایاز بھی ہمراہ تھا۔ راستے میں ایک جواہرات کا صندوق گرا اور ٹوٹ گیا۔ تمام جواہرات بکھر گئے۔ سلطان نے فوجوں کو عام اجازت دے دی کہ لوٹ لیں۔ سارا لشکر ٹوٹ پڑا۔ ایاز کے سوا محمود کے پاس کوئی بھی نہ رہا۔ محمود نے ایاز سے دریافت کیا کہ تم اس لوٹ میں کیوں شریک نہ ہوئے ایاز نے جواب دیا کہ حضور میری غیرت اس بات کی متقاضی نہ ہوئی کہ میں آپ کو تنہا چھوڑ دوں اور مال زر کے لالچ میں آ جاؤں۔ سو دوست ہیں سو دشمن ہیں۔ سفر کی حالت ہے خدا جانے کیا معاملہ درپیش ہو۔ سلطان اس جواب سے نہایت شاد و مسرور ہوا۔ اور تمام لشکریوں کو بلا کر کہا کہ دیکھو اور سمجھ لو کہ میں ایاز کو تم سے زیادہ کیوں چاہتا ہوں ؎

اُس میں جو بات ہے دل اُس کے مزے جانے ہے
ورنہ ہے کونسی خوبی کہ جو انساں میں نہیں
جو کہ عشق کے اُلجھاؤ کو سُلجھا ڈالے
ایسا انداز کسی لفِ پریشاں میں نہیں

دلِ مانوس محبت میں ہے محفوظِ خلش
ہم نے وہ پھول چنا ہے جو گلستاں میں نہیں

اسی طرح حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیا۔ اور محبت و عشق میں راسخ الاعتقاد اور مستحکم الخیال پا کر آپ کے کمال کا اعتراف کیا ٭

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے! اور اللہ بڑے فضل والا ہے ؎

اس عشق میں کسی کا اجارہ نہیں ہے داغ
پروردگار جس کو یہ نعمت عطا کرے

Marfat.com

شجاعت و سخاوت

مردانِ خدا میں شجاعت و بسالت اور قوت و طاقت ظاہری بدرجۂ اتم ہوتی ہے۔ گو تزکیۂ نفس اور مجاہداتِ متواتر کی وجہ سے اُن کا جسم نہایت نحیف ہوجاتا ہے تاہم اُن میں جو قوت ہوتی ہے وہ دوسروں سے اکثر بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تونیں بروایاتِ مختلف عام طور پر مشہور ہیں۔ خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قوتِ جسمانی کا حال کس پر ظاہر نہیں۔ ایک ہاتھ سے درِ خیبر اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور جنگ و جہاد میں کشتوں کے پشتے لگا دئے آخر حضرت خواجہ جلال پوری میں بھی وہ ہی خونِ سیادت تھا۔ پھر آپ میں شجاعت و قوت کیوں نہ ہوتی +

دو انگلیوں کی قوت مولوی کرم الٰہی صاحب ساکن پنڈی مھگو الملقب بہ خادم روایت کرتے ہیں کہ اُن سے میاں عیدا[1] نے روایت کی کہ حضرت خواجہ صاحب بڑے بہادر تھے۔ چنانچہ ایامِ جوانی میں اکثر دو مٹکے اپنی دو انگلیوں سے اُٹھا لیتے تھے۔ اور اُن میں سے پانی پی لیتے تھے۔ پنجاب میں جو مٹکے ہوتے ہیں اُن میں بہ نسبت ہندوستانی مٹکوں کے پانی دوگنا آتا ہے۔ اور وہ خود بھی زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ مگر آپ انگشتِ شہادت اور نر انگشت کی گرفت میں دونوں مٹکوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اُٹھا لیتے تھے۔ ہر شخص ایسا کم کر سکتا ہے +

پنجہ کشی یہی حضرت بروایت میاں عیدا مروی ہیں کہ ایک دن حضرت خواجہ صاحب مسجد میں رونق افروز تھے۔ کہ دِتا نامی ایک شخص جو قوم مصلّی سے تھا۔ اور قوت میں اپنا ثانی دُور دُور نہ رکھتا تھا حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آئیے حضرت آج تو مجھ سے پنجہ ہو جائے چند لوگ اور بھی جمع ہو گئے۔ حضرت نے ہر چند انکار و اصرار فرمایا مگر وہ مصلّی اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ آخر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو غصہ آگیا اور آپ نے اس کی کلائی

---

[1] میاں عیدا قوم کے درزی تھے اور خاص جلالپور شریف کے رہنے والے۔ انہیں حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی، بعمرِ نماز کے پابند تھے، لنگر کا کام ابتداءً اُن کے سپرد تھا۔ بچپن میں حضرت خواجہ صاحب کے بہت ساتھ رہے ہیں اور سفر میں بھی آپ کے ہمراہ زیادہ گئے ہیں۔ میاں عیدا آپ کے کپڑے بھی بکثرت سیا کرتے تھے ۱۲

Marfat.com

پکڑ کر اس زور سے دھکا دیا کہ وہ دُور جا پڑا۔ اور اُس کے زانو اور ٹخنے زخمی ہو گئے مصلّی نہایت پشیمان ہوا اور چلا گیا ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد — ساعدِ سیمینِ خود را رنجہ کرد

گوشوارے خیرات کر دئیے

ایّام طفولیت ہی سے آپ میں سخاوت کا مادّہ زیادہ تھا بچپن میں والدین نے آپکے دونو کانوں میں غالبًا حسب رواج ملک دو سونے کے گوشوارے ڈال دئیے تھے۔ جب حضرت خواجہ صاحبؒ حضرت مفتی غلام محی الدین صاحب میانویؒ کے پاس بغرضِ درس پہنچے۔ تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب زادے اگر طالب علم کی تمنّا ہے تو یہ گوشوارے اپنے کانوں سے دُور کر دو۔ آپ یہ سُنکر اپنے گھر آئے۔ اور وہ دونوں گوشوارے فقیروں کو خیرات کر دئیے۔ بعض لوگوں نے آپ کو منع بھی کیا لیکن آپنے ایک نہ سُنی ÷

زہد و تقویٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

زہد و تقوٰے عین کارِ اولیا است
اولیا را زہد و تقوٰے ہم رو است

زہد اور تقوٰے کیلئے قرآن شریف میں سخت تاکید آئی ہے۔ اور متقین کے بڑے بڑے مدارج دکھائے گئے ہیں جب تک کسی مسلمان میں زہد و تقوٰے نہ ہو اُس میں راستی اور اسکے نفس میں صداقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ زہد طاعت الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور تقوٰے خوف الٰہی کا نام ہے۔ پس جن لوگوں میں زہد و تقوٰے ہو انہیں کامل الایمان سمجھنا چاہئیے جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں انہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی نہ تو تم کسی سے ڈرو اور نہ کسی بات کا فکر کرو کیونکہ تمہیں ہم نے غلبہ و نصرت سے ہمکنار کر دیا ہے بشرطیکہ تم مسلمان یا مومن ہو، اس بے خوفی و بے فکری کے لئے ایمانداری یا مومن ہونے کی شرط لگا دی گئی ہے۔ یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اتقا یا تقوٰے ہی ایک رُکن ایمان ہے

Marfat.com

لہٰذا ضروری ہوا کہ جو لوگ کامل الایمان ہونا چاہیں اُن میں تقوےٰ بھی ہو اور زہد بھی چنانچہ جس قدر اولیاء اللہ اس وقت تک گذرے ہیں اُن سب میں زہد و تقوےٰ بدرجہ اتم موجود تھا۔ اور حضرت خواجہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان صفات کے حامل تھے۔

آدابِ حد | مولوی کرم الٰہی صاحب روایت میاں عیدا ناقل ہیں کہ حضرت خواجہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہونے سے قبل بھی زہد و تقوےٰ میں وسیع العمل تھے آپ اکثر راتیں عبادت کرتے کرتے گذار دیتے تھے۔ ساری ساری رات جاگتے۔ اور آپ کے وضو کے لئے دو گھڑے پانی کے ایک دُور کے کنوئیں سے لائے جاتے تھے۔ دوسرے لوگ مسجد کے پانی سے وضو کرتے تھے کیونکہ مسجد کے قریب کنوئیں کا پانی کسی قدر آلائش والا تھا۔

تعلیم بیداری | مولوی فقیر محمد صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے بڑے صاحبزادے صاحب یعنی حضرت سید بدیع الزمان شاہ صاحب غفران مآب سے سُنا ہے کہ دادی صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ مَیں ہر رات کو حضرت خواجہ صاحب کو عبادت کیلئے سونے نہ دیتی تھی اور اگر سو جاتے تھے تو فوراً جگا دیتی تھی معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ کو آپ کے رُشد کا حال پہلے ہی سے معلوم ہو چکا تھا۔

نجس چیزوں سے پرہیز | میاں نور محمد صاحب سے مولوی کرم الٰہی صاحب موصوف روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سفر سیال شریف میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ تھا اور ایک شخص مسمّی نور محمد سکنہ ساکن ہرنپور بھی حضرت خواجہ سیالوی سے بیعت کرنے کیلئے ہمارے ساتھ جا رہا تھا اس کے پاس سفر خرچ کیلئے آٹا بندھا ہوا تھا۔ جب ہمارا قافلہ چکسر آمد اس پر پہنچا تو وہاں اتفاقاً ایک کُتّا آیا۔ اور کپڑے میں مُنہ ڈالکر کچھ آٹا کھا گیا کچھ پھیلا گیا اُس نے کسی کو یہ بات نہ بتائی اور صبح اُٹھ کر وہ شخص حضرت خواجہ سے کہنے لگا۔ کہ آج تو ہمارے آٹے سے روٹیاں پکوائیے آپ نے فرمایا کہ تم آٹے کو محفوظ رکھو۔ خدا جانے ایسی میں تمہارا ہمارا ساتھ ہو نہ ہو تمہارے کام آئیگا۔ مگر نور محمد کہنے لگا کہ حضرت مَیں تو بوجھ اٹھانے اُٹھاتے تھک گیا ہوں اب اسے کام میں لے ہی آئیں۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی اصل بات یہ ہے کہ ناپاک چیز سے ہمیں فطرۃً نفرت ہے۔ جب کوئی ایسی ناپاک چیز ہمارے حلق میں جاتی ہے تو ہمیں فوراً قے ہو جاتی ہے۔ اور جب تک معدہ اُسے خارج نہیں کر دیتا ہمیں چین نہیں پڑتا۔

نواڑ کی چارپائی | صاحب موصوف بزبانی مولوی فقیر محمد صاحب راوی ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب

Marfat.com

جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیعت ہونے سے قبل میں ایک رات کو نواڑ کی چارپائی پر سوتا تھا۔ کہ خواب میں حضرت میراں شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ "اے فلاں فقیر کو نواڑ کی چارپائی پر سونا نہ چاہئیے"۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اُسی روز سے نواڑ کی چارپائی پر سونا ترک کر دیا۔

بیعت سے پہلے حصول توجہ کچھ بھی نہیں کہ بیعت ہونے کے بعد آپ کا قطبِ انوار زُہد سے منور ہوا بلکہ میاں غلام حیدر صاحب سے روایت ہے کہ آپ بیعت ہونے سے قبل بھی میاں مختار نامی ایک فقیر کامل سے جلال پور شریف میں توجہ لیا کرتے تھے ؎

ازل ہی سے ولایت جن کے ہوتی ہے مقدر میں
کیا کرتے ہیں وہ بچپن سے مشقِ اتقا گھر میں

ایک اور گواہی مولوی کرم الٰہی نے میاں غلام حیدر صاحب سے اور میاں غلام حیدر صاحب نے میاں محمد خلیل ساکنہ چک مجاہد سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت خواجہ غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ بیعت سے قبل پہاڑ کی اکثر غاروں میں اُنوں کو تشریف لیجاتے اور وہاں ذکر و فکر مکاشفہ و مراقبہ میں مشغول رہکر صبح کر دیتے تھے ؎

عالمِ طفلی سے اُن کو اتقا کا شوق تھا — آنکھ تھی محوِ تجلّے دل سراپا ذوق تھا
سروِ اِبھی صحنِ گلستاں میں نہ تھا ظاہر مگر — سب نے دیکھا ہے کہ قمری کے گلے میں طوق تھا

مکاشفات

اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ الْقَلْبِ

قوّتِ مکاشفہ اولیاء اللہ میں اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے چونکہ اُن کے قلوب ریاضاتِ شاقہ اور عباداتِ مستمرہ نیز تزکیۂ نفس کی وجہ سے آئینہ وار صاف و شفاف ہو جاتے ہیں اس لئے واردات و وقعات کا عکس اُن پر ہر وقت پڑتا رہتا ہے۔ ذرا گردن جھکائی اور دونو جہان کی سیر آئینۂ دل میں کر ڈالی۔ ذرا کسی بات پر غور کیا اور اس کے انجام سے واقف ہو گئے ؎

ہم اُس سے کوئی چیز ہیں بہتر لئے ہوئے — آئینہ ہاتھ میں ہے سکندر لئے ہوئے

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کو جو باتیں بذریعہ وحی معلوم ہو جاتی تھیں۔ اولیاء اللہ کو وُہی باتیں بذریعہ کشف ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ وحی تقدیر الٰہی کا آئینہ ہوتی ہے اور کشف "واردات و واقعات" کا ایک عکس متجلی۔ یہ فرق نبی اور ولی کا امتیاز حقیقی پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ قوتِ کشف قریب قریب تمام خاصانِ خدا کو حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا موثر ہونا صرف قوتِ قلب پر منحصر ہے یعنی جتنی قوت دل میں زیادہ ہوگی اتنا ہی مکاشفہ صحیح اور زوردار ہوگا۔ اِس اعتبار سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے واقعاتِ زندگی پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قوتِ مکاشفہ نہایت تیز تھی، اور آپ ہونے والے واقعات پر بھی نہایت صحیح و صحیح حکم لگا دیا کرتے تھے۔ جو آخر کار درست ثابت ہوتا تھا۔

اپنے مریدوں کے حالات حاضرہ آپ بذریعہ مکاشفہ معلوم کرتے رہتے تھے۔ اور علے قدر مراتب اُنہیں مدد پہنچانے کی کوشش فرماتے تھے۔ ذیل کے چند واقعات آپکی "قوتِ مکاشفہ" کا نمونہ مختصر ہیں:۔

پولیٹکل مکاشفہ سنہ ۱۹۰۷ء[1] میں جبکہ بنگال اور پنجاب کا شیرازۂ سکون منتشر تھا، اور ہر طرف بلوے ہو رہے تھے حضور قبلۂ عالم نے بہت افسوس کے ساتھ ان واقعات پر اظہار خیال فرمایا تھا اور مفسدین کے خلاف نتیجہ نکالا تھا۔ حالانکہ حضور کو اخبارات دیکھنے اور پڑھنے کی فرصت نہ ملتی تھی تاہم یہ کمالِ روشن خیالی تھا۔ کہ قومی ضروریات اور مُلکی واقعات پر جو رائے دی جاتی تھی وُہی ہو کر رہتی تھی۔ چنانچہ مفسدین بنگال و پنجاب کا وہی حشر ہوا۔ جو آپنے بذریعہ کشف ظاہر فرمایا تھا۔

آپنے بارہا ترکی، ایران، مصر، مراکو اور افغانستان وغیرہ کے متعلق اسلامی لیڈروں کی طرح تذکرہ فرمایا۔ چنانچہ جب گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ایک زبردست سفارت امیر حبیب اللہ خان صاحب کے پاس روانہ کی گئی۔ اُس وقت یہ احساس عام تھا کہ اگر گورنمنٹ کے مطالبات منظور کر لیئے گئے تو افغانستان کی آزادی کا خاتمہ ہو جائیگا اور نہ منظور ہوئے تو ایک جنگ عظیم برپا ہوگی۔ جب آپ سے اُس کا ذکر آیا۔ تو آپ کو بہت رنج ہوا اور آپنے فرمایا کہ خدا نے تعالیٰ افغانستان کی عزت کو بچالے۔ حاضرین نے اُسی وقت سمجھ لیا

[1] بروایت جناب مولوی کرم الٰہی صاحب جونی ڈنگوی ۱۲

Marfat.com

تھا کہ سفارت کامیاب ہو گی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا ؎

بذریعہ کشف محجوب کر دیا وزیرزادہ جگت رام تحصیلدار بھمبر ایک دن حضور میں حاضر ہوئے اور اپنا قصد دل میں پوشیدہ رکھ کر حضور کی ولایت کا امتحان کرنا چاہا۔ جب وہ بیٹھ گئے تو حضور قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کسی شہر میں ایک فقیر گوشہ نشین رہتا تھا۔ کسی ملازم شاہی نے بادشاہ سے شکایت کی کہ فلاں فقیر بڑا مغرور ہے۔ عالی جاہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ بادشاہ نے اس شکایت پر چنداں توجہ نہ فرمائی۔ کچھ روز بعد اتفاقاً بادشاہ بغرض شکار چلا اور اسی فقیر کے مکان کے سامنے سے گذر رہا ہوا۔ تو اس ملازم شاہی نے (جس نے شکایت کی تھی اور جو اس وقت بھی ہمرکاب تھا) عرض کیا کہ جس فقیر کے غرور و خود پسندی کی نسبت میں نے التماس کیا تھا۔ یہ سامنے اسی کا مکان ہے۔ بادشاہ گھوڑے سے اترا اور فقیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فقیر نے ایک حاضر دربار درویش کو حکم دیا کہ قرینے کے ساتھ کچھ پھل پھول ایک ٹوکری میں چن کر بادشاہ کے واسطے لے آؤ۔ خادم نے تعمیل حکم کی۔ ٹوکری میں ایک سیب بھی تھا، بادشاہ نے دل میں خیال کیا کہ اگر فقیر کامل ہے تو مجھے یہ سیب عطا کریگا۔ یہ خیال بادشاہ کے دل میں آیا ہی تھا کہ فقیر نے ٹوکری سے سیب اٹھا لیا اور بادشاہ سے کہا کہ "میں ایک دن کسی شہر کو جا رہا تھا راستے میں لوگوں کا ہجوم دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گدھے کا تماشا ہو رہا ہے۔ تماشہ یہ تھا کہ گدھے کی آنکھیں بند کر کے ایک روپیہ مجمع عام میں پھینک دیتے تھے اور گدھا سونگھتا سونگھتا جہاں روپیہ پڑا ہوتا وہیں پہنچ جاتا تھا۔ تو اے بادشاہ جس کام میں تو نے میرا امتحان لیا وہ کام تو ایک گدھا بھی کر سکتا ہے" ؎

حضور یہ ارشاد فرما کر وزیر جگت رام کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ اشارہ کو سمجھ کر اس قدر محجوب ہوئے کہ دل ہی دل میں اپنے قصور کا اعتراف کیا، درخواست عرض کی، اور حصول دعا کے بعد نظر نیچی کئے رخصت ہو گئے ؎

اُن سے حال دل چھپا کر کیا پشیمانی ہوئی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سید محمد مظفر علی شاہ صاحب مرحوم[۱] نے حسب الطلب جناب صاحبزادہ حضرت محمود تونسوی ایک بہت تیز و تند سنگ تازی کہیں سے منگوایا جب اس کی خبر حضرت قبلۂ عالم کو ہوئی تو آپ نے اسے طلب کیا، دیکھا، خوش ہوئے، اور فرمایا کہ اس کو دودھ اور چوری کھلائیں۔ اور نہایت حفاظت کے ساتھ تونسہ شریف بھجوا دیں

[۱] بروایت مولوی سید حبیب شاہ صاحب واعظ حنفی چشتی تلہ گنگوی ۱۲

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ محمد قایم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت زندہ تھے۔ آپ نے مجھ سے اور پیرزادہ امیر بخش ملتانی سے فرمایا کہ آج مطلع ابر آلود ہے، دھوپ بھی نہیں ہے ایک جال اور سرکی لیکر شکار کو چلو اور کُتّے کو بھی ساتھ لے لو۔ مگر دیکھیو حضور کو اُس کا حال معلوم نہ ہو۔

چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا، صاحبزادے صاحب کے بنگلے میں قفل لگا کر ایک ایک کر کے نکل گئے، جنگل میں پہنچے تو ایک خرگوش ملا۔ کُتّا فوراً اُس کے پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ پہاڑ قریب تھا، خرگوش دو چھلانگیں مار کر کہیں دامنِ کوہ میں غائب ہو گیا۔ خیر جال لگایا تو کوئی بٹیر بھی نہ پھنسا۔ آخر قریباً ۲ بجے واپس ہوئے۔ صاحبزادہ مرحوم نے مجھے چابی دے کر حکم دیا کہ تم جا کر دروازہ کھولو اور اندر بیٹھو۔ ہم بھی آتے ہیں۔ مَیں حسب الحکم بنگلہ پر پہنچا، دیکھا کہ حضور قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز صحن میں آہستہ آہستہ ٹہل رہے ہیں۔ مَیں نے چُپکے چُپکے دروازہ کھولا، اور خود باہر ایک پیل پائے کی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے ہی میں حضور سامنے آگئے، اور ایک متبسم لہجے میں دریافت کرنے لگے "کیا خرگوش بھاگ گیا"؟

یہ پوچھکر بغیر انتظار جواب آپ مُسکراتے ہوئے واپس تشریف لے گئے مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد صاحبزادے صاحب بھی تشریف لائے اور دریافت فرمانے لگے کہ ہمارے شکار کو جانے کا حال قبلۂ عالم کو معلوم تو نہیں ہُوا؟

مَیں نے عرض کیا کہ میری زبان سے تو کوئی بات اس واقعہ کے متعلق نکلی نہیں لیکن حضور خود ہی تشریف لائے اور مجھے پوچھتے تھے کہ "کیا خرگوش بھاگ گیا؟" پھر سب کو ایک خندۂ محجوب نے خوب پشیمان کیا اور بات رفت گذشت ہوئی +

دولت خانی غرور کا انکشاف دولت خاں درویش نے (جسے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کو وضو کرانے کی سعادت نصیب تھی) پنڈی بہاؤ الدین میں ایک مجلس کے سامنے بیان کیا کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا پہر رات رہے جاگنا ہمیشہ معمول تھا، اُٹھ کر حضور نماز تہجد ادا فرماتے اور پھر وظایف پڑھ کر مراقبے میں بیٹھ جاتے۔ ایک رات حسب دستور حضور جاگے اور نیازمند نے وضو کرا دیا۔ خدا جانے حضور علیہ الرحمۃ کو کیا خیال گزرا۔ میرا نام لیکر فرمانے لگے۔ "دولت خاں فروتنی بارگاہ الٰہی میں بہت مقبول ہے، اور غرور انسان کی جڑ کو اُکھاڑ دیتا ہے۔ جو کچھ ملتا ہے فروتنی سے ملتا ہے۔ حضور اسی طرح بار بار فرماتے اور اپنے وسیع محل میں ٹہلتے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا ہ

Marfat.com

بہایم خویش میدام گر نیمے جو نمی رزد ۔ اگر مولیٰ کرم سازد بہایم بے بہا باشد

پھر حضور علیہ الرحمۃ نے مجھے بلایا اور اس شعر کا مطلب سمجھایا کہ انسان کو اپنی ہستی پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اور اپنی اصلیت کو نہ بھولنا چاہیئے۔ تاکہ خدا کی حقیقت اُسے معلوم ہو۔ مَیں ہاتھ باندھے، سر جھکائے، اور نیچی نگاہیں کئے کھڑا ہوا تھا۔ حضور ٹہلتے جاتے تھے اور مکرر یہی شعر پڑھتے جاتے تھے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ دولت خاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہر حال میں شامل ہوتا ہے ورنہ عبادتیں کیا کر سکتی ہیں۔ اور یہ شعر کئی بار پڑھا ؎

عبادت کے بھروسے پر عبث ہے عمر کا کھونا
بجز فضلِ خدا ممکن نہیں ہے اولیا ہونا

مَیں حیران تھا کہ آج کیوں اس قدر مجھ پر نظر توجہ ہے۔ دل میں سوچا تو یاد آگیا کہ دہی ایک شخص سے مَیں نے بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ مقابلہ کیا تھا۔ غریب نواز علیہ الرحمۃ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا ہے۔ اور حضور از راہ ہمدردی مجھے اپنا درویش وضو کرانیوالا سمجھ کر تلقین فروتنی فرمارہے ہیں +

دولت خاں نے بیان کیا کہ اُس دن سے عجب غرور میرے داغ سے بالکل نکل گئے حضور کے لنگر کی خدمت پر اپنی تمام عمر کو وقف کر دیا ہے۔ اور حضور کے دربار کے کفش برداروں میں داخل ہوں +

امانت کے سو روپیہ واپس جناب حکیم نبی بخش صاحب مرحوم واعظ رسُول نگری روایت کرتے ہیں۔ کہ مَیں ۱۸۹۲ء میں گوجرانوالہ ملازم تھا میکی پریس گوجرانوالہ اور گلدستہ تہذیب کی طباعت اشاعت نے مجھے آسودہ حال بنا رکھا تھا۔ اس پریس میں ہم حصّہ دار تھے۔ مگر جب آمدنی خاطر خواہ ہوئی۔ تو دل میں ایک قسم کا لالچ پیدا ہوا۔ اور اپنے ساتھ ایک شخص کو ملا کر پریس خرید لیا۔ سوچا یہ تھا کہ بیرونجات سے کام منگوائینگے۔ اور مقامی کام بھی انجام پذیر ہوتے رہینگے۔ پھر آمدنی جو کچھ ہو گی وہ بجائے پانچ کے صرف ۲ پر تقسیم ہوا کریگی۔ مگر بدنیتی اور لالچ کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ اتفاقاً کتاب گلدستہ تہذیب نصاب سرکاری سے نکالدی گئی اور اُس کی اشاعت بند ہو گئی۔ باہر سے بھی کچھ کام نہ آیا۔ ملازمین پریس نے بموجب قواعد پریس ہم سے مُفت تنخواہیں حاصل کیں اور ہمیں دینی پڑیں۔ مَیں وہاں سے اپنے وطن واپس چلا آیا۔ اور میرے دوسرے رفیق نے کسی پل کا ٹھیکہ لے لیا۔ عرصہ دو سال میں چھ سو روپیہ کا

Marfat.com

نقصان ہُوا۔ جس میں سے نصف مجھے دینا پڑا۔ تنخواہ اتنی زیادہ نہ تھی کہ عیالداری اور قرض دونوں کو کفایت کرتی۔ دوست احباب سے التماسِ اعانت کی تو سُوکھا جواب مل گیا۔ ایسی حالت میں جب دنیادار گھبرا جاتے ہیں تو عموماً اُن کی توجہ اہل اللہ کی طرف مبذول ہو جاتی ہے

ع بھولنے والوں کے صدقے میں خدا یاد آیا

چنانچہ مَیں بھی فقرا اور علما کی خدمت میں حاضر ہو کر طالبِ دعا ہُوا۔ دعائیں سب نے دیں لیکن افسوس کہ مَیں بدستور پریشان روزگار اور پراگندہ دل رہا۔

آخر ایک روز رات کے وقت جبکہ مَیں تکانِ مصیبت اور بارِ غم سے تھک کر چور پڑا ہُوا تھا، طالعِ خفتہ بیدار ہُوا اور کسی نے خواب میں مجھے بشارت دی کہ حضرت سید حبیب شاہ صاحب جلال پوری (رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہ العزیز) کی خدمت میں جاؤ اور اُن سے استمداد چاہو۔ اِس کے چند روز بعد چودھری سکندر خاں صاحب ذیلدار جوکالیاں نے بھی یہی مشورہ دیا آخر مَیں بھی آمادہ ہو گیا۔ صندوقچہ کھولا تو صرف پانچ روپیہ تھے۔ وہی جیب میں ڈال لیے اور دل میں سوچا کہ تین روپیہ سفر خرچ میں کام آئینگے۔ اور دو روپیہ حضور کی نذر کر دونگا اسٹیشن پر پہنچا تو خیال پیدا ہُوا کہ نذر پانچ روپیہ سے کم کیا ہونی چاہیئے۔ مولوی فتح الدین صاحب وہاں اسٹیشن ماسٹر تھے۔ آخر نہ رہا گیا تو اُن سے تین روپیہ مانگے۔ اُنہوں نے کاغذ میں لپٹے ہوئے تین روپیہ دے کر مجھ سے کہا کہ "یہ کسی کے مشکوک سی امانت ہے"۔ مَیں نے روپیہ ہنس کر لے لیے۔ اور جیب میں ڈال کر حضور میں حاضر ہُوا۔

رات کو دیوان خانے میں مقیم رہا۔ آستانِ عالی کے خادموں کی درود خوانی، اور کلمۂ طیبہ کا ذکر بالجہر۔ میرے لیے تو کچھ ایسا اثر آفرین ہُوا کہ مجھے تمام عمر کیلئے اُسی آستانۂ شریف کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ دل کو مخاطب کر کے مَیں نے ڈانٹا کہ خدا جانے دل نے مجھے للکارا کہ نادان! تکالیفِ دنیوی کیلئے در در مارا مارا پھرتا ہے کسی سے دعا کا طالب ہے کسی سے دوا کا۔ عقبیٰ کا بھی کچھ خیال ہے یا نہیں؟

یہ خیال جو آستانِ عالی کا مقدس اور دلفریب سماں دیکھ کر اور آثارِ فقر سے متاثر ہو کر میرے دل میں پیدا ہُوا تھا، میرا رہنما بن گیا، طبیعت کا رنگ بدلتا ہُوا معلوم ہُوا ایک عجیب انقلاب سا نظر آنے لگا۔ سوچا کہ او بدبخت جب ایسے مقدس اور مطہر دربار میں آیا ہے۔ تو دنیا کیا مانگتا ہے۔ دین مانگ تاکہ عقبیٰ کیلئے بھی کچھ بہتری ہو جیسر خادمان

Marfat.com

آستانِ عالی سے دریافت کیا کہ جس پیر نے تمہارے دلوں میں شوقِ الٰہی کی یہ آگ لگا رکھی ہے کہ تم ساری رات پروانوں کی طرح ایک شمعِ محبت پر نثار ہو رہے ہو اُس کا جمالِ جہاں آرا کس وقت نظر افروز ہوگا اُن میں سے ایک نے کہا کہ حضور کا دربارِ عام ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

یہاں لَن تَرَانِی کا جھگڑا نہیں ہے

غرض کہ میں ایک درویش منعا کیش کے ساتھ حاضرِ حضور ہوا۔ حضور شمالی محل میں رو بقبلہ بیٹھے ہوئے مصروفِ اوراد و وظائف تھے۔ اس لئے کچھ دیر باہر بیٹھنا پڑا۔ قریباً ۹ بجے حضور فارغ ہوئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور انور نے مختلف حالات دریافت فرمائے اور فرمایا کہ ہم تمہیں شام کو بیعت کرینگے۔

شام کو لنگر خانے سے کھانا پہنچ گیا۔ دیوان خانے کی مسجد میں حضور کے ساتھ میں نے بھی نماز ادا کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ محلات تک چلا گیا۔ حضور نے مجھے بیعت کیا۔ اور وظائف تلقین فرمائے۔ میں نے پانچ روپیہ نذر کئے تو فرمایا کہ لے جاؤ یہاں ضرورت نہیں ہے۔ میں بہت شکستہ دل ہوا۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگا کہ حضور یہ نذر قبول فرما کر لنگر میں دیدیں تو بڑی نوازش ہو۔ روپیہ حضور کے سامنے دری پر پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے مبلغ دو روپیہ انگشتِ مبارک سے اپنی طرف کر لئے اور فرمایا کہ یہ **تین روپیہ جہاں سے لئے ہیں وہیں دیدینا۔** میں یہ سُنکر حیران رہ گیا۔ روپیہ اٹھالئے۔ دوسرے دن رخصت لیکر گوجرانوالہ پہنچا۔ تین روپیہ بابو صاحب کو واپس کئے۔ اور تمام حال سُنایا۔

استقامت

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقُ الْکَرَامَۃِ

اگر استقامت کوئی ضروری چیز نہ ہوتی تو اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندوں سے پانچ وقت کی نمازوں، اور ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا نہ منگواتا کہ "اے اللہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت دے"۔ استقامت صراطِ مستقیم پر چلنے ہی سے حاصل ہوتی ہے یا دوسرے

Marfat.com

الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں میں جوہر استقامت موجود ہے وہی صراط مستقیم کے سالک ہیں استقامت کا درجہ کرامت سے بھی زیادہ ہے۔ اور جب کرامت سے اُس کا مرتبہ زیادہ ہے۔ تو استقامت کی جس قدر توصیف کی جائے کم ہے ❖

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں قوت استقامت بھی بدرجۂ اتم موجود تھی [۱] آپ نے مسند خلافت پر اس شان بزرگانہ اور استقلال عارفانہ سے نشست فرمائی کہ آپ سال بھر میں ایک بار حویلی سے نکلتے۔ اور وہ بھی اپنے مرحوم والدین کے مقابر پر فاتحہ خوانی کے لئے۔ جب آپ سیال شریف لیجاتے تو ہمیشہ اُنہیں مقامات پر ٹھہرتے جہاں ہمیشہ ٹھہرا کرتے تھے۔ ہر چند لوگ اپنے اپنے مکانوں پر اُتارنے کی کوشش کرتے مگر آپ کا اعلے استقلال اور خیال داد استغنا کبھی کسی دنیادار کے مکان پر جانا اور ثبات درویشی کو بٹہ لگانا پسند نہ کرتا ❖

مہدی خاں مرحوم نے جو خواجۂ تونسوی علیہ الرحمۃ کے مشہور راسخ الاعتقاد مریدوں میں سے تھے۔ بزمانہ تحصیلداری پنڈدادنخاں ہر چند خواجہ غریب نواز کو پنڈدادنخاں لیجانے کی کوشش کی مگر جب تک کہ حضرت خواجۂ صاحب تونسوی اور حضرت خواجہ صاحب سیالوی رحمہما اللہ تعالٰے کی سفارش صادر نہ ہوئی آپ کی استقامت پسند اور قناعت دوست فطرت لطیفہ نے اہل دول کے پاس جانے اور نذریں وصول کرنے کی روش کو گوارا نہ کیا ؎

طمع در گدا مرد معنی نہ بست	نشاید گرفتن در نہاده وست
قناعت توانگر کند مرد را	خبر دہ حریص جہاں گرد را
سکونے بدست آور اے بی ثبات	کہ بر سنگ گرداں نروید نبات
خنک نیک بختے کہ در گوشۂ	بدست آرد از معرفت توشۂ
برانکس کشد سر حق آشکار	نکر دند باطل برو اختیار

اسی طرح جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب (جنہیں دربار غریب نواز میں تخمیناً آٹھ سال تک سعادت اقامت نصیب رہی) سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ استقامت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ آپ اکثر فرماتے رہتے تھے

---

[۱] بروایت جناب مولانا مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی چشتی حیدری سکنہ ڈنگہ ۱۲

Marfat.com

کہ نعم الامیر علیٰ باب الفقیر و بئس الفقیر علیٰ باب الامیر یعنی اگر امیر فقیر کے دروازے پر جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ اور اگر فقیر امیر کے دروازہ پر جائے تو بہت بُری بات ہے"۔

اپنی زندگی میں بجز سیال شریف حضور کہیں اور تشریف نہیں لے گئے اس واقعہ کو کسی نے یوں نظم کیا ہے

در ہمہ عمرِ خود نہاد او کم جز بسوئے سیال پاک قدم

ہاں صرف ایک مرتبہ ۱۳۰۸ھ میں جب وقت خواجہ الٰہ بخش صاحب سجادہ نشین خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ رونق بخش سجادۂ جدِ امجد تھے۔ تونسہ شریف تشریف لیگئے تھے۔ گو اس سفر کی وجہ بھی خاص تھی۔ اور یہ سفر بھی سجادہ نشین صاحب سیالوی کے حکم سے تھا۔ جس میں یہ راز مضمر تھا کہ جو حصہ حضور کا حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ یعنی دادا پیر کے پاس ودیعت تھا وہ بھی لے جائیں ۔

آں طفل راکش خضر ببرید حلق سرّ آں او رنیابد عام خلق

حضرت سجادہ نشین صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو باصرار بار بار یاد فرمایا تھا جب ملاقات ہوئی تو نہایت خوش ہو کر فرمایا ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جب حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ حسب معمول بروز جمعہ یا شب برات اپنے والدین شریفین کی خانقاہ شریف کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے۔ تو راستے میں کسی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتے۔ گو ہزاروں مرد و عورت ہندو اور مسلمان راستے میں سلام کے لئے صف بستہ کھڑے ہو جاتے لیکن حضور کی نظرِ حقیقت اثر اپنے قدموں پر ہوتی

حضرت امیر خسرو رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے

شیر سر افگندہ خرامد براہ رسم سگان است بہر سو نگاہ

استقامت کے متعلق ارشاد

آپ کے ایک خلیفہ مجاز سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کی حضور میں استقامت کا ذکر ہوا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْکَرَامَةِ یعنی استقامت کرامت سے بدرجہا بہتر ہے لیکن فی زمانہ استقامت کا صرف نام ہی علم رہ گیا ہے۔ فرمایا نعم الامیر علیٰ باب الفقیر و بئس

Marfat.com

اَلْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ

هیچ میدانی کہ سگ را چیست شورے باگدا
منع مے ساز د کہ شرح حق بر درِ دیگر میا

فرمایا حدیث شریف میں ہے "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ" یعنی جو آدمی خدا کا ہو جاتا ہے (اور خدا کو رازقِ مطلق سمجھ کر دُوسرے بنی نوع انسان سے طلبِ رزق نہیں کرتا) تو خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کو کسی کی پروا نہیں رہتی ۞

پھر فرمایا کہ ایک فقیر کسی جنگل میں رہتا تھا۔ اور ہر وقت اُس کی یاد میں مشغول اور بجا آوری احکام میں سرگرم و مصروف تھا۔ اللہ تعالےٰ اُس کو غیب سے رزق پہنچاتا تھا۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی آزمائش کی اور اُس کا رزق غیبی بند کر دیا۔ اُس نے دو تین روز تک انتظار کیا لیکن جب کوئی صورت رزق یابی کی نہ دیکھی اور بھوک نے اُس پر زیادہ غلبہ کیا تو شہر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں کسی یہودی کا مکان تھا اُس کے دروازہ پر جا کر سوال کیا۔ مالک مکان نے تین روٹیاں اُسے لاکر دے دیں۔ وہ لیکر چلدیا۔ اُس گھر کا ایک کُتا بھی اُس کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ دُور تک چلا گیا اور کُتے نے اُس کا ساتھ نہ چھوڑا تو فقیر نے ایک روٹی کتے کے آگے پھینک دی۔ آگے چل کر پھر دیکھا تو کُتا بدستور چلا آ رہا تھا۔ اُس نے یہ خیال کرکے کہ آج تو ایک ہی روٹی کافی ہے۔ دُوسری روٹی بھی کتے کو ڈال دی۔ کتے نے وہ روٹی بھی کھا لی اور پھر فقیر کے پیچھے ہو لیا۔ جب فقیر اپنی جائے اقامت کے قریب پہنچا اور مڑ کر دیکھا تو کتا پھر موجود تھا۔ دل میں طیش کھا کر وہ تیسری روٹی بھی کُتے کے آگے ڈال دی اور کہنے لگا اے بےحیا کُتے! تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ اپنے مالک کے دروازہ سے چلکر مجھ سے تینوں روٹیاں لے لیں۔ اللہ تعالےٰ نے (جو ہر چیز پر قادر ہے) اُس کُتے کو زبانِ گویائی عطا فرمائی۔ اور کُتا اُس عابد سے کہنے لگا کہ میں بے حیا نہیں ہوں بلکہ تو بے حیا ہے جس نے اپنے معبُود کے امتحان سے جو دو جہان کا رازق اور خالق ہے گھبرا کر، تنگ آ کر، اور اُکتا کر ایک یہودی کے دروازے پر دستِ سوال دراز کیا۔ جو تیرا ہم مذہب بھی نہیں ہے مجھے دیکھ کہ میں کمترین مخلوقاتِ عالم ہوں۔ مدت سے اِس یہودی کے دروازے پر پڑا ہوا ہوں۔ جب اُس کی مرضی ہوتی ہے یہ مجھے کچھ دیتا ہے۔ ورنہ کئی کئی دن کا فاقہ بھی ہو جاتا ہے لیکن میں نے کبھی اپنے مالک کے گھر سے قدم باہر نہیں نکالا۔ خواہ اُس نے مجھے

Marfat.com

کیسی ہی اذیتیں پہنچائیں۔ لیکن میں وفاداری کے راستے نہ ہٹا حیف ہے تجھ پر کہ تو اشرف المخلوقات ہوکر اپنے ایسے معبودِ مطلق کے در سے جو اتنی مدت تک تجھے بلا تکلف و تکلیفِ سوال غیب سے رزق پہنچاتا رہا ہے۔ دوسرے در پر جائے۔ عابد پر یہ نصیحت کارگر ہوئی اور پھر اُس کے دل میں دریوزہ گری کا خیال نہ آیا ؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت ۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

تسلیم و رضا

اِنْ لَمْ تَرْضَ عَلٰی قَضَائِیْ وَلَمْ تَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ تَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ۔ فَلْتَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَائِیْ وَلْتَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ

جادۂ فقر ہے تسلیم و رضا کی منزل
قدم اُس راہ میں مردانِ خدا دیتے ہیں

قضائے الٰہی اور رضائے معبود پر راضی ہونے کا نام "رضا" ہے۔ اور اُسکی مرضی کے آگے سر جھکا دینے کا نام "تسلیم" ہے۔ راضی برضا رہنے کی سخت تاکید ہے۔ چنانچہ مندرجۂ بالا عبارت جو ایک حدیث قدسی کا آخری جزو ہے صاف بتا رہی ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی نہ ہونا، اُس کی بلاؤں پر صبر نہ کرنا، اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا اس کا مقتضی ہے۔ کہ ایسا کرنے والا خدا کے آسمانوں کے نیچے سے نکل جائے۔ اور اپنا خدا کوئی اور ڈھونڈے۔ فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۔

سید السادات امام الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے تسلیم و رضا کی منازل اور شوار جس ہمت، صبر، اور استقلال کے ساتھ طے کیں اُس کا حال سب کو معلوم ہے۔ اور مردانِ خدا اب تک اُن کی تقلید اور احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کرتے چلے آرہے ہیں ۔
چنانچہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ بھی تسلیم و رضا کی ایک زندہ تصویر تھے۔ آپ ہمیشہ خدا پر شاکر رہے۔ آپ کے افعال، حرکات و سکنات اور معمولات سے کبھی بے صبری

Marfat.com

اور بے ہمتی صادر و ظاہر نہ ہوئی - خواہ کیسی ہی مصیبت و اندوہ انگیز حال ہوئی - مگر آپ نے صبر و شکر کے ساتھ اُسے کاٹ دیا +

صاحبزادہ سید قائم الدین شاہ صاحب مرحوم و مغفور سے آپ کو بے حد محبت تھی جب وہ بیمار ہوئے تو آپ کو سخت تشویش لاحق ہوئی - قریب وفات آپ کہیں نزدیک بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے تھے - جب اُن کی وفات کی خبر کانوں میں پہنچی تو غیر ارادی طور پر شدتِ غم سے تسبیح ہاتھ سے گر پڑی - آپ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر اپنی جگہ سے اُٹھ بیٹھے اور محل شریف میں تشریف لے گئے - وہاں سر بسجدہ ہو کر فرمایا "الٰہی تیرا بڑا شکر ہے بڑا احسان ہے، مَیں تیری رضا پر راضی ہوں" - اِس خیال سے کہ رضائے الٰہی میں فرق نہ آئے - آپ نے ایک آنسو بھی آنکھ سے نہ گرایا - گو آپ کی آنکھیں شدتِ الم سے سُرخ ہو رہی تھیں، لیکن ضبط و صبر سے کام لیکر اور "اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" پر نظر رکھ کر دامنِ صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا[1]

آنکھ لبریز رہی اور کوئی آنسو نہ گرا — درد والے اُسے تسلیم رضا کہتے ہیں
دل میں سو درد رہیں لب پہ رہیں شکر سرا — ہے یہی شانِ وفا اہلِ وفا کہتے ہیں

اخلاق

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

یہ فرمان باری تعالےٰ ذاتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختص تھا جس کی تفسیر و تفصیل میں خود جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ارشاد فرمایا کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی فی الحقیقت میں تکمیلِ اخلاق کے لئے پیدا ہوا ہوں بابت تخلیق کچھ ہو، لیکن جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس طرح ارشاد فرمایا ہے تو "اخلاق" کی بزرگی و اہمیت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا +

حضرت قبلۂ عالم خواجہ غریب نواز جلالپوری نور اللہ مرقدہٗ و قدس سرّہٗ کی زندگی تھی

---

[1] بروایت عالیجناب حضرت ابو البرکات سید محمد فضل شاہ صاحب ۱۲

Marfat.com

سراپا اخلاق گذری ہے۔ آپ کے خلق سے ہندو اور مسلمان، مرید اور غیر مرید، بچے، جوان، بوڑھے، عورتیں سبھی متاثر رہتے تھے ◆

عام طور پر مشہور ہے کہ حضور کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوئے نہ کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی۔[1] اگر آپ کسی سے بہت زیادہ ناراض ہو جاتے۔ تو صرف اس قدر فرماتے۔ کہ "نیک بختا تم نے یہ کیا کیا" یہ کہنے کے بعد بھی اُسے آزردہ نہ ہونے دیتے۔ اور جس طرح ہو سکتا خوش کر دیتے۔ حضور انور ہمیشہ خندہ پیشانی رکھتے تھے۔ کسی نے آپ کو کبھی چین بجبین نہ دیکھا ◆

چور کے ساتھ حضور کا برتاؤ

میاں[2] حسن محمد امام مسجد گڑھی گوہر خاں نے بمقام کوٹ نواں ضلع گجرات بیان کیا کہ ایک درویش مسمی لکھا خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے لنگر کے دلنے پسوایا کرتا تھا آدمی کچھ طماع تھا۔ جب غلہ لے کر خراس پر جاتا تو راستے میں ایک ہندو دکاندار کو سیر دو سیر غلہ روز دے جاتا۔ جاتے وقت موقعہ نہ ملتا تو خراس سے غلہ چرا کرلے آتا۔ اور اسکی دکان پر جمع کر دیتا ◆

بعد چندے لکھا کی یہ کارروائی۔ لنگر شریف کے چند درویشوں کو معلوم ہو گئی اتفاقاً ایک درویش نے اوسے موقعہ پر پکڑ لیا۔ اور کشاں کشاں حضور کی خدمت لیکر حاضر ہوا۔ اور جو واقعہ گذرا تھا بیان کیا۔ قبلۂ عالم نے سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ میاں لکھا تم نے اس طرح کس قدر رقم جمع کی۔ لکھا کے ہوش کہاں جو جواب دے۔ آپ نے اُسے محبت اور رحم کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ اور پوچھا کہ میاں لکھا سچ سچ بتاؤ۔ جھوٹ بولکر دو ہرا گناہ نہ کرنا لکھا نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم ابھی تو صرف سات روپیہ ہی بنے ہیں۔ پوچھا کہاں ہیں؟ بولا کچھ تو میرے پاس ہیں اور کچھ بنئے کے پاس ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سب اکٹھے کر کے لے آؤ ◆

لکھا بھاگا بھاگا گیا اور سات روپیہ جمع کر کے پھر حضور میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے روپیہ گن کر دریافت کیا کہ میاں لکھا کیا واقعی اتنی ہی رقم جمع کی ہے یا کچھ اور بھی ہے اُس نے نہایت شرمندگی کے ساتھ عرض کیا کہ قبلۂ عالم صرف یہی۔ حضور اقدس نے لنگر والے کو

---

[1] بروایت عالیجناب ابو البرکات سید محمد فضل شاہ صاحب ۱۲

[2] بروایت حکیم مولوی نبی بخش صاحب سول نگری ۱۲

Marfat.com

حکم دیا کہ سات روپیہ اور لے آؤ۔ وہ گیا اور فوراً لے آیا۔ حضور نے سب روپیہ ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ "لو میاں لگھا اب تمہارے پاس چودہ ۱۴ ہو گئے۔ انہیں لے جاؤ اور چلے جاؤ"۔ اس نے ہر چند لینے سے انکار کیا لیکن حضور نے باصرار فرمایا کہ لے جاؤ کسی کام آ جائینگے ؎

پھر ایک درویش کو بلا کر حکم دیا کہ اسے تین چار کوس تک پہنچا آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی اُس کا تعاقب کر کے اُسے اذیت پہنچائے۔ چنانچہ درویش ساتھ گیا اور اُسے چک جانی تک پہنچا آیا۔ میاں لگھا ایسے گئے کہ پھر آج تک اُن کی رسید بھی نہ ملی ؎

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا — دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسّر شود ایں مقام — کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

تحمل سید[۱] حسین شاہ صاحب ساکن کھنارہ ریاست جموں جو ایک بزرگ خدا رسیدہ ہیں راوی ہیں کہ مَیں نے اپنے لڑکے کی تعلیم کیلئے ایک مولوی صاحب کو ملازم رکھا۔ اُن مولوی صاحب کی علمی استعداد معمولی تھی۔ اِس لئے ان کو علیحدہ کر دیا۔ اور اُن کی جگہ ایک دوسرے عالم کو جو حضرت صاحب جلالپوری کے مرید تھے۔ مقرر کیا۔ پہلے مولوی صاحب اپنے گھر ضلع جہلم میں چلے گئے۔ اور انہوں نے وہاں سے ایک جعلی خط نئے مولوی صاحب کے نام حضرت صاحب جلالپوری کی طرف سے لکھ کر بھیجدیا۔ کہ سید حسین شاہ کے لڑکے کو نہ پڑھائیں۔ جب یہ خط نئے مولوی صاحب کو ملا۔ تو انہوں نے کتاب بند کر دی اور میرے لڑکے کو کہدیا کہ مَیں پڑھانے سے مجبور ہوں۔ لڑکے نے میرے پاس آ کر حقیقت حال بیان کی۔ مَیں نے جا کر خط دیکھا۔ اور کہا مولوی صاحب یہ خط جعلی معلوم ہوتا ہے۔ اگر اصلی ہے تو آپکے پیر فقیر نہیں۔ آپ صبر کریں مَیں خود اس واقعہ کی تفتیش کرنے جاتا ہوں غرض دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مَیں گھر سے روانہ ہوا۔ اور تیسرے دن جلالپور شریف پہنچا۔ میرے ایک رفیق راہ سے آپنے خیر و عافیت پوچھی اور میری نسبت بھی دریافت حال فرمایا۔ مَیں نے نہایت سختی اور درشت روئی سے کہا۔ اُن سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا آپ کو الہام نہیں ہوتا۔ آپنے بڑے انکسار سے تبسم ہو کر فرمایا۔ کہ مَیں ایک مسکین آدمی ہوں۔ مَیں الہام کو کیا جانوں۔ مَیں نے وہ خط حضرت کے سامنے پھینک دیا۔ اور کہا کہ اگر آپکو الہام نہیں ہوتا تو یہ خط کس نے لکھا ہے۔ آپنے فرمایا

[۱] زبانی مولوی فتح محمد صاحب جلالپوری مولوی محمد بخش صاحب جلالپوری اپیل نویس راولپنڈی ۱۲

Marfat.com

شاہ جی میں چلنے پھرنے سے منع کیا گیا ہوں۔ خدا نے آپ کی زیارت کرانی تھی یہ سبیل پیدا کر دی۔ آپ اُس کے کاتب کے لئے دعائے خیر فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ اُس کا قصور معاف کرے اور اس کا ایمان سلامت رکھے۔ اِن کلمات نے میرے آتشِ غضب کو ٹھنڈا کر دیا۔ میں نے آپ جیسا تحمل اور بردبار اپنی عمر میں نہیں دیکھا ؎

شاہ حیدر کی عجب شان نرالی دیکھی ۔ برقِ ایمن کی طرح شکل جلالی دیکھی
مہر الفت کے زمانے سے طریقے برتے ۔ غصہ چہرے پہ لب پر کبھی گالی دیکھی
نور چہرے پر برستا رہا اللہ اللہ ۔ مشعلِ حق کی طرح آنکھ میں لالی دیکھی
سحر آنکھوں میں تو اعجازِ مسیحا لب میں ۔ ہرادا آپ کی دل چھیننے والی دیکھی
عمر بھر بادۂ عرفاں کے پیئے خم کے خم ۔ جام جس ہاتھ میں دیکھا نہ پیالی دیکھی
پیش حورانِ جہاں کرتی ہیں اپنے تحفے ۔ آپ نے گلشن فردوس کی ڈالی دیکھی
کالک اُس کو نہ کھٹکا رہا جس نے آ کر ۔ زلف شانوں پہ لٹکتی ہوئی کالی دیکھی
آپ کے سامنے دنیا کی حقیقت یہ تھی ۔ جس طرح سے کوئی تصویر خیالی دیکھی
اب کرنا کبھی تعریف جمالِ یوسفؑ ۔ شکل اے دیدۂ یعقوبؑ جمالی دیکھی
آرزو اپنے خم دار نے کر دی پوری ۔ عید کے چاند کی مانند ہلالی دیکھی

حق کے بندوں کی نقیری میں امیری ہے خلیق
شان کچھ آپ کے دربار کی عالی دیکھی
(عبد الخالق صاحب خلیق دہلوی)

آپ نے کبھی کسی کے لئے بددعا نہ کی: قبلۂ عالم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کبھی کسی کے لئے بددعا نہ فرمائی۔ مرزا خاں کی مخالفت جب حد سے بڑھ گئی اور اُس کے فتنہ و فساد کی انتہا نہ رہی تو بعض خدام درگاہ حاضر ہو کر شاکی ہوئے کہ حضور اب تو اُس کی عداوت کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ اُس کا کچھ بندوبست ہونا چاہیئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا دعا کرو کہ خداوند کریم اس پر رحم کرے۔ اور اُسے کسی اور اچھے شغل میں لگا دے۔ تاکہ اُسے ہماری مخالفت کرنے کے لئے فرصت ہی نہ ملے +

چنانچہ کچھ دن بعد مرزا خاں کو نہر پر مربع مل گئے۔ جنگلی آبادی میں وہ ایسا مصروف ہوا کہ اُسے کسی قسم کی شرارت کا پھر کبھی خیال ہی نہ آیا +

ل بروایت منشی نعمت خاں صاحب انسپکٹر پولیس پنجاب ۱۲

Marfat.com

برا تے ناما مرزا غلام احمد صاحب قادیانی[1] کے کسی حاسد نے ایک روز حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز مرزا کہتا ہے۔ جس قدر مشائخ اس زمانے میں ہیں سب دکاندار ہیں۔ آپ نے بخندہ پیشانی سُنا۔ اور اندازِ تبسم جواب دیا کہ مرزا صاحب سچ کہتے ہیں حقیقت میں جتنے مشائخ ہیں سب دکاندار ہیں لیکن دوکان پر جب تک سودا نہ ہو۔ لوگ خریداری کو کب آتے ہیں! ؎

شمع ہے موجود محفل میں یا ہیں سوز و گداز ۔۔۔ اس لئے یہ وجد کے انداز پروانے ہیں ہیں
کون آتا ہے وہاں حاصل جہاں کچھ بھی نہ ہو ۔۔۔ کچھ تو دیکھا ہے کہ یہ مے نوش میخانے میں ہیں

پابندیٔ اوقات

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ

انضباط و تعینِ اوقات ہر متمدن شخص کے لئے ایک لازمی چیز ہے جو لوگ پابندیٔ اوقات کے خوگر نہیں ہوتے وہ کبھی اپنے کاموں میں کامیاب بھی نہیں ہوتے۔ اور انہیں ہمیشہ کمیٔ وقت اور عدیم الفرصتی کی شکایت رہتی ہے۔ گو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن ہے نہایت ضروری راقم نے بعض مشائخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ وہ اپنی ضروریاتِ زندگی سے کبھی فارغ نہیں ہوتے۔ اور صبح سے شام تک کسی وقت انہیں ذکر الٰہی کے لئے فرصت نہیں ملتی ؛

جب اُن کے معتقدین سے پوچھا جاتا ہے کہ شاہ صاحب خدا کی یاد کس وقت کرتے ہیں۔ تو جواب ملتا ہے کہ آپ پوچھنے والے کون؟ کیا شاہ صاحب خدا کی عبادت کے مقروض ہیں۔ وہ تو خدا رسیدہ ہیں جب چاہتے ہیں خدا کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اس معمہ کا حل بہت مشکل ہے۔ اور ایسی ہی باتوں نے مشائخ کی طرف سے لوگوں کو بد اعتقاد کر دیا ہے ؛

حضرت خواجہ صاحب بالبوری رحمۃ اللہ میں پابندیٔ اوقات کی علوت ہمیشہ سے

[1] بروایت منشی نعمت خانصاحب سب انسپکٹر پولیس گجرات پنجاب ۱۲

Marfat.com

رہی۔ اور آپ اپنا قیمتی وقت مریدوں سے پاؤں دبوانے اور ان کی محفل میں غیر ضروری طور پر بیٹھ کر گپیں اڑانے میں کبھی ضائع نہ فرماتے۔

صوفی غلام حسین صاحب نے مولوی محمد عبد الرحیم صاحب[۱] سے فرمایا کہ مولوی صاحب میں نے بہت سے مشائخ عظام سے فیضِ صحبت حاصل کیا ہے۔ مگر پابندئ اوقات جو حضرت خواجہ جلالپوری (رحمۃ اللہ علیہ) میں دیکھی وہ کسی اور میں نہ پائی۔ آپ اوراد و وظائف ہمیشہ اپنے وقت سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ خواہ کوئی ملنے آئے اور کچھ کام کیوں نہ ہو لیکن آپ وظائف خوانی میں پابندئ وقت کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔ اور آپ کا کوئی وقت عبادتِ الٰہی سے خالی نہ جاتا تھا۔

توکّل

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے ۔ مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

خدا کی ذات اور اس کی تمام صفات پر کامل بھروسہ رکھنے کا نام توکّل ہے اور توکّل کرنا اِس قدر مشکل ہے کہ اگر ہر انسان متوکّل بننا چاہے تو قریب قریب غیر ممکن ہے صبر و قناعت اور تسلیم و رضا کی منزلیں فی الحقیقت نہایت سخت ہیں لیکن اُن میں کوئی نہ کوئی اثر محسوس نمایاں رہتا ہے۔ اور وہ اثر جس قدر کم ہوتا جاتا ہے۔ ان باتوں میں قوت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً صبر کیا جا سکتا ہے کسی کی موت پر، قناعت کی جا سکتی ہے تھوڑی سی چیز پر، انسان راضی ہو سکتا ہے کسی چیز پر خواہ وہ اُسکی مرضی کے خلاف ہو یا موافق۔ لیکن توکّل کی شان ان سب سے جُدا ہے۔ توکّل اُس وقت کیا جاتا ہے جب کہ دل امید و بیم میں مبتلا ہو اور رفعِ ابتلا کی موجودگی میں اُن سے بے نیاز ہو کر صرف خدا کی

---

[۱] یہ صاحب ایک امیر کے بیٹے تھے۔ مگر نہایت عابد اور صوفی تھے بارہا جلالپور شریف میں حصولِ فیض و برکات کیلئے حاضر ہوئے انہیں حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی سے شرفِ بیعت حاصل تھا۔ اور خواجہ غلام فرید صاحب جو نواب صاحب بہاولپور کے پیر تھے ان کا بڑا ربط و ضبط تھا۔ دیگر مشائخ سے ملنے کا بھی انہیں بے حد شوق رہتا تھا۔

Marfat.com

قدرت و رحمت پر بھروسہ کیا جائے۔ اسباب صوری سے متوکل علے اللہ طبقے کو کوئی سروکار نہیں رہتا۔ اور خدا پر بھروسہ کرتے کرتے ایک متوکل اس قدر کامیاب ہو جاتا ہے کہ تمام کام اُس کی حسب خواہش انجام پذیر ہونے لگتے ہیں۔

طاعون کے زمانے میں آپ سے وہ توکل و استقلال نمایاں ہوا کہ آجکل دوسرے مشائخ میں شاذ و نادر ہوگا۔ جلال پور میں ایسا طاعون پھیلا کہ روزانہ تعداد اموات چالیس تک پہنچ گئی۔ اور ہوا اس قدر متعفن ہوئی کہ تندرست آدمی بھی بیمار پڑنے لگے۔ بعض خیر خواہان سرکار نے حضور کو باغ میں تشریف لیجانے کی رائے دی۔ مگر آپ نے کسی کی ایک نہ مانی۔ توکلاً علے اللہ مع جمیع متعلقین اپنے مکان ہی پر رونق افروز رہے۔ آخر خداوند کریم و رحیم کی ایسی مہربانی ہوئی کہ لنگر شریف کا ایک آدمی بھی طاعون کا شکار نہ ہوا۔

بعض مخالفین و حاسدین نے آپ کی خبر وفات اڑا دی اور بعض نے جلال پور چھوڑ دینے کی افواہ مشہور کر دی۔ لیکن اصل معاملے کے انکشاف کے بعد معاندین کو بے حد ندامت و پشیمانی ہوئی۔

سخاوت

اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ

سخاوت کے متعلق حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کے اقوال نقل کر دینا کافی نہیں ہیں۔ بلکہ اس شعار اسلام کو عقل کی نگاہ سے دیکھئے۔ تو معلوم ہوگا کہ سخاوت بہترین نیکی ہے۔ جو ایک خدا کا بندہ کر سکتا ہے۔ سخاوت سے سخاوت کرنے والے کا کچھ ہرج اور نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے اس فعل سے خلق خدا کو بے حد فائدہ پہنچتا ہے۔ ہزاروں محتاج فیض سخاوت سے مستفیض و مستفید ہو کر خدا کی عبادات و طاعات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں بیوائیں اور یتیم بے کس کمسن بچے سخیان عالم کے جود و کرم سے پرورش پا کر بلوغ عمر سے خوشہ چین ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ اور سخاوت میں فرق ہے۔ اور جتنا فرق ان دونو

لے بروایت حضرت ابو البرکات مولانا سید محمد فضل شاہ صاحب دام اللہ فیوضہم۔

Marfat.com

میں ہے۔ اُتنا ہی زکوٰۃ دینے والے اور سخاوت کرنے والے میں بھی سمجھئے۔ زکوٰۃ فرض ہے اور سخاوت فرض نہیں۔ زکوٰۃ کی مقدار متعین ہے۔ اور اُس کا کچھ اندازہ نہیں۔ زکوٰۃ اصل ایمان ہے۔ اور سخاوت اصل اخلاق۔ سخاوت ایک ایسی شاداب، ٹھنڈی، اور طرب افروز چیز ہے جس کے سایہ میں بُرائیوں کا کرۂ نار بھی برف ہو سکتا ہے۔ سخاوت نے سینکڑوں کو قیامت تک کے لئے زندہ کر دیا۔ حاتم طائی اور حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوتیں یادگار عالم ہیں۔ اوّل الذکر نے اپنی جسمانی کوششوں کو درماندگانِ راہ اضطراب کے لئے وقف کر دیا۔ تو موخر الذکر نے یہ کہکر اپنے اجتہاد روحانی کا ثبوت دے دیا کہ زکوٰۃ اگر خدا کے نام پر ہوسکتی ہے تو ہم رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر سخاوت کرینگے پھر سخاوت بھی ایسی سخاوت کہ مال و اسباب کی کوٹھیاں نذر فقرا کر دیں اور خود صرف ایک کمبل اوڑھ کر بیٹھ گئے۔ جبھی تو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخاوت کرنے والے خدا کے دوست ہیں ٭

حضرت قبلۂ عالم خواجۂ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سخاوت میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے یُوں تو محل سرا کے دروازہ سے کوئی سائل خالی جاتا ہی نہ تھا۔ اور لنگر شریف ہمیشہ محتاجوں، حاجتمندوں، اور درویشوں کے لئے جاری رہتا تھا۔ جو الحمد للہ اب بھی جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہیگا) پھر بھی بسا اوقات آپ کی شانِ سخاوت اپنی امتیازی شان بھی دکھائی دیتی تھی ٭

حضرت[ل] خواجہ غریب نواز کے محلات کے عقب میں ایک بیوہ رنگریز کی عورت رہتی تھی۔ جو کسی بقال کی مقروض تھی۔ ایک دن قرض خواہ نے آکر قرض کا تقاضا کیا۔ اور جب اس کو عورت کی تنگدستی سے معلوم ہوا کہ وصول قرضہ کی اُمید نہیں۔ تو بیچاری کو پیٹنا شروع کیا۔ عورت زور زور سے چلانے لگی۔ حضرت قبلہؒ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیسا شور ہے خدام نے مفصل کیفیت عرض کی۔ آپ نے فریقین کو بلایا۔ بقال کا قرضہ اپنی گرہ سے ادا کر دیا۔ اور کچھ روپیہ اُس بیوہ کو اخراجات خانگی کے لئے دیکر رخصت کر دیا ٭

ل۔ بروایت سید میر حسین شاہ صاحب کنہ کھوتیاں تحصیل چکوال ۱۲

Marfat.com

جمال و جلال

نگاہوں کو رہے دیدار کی حسرت جمال ایسا
زبانیں بند کر دے اہلِ محفل کی جلال ایسا

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ

اولیاء اللہ کے چہرۂ باصفا کا نور کیا کہنا کہ اُس سے ہر وقت تجلّی الٰہی مترشح رہتی ہے اور انوارِ تجلیاتِ گوناگون ظاہر و نمایاں ہوتے ہیں۔ جیسے ایک چشم ظاہر نگاہِ صوری سے دیکھتی ہے اور دیکھ نہیں سکتی۔ مگر انہیں اولیاء اللہ کی ایک شان شانِ جلال بھی ہے جو قربِ الٰہی کی وجہ سے اُن میں پیدا ہوتی ہے۔ جس وقت یہ لوگ جلال میں ہوتے ہیں اُس وقت اُن کو کسی کی پروا نہیں ہوتی۔ چہرہ آفتاب کی طرح چمکنے دمکنے لگتا ہے۔ اور یہ وہی وقت ہوتا ہے جب کہ اولیاء اللہ کی خدائے مطلق کے ساتھ قربت ہوتی ہے۔ اور جس وقت کوئی فرشتہ اور نبی مرسل بھی اُن کے درجات کی کنہ کو نہیں پا سکتا۔

حضور قبلۂ عالم جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ میں جس وقت جذبِ جلال پیدا ہوتا تو آپ کی حالت بھی دگرگوں ہو جاتی تھی۔ اور ان لوگوں کو بھی صاف صاف بات فرما دیتے تھے جو نہایت پیارے اور عزیز معتقدین میں سے ہوتے تھے لیکن آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے کوئی لفظ خلافِ ادب نہیں نکلتا تھا۔ چنانچہ ذیل کے واقعات سے حالتِ جلال کا اندازہ ہو سکیگا۔

ایک[1] روز ملک زمان مہدی خانصاحب مرحوم رئیس دارا پور (جو ۲۵۔ رجب ۱۳۱۱ھ کو فوت ہوئے ہیں) آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ اور خان بہادر بھی۔ اعتقادات میں نہایت راسخ، تعظیم و تکریم میں نہایت مستعد، رضائے شیخ کے طالب، درباری کرسی نشین اور رشوت سے نفرت کرنے والے تھے۔ ایک دن حضرت غریب نواز کی حضور میں حاضر تھے۔ اور حضور اپنی نشستگاہ میں رونق افروز تھے مجلس عام تھی۔ اثنائے گفتگو میں ملک صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ قالین بھی کسی نے خدا کے واسطے دئے ہونگے۔ وقتِ جلال تھا حضور نے فرمایا "ملک صاحب

[1] بروایت جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ۱۲

Marfat.com

تم دارا پور سے چل کر جلال پور شریف آکر نذر دیتے ہو۔ کیا دارا پور میں یا راستے کے دیہات میں کوئی خدا واسطے لینے والا نہیں ملتا۔ جو یہاں آکر دیتے ہو۔ اگر خدا واسطے دینا ہے تو راستے کے دیہات ہیں اور دارا پور میں غریبوں کی کمی نہیں ہے ہمیں تو خدائی حکومت ملی ہوئی ہے"۔ ملک صاحب کچھ سمجھ کر خاموش ہو گئے۔ اور پھر کچھ نہ بولے ؎

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست
ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست

رعب فقر کی دوسری مثال ایک دفعہ منشی نعمت خاں صاحب انسپکٹر گجرات کی عرضی آئی۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا۔ کہ بروقتِ حاضری میں اپنا مقصد زبانی خدمتِ اقدس میں عرض نہ کر سکا۔ اِس لئے حضور کی قدم بوسی کر کے آتے ہی یہ عرض داشت روانہ کرتا ہوں حضور نے عرضی سُنی اور بعنایت خاص دعا فرمائی۔ راوی نے التماس کی کہ غریب نواز یہ کیا بات ہے کہ منشی نعمت خاں صاحب تھانہ دار اور راجہ محمد اکرم خاں (حال افسر مال) دونو حاضری وقت اپنا مدعائے دلی عرض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ حضور قبلۂ عالم نے فوراً صاحب مثنوی شریف کا یہ شعر پڑھا ؎

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست ، ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست

مَیں نے بچشمِ خود دیکھا ہے کہ سشن جج، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، تحصیلدار، تھانہ دار وغیرہ حضور میں حاضر ہوئے مگر ہیبتِ حضور اور رعب فقر سے اپنا کوئی مقصد و مدعا نہ عرض نہ کر سکے ؛

متفرق خصوصیاتِ مقدسہ

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ

روز اک شانِ نئی روز نیا اک جلوہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ بنے بیٹھے ہیں

دل آزاری سے پرہیز مولوی عبدالرحیم صاحب خانقاہ شریف کڑی ضلع جہلم راوی ہیں کہ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز کسی کا دل آزردہ نہ فرماتے۔ اگر بغرضِ محال کسی وجہ سے

لہ از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب خانقاہ شریف کڑی ضلع جہلم ۱۲

Marfat.com

کوئی شخص آپ سے آزردہ ہو جاتا تو اُسے ہر طرح راضی فرمالیتے تھے۔ اور زرِ نقد، کپڑا، بتاشے وغیرہ دیکر اُس شخص کو خوش کر دیتے انہے۔ اور فرماتے تھے ؎

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کُن
کہ در طریقت ما غیر ازیں گناہے نیست

مشقِ حروف میں درسِ تصوف | یہی صاحب راوی ہیں کہ ایک دفعہ موجودہ سجادہ نشین حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب دام برکاتہ، جب میرے پاس پڑھتے تھے اپنی تختی لیکر حضور پُرنور میں حاضر ہوئے۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ نے اپنے قلمِ مبارک سے تختی پر یہ دو بیت تحریر فرمائے ؎

اگر مولےٰ کرم سازد بہا بم بے بہا گردد
بہائے خود ہمیدانم بہ بنیمے جو نمی ارزد

تختی کی دوسری طرف یہ بیت تھا ؎

عبادت کے بھروسے پر عبث ہی عمر کا کھونا
بجز فضلِ خدا ممکن نہیں ہے اولیا ہونا

بے شک حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا وجود باوجود جامع اخلاقِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ کسی بزرگ نے آپ کی شان میں سچ فرمایا ہے ؎

خلقِ محمدؐ است کہ باحُسنِ یوسفؑ است
جُودِ خلیلؑ ہست عیاں از جلال پور

آثارِ سعادت عالمِ طفلی میں | جناب مولنا مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی چشتی حیدری راوی ہیں کہ ایک ثقہ بزرگ ساکن ڈنگہ نے جو حضرت شاہ صاحب قطبِ عالم مرحوم و مغفور کے ہم عمر ہیں مجھ سے بارہا ذکر کیا ہے کہ مَیں انگریزوں کی ابتدائی عملداری میں ایک ملازم کے ساتھ تحصیلِ علم کے لئے موضع تاتر شریف ضلع جہلم کو جارہا تھا۔ ہم دونو دوپہر کے وقت جلال پور شریف کی مسجد میں جا ٹھیرے۔ جہاں دو نوجوان ایک ہندو اور ایک مسلمان بیٹھے تھے۔ مسلمان نوجوان جو ایک خوبصورت خوش پوش جوانِ رعنا تھا ہمارے مسجد میں بیٹھے ہی خاموشی کے ساتھ اُٹھ کر چلا گیا۔ اور کچھ دیر بعد حلوا اور پراٹھے ہمارے سامنے لاکر رکھ دئیے۔ ہم نے پیٹ بھر کر خوب کھائے مگر اُس نوجوان نے ہم سے بالکل دریافت نہ کیا کہ تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، کہاں جاتے ہو، جب ہم کھانا کھا چکے تو بغیر کچھ کہے سُنے برتن اٹھا کر چلا گیا۔

دریافت کرنے کے بعد معلوم ہُوا کہ آپ کا نام سیّد حیدر شاہ ہے۔ اسی

Marfat.com

کمالِ مہمان نوازی نے جو فیضانِ ازل نے مثلِ خلیل علیہ السلام آپ کی ذات مستجمع صفات میں ودیعت کی تھی۔ بالآخر آپ کو لنگر خواجگانِ چشت کا مالک بنایا ❊

دوسرے کے مرید کو بیعت نہ فرمایا

آج کل مشائخ میں یہ تیرہ عام طور پر پایا جاتا ہے کہ جہاں کوئی شخص اُن کے پاس پہنچا اور اُنہوں نے دامِ مشیخت پھیلایا۔ فوراً پوچھنے لگے "بھیّا کسی کے مرید ہو"؟ اگر اُس نے کہا کہ نہیں۔ تو فوراً ہاتھ بڑھا دئے کہ "آ تجھے مونڈ لیں" وہ اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہے اور زمانے بھر میں اُدھم مچاتا پھرتا ہے کہ مجھے سعید ولائق دیکھ کر پیر جی نے خود اپنا مرید کر لیا۔ اور اگر کوئی کہتا ہے کہ ہاں میں فلاں پیر کا مرید ہوں تو کہتے ہیں کہ "آ ہم سے بھی طالب ہو لے"۔ غرضکہ ہر طرح اُسے اپنا معتقد بنا لیتے ہیں۔ اور اپنے زمرۂ مریدین میں اُس کا نام زبردستی لکھ لیتے ہیں ❊

اِس زبردستی سے بجز اس کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ پیر جی دنیا میں اچھی طرح مشہور ہوں۔ ظاہر ہے کہ جب مریدوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔ تو شہرت اپنے آپ بڑھتی چلی جائیگی۔ لیکن اس قسم کے پھندوں میں صرف وہ لوگ پھنس جاتے ہیں جن میں مادۂ جہالت زیادہ ہوتا ہے اور جن کے قلوب انوارِ علم و تحقیق سے منوّر نہیں ہوتے ❊

اِس کے برخلاف حضرت قبلۂ عالم خواجہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ دوسروں کے بیعت کردہ لوگوں کو اُن کی خواہش پر بھی مرید نہ فرماتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ جب یہ شخص اپنے پہلے پیر کا نہ ہوا اور اس سے اُس کو کچھ فیض نہ پہنچا تو آپ سے کیا اُمید کی جا سکتی ہے ❊

چنانچہ مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی چشتی حیدری راوی ہیں کہ میرے سامنے ایک دفعہ ایک شخص باشندۂ ضلع راولپنڈی آپ کی خدمت میں بیعت کیلئے پیش کیا گیا۔ آپ نے حسبِ معمول دریافت فرمایا کہ پہلے کسی سے بیعت ہوئے ہو اُس نے عرض کی کہ میں پہلے جناب پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہوں۔ یہ سُنکر حضور نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ پیش کرنے والے خوشامدی نے اپنے مقصد کی لَے بڑھانے کے لئے کہا کہ حضور پیر صاحب نے بھی تو آپ کے فلاں مرید کو بیعت کر لیا تھا۔ مگر اس جوش دلانے والے فقرہ کو سُنکر بھی آپ خاموش ہو گئے۔ اور بیعت کرنے سے بدستور انکار فرمایا ❊

Marfat.com

قوالی میں آپ کا طرزِ عمل یہی مولوی صاحب راوی ہیں کہ پابندیٔ شریعت کا آپ کو بہت زیادہ لحاظ رہتا تھا۔ آپ فقہا کی طرح محتاط اور عامل بالشرع رہتے تھے۔ پیرانِ چشت کی تقلید میں آپ قوالی سنتے تھے۔ مگر سادہ بلا مزامیر، تالی تک بجانا ممنوع تھا۔ قوال خواہ کیسا ہی دلکش شعر پڑھتا مگر آپ کی کوہ وقار طبیعت پر سوا اس کے اور کچھ اثر نہ ہوتا کہ چہرۂ مبارک جوشِ عشق سے سُرخ ہو جاتا۔ اور اُس پر سُرورِ رُوحانی کے آثار نمودار ہو جاتے ✦

غریب نوازی کی چند مثالیں انہیں مولوی صاحب سے مروی ہے کہ ایک سیاح ساکنِ پشاور جو حضرت سجادہ نشین صاحب بغداد شریف سے بیعت تھا، کئی سال بغداد شریف میں رہ چکا تھا، اور مجھے بالکل جانتا نہ تھا۔ ایک ریلوے اسٹیشن پر مجھ سے کہنے لگا کہ میں جلالپور گیا۔ اور ایک دُوَنّی پیر حیدر شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں اس خیال کے ساتھ نذر گذرانی کہ دیکھوں کہ آپ اس نذرِ حقیر کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حضرت قطبِ عالم نے میری دُوَنّی اُٹھا کر تو جیب میں ڈال لی اور ایک امیر کی پیش کردہ نذر (یکصد روپیہ) کی طرف خیال بھی نہ کیا ✦

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ علماء کی قدر فرماتے تھے، درویشوں سے محبت رکھتے تھے مساکین اور غربا سے آپ کو کمال اُنس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک زمانہ آپ کو غریب نواز کہتا تھا ؎

طریقت جز ایں نیست درویش را — کہ افگندہ دارد تنِ خویش را
بزرگاں نکردند در خود نگاہ — خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ
بزرگی بناموس و گفتار نیست — بلندی بدعوائے پندار نیست
تواضع سر رفعت افرازدت — تکبر بخاک اندر اندازدت

لنگر شریف کی برکت یہی مولوی صاحب راوی ہیں کہ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال سے ایک روز قبل فرمایا تھا کہ "ولی کے مرنے کے بعد اس کی ولایت کا اثر کم نہیں ہوتا" میں نے حاضرین سے کہہ دیا تھا کہ یہ اشارہ لنگر شریف کے بدستور رونق پذیر رہنے کی طرف ہے۔ مگر آپ کی وفات کے بعد چند روز تک موسمی بخار اور کثرتِ بارش کی وجہ سے زائرین کی آمد و رفت کم ہو گئی۔ اور خیر خواہوں کو لنگر شریف کی طرف سے فکر لاحق ہونے

Marfat.com

لگی۔ میرے ایک دوست بزرگ خاندانی سیّدزادہ نے خواب میں حضور قبلہ عالم کو محل کلاں سے نکلتے اور روضہ شریف کی جانب جاتے ہوئے دیکھا۔ بعد قدمبوسی عرض کیا کہ حضور تو تشریف لے گئے مگر لنگر شریف کی حالت نازک ہے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا خدا برکت دیگا۔ چنانچہ اُسی روز سے رونق بڑھنے لگی۔ زائرین، معتقدین، اور جدید طالبین کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ اور لنگر شریف کی حالت بھی بدستور نظر آنے لگی۔ آپ کے بعد آپ کے خلف صوری و معنوی عالیجناب حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتقلید پدر بزرگوار خدمات متعلقہ کی انجام دہی میں پوری توجہ سے کام لیا۔ اور اب اُن کے بعد نازشِ خاندان، فخر عالمیان **ابو البرکات عالیجناب مولانا مولوی سیّد حاجی محمد فضلشاہ صاحب** سجادہ نشین **درگاہ جلالپور شریف** اپنے کمال حسن اخلاق اور صفائی باطن سے اپنے آباء و اجداد کے نام کو روشن کرنے میں نہایت کامیاب سعی فرما رہے ہیں ؎

تابود یارب بہ اوجِ چرخ نقش مہر و ماہ | باد رخشاں نیرِ فیضانِ سید فضل شاہ
آں ابوالبرکات، حاجی، سیدِ عالی نسب | یادگارِ شانِ حیدرؓ، مظہرِ نور آلہ

(محمد دین کلیم قادری)

دین و دنیا ایک ہاتھ میں | مولوی کرم الٰہی صاحب ساکنہ گھونڈی نے حکیم احمد الدین صاحب سے روایت کی۔ کہ میں خدمت حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس زمانہ میں ہم جستجوئے پیر طریقت میں مصروف تھے سیّد غلام شاہ صاحب ساکنہ ہرن پور کے متعلق ایک عام افواہ سننے میں آئی۔ کہ اُنہوں نے صرف ایک نگاہ سے لوہاروں کی سندان موڈھی سے نکالکر اپنے پاؤں میں ڈال لی۔ جو بہت زیادہ بھاری تھی۔ اور پھر اُسے اپنی جگہ پر پہنچا دیا یہ افواہ سنکر ہم بھی اُن کی خدمت میں پہنچے۔ ایک دن ہم اُن کے ساتھ جنگل میں پہنچے دیکھا کہ ایک بہت بڑی لکڑی پڑی ہوئی ہے۔ ہم سے وہ کہنے لگے کہ اس کا ایک سرا اٹھاؤ۔ ہم نے اٹھالیا۔ پھر فرمایا کہ اب دوسرا سرا اُٹھاؤ۔ ہم نے وہ بھی اٹھالیا پھر فرمایا کہ اِسے بیچ سے پکڑ کر اُٹھاؤ۔ ہم نے پھر تعمیلِ ارشاد کی۔ فرمایا کہ پہلے سرے سے مراد دین ہے۔ اور دوسرے سے دنیا۔ اب اِن میں سے کسی ایک کو اختیار کرلو۔ ہم نے کہا کہ جس طرح اِس لکڑی کو درمیان سے اُٹھالیا ہے اور اِس کے دونو سرے ایک ساتھ اُٹھ گئے ہیں اِسیطرح ہم انشاء اللہ تعالےٰ دین و دنیا دونوں کے

Marfat.com

بار کو ساتھ اُٹھالینگے[ل] ؎

رحمدلی | سید میر حسین صاحب ساکن کھوتیاں تحصیل چکوال ضلع جہلم سے روایت ہے کہ میں ایک دن حاضرِ خدمت تھا۔ کہ ایک دہقانی خرگوش کا ایک چھوٹا سا بچہ لے کر آیا۔ اور بطور نذر حضور کو دینے لگا۔ حضور نے دریافت فرمایا کیا چیز ہے۔ دہقانی نے جواب دیا کہ خرگوش کا بچہ ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس معصوم بے زبان بچے کو اُس کی ماں سے جدا کر کے کیوں لے آئے ہو۔ یہ کام تم نے بہت بُرا کیا۔ یہ بیچارہ ابھی شیر خوار ہے۔ اس کی ماں اس کے لئے کس قدر پریشان ہو گی۔ بہت جلد جاؤ۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اُسے اُسی جگہ چھوڑ آؤ۔ جہاں سے اُسے اُٹھا کر لائے ہو۔ توبہ توبہ! خبردار پھر ایسی بے رحمی اور شقی القلبی ہرگز ہرگز نہ کرنا۔ افسوس جب تم نے اِس بچے کو اُٹھایا تو تمہیں خدا کا خوف بھی نہ آیا ؎

وہ شخص بہت پشیمان ہؤا اور تعمیلِ حکم کے لئے فوراً رخصت ہو کر واپس چلا گیا ؎

کشادہ دلی | مولوی کرم الٰہی صاحب مذکور میاں عید اسے راوی ہیں کہ ابتدائے عمر میں جو شخص بھی مسجد میں آکر ٹھیرتا۔ اُسے آپ کھانا کھلاتے۔ اور کسی کا سوال رد نہ فرماتے چنانچہ ایک مرتبہ بندوبست کے زمانے میں فسانوے صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست نے جلال پور شریف میں قیام کیا۔ اور اکثر اہل مقدمات اور مسافر اس مقام پر آکر قیام کرنے لگے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب کو کھانا کھلاتے۔ ایک ہفتے کے بعد کسی نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کہا کہ آپ کے یہاں ٹھیرنے سے ایک سیّد زادہ کو نہایت تکلیف ہو رہی ہے۔ کہ وہ اہل مقدمات اور مسافروں کو دونو وقت خوراک دیتا ہے۔ اور دھیرو، دشوھدو اور راجچند کی دکانوں سے قرض لے لے کر اُن لوگوں کی مدارات کرتا ہے ؎

سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ سنکر ہرن پور چلے گئے۔ جب ایک ہفتے کے بعد دکانداروں کا حساب کیا تو ایک سو چالیس روپیہ نکلے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں جاؤ اور ان لوگوں کا روپیہ لادو۔ میں اُن کے پاس گیا

[ل] اس ذکر کی میاں غلام مصطفٰے بھی تصدیق فرماتے ہیں ۱۲

Marfat.com

اور عرض کی کہ ایک سو چالیس روپیہ ادا کرنے کے لئے شاہ جی طلب فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اتنا روپیہ ہمارے پاس نہیں ہے میں نے کہا کہ اگر آپ روپیہ دینگی تو شاہ جی کسی اور سے لیکر قرض ادا کر دینگے۔ پھر بھی تو آپ کو دینا پڑے گا۔ فرمایا کہ اُنہیں کہیں اور جگہ نہ جانے دینا۔ اور فرصت کے وقت آنا۔ میں روپیہ دے دونگی ✤

کچھ دیر کے بعد میں پھر گیا۔ اور روپیہ طلب کیا حضور کی والدہ ماجدہ نے روپیہ مجھے دیا اور فرمایا کہ قرض خواہوں کو دے دو ✤

حیدر شاہ بادشاہ

مولوی صاحب موصوف مولوی فقیر محمد صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن مولوی محمد عالم سکنہ کھوڑی اور میاں عبداللہ بمقام چکری بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی اُن کے پاس حاضر تھا۔ حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مبارک ہو رہا تھا۔ میاں عبداللہ نے کہا جب آپ ہمارے پاس پڑھتے تھے تو اپنی تختی پر "حیدر شاہ بادشاہ" لکھا کرتے تھے ✤

سید احمد شاہ صاحب بھی راوی ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام طالب علموں کی تختیوں پر اپنے دستخط کرتے اور اپنا نام "حیدر شاہ بادشاہ" لکھتے۔ گو وہ زمانہ طفلی و طالب علمی سن شعور کا زمانہ نہ تھا مگر فطرت آپ کے قلم کی حرکت و لغزش سے وہ باتیں لکھواتی تھی جو ہونے والی تھیں۔ اور آپ کو اُن کا علم بھی نہ تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کو قدرت نے "دنیا و دین" کی بادشاہت عطا فرمائی ✤

سکہ زد بر قلب خلق اللہ از فضل آلہ
در جہانِ فقر "حیدر شاہ" گشتہ بادشاہ

اپنے مرشد کے ساتھ آپ کے صوری و معنوی تعلقات

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ

یہ امر مسلّمہ ہے کہ جو شخص جس چیز کو محبوب سمجھتا ہے اور عزیز رکھتا ہے اکثر اُسی کا ذکر کیا کرتا ہے ؏ "ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے"

Marfat.com

لیکن بہت سے مرید ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو کبھی ضرورت کے وقت اپنے مرشد کو یاد کر لیتے ہونگے۔ ورنہ کبھی بھولے سے اُن کا نام بھی نہیں لیتے۔ یہاں ایسے مریدوں کا ذکر نہیں بلکہ اُن معتقدین اور ہونہار مریدوں کا ذکر ہے۔ جو ابتدائے بیعت ہی سے اپنے مرشد پر قربان ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کی ذات میں اس قدر حلول کر لیتے ہیں کہ انہیں بہت جلد فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور آگے کی منزلیں بآسانی طے کرنے کی صلاحیت اُن میں پیدا ہو جاتی ہے +

حضرت خواجہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی قلبی اور معنوی محبت تھی۔ کہ اُس کی مثال دوسرے طالبانِ رشد کے حالات میں نظر نہیں آتی۔ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ خواجہ غریب نواز جلال پور شریف میں رونق افروز ہوتے۔ اور خواجۂ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سیال میں بیٹھے ہوئے اُن کی محبت اور اُن کے تصور کی داد دیتے ہے

قرن میں ویس اپنا دل ڈھونڈتے ہیں ۔۔۔ حسینوں کے جذب ادا کو تو دیکھو

مرید اور مرشد میں جو باہمی رابطہ اتحاد تھا۔ اور دونو کا ایک دوسرے کی محبت میں جو حال تھا اُس کی کیفیت کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جنہیں دونوں کی صحبتوں میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ بہر حال مشتے نمونہ از خروارے چند واقعات یہاں نقل کئے جاتے ہیں +

مرشد کا اضطراب

جناب حافظ سراج الدین صاحب مخدوم نقل نویس مظفر گڑھ روایت کرتے ہیں کہ ماہ صفر ۱۸۶۵ء کا ذکر ہے کہ میں حضرت قبلۂ عالم خواجہ صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے عرس پر سیال شریف حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنے محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہت سے خدام حاضرِ مجلس تھے۔ نماز عصر سے کچھ دیر پہلے حضور نے اچانک فرمایا ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید حیدر شاہ صاحب جلالپوری تشریف لا رہے ہیں۔ اہلِ محفل حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ پندرہ منٹ کے بعد ماہی وال کی سڑک سے حضرت شاہ صاحب نظر آنے لگے۔ میں نے عرض کیا حضور پیر صاحب وہ آ رہے ہیں۔ حضرت خواجہ سیالوی یہ سنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے میں نے کہا غریب نواز ابھی تو وہ بہت فاصلے پر ہیں۔ یہ سنکر خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے جب شاہ صاحب جلالپوری قریب سو قدم کے فاصلے پر رہ گئے۔ تو نعلین مبارک پاؤں سے اتار کر پا برہنہ حاضر ہوئے۔ حضور علیہ الرحمۃ نے اُٹھ کر شاہ صاحب کو سینے سے لگا لیا۔ اور کسی خلیفہ

Marfat.com

کے لئے حضور قبلہ غریب نواز نے کبھی ایسا طریقہ نہیں برتا۔ اور نور الٰہی کا تمام حصّہ جو حضور کو بارگاہ سلیمانی سے عطا ہوا تھا۔ شاہ صاحب جلالپوری کو عطا فرما دیا [1]

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

روضۂ مرشد کی تعظیم ایک دفعہ کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور روضۂ شریف حضرت خواجہ سیالوی رضی اللہ عنہ کی سقف پر گلکاری ہوئی ہے۔ اور پالکی کی چھت پر ورق طلا لگائے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بعد وفات حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کئی دفعہ روضہ پر حاضر ہوئے لیکن ہمیں کبھی اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ نظر اُٹھا کر اُوپر دیکھیں۔

جب کوئی شخص کہتا کہ مجھے سیال شریف جانا ہے تو آپ اُس کو چند قدم چل کر رخصت فرماتے اور اُس کی اتنی تعظیم و تکریم فرماتے جتنی کوئی ماتحت افسر اعلےٰ کی تعظیم کرتا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ مسمّی قطب حجام مرحوم جو لنگر شریف کا حجام تھا۔ اور خواجہ سیالوی سے اُس کی بیعت تھی۔ سیال شریف روانہ ہوا۔ موسم گرما اپنے شباب پر تھا دھوپ کی حدت و تمازت سے وحوش و طیور اور انسان سب پریشان تھے۔ لیکن آپ سخت دھوپ میں پا برہنہ صدر مسجد تک اُسے رخصت کرنے گئے۔ اور اپنی تکلیف کا کچھ خیال نہ فرمایا۔

جس روز آپ سیال شریف تشریف لے گئے۔ میں ہمرکاب تھا۔ جب روضہ شریف ۱½ میل رہ گیا اور نگاہیں اُس کی دُھندلی سی جھلک محسوس کرنے لگیں۔ آپ فوراً گھوڑے سے اُتر پڑے۔ اور پا پیادہ روضہ شریف تک جا پہنچے۔ جتنے دن آپ سیال شریف میں مقیم رہے ہر دفعہ زیارت کے لئے ڈیڑھ میل دور تشریف لے جاتے تھے۔ اور باوجود کبر سنی یہ تکلیف معلوم نہ ہوتی تھی۔

فِعلُ المُرشِدِ لَا یَخلُو عَنِ الحِکمَۃِ ابوالبرکات حضرت مولانا مولوی حاجی سیّد محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ جلالپور شریف فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بعد حصولِ خلافت جب ہم سیال شریف حاضر ہوتے تو خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ ہماری پیشوائی کیلئے آگے بڑھ آتے جس سے ہمیں نہایت شرم دامنگیر ہوتی۔ اور محجوب ہونا پڑتا۔ ایک دفعہ شیخ صاحب کے توسّط سے ہم نے عرض کی آپ کی تعظیم و پیشوائی سے ہمیں اکثر شرمندہ ہونا پڑتا ہے حضور کیوں اِس قدر محجوب فرمایا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب اِس معاملے میں آپ مُصر نہ ہوں۔ اسمیں کوئی خاص حکمت ہے۔

---

[1] بروایت عالیجناب ابوالبرکات سیّد محمد فضل شاہ صاحب ۱۲

Marfat.com

حضرت سجادہ نشین صاحب کی پشیمانی جب خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور حضرت خواجہ محمد الدین علیہ الرحمۃ سریر آرائے تخت خلافت ہوئے۔ تو ایک مرتبہ جب خواجہ غریب نواز جلالپوری بغرض فاتحہ خوانی سیال شریف تشریف لیگئے صاحب سجادہ نے خواجہ سیالوی کی طرح آپ کی پیشوائی کی۔ لیکن جب وقت رخصت آیا تو بعض حاسدوں اور مخالفین کے بھکانے سے آپنے صرف دروازہ تک پہنچانے پر اکتفا کی۔ مخالفین اس برتاؤ سے بہت خوش ہوئے۔ اور خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ خاموشی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ابھی حضرت خواجہ غریب نواز تھوڑی ہی دور پہنچے ہونگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سجادہ نشین صاحب پا برہنہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ آپ ٹھیر گئے۔ اور جب وہ آگئے تو اُن کے ساتھ وہاں تک گئے جہاں تک حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ رخصت کرنے کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ لوگوں نے حضرت سجادہ نشین صاحب سے دریافت کیا کہ پہلے تو حضور نے اتنی لاپرواہی برتی! اور پھر ایسا ادب کیا۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ حضرت سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ لوگو! جب خود خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ حضرت شاہ جلال پوری علیہ الرحمۃ کے ساتھ وقت رخصت دور تک تشریف لے جاتے ہیں، تو پھر میں کیوں نہ جاؤں؟

مرشد کی قایم مقامی حضرت خواجہ محمد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کے موقع پر حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف میں تشریف فرما تھے۔ اور حسب الارشاد مرشد چند روز تک وہیں قیام فرمایا تھا۔ جب برات روانہ ہوئی تو لوگوں نے حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ سے برات کے ساتھ جانے کے لئے التماس کیا۔ آپنے فرمایا ہمارے قائم مقام حضرت شاہ صاحب جلالپوری برات کے ساتھ جائینگے۔ بعض لوگوں نے اس پر اصرار کیا۔ تو آپنے زور فرمایا کہ نادانو تمہیں معلوم نہیں "التائب کالمنیب" کیا تم شاہ صاحب کو ہم سے جدا سمجھتے ہو؟ اُن کا ساتھ جانا گویا ہمارا ساتھ جانا ہے۔ آخرالامر حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ برات کے ساتھ تشریف لیگئے۔ اور حق نیابت باحسن الوجوہ ادا فرمایا۔

وہ اور نہیں میرا اور نہیں ایک دفعہ جلالپور اور مضافات کے بہت سے لوگ سیال شریف بغرض حصول بیعت حاضر ہوئے۔ خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ کیا شاہ صاحب بیعت نہیں فرماتے؟ لوگوں نے عرض کی انہیں تو انکار نہیں ہے۔ لیکن ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ فرمایا نادانو! کیا شاہ صاحب کی بیعت میری اور ہماری بیعت

Marfat.com

میں کوئی فرق ہے۔ جاؤ اور شاہ صاحب سے سعادتِ بیعت حاصل کرو ۔

اِنَّ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ ایک دفعہ مسمّاۃ بانو جو حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خادمہ تھی اور جس پر آپ نظر الطاف فرمایا کرتے تھے جلالپور شریف آگئی حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے حسبِ توفیق اُس کی مدارت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ اور چلتے وقت دُور تک اُسے پہنچایا۔ اور کچھ روپیہ بھی نذر کئے۔ لیکن بانو حضور کی شان و شوکت اور ترقی دیکھ کر اپنے دل میں جل گئی۔ اور جب سیال شریف پہنچی تو حضرت خواجہ سیالوی سے طرح طرح کی جھوٹی شکایتیں کرنے لگی، بہتان و افترا باندھنے لگی، اور کہنے لگی کہ شاہ صاحب تو کچھ مغرور ہو گئے ہیں۔ اور بے ادب بھی ہوتے جاتے ہیں۔ الغرض اُس نے اپنی لیاقت کے مطابق خوب شکایتیں کیں۔ حضرت خواجہ صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ خاموش سُنتے رہے۔ جب وہ سب کچھ کہ چکی تو پھر فرمایا کہ بانو! شاہ صاحب نے تمہیں کچھ روپیہ کم تو نہیں دئے۔ عرض کی نہیں تو۔ فرمایا تو پھر یہ صرف حسد کی آگ ہے جو تمہارے دل میں سُلگ رہی ہے۔ شاہ صاحب ان تمام عیوب سے پاک اور بہتانوں سے مُبرّا ہیں جو تم اُن پر لگا رہی ہو۔ اگر پھر ایسی بات اُن کے حق میں کہو گی تو یاد رکھو گھر سے نکال دی جاؤ گی ۔

حسد کا انجام جلال پور شریف کے ایک باشندے کی عادت تھی کہ جب وہ سیال شریف جاتا تو حضرت خواجہ غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت حضرت خواجہ سیالوی سے ضرور کرتا۔ ایک دن آپ نے اُس سے کہدیا کہ بھائی یا تو تم شاہ صاحب کی شکایت کیا کرو یا آیندہ یہاں نہ آیا کرو۔ مگر بھلا وہ کب مانتا تھا۔ "العادت لا یردّ الّا بالموت" اُس نے اپنی عادت نہ چھوڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص کُتّے کی موت مرا۔ اور لوگوں نے دیکھا کہ مرنے کے بعد اُس کی صورت خنزیر کی سی ہو گئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْحَسَدِ وَالْبُغْضِ ۔

مرشد کی دعا نے زہر کا اثر زائل کر دیا "جسے رب رکھے اُسے کون چکھے" ایک مرتبہ حضور غریب نواز حضرت شاہ صاحب جلالپوری علیہ الرحمۃ کو کسی مخالف نے زہر دیدیا۔ آپ سخت بیمار ہو گئے۔ قے اور اسہال نے آپ کی طبیعت لطیف کو پژمردہ کر دیا۔ امیدِ زیست منقطع ہو گئی لوگ سخت پریشان ہوئے۔ دو نو صاحبزادے یعنی سید بدیع الزمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور

Marfat.com

سید محمد مظفر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خورد سال تھے، گھبرا گئے۔ حضور کو ہوش و حواس نہ تھے۔ جب ذرا ہوش آیا فوراً ایک شخص کو سیال شریف دعائے صحت کیلئے روانہ کیا۔ آدمی وہاں پہنچا اور تمام ماجرا گذارش کیا۔ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بیحد مضطرب ہوئے۔ تمام درویشانِ درگاہِ معلیٰ کے ساتھ دعائے صحت فرمائی۔ اور فرستادہ کو اپنا تبرک دیکر فرمایا کہ جاؤ۔ اور اُن کی حالت سے پھر جلدی خبر دو۔ ادھر فرستادہ واپس آیا۔ اور تبرک کھلایا۔ ادھر خواجہ سیالوی پیر و مرشد کی دعا نے اثر کیا۔ خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ تندرست ہو گئے زہر کا اثر جاتا رہا۔ آدمی پھر گیا۔ اور خبر صحت دی۔ تو حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدۂ شکر کیا۔ اور فرمایا خداوند کریم کا احسان ہے جس نے شاہ صاحب کو شفا بخشی۔ شاہ صاحب ہم کو دل و جان سے زیادہ محبوب ہیں ۔

مرید کی بیماری اور مرشد کی بیقراری

جناب مولوی حکیم نبی بخش صاحب رسول نگری فرماتے ہیں کہ عرس مبارک خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے واپس آتے ہوئے حضرت سجادہ نشین صاحب نے کوٹ گل میں قیام فرمایا۔ نیازمند مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات بیان کر رہا تھا۔ کہ میاں احمد دین صاحب ساکن خواجہ آباد ضلع شاہ پور نے بیان کیا کہ حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کو اگر دنیا میں کوئی شخص محبوب تھا تو وہ حضرت خواجہ حضرت سید حید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے! ایک مرتبہ خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ یہ بیماری ایسی سخت تھی کہ چند ہی روز میں چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ پیر احجام لنگر سے روانہ کیا گیا۔ کہ حضرت خواجہ سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیر صاحب جلالپوری کی کیفیت بیان کرے۔ میاں احمد دین صاحب فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ اِس خبر کے آنے سے پہلے حضور نے ایک رات اور ایک دن کچھ نہ کھایا۔ طبع مبارک سخت بیقرار رہی۔ کبھی حضور دیوانخانے میں جاتے۔ کبھی مسجد میں، اور کبھی باہر تشریف لیجاتے۔ میں نے عرض کیا حضور طبیعت کیسی ہے، فرمایا کہ دل کو قرار نہیں ہے۔ خدا خیر کرے۔ رات کو ۸ بجے پیر احجام پہنچا۔ ابھی قدم بوس ہوا ہی تھا کہ حضور نے پوچھا میرے شاہ صاحب راضی ہیں؟ عرض کیا آج چھ روز سے سخت بیمار ہیں۔ اور خادم کو حضور نے دعائے خیر کیلئے روانہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضور نے مراقبہ فرمایا۔ بڑی دیر کے بعد سر اٹھایا۔

Marfat.com

خواجۂ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مفصّل حالات دریافت فرمائے۔ علاج اور دوا کی کیفیت پوچھی۔ پیرا بیان کرتا جاتا تھا، حضور روتے جاتے تھے، ہے سید انوکس تکلیف میں ہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ پھر دعائے خیر کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور فرمایا، یا ارحم الرحمین میری ساری عمر دی ایہا کھٹی پوٹھی ہے اسے برباد نہ کرنا" (یعنی میری تمام عمر کی یہی کمائی ہے) کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ اللہ شافی مطلق صحت بخش دیگا۔ اور میری درخواست کو منظور فرمائیگا ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

پھر حضور نے فرمایا کہ جلد جاؤ اور ہمیں ان کے حال سے اطلاع دو۔ پیرا حجام روانہ ہوا ابھی اسے گئے ہوئے بارہ گھنٹے ہوئے ہونگے کہ لنگر شریف کا ایک درویش یہ خوشخبری لیکر پہنچا کہ اب حضرت شاہ صاحب کو آرام ہے۔ حضور نے فرطِ مسرت سے نمازِ شکر ادا کی اور خوشی کے آثار آپ کے چہرہ سے نمایاں ہونے لگے +

مکانات مسکونہ کی تبدیلی

اے صبا حال کوئے یار بگو خبرے خوش ازاں دیار بگو

حضرت خواجہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کا سکونتی جدّی مکان شہر جلالپور کے شرقی جانب سید احمد شاہ صاحب (جو آپ کے چچا زاد بھائی تھے) کے مکان کے پاس تھا۔ عمارت پختہ سنگین تھی۔ (جو تا حال قائم و باقی ہے) لیکن وہاں رہنے میں آپ کو کئی قسم کی تکلیفیں تھیں ایک تو زائرین کے لئے کوئی جگہ آرام و آسائش کی نہ تھی دوسرے وہاں سے مسجد بہت فاصلے پر تھی۔ اور آپ کے اوقات اکثر مسجد ہی میں بسر ہوتے تھے۔ یا تو آپ مسجد میں مصروف عبادت رہتے یا حجرۂ مسجد میں معتکف۔ اسی طرح مکان مسکونہ کی نگرانی بھی نہ ہو سکتی تھی +

ایک مرتبہ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے زاویہ نشینوں سے دریافت کیا۔ کہ شاہ جی جس مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں وہاں سے انکا مکان قریب ہے، یا دور، لوگوں نے عرض

Marfat.com

کی حضور مکان بہت دور ہے۔ خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاہ صاحب سے کہہ دینا۔ کہ کوئی جگہ مسجد کے قریب خرید کر وہیں مکان بنوالیں۔ اور یہ کہکر آپ نے دعائے خیر فرمائی۔ کہ خدا شاہ صاحبؒ کو خرید و تعمیر کی استطاعت بخشے۔ باخدا و رخدا رسیدہ اولیاء اللہ کے خیال میں بھی اثر ہوتا ہے۔ وہ کسی کام کا خیال کریں۔ بس پھر ممکن نہیں کہ وہ ہو کر نہ رہے اِدھر تو خواجہ سیالویؒ نے آپ کی تکالیف کو محسوس کر کے اُنہیں نئے مکان کی تعمیر کا حکم دیا اُدھر قدرت نے اسباب و آثار کی فراہمی شروع کر دی ؂

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کا یہ ارشاد سُنکر ارادہ کوشش ظاہر کیا جہاں حضور نے اپنی نشستگاہ مقرر فرمائی تھی۔ وہاں ایک موچی کا مکان تھا اور اس کے اردگرد بھی تمام مکانات موچیوں کے ہی تھے۔ پہلے تو حضورؒ نے ایک موچی سے تھوڑی سی زمین خریدی۔ مگر وہ جگہ اِس قدر مختصر تھی کہ سکونتی مکان کے لئے بھی کافی نہ تھی ؂

اِسی اثنا میں منشی گاموں خاں نائب تحصیلدار پنڈدادن خاں آپ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ مسجد کے پیچھے اور قریب بدبودار جگہ دیکھی تو فوراً وہاں کے نمبرداروں کو بلا کر فہمائش کی کہ اس جگہ کو آج ہی صاف کرادو۔ ورنہ میں تم سب کا چالان کرادونگا ؂

حکم کی دیر تھی اُن کی موجودگی ہی میں صفائی ہونے لگی۔ اور مسجد کے گردوپیش سے تمام متعفن کوڑا کرکٹ اٹھادیا گیا۔ اور آیندہ موچیوں کی میلی کچیلی قوم بھی کسی قدر احتیاط سے کام لینے لگی ؂

جو زمین حضور علیہ الرحمۃ نے موچی سے خریدی تھی۔ اُس کی بنیادیں کھدنے لگیں تو قریب رہنے والے موچی خواہ مخواہ حارج ہونے لگے۔ آپ نے کسی سے کچھ تعرض نہ فرمایا اور کار تعمیر کو بند کر دیا۔ جو متواتر تین سال تک بند رہا۔ آخر کار ایک روز تمام موچی جمع ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی گذشتہ گستاخیوں کی معافی مانگنے لگے۔ اور عرض کرنے لگے۔ کہ حضور شوق سے مکان تعمیر کرائیں ہمیں کچھ تعرض نہیں ہے ؎

وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں مری جان جائیے ۔۔۔ اللہ تیری شان کے قربان جائیے

یہی نہیں بلکہ اُن لوگوں نے دو تین ملحقہ مکانات اور بھی نذر کر دئیے۔ غرض حضور نے کار تعمیر شروع کر دیا۔ جب ایک مکان پردہ دار تیار ہو گیا تو خدا نے موچیوں کے دل میں کچھ ایسی ہیبت ڈال دی کہ وہ اپنے اپنے مکانات فروخت کر کے خود بخود از خود منتقل ہونے لگے

Marfat.com

قریب سے رخصت ہونے لگے۔موچیوں کے علاوہ جو لوگ اور یہاں رہتے تھے وہ بھی کنارہ کش ہوئے۔چنانچہ تین زمیندار یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مکان فروخت کرکے دوسری جگہ چلے گئے ⁎

حضورؒ کا قاعدہ تھا کہ نئے مکان میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے وہاں سوا لاکھ درود شریف اور ایک قرآن شریف درویشوں سے ختم کراتے تھے[۱]۔تاکہ وہ جگہ نجاست ظاہر و باطنی سے پاک اور صاف ہو جائے۔غرضکہ رفتہ رفتہ تنگیٔ مکان کی شکایت رفع ہو گئی۔اور حضورؒ نے انہیں نو تعمیر مکانات میں سکونت اختیار فرمائی ⁎

معراجِ کمالات

اب حضورِ پرنور حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ ظاہری و باطنی کی ترقی کا زمانہ آگیا۔آفتابِ کمالات افقِ جلالپور شریف سے چمکنے لگا۔مدارجِ طریقت کی ارتقائی منزلیں ختم ہونے لگیں۔خلقِ خدا کا رجوعہ یوماً فیوماً بڑھنے لگا۔ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی تفسیر آسانی سے سمجھ میں آنے لگی۔بحرِ فیوض میں موجیں اُٹھنے لگیں۔فیضان کے سمندر میں جزر و مد ہونے لگا۔یا تو وہ زمانہ تھا کہ حضورِ اقدس مسافروں کے لئے محلّے کے ہر گھر سے کھانا مانگ کر لاتے تھے اور انہیں کھلاتے تھے۔یا اب فتوحات میں اس قدر ترقی ہو گئی۔کہ خود آستانِ مبارک پر لنگر پکنے لگا جو اب تک تیار ہوتا ہے۔اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہیگا ⁎

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہر وقت عقیدت کیش اور حلقہ بگوش جمع رہنے لگے ؏ جہاں پر شمع ہوتی ہے وہیں پروانہ آتا ہے

ع ہر کجا چشمہ بود شیریں مردم و مرغ و مور گرد آیند

ہر سال مریدوں کی تعداد میں ہزاروں کا اضافہ ہونے لگا۔یہ ترقیٔ کمالات کی خبریں جب دربار سیال شریف میں پہنچیں تو آپ کے پیرو مرشد علیہ الرحمۃ کو ایک خاص سرور، ایک وجدانی خوشی، اور ایک مختص النوع کیف حاصل ہوا۔کیونکہ انصاف کی بات ہے کہ یہ

[۱] مولوی کرم الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ بنگلہ اور محل شمالی و غربی کی مجالس درود شریف اور ختم قرآن مجید میں میں بھی شریک تھا ⁎

Marfat.com

نہال اُنہیں کے دستِ فیض بار کا لگایا ہوا تھا۔ اور جب کسی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا بار آور ہوتا ہے۔ تو اُس کی مسرّتوں کی انتہا نہیں رہتی۔ یہی حال خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کا تھا۔ کہ جب حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عروج و شہرت اور فتوحات و ترقی کا حال سنتے تو اُن کے لئے مزید ترقی مدارج کی دعائے خیر کرتے اور جامے میں پھولے نہ سماتے ؎

آپ کے عروج و کمال سے جل کر بعض حاسدوں نے دربار سیال شریف میں جھوٹی اور بناوٹی شکایتیں آپ کے متعلق پیش کیں[1] لیکن خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے حاسدوں کو متنبہ کر دیا۔ کہ وہ اِس قسم کی شکایتوں سے باز آجائیں۔ اُن پر اِن باتوں کا کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں حاسدین و معاندین کو خود ہی اُن کی افترا پردازیوں کا نتیجہ عبرتناک مل گیا۔ اور اس طرح مخالفتوں کا ایک دن خود بخود خاتمہ ہو گیا ؎

حضور اقدس قدس سرہٗ العزیز کی شہرت یہاں تک ہوئی کہ دیار و امصار سے علما و فضلا بھی آپ کے دیدار فیض آثار کے لئے حاضر دربار ہونے لگے۔ جو لوگ بغرض امتحان آتے۔ وہ بھی آپ کے حلقہ بگوش بنجاتے۔ اور جو لوگ عقیدتمندی کے ساتھ حاضر ہوتے وہ بھی بیعت حاصل کر کے خادموں میں شریک ہو جاتے۔ علما کی بیعت بہت دشوار مشہور ہے لیکن آپ منازلِ سلوک کے خضر راہ تھے۔ شریعتِ حقہ کے پابند تھے، مسلک رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اسوۂ حسنہ کا ایک زندہ نمونہ تھے اس لئے جس قدر علما اور فضلا بغرضِ قدمبوسی آتے تھے۔ وہ سب آپ کے اخلاق و فضائل کے گرویدہ ہو جاتے تھے ؎

جلالپور شریف آپ کے فیضان سے مرجع خاص و عام بنا ہوا تھا۔ اور وہاں، جہاں آپ سے پہلے کروہات و مغلظات کے انبار لگے رہتے تھے۔ اور موچیوں کی غلاظت و کثافت سے روحانیت کا کوسوں پتہ نہ تھا، انوارِ لطافت چمک رہے تھے اور فیوض و برکات کا سمندر دریائے جہلم کی روانیوں کو شکست دیتا ہوا ہندوستان کے ہر گوشے میں لہرا رہا تھا ؎

---

[1] اِس اجمال کی تفصیل تعلقات "پیر و مرشد" کے بیان کی بابت دوسری جگہ درج ہیں ۱۲

Marfat.com

ابتلا

مصائب و تکالیف کا دور صبر آزما

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (پ ۲ ع ۳)

ایک ولی کامل کے لئے جہاں خلق عظیم، ایثار نفس، مجاہدہ، تزکیۂ قلب، سخاوت و شجاعت، ریاضت و عبادت، زہد و تقویٰ، توکل، استقامت اور ایسی ہی بعض دوسری خصوصیات لازمی ہیں وہاں صبر و رضا کا ہونا بھی اُس کے لئے نہایت ضروری اور اہم بات ہے اور صبر و رضا ہی ایک ایسی منزل ہے جس میں اکثر بڑے بڑے راہرو بھٹک جاتے ہیں الاّ ماشاء اللہ ابتلا کے وقت صبر کرنا نہایت مشکل امر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے مدارج بڑھے ہوئے ہیں اُن کے لئے صبر و تسلیم اور بھی مشکل کام ہو جاتا ہے لیکن خدا کا ارشاد صاف ہے کہ ہم اپنے ایمان والے بندوں کو خوف۔ اور بھوک سے، اُن کے مال، جان، اور اہل و عیال کو نقصان پہنچا کر، آزمائینگے۔ یہ آزمائش نہایت سخت ہے، انسان اپنے مال کے نقص کا متحمل ہو سکتا ہے۔ جان کی بھی بعض اوقات زیادہ پروا نہیں کی جاتی گو جان دینا بھی کارے دارد لیکن سب سے ٹیڑھا سوال ثمرات کا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ اُس کی پھلواری اس کی نگاہوں کے سامنے لُٹ جائے علاوہ آزمائش میں بھی اُس کی اہمیت بڑھانے کیلئے امتحان کا آخری اور انتہائی درجہ اسی ابتلا کو دیا گیا ہے۔

اولیاء اللہ میں اتقا یعنی خوف خدا ضرور ہونا چاہیئے، فاقوں میں ان کی زندگی ضرور بسر ہونی چاہیئے۔ پھر یہ کہ اُن کے جان و مال اولاد کو نقصان پہنچنا چاہیئے۔ جس وقت خدا

Marfat.com

ہیں آثارِ ریاضت و زہد کے ساتھ یہ تمام باتیں موجود ہوں۔ بس سمجھ لیجئے کہ وہ نہ صرف "مسلمان کامل" ہے بلکہ "ولیِ کامل" بھی ہے۔ اور اسی لئے قرآن کریم میں خدائے برتر و اقدس ارشاد فرماتا ہے کہ "اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری ہے" جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور ہم بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں +

اب حضرت خواجہ غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر بالاستیعاب نگاہ ڈالی جائے اور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے بھی آزمائش و امتحان کی یہ تمام منزلیں صبر و استقامت کے ساتھ طے کی ہیں۔ اور آپ کے حالات سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ آپ بحالہ قائم و باقی رہ گئے ہیں اور یہ منزلیں بفضل ختم ہو گئی ہیں ہر ہر بات، ہر ہر امتحان کی ایک مثال حضور کی سوانحعمری میں ناظرین کو مل سکیگی بشرطیکہ اس کا مطالعہ بنظرِ انصاف کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اب دیکھئے کہ حضرت خواجہ غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر طرح امن و عافیت اور فارغ البالی کی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ صاحبزادہ سید بدیع الزمان صاحب نے دو تین گھوڑیاں اور دو ایک بھینسیں بھی گھر پر باندھ لی تھیں۔ غرضیکہ دینی و دنیوی برکات و نعمات کا "دربارِ حیدریؒ" میں اجتماع تھا دینی حیثیت کے ساتھ دنیاوی وجاہت بھی کچھ کم نہ تھی +

ایک روز خود حضورِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ایک کتاب میں دیکھا تھا۔ سیدنا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس سرہٗ العزیز و نوّر اللہ مرقدہٗ کی ملکیت میں اس قدر اراضی تھی۔ کہ اس کی آمدنی سے عشر ادا کرنے کے بعد تین لنگر جاری تھے۔ ایک خاص بغداد شریف میں ایک مکہ معظمہ میں، اور ایک مدینہ منورہ میں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بات معلوم ہونے کے بعد ہم نے بھی صاحبزادہ صاحب کو اراضی خریدنے کی اجازت دے دی ہے +

والدہ ماجدہ کا انتقال

المختصر ہر طرح فضلِ خدا شاملِ حال تھا۔ کہ حضور کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ نے انتقال فرمایا۔ ماں سے اولاد کو جو محبت ہوتی ہے وہ ظاہر ہے، پھر ایسی ماں جو خود عارف ہو

Marfat.com

اور جس نے طے منازل میں اپنے سپوت بچے کو شب و روز مدد دی ہو۔ آپ کو بے حد صدمہ ہؤا۔ آخر حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تسلی و تشفی دی۔ اور بعد چندے والدہ مکرمہ کی وفاتِ حسرت آیات کا غم آپ کے دل سے دور ہؤا۔

جوان بیٹے کی موت

والدہ ماجدہ کے بعد آپ کے خلفِ اکبر سید بدیع الزمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کامل ایک سال بیمار رہ کر اکیس برس کی عمر میں آپ کو داغ مفارقت دیا۔ جوان بیٹے کی موت نے آپ کے ساغرِ صبر کو چھلکانا چاہا۔ مگر آپ سے دامنِ تسلیم و رضا ہاتھ سے نہ چھوٹا خدا کا شکر کیا اور خاموش ہو گئے۔

صاحبزادۂ مرحوم کی بیماری میں حضور نے دوا اور علاج میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ صدہا حکیم ڈاکٹر بلائے گئے۔ اور ہزاروں روپیہ تدبیر و علاج میں صرف کیا گیا لیکن بفحوائے وَاِذَا جَآءَ اَجَلُ اللہِ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی ؂

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو ، سوزنِ تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

جو بات ہونے والی تھی وہ ہو کر رہی۔

پیر و مرشد کی وفات

ابھی جوان بیٹے کے انتقال کا صدمہ دل سے دور نہ ہؤا تھا۔ کہ ہادیٔ طریقت رہبرِ حقیقت حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہٗ نے بھی اپنا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھا لیا جن لوگوں کو پیر کے ساتھ آپ کی محبت کا حال معلوم ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات نے آپ کو کس قدر مغموم و محزون کیا ہوگا۔ قدرت کا اشارہ تھا کہ آپ دوسرے عالم کی سیر ہے۔ اسی کو منزلِ امتحان کہتے ہیں۔ تکمیل کمال کیلئے رنج و راحت دونو کا ہونا ضروری ہے۔ گو باقی دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں رہتا۔

ہجرت کی تیرھویں صدی نے عالم فانی میں قدم رکھا۔ زمانہ پہلے کچھ اور تھا اب کچھ اور ہو گیا۔ نئی صدی کیلئے نئے انداز، نئے دن، نئے صبح و شام آئے۔ عبرت کی آنکھ

Marfat.com

نئے تماشے دیکھنے لگی۔ وہ شیخ جنکی ہدایت نے خواجۂ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو فقر کا نیّر اعظم بنا دیا، وہ پیر جن کی توجہ نے دنیا میں از سرِ نو حیدری سکہ چلا دیا۔ اب اس عالمِ فانی کی اقامت سے سیر ہو کر عالمِ جاودانی کی طرف عازمِ رحلت ہوئے۔ یہ سانحہ ہوش رُبا، اور یہ حادثۂ رُوح فرسا ایسا تھا کہ اگر فضلِ خدا شاملِ حال نہ ہوتا۔ اور توفیق رفیق ساتھ نہ دیتی تو حضور پُر نور یہ صدمہ کبھی برداشت نہ فرما سکتے تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سُنی اُسی وقت آپ پر بے خودی طاری ہو گئی۔ چھ سات روز تک آپ نے مطلق کھانا نہ کھایا۔ لوگوں سے بات چیت کرنی چھوڑ دی۔ صورت پر حیرانی اور حالت پر پریشانی نمایاں تھی۔ معتقدین خوف کی وجہ سے خود دم بخود رہتے۔ کسی کی اتنی مجال نہ تھی کہ کوئی آپ کو سمجھا بجھا سکے۔ یا تسلّی و تشفّی دے سکے۔ آخر کار سات روز کے بعد حضور کی طبیعت میں خود ہی سکون ہو گیا۔ اور آپ پانچ سو روپیہ اپنے ہمراہ لیکر سیال شریف تشریف لے گئے۔

یہ روپیہ حضرت سجّادہ نشین صاحب کی خدمت میں تعمیر مزار کے لئے نذر کیا گیا پھر جلال پور شریف لا کر دوبارہ پانچسو روپیہ روانہ فرمائے۔ بعد ازاں تین سو روپیہ اور بھیجے اور جلال پور میں پورے آداب اور تزک و احتشام کے ساتھ چالیسویں کی رسم ادا کی۔ ہزاروں مساکین اور غربا کو کھانا کھلایا۔ حضور کا ارادہ یہ بھی ہوا کہ شیخ کا عرس غیر معمولی اہتمام کے ساتھ کیا جائے۔ مگر چند ایسے امور ایسے مانع آئے (جن میں سے ایک یہ تھا کہ بر موقعہ عرس بنفسِ نفیس حاضری لازمی تھی) کہ عرس ملتوی ہو گیا۔ اور بڑا عرس حضرت خواجہ سُلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کا قرار پایا۔

صاحبزادہ سیّد محمد قائم الدین شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی وفاتِ حسرت آیات

صدمات و مشکلات کا تواتر بھی کس قدر صبر آزما ہوتا ہے یقیناً اہل اللہ قابلِ صد ہزار آفرین ہیں کہ ایسے ایسے صدمات برداشت کر لیتے ہیں ورنہ یہ وہ صدمے ہیں کہ اگر دن پر پڑیں تو رات ہو جائے۔ پہاڑ پر ان کا بار پڑے تو پانی کر دے۔ یہ وہ صدمات ہیں جن کو دیکھ کر

Marfat.com

اور جن سے متاثر ہو کر فرشتے بھی الامانُ الحفیظ پکار اُٹھتے ہیں! اور یہ وہ مصائب ہیں جن کا نام ابتلائے عظیم رکھا گیا ہے ؛

اِس میں شک نہیں کہ تزکیہ و تصفیۂ قلب کے لئے جہاں اور بہت سی باتیں ضروری ہیں وہاں ایک غم بھی ہے۔ رنج و غم کے باعث خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور رنج کے بعد جب کوئی خوشی ہوتی ہے تو اُس کا احساس کماحقہٗ ہوتا ہے نعمتوں پر خدا کا بہتر شکر وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں پہلے غم کا مزہ بھی مل چکا ہو ؛

تاہم تواتر اندوہ و الم سے اگر پائے استقلال ڈگمگا جائے اور صبر و استقامت میں فرق آ جائے۔ تو اُسے بشریت پر محمول کیا جائیگا۔ پھر زہے نصیب اُن اہل اللہ کے جو باوجود متواتر غمگینی اور اندوہ پذیری کے صبر و استقامت پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں اور اُن کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہیں ہوتی ؛

پیر و مرشد کی وفات کے بعد چند سال تک کوئی سانحہ پیش نہ آیا! اور صاحبزادہ مرحوم کے انتقال تک جو زمانہ گذرا وہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سکون و اطمینان کا زمانہ تھا! اور ابوالبرکات حاجی الحرمین الشریفین حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب (موجودہ سجادہ نشین درگاہ جلالپور شریف) ادام اللہ فیوضہم کی پیدائش نے آپ کے دل کو کچھ اور بھی ہلکا کر دیا تھا۔ جو ۱۳۱۴ھ میں پیدا ہوئے تھے ؛

صاحبزادہ محمد قائم الدین شاہ مرحوم جوان عمر تھے، ابھی دو سال ہوئے تھے کہ حضور اُن کی شادی بڑے دھوم دھام کے ساتھ کر چکے تھے۔ ۲۱ برس کی عمر تھی۔ مگر کچھ ایسے اوصاف حمیدہ اُن میں جمع ہو گئے تھے کہ حضرت خواجہ صاحب اُنہیں بہت زیادہ چاہتے تھے ؛

خدمتگذاری، عجز و انکساری، ایثار و غربا پروری کا مادّہ صاحبزادہ مرحوم میں قدرت نے بیش از بیش ودیعت کیا تھا۔ مگر منشائے الٰہی ہنوز صبر آزمائی کے لئے تیار تھی۔ یکایک صاحبزادے صاحب علیل ہوئے۔ علاج شروع ہو گیا۔ علالت معمولی تھی۔ مگر غیر معمولی تدابیر اس کے رفع کرنے کیلئے کام میں لائی گئیں لیکن تقدیر کسی اور ہی فکر میں تھی آخر ۲۱ رجب المرجب ۱۳۱۶ھ کو عشا کے وقت آپ کی رُوح پر فتوح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؛

Marfat.com

صاحبزادہ مرحوم مشرقی محل میں قضائے الٰہی کے آگے ساکت و خاموش پڑے تھے۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ جنوبی محل میں رونق افروز تھے۔ ناگہاں ایک درویش نے آکر حضور کو اس سانحۂ ہوش ربا کی خبر دی۔ حضور نے تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ فرمایا اور سجدہ میں سر جھکا دیا۔

فرطِ غم سے آپ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں لیکن آنسو ایک بھی نہ ٹپکا یا ضبط و تحمل سے کام لیا۔ کوئی حرکت اضطراری و بیقراری آپ سے سرزد نہ ہوئی۔ اور اس صبر و استقلال کا جو آپ کے ورثہ میں پشت در پشت چلا آ رہا تھا۔ لوگوں کے سامنے ایسی صورت میں پیش کیا کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے ؎

صدمۂ جانکاہ سے دل کو نہ گھبرایا کبھی　　سنگِ آفت سے بھی شیشے میں نہ بال آیا کبھی
غیر معمولی حوادث نے نہ تڑپایا کبھی　　دل کو سمجھایا کبھی خاطر کو بہلایا کبھی

نام زندہ آپ نے خلقِ نبیؐ کا کر دیا
تھا جو آئینِ محبت اس کو پورا کر دیا

صاحبزادہ صاحب مرحوم کی قبر خود ان کے زیرِ تعمیر بنگلے میں بنائی گئی۔ اور پھر حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے زیرِ اہتمام اس کی تکمیل ہوئی۔ جس میں تین چار ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ سنگِ مرمر کا مقبرہ بنوا کر اس پر مطلا اور مذہب نقش و نگار سے گلکاری کی گئی۔ فریضۂ مغرب، نوافل، اور ختمِ خواجگان کے بعد حضور کا یہ معمول تھا کہ صاحبزادہ صاحب مرحوم کی قبر پر دیر تک بیٹھ کر مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔

صاحبزادہ مرحوم کی وفات پر اکثر شعراء نے تاریخیں لکھی ہیں۔ دو چار درجِ ذیل ہیں۔

پسرِ حیدر کہ بود فخرِ انام　　بسفر رفت سوئے دار السلام
از سرِ لا الٰہ رضواں گفت　　قائم الدین بخلد کرد مقام

ایضاً

شہ قائم الدین عالی تبار　　زدارِ فنا شد بدار القرار
بنا بخش از شیخ شد یادگار
بدو رحمتِ پاک پروردگار

Marfat.com

ایضاً

سیدٌ، شابٌ، جوادٌ، قائم الدین الحسن — قد مضیٰ فی شهر رجب نحو جنت عدن
قال فی تاریخہ شیخ المحمدؐ بالحزن — رحمۃ اللہ علیٰ روحٍ منوطٍ بالمنن

تقسیمِ اوقات

جناب نے اپنے اوقاتِ عزیز کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا تہجد خوانی کے بعد جناب اوراد و اذکار کے پڑھنے میں مصروف و مالوف رہتے۔ صبح کی نماز کے بعد مسبعات عشر پڑھتے اور کچھ تسبیحوں کے اوراد اس کے بعد تھوڑی دیر تک مریدانِ باصفا کی رخصت کا وقت ہوتا۔ اور کبھی کبھی کسی اہل دل کی گفتگو بھی فرماتے۔ پھر نوافل اشراق پڑھکر وظائف دیر تک پڑھتے رہتے۔ حتیٰ کہ ضحٰے کا وقت داخل ہوجاتا نوافل ضحٰے پڑھ کر کھانا تناول فرماتے (ہمیشہ دولت خانہ میں تشریف لیجاکر کھانا جناب کی عادت میں داخل تھا) ازاں بعد ایک عام مجلس ہوتی جس میں ہر ایک کہ وہ بلا امتیاز مدارج و مراتب بلا رکاوٹ و رہان شریک اور جناب کے مواعظِ حسنہ اور پاکیزہ خیالات سے مستفیض و مستفید ہوتے۔ گفتگو میں اکثر آیات قرآنی و احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے استدلال فرماتے۔ اور کبھی کبھی مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر شعرائے متصوفین کے اشعار بھی طرفۃ اللباب معرض بیان میں آتے۔ کئی دن تو ظہر کی نماز تک وہ محفل منعقد رہتی۔ جس کی فضیلت میں مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیا — بہتر از صد سالہ زہد و تقا

اور اکثر بعد از برخاست مجلس موسم گرما میں عموماً اور موسم سرما میں کبھی کبھی قیلولہ کی سنت ادا فرماتے۔ ظہر کی نماز کسی قدر تاخیر سے پڑھ کر (جو حنفی شریعت کی رو سے پورے وقت میں ہوتی) قرآن کی تلاوت اچھی ترتیل اور قرأت سے فرماتے۔ اور سوا پارہ نفل پڑھتے جس کی تلاوت میں بہت وقت خرچ ہوجاتا۔ بعد ازاں چند ایک تسبیحیں پڑھتے اسی اثنا میں عصر کا وقت داخل ہوجاتا۔ بعد از انفراغ فریضہ عصر شام تک

Marfat.com

تسبیحیں پڑھتے تھے۔ شام کے بعد دیر تک نوافل پڑھتے۔ اُن سے فارغ ہو کر ختم خواجگان دیگر درویش معرکہ و پیر برادران کی شرکت سے (جن کے لئے خاص شرائط مقرر ہیں) پڑھا جاتا۔ پھر اپنے عزیز ترین مرحوم فرزند صاحبزادہ قائم الدین شاہ نور اللہ مضجعہ کی تربت پر تشریف لیجا کر (جو محلات کے وسط میں واقع ہے) وہاں دیر تک فاتحہ خوانی میں مشغول رہتے۔ پھر لنگر خانہ میں تشریف آوری ہوتی۔ اور طعام پر ختم دلا کر دولت خانہ میں تشریف لیجاتے۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد اپنے مسند پر واپس آتے اور کئی ایک سائلین و اہل اغراض کے عرضِ حال سنتے۔ دعائے خیر فرماتے اور عشا کی نماز ادا فرمانے کے بعد خواب استراحت کی تیاری ہوتی۔ لیکن نیند کیسی تھی بعینہٖ ویسی کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ (حدیث شریف)

عام طور پر جناب نے اپنے اوقات کو مندرجہ بالا مشاغل پر تقسیم کر رکھا تھا۔ ہاں کبھی کبھی بوجہ ازدحام و انبوہ خلائق یا بیماری وغیرہ کے موقعہ پر کچھ تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔ لیکن شاذ و نادر۔ آپ سوتے بہت کم تھے بلکہ ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے نفی و اثبات آپ کے دل میں ایسا نقش ہو گیا تھا کہ جس وقت آپ سانس لیتے لفظ لَآ اِلٰہَ کا نکلتا اور جب سانس اندر کھینچتے تو اِلَّا اللّٰہ کا آوازہ آتا تھا۔

آپ انضباط اوقات کے سخت پابند تھے۔ جملہ لطائف خاندان چشت جو ابتدا میں شروع کئے گئے۔ اخیر دم تک باترتیب ادا ہوتے رہے۔ مریدوں کو بھی مداومت وظیفہ کی ہدایت فرماتے تھے۔ جب آپ کے وظیفہ یا نماز کا وقت ہو جاتا۔ تو حاضرین خواہ کس قدر جلیل القدر و دنیا دار ہوتے اٹھا دئے جاتے۔ آپ کو صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ اور دوپہر کے وقت لنگر تقسیم کرنے کے بعد نماز ظہر تک فرصت ہوتی اور یہی وقت دربار عام کے تھے۔

آپ کا رعب ولایت کمال درجہ کا تھا باوجودیکہ آپ نہایت خلیق۔ کشادہ پیشانی۔ خندہ رو فرخندہ خو حلیم المزاج اور سلیم الطبع تھے۔ اور آپ کا کوئی دربان و نقیب نہ تھا۔ دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ مگر کیا مجال کہ کوئی شخص اوقات وظائف میں حاضر حضور ہونے کی جرأت کر سکے۔ دربار عام میں جملہ حاضرین سرنگون۔ مؤدب مثل تصویر دکھائی دیتے تھے۔ سوائے اُس شخص کے جس سے آپ مخاطب ہوتے سب چپ چاپ رہتے

Marfat.com

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دق نیست

صوفی غلام حسین صاحب نواحی تونسہ شریف کے کسی پیر کے لڑکے تھے اور بڑے عابد و صوفی باصفا تھے اکثر حضور قبلۂ عالم میں حصول فیضان کی غرض سے حاضر ہوتے اُن کی بیعت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی سے تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں بہت مشائخ کی صحبت سے مستفیض ہوا۔ مگر پابندی اوقات جو حضرت قبلۂ عالم جلال پوری میں ہے وہ کسی شیخ میں نہیں دیکھی۔ آپ اپنے تمام ورد وظائف ہمیشہ اپنے وقت پر ادا کرتے ہیں ⁂

معمولاتِ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ

اولیاء اللہ کے معمولات کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اُن کا کوئی نفس بغیر یادِ خدا نہیں گذرتا۔ سوتے جاگتے۔ اُٹھتے۔ بیٹھتے انہیں صرف خدا کے ذکر اور اُس کی یاد سے کام رہتا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی وقت کسی دوسری مصروفیت میں گذر بھی جاتا ہے تو دوسرے اوقات میں اُس کی تلافی کر دیجاتی ہے۔ اور اوراد و اذکار میں کبھی کمی نہیں کی جاتی ⁂

یہی وجہ ہے کہ تقربِ خدا انہیں حاصل رہتا ہے۔ اور جو وقت خدمتِ خلق میں ایسے لوگ صرف کرتے ہیں۔ وہ وقت بھی عبادت الٰہی میں شمار کیا جاتا ہے جب وہ کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو اُن کے نفوس مقدسہ خاموشی کے ساتھ "نفی و اثبات و پاس انفاس" میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جب وہ خاموش ہوتے ہیں تو اُن کے ہر بُنِ مُو سے ذکر و فکر کے آثار ہویدا ہوتے ہیں ⁂

بے فائدہ گفتگو، فضول بحث و مباحثہ، اور بیکار تقریر سے یہ لوگ اپنے اوقات کبھی ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ جہاں تک اُن سے ممکن ہو سکتا ہے ان فضولیات سے بچکر صرف ذکر خدا میں لگے رہتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کیلئے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ "ہر نفسے کہ میرے آید ممدِ حیات است و چوں فرو مے رود مفرح ذات"

"دست بکار و دل بیار" کے دشوار اہل مقولے پر یہی لوگ عمل پیرا ہو سکتے ہیں اور

Marfat.com

انہیں لوگوں کو ہر وقت تقرب کا درجہ میسر رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے معمولاتِ مستمرہ سے بھی یہی ترشح ہوتا ہے۔ کہ آپ کا کوئی وقت اور کوئی لمحہ ذکرِ الٰہی سے خالی نہ گذرتا تھا۔ آپ علی الصباح اُٹھتے۔ استنجا اور طہارت سے فارغ ہو کر لکڑی کی چوکی پر وضو فرماتے پھر کھڑاؤں پہنکر مصلے تک تشریف لیجاتے۔ اور مصلے پر بیٹھ جاتے۔ اسمائے الٰہی کا ورد فرماکر دو رکعت نماز سنت فجر ادا فرماتے۔ اور مسجد میں جاکر نماز با جماعت ادا کرتے۔

آپ کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز کے بعد دس مرتبہ درود شریف دس مرتبہ سورۂ اخلاص تلاوت فرماتے اور ستر مرتبہ یا وھاب اور مسبعاتِ عشر بعد از نمازِ فجر تسبیح پر پڑھتے۔ پھر جو شخص بیعت کیلئے آتا اُسے بیعت فرماتے۔ اور جو شخص رخصت چاہتا اُسے دعائے خیر کے ساتھ رخصت فرماتے۔ کسی سے ارشاد ہوتا کہ مسجد میں جاؤ۔ اور وظیفہ پڑھو۔

جب وقتِ چاشت آتا تو مسواک کے ساتھ تجدید وضو فرماتے۔ پھر شانہ کرکے اسبوح شریف، درود مستغاث، دعائے کبیر ایک مرتبہ، سلسلہ شریف چشتیہ اور کبریتِ احمر تین بار اور ایک منزل دلائل الخیرات کی پڑھتے (اُس کی ابتدا یوم جمعہ سے ہوتی تھی) اِس کے بعد چند وظائف تسبیح پر پڑھ کر پھر لوگوں سے بات چیت کرتے تھے۔

آپ اکثر سنگِ مرمر کے چوکور پتھر سے جو ہر وقت آپ کے مصلے پر رکھا رہتا تھا۔ تیمم فرمایا کرتے تھے۔

جب آفتاب قریب نصف النہار پر پہنچتا۔ تو پھر تجدید وضو فرماکر سولہ رکعتیں بتفصیل ذیل ادا کرتے:-

اوّل دو رکعت نماز اشکر اللہ۔ پھر دو رکعت نماز استعاذہ، پھر دو رکعت نماز استخارہ، پھر دو رکعت نماز شکر النہار، پھر دو رکعت نمازِ حق الوالدین، پھر چار رکعت نماز صلوٰۃ العاشقین پڑھتے۔ ہر دوگانے کے بعد مشہور دعائیں فرماتے اگر اس وقت لنگر تیار ہو جاتا تو دعائے خیر کے ساتھ اجازت تقسیم فرماتے۔

جب تمام درویش اور مسافر کھانے پینے سے فارغ ہو چکتے تو آپ اپنی دولت سرائے میں تشریف لیجاتے۔ اور کھانا تناول فرماکر واپس تشریف لے آتے۔

Marfat.com

لوٹ کر علم تصوف اور مذاقِ طریقت کی کتابیں، مثلاً مثنوی شریف وغیرہ مطالعہ کرتے۔ اور حاضرین سے مکالمہ فرماتے۔ عرضیوں کا جواب لکھواتے، خطوط دیکھتے، دعائے خیر فرماتے ،

الانی چارپائی پر آپ قیلولہ فرماتے تھے۔ اور آپ کا خواب مثل غنودگی ہوتا تھا۔ قیلولہ سے اُٹھتے تو نمازِ ظہر کی تیاری فرماتے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر تسبیح پر وظیفہ پڑھتے۔ اور قرآن کریم سواپارہ باآواز بلند باترتیل و ترتیب باستحباب، و آداب، تلاوت فرماتے۔ اگر وقت زیادہ ہوتا تو دربارِ عام فرماتے اور ہر شخص کے استفسار کا جواب دیتے۔

یہاں مولوی کرم الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت قبلۂ عالم خاموش ہو جاتے اُس وقت چڑیوں کی بھی مجال نہ تھی کہ چوں و چرا کریں۔ پھر بھلا آدمی کی تو کیا طاقت تھی۔ کہ کچھ مُنہ سے بول سکے۔

جب وقت عصر آتا تو آپ حاضرین سے ادائے نماز کے متعلق ارشاد فرماتے اور خود بدولت وضو کی تجدید فرما کر چار رکعت نماز سنت ادا فرماتے اور پھر مسجد میں جا کر نماز باجماعت گذارتے۔ پھر اپنے مقام پر آکر چند وظائف و مسبعات عشر وغیرہ پڑھتے جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو پھر حاضرین سے ادائے نماز کیلئے کہتے اور خود بھی تجدید وضو کے ساتھ باجماعت مسجد میں نمازِ مغرب ادا کرتے۔ اور دعا مانگ کر اپنے مقام پر آتے۔ اور نوافل اوابین چھ رکعت۔ حفظ الایمان دو رکعت اور سوموار کی شب کو صلوٰت السعادت چار رکعت اور کبھی کبھی صلوٰۃ تسبیح بھی پڑھا کرتے۔ بعد ازاں چند وظائف تسبیح پر پڑھتے۔ مراقبہ فرماتے۔ اور ختم خواجگانِ چشت پڑھتے بیعت کرتے اور وظائف کی تلقین فرماتے تھے۔

جب لنگر تیار ہو جاتا تو دعائے خیر اور اجازت تقسیم فرماتے۔ اور جب سب کھا پی کر فارغ ہو جاتے تو آپ حرم خانہ میں تشریف لیجا کر حسب مرضی کچھ تناول فرما کر واپس تشریف لے آتے۔ گرمیاں ہوتیں تو صحن خانے میں اور سردیاں ہوتیں تو شمالی محل میں الانی چارپائی پر آرام فرماتے۔ سعادتمند حاضرین پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کرتے۔ اور ہر قسم کی گفتگو ہوتی رہتی۔

جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا تو نمازِ عشا باجماعت ادا کرتے۔ اور اورادِ موقتہ

Marfat.com

تسبیح پڑھ کر آرام فرماتے اور ابھی رات کا کافی حصہ باقی ہوتا کہ حضور انور بیدار ہو کر وضو فرما کر نمازِ تہجد حسبِ معمول خواجگانِ چشت ادا فرماتے۔ اور بعد ازاں صبح کی نماز تک مصلےٰ شریف پر بیٹھ کر تسبیح پر وِرد خوانی ہوتی رہتی۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جمعہ کے روز غسل و حجامت سے فارغ ہُوا کرتے تھے ✦

تواریخ عرائس جنہیں حضرت قبلۂ عالم منعقد فرمایا کرتے تھے

عرائس سے بزرگانِ دین کی یاد کا قیام اور اُن کے روزِ وصال کی یادگار کا احیا مقصود ہوتا ہے۔ یوں تو جب فاتحہ کے لئے ہاتھ اُٹھا دیجئے ثواب پہنچ جائیگا لیکن ایامِ مقررہ میں ایصالِ ثواب ایک عجیب شان رکھتا ہے اور واصلین کی ارواحِ مقدسہ کو ایک خاص لطف محسوس ہوتا ہے ✦

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ بھی بزرگانِ دین کے عرائس کا انعقاد فرمایا کرتے تھے جن کی تاریخیں حسبِ ذیل ہیں:۔

۵ - محرم الحرام — عرس حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ✦
۷ - صفر المظفر — عرس حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ✦
۲۴ - صفر المظفر — عرس حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ✦
۲ - ربیع الاول — عرس حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
۱۷ - ربیع الثانی — عرس حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦
۶ - رجب المرجب — عرس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ✦
۲۱ - رجب المرجب — عرس صاحبزادہ سید محمد قائم الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ✦
۶ - شعبان المعظم — عرس حضرت صاحبزادہ سید محمد بدیع الزمان رحمۃ اللہ علیہ ✦
۲۱ - رمضان المبارک — عرس حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ ✦
۳ - ذی الحجہ — عرس حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ عنہ ✦

حضرت خواجہ غریب نواز حسب الحکم شارع علیہ السلام کہ "لکل بلاءٍ داءٍ" ہر مرض کا علاج معالج سے کراتے تھے۔ اور جمعہ اور بدھ کے روز سفر نہیں فرماتے تھے کیونکہ حضرت خواجہ سیالوی بھی ان دنوں میں آپ کو رخصت نہیں فرمایا کرتے تھے ✦

Marfat.com

وفات حسرت آیات

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط

هر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

رہینگے پھول نہ پھولوں میں رنگ و بو باقی
رہیگا اے مرے معبود ایک تو باقی
بقا کسی کو نہیں ہو کوئی ولی کہ نبی
یہ سب تجھی پہ مٹینگے رہیگا تو باقی

موت ۔ اجل ۔ مرگ ۔ فنا ۔ یہ سب وداع حیات کے نام ہیں آدم علیہ السلام سے اس وقت تک کوئی متنفس ایسا نہیں ہوا جسے موت نہ آئی ہو ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق بروایات صحیحہ ثابت ہوا ہے ۔ کہ وہ زندہ ہیں اور اُنہوں نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا ہے اگر یہ سچ ہے تو آیہ مرقومہ بالا کے کلیہ میں فرق آنا لازمی ہے تاہم یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ صورِ محشر کی پہلی آواز ان ابدی حیات کے دعویداروں کو بھی لذتِ مرگ سے غیر آشنا نہیں رکھ سکتی ۔ اور یہ یقین ہمیں کلیہ معلومہ کی تنسیخ سے بے نیاز کر دینے کیلئے کافی ہے ؎

تاہم اگر یہ مقدس نفوس لذتِ مرگ سے نا آشنا بھی رہے ہے تو دنیا ان کے وجود سے خالی نو ضرور ہو گئی ۔ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے سوا شاید بقید جسم کسی سے نہیں ملے ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بظاہر مصلوب ہیں ۔ اور اس کے بعد دنیا میں کسی نے اُنہیں بقید جسم و حیات نہیں دیکھا ۔ حضرت ادریس علیہ السلام زندہ آسمانوں پہ اُٹھا لیے گئے ۔ اور جنت میں متمکن کر دئے گئے ۔ جس کے بعد کسی نے ان کی زیارت نہ کی ؎

اسی پردہ ظاہری کا نام انتقال یا وفات ہے ۔ عامۃ الناس جن میں کوئی روحانی و ملکوتی خصوصیت نہیں ہوتی ۔ مرنے کے بعد بالکل مر جاتے ہیں ۔ اور اُن کی موت کو حقیقی

Marfat.com

موت کہا جا سکتا ہے لیکن انبیا و اولیا علیہم السلام کی موت عام لوگوں کی موت سے بالکل متغائر و متمائز ہوتی ہے جس کے ثبوت میں اولیاء اللہ کے ہزاروں خرقِ عادات جن کا اُن کی وفات کے بعد فوراً ہی ظہور ہوا۔ اور وہ جنازے سے اُٹھ اُٹھ بیٹھے، کافی ہیں ✦

فنا یا موت ایک ایسی لازمی فطرت ہے جس کا اطلاق تمام نفوسِ حیات پر ہوتا چلا آتا ہے۔ اور کوئی نبی و ولی، حکیم یا ڈاکٹر، بادشاہ یا فلاسفر، اس کلیئے سے مستثنےٰ نہیں رہا ہے، خدا کے بندے ایسے ایسے بھی گذرے جن کے پاؤں کی ٹھوکر سے مردے زندہ ہو گئے بلکہ بھی ایسے ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے مردوں کو معمولی چیر پھاڑ کے بعد زندہ کر دیا۔ لیکن بالآخر انہیں بھی موت کا ذائقہ چکھنا پڑا ✦

خدائے خلاق نے جس نبیِ مرسل کی شان میں "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" فرمایا اُسے بھی یہ ذائقہ ضرور چکھایا "تا بہ دیگراں چہ رسد"۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا میں جو نفس آیا ہے۔ وہ جانے کے لئے آیا ہے۔ جو پیدا ہوا وہ ضرور ناپید ہوگا۔ اور بجز ذات پروردگار کوئی حیّ و قیوم ثابت نہ ہوگا ✦

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

جس طرح موت ایک گنہگار کے لئے موجبِ سزا ہے اُسی طرح ایک قدسی صفت انسان کے لئے سببِ قربِ الٰہی ✦

اولیاء اللہ تقرب کے اُن درجات کے لئے اپنے دورِ حیات میں بے حد مضطرب الحال رہتے ہیں۔ جو عالمِ برزخ کے طے کرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ گو زندگی کی معجز نما گھڑیوں میں مقربانِ الٰہی ہزاروں اور لاکھوں مرتبہ قرب و وصلِ الٰہی حاصل کر لیتے ہیں تاہم ابدی وصال اور جاودانی وصل گاہ کا لطف جان دینے سے پہلے حاصل نہیں ہوتا ✦

اِس کے علاوہ جس طرح زندگی ایک ذی حیات کے لئے باعثِ فخر و ناز ہو سکتی ہے اِسی طرح موت قوت و قدرتِ الٰہی ثابت کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اگر صرف زندگی ہوتی اور موت نہ ہوتی تو اغلب تھا۔ کہ انسان خدا کے وجود سے انکار کر دیتا اور قدرت پر ایمان نہ لاتا ✦

جب حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے سوال کیا کہ الٰہی کیا اچھا ہوتا اگر زندگی ہوتی

Marfat.com

اور موت نہ ہوتی۔ جواب ملا کہ اے موسٰے پھر ہمارے بندے ہمارے جمال سے کس طرح مستفیض ہوتے۔ معلوم ہوا کہ موت دیدارِ الٰہی کا سبب بھی ہے +

بہرنہج موت ایک ضروری، لازمی، اور ہونے والی بات ہے۔ جو ایک دن ضرور ہو کر رہیگی۔ اِس لیئے موت پر رنج و افسوس کرنا بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ مجھے موت آئے اور آپ کو اپنی زندگی ابدیت کا یقین ہو۔ تو آپ جتنا بھی روئیں کم ہے۔ لیکن جب آپ کو بھی مرنا ہے اور میری ہی طرح اِس شاہراہِ فنا سے گذرنا، تو آپ کا رونا، چلّانا، اور تڑپنا، سب بے سُود اور بے معنی ہیں۔ مَیں مروں تو اپنی موت کو یاد کر، تجھے تسکین ہو جائیگی +

یہاں موقعہ نہیں ہے کہ فلسفۂ فنا پر مبسوط بحث کی جائے۔ اِس لیئے ارادتًا اُس سے درگذر کی جاتی ہے۔ اور اصل مطلب بیان کیا جاتا ہے +

جب یہ ثابت ہو چکا کہ پردۂ ظاہری تمام اولیا واللہ کے لیئے لازمی ہے۔ تو حضرت قبلۂ عالمیان خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ بھی اس کلیہ سے بچ نہ سکتے تھے آخر جب ہزاروں خدا کے بندے آپ کی بیعت سے مستفیض ہو چکے، اور آپ کا دورِ تبلیغ دارشاد ختم ہو چکا تو قضائے الٰہی نے تکلیفِ حیات سے بچانے کیلئے آپ کو اپنی طرف بلانے کا انتظام کیا +

خدا کے مقبول بندوں کو اپنے انتقالِ جسمانی کا علم بہت پہلے ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ عام طور پر اُس کا اعلان اس لیئے نہیں فرماتے کہ دستورِ عالم اور آئینِ کائنات میں کوئی طوفان برپا نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت قبلۂ عالم کو بھی اپنی وفات کا حال بہت پہلے معلوم ہو گیا تھا +

آپؒ نے وفات سے تین سال پہلے حضرت خواجہ سید محمدؒ مظفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو بعد وفات صاحبزادہ سید بدیع الزمان و سید قایم الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما آپکے اکلوتے فرزند کی حیثیت سے موجود تھے اور جن کی ذاتِ ستودہ صفات ہر طرح منصب خلافت کی اہلیت و استحقاق رکھتی تھی۔ خلافت دیدی تھی! اور کچھ نکوتیں بھی نکالی تھیں! اگرچہ سمجھنے والے سمجھ گئے تھے کہ عطائے خلافت خالی از حکمت نہیں ہے۔

لے بروایت حضرت خواجہ سید محمد فضل شاہ صاحب دام ہ کاتم سجادہ نشین جلالپور شریف ۱۲

Marfat.com

مگر آپ سے کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آئی جس سے معلوم ہوتا کہ ایام وفات قریب آرہے ہیں۔

آخری سفر سیال شریف بالکل غیر ارادی طور پر ہوا۔ اور کسی کو معلوم نہ ہوسکا کہ آپ سیال شریف کب تشریف لے جائیںگے۔ تاہم ایک باطنی کشش تھی جو لوگوں کو آپ کے دامن فیض کی طرف کشاں کشاں لئے چلی آتی تھی۔ کوئی مقام اور کوئی اسٹیشن ایسا نہ تھا جہاں ارادتمندوں کی فوجیں مشتاق زیارت نہ کھڑی ہوں۔

دس سال کے بعد حضور کا سیال شریف جانا ایک غیر معمولی بات تھی چنانچہ سید سیدن شاہ صاحب مشلخون متصل ڈنگہ سے ایک ماہر فن نجومی نے کہا تھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا اس مرتبہ سیال شریف لے جانا آپ کے وصال کی دلیل ہے۔

آخر صفر ۱۳۲۶ھ میں آپ سیال شریف تشریف لے گئے اور ۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو آپ نے وفات پائی۔ گویا سفر سیال شریف اور سفر آخرت میں صرف تین مہینے کا تفاوت رہا۔

وفات سے پہلے جناب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید محمد مظفر علی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو بلا کر انتظام لنگر و تعمیر عمارات وغیرہ کے متعلق مناسب ہدایات فرمائیں۔ اور فرمایا کہ اجرائے لنگر و تعمیر مکانات ہمارے خاندان میں نہایت ضروری ہے۔ ان باتوں کو قائم رکھنا اور ان سے غافل نہ ہونا۔

۵ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو اتوار کے دن آپ کو خفیف بخار محسوس ہوا۔ گلقند وغیرہ کھلا دیا گیا۔ یہاں ایک عادت مستمرہ تھی کہ جب کسی کو کوئی مرض لاحق ہوتا تو ختم قرآن ضرور کرا دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ اعلی اللہ مقامہ نے قاضی عالم شاہ صاحب سے فرمایا کہ ختم قرآن کریں۔ چنانچہ انہوں نے دو تین آدمیوں کی شمولیت سے یہ کام انجام دیا۔

پیر کے دن رات کو قبلہ عالم نے ذکر جہر اس زور شور اور پوری طاقت کے ساتھ جاری رکھا۔ کہ تمام گرد و نواح کے رہنے والوں نے آپ کی آواز سنی۔ صبح ہوئی تو ضعف زیادہ معلوم ہونے لگا۔ موافق سنت حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ آپ نے دو رکعت نماز فرض ادا کی اور تمام وظائف پڑھے۔

Marfat.com

دو گھڑی کے بعد آپ نے فرمایا کہ سب آدمیوں کو باہر کر کے دروازہ بند کر دو اور مائی صاحبہ اور صاحبزادیوں کو بلا لو۔ تعمیل حکم کی گئی۔ سب آئے اور آپ نے سب کو خداوند کریم کے سپرد کیا۔ اور خود ذکرِ حق میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ آخر بعد زوال اور قبل از نماز ظہر دو بار لفظ "اللّٰہ" باواز بلند آپ کی زبان سے نکلا۔ جسے تمام حاضرین نے سُنا۔ جب تیسری مرتبہ "اللّٰہ" کہا تو "لہ" پہ روح پرفتوح جسم مبارک سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وَصَلَتِ الْحَبِیْبُ بِالْحَبِیْبِ وَلَاقِیَ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی +

بروایت حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ و بروایت حافظ فتح الدین صاحب سکنہ لوہسر (خادم خصوصی حضور پرنور) و چوہدری فتح الدین گجراتی، ارادت کیش حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ منقول ہے کہ ۵ رجماوی الثانی ۱۳۲۶ھ کو اتوار کے دن وضوئے ظہر کے بعد حضور نے فرمایا کہ حافظ مظفر شاہ کو بلاؤ۔ بلایا۔ وہ آئے تو فرمایا کہ میری نبض دیکھو۔ اُنہوں نے نبض دیکھ کر کہا کہ حرارت بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ قدرے لسّی (دودھ اور پانی ملا ہوا) پی لیجئے۔ پس فرمان حضور کے مطابق کاسۂ شیر اندرون حرم سرائے سے منگوایا گیا۔ اور سرد ہونے کے لئے پانی بھی رکھ دیا گیا۔ جب لسّی تیار ہو گئی تو عرض کیا گیا کہ پی لیجئے۔ فرمایا بعد ظہر پیئنگے۔ جب بعد نماز عرض کیا گیا تو فرمایا کہ ابھی پیتا ہوں +

اس اثنا میں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف اور سید نواب شاہ صاحب حضور کے داماد، دونو آ گئے۔ حضرت سید محمد فضل شاہ دام برکاتہم کی شادی کے متعلق گفتگو چھڑ گئی۔ اس لئے دیر ہو گئی۔ جب وہ دونو چلے گئے تو حضور تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہو گئے۔ پھر حسب دستور روزانہ دو ہزار درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد پھر لسّی پینے کے لئے عرض کیا گیا۔ فرمایا کہ گھر میں جا کر پی لونگا۔ پس آپ اندر تشریف لیگئے اور تازہ دودھ پی کر فوراً واپس تشریف لائے۔ تازہ پانی غسل کیلئے طلب فرمایا۔ جنوبی برآمدے میں تازہ پانی کا گھڑا بھر کر رکھ دیا گیا۔ اتنے میں صاحبزادہ صاحب آئے۔ تو حضور نے اُن سے پوچھا کہ بدن میں گرمی معلوم ہوتی ہے۔ نہاؤں یا نہیں۔ اُنہوں نے کہا نہا لیجئے۔ پھر حضور نے فرمایا مظفر شاہ یہاں آؤ"

Marfat.com

یہ کہکر حضور مغربی بنگلے کے میدان کی طرف چلے۔ اور صاحبزادہ صاحب سے پوچھا کہ معمار اپنے کام میں مشغول ہیں۔ اُنہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ یہ کارِ عمارت نہایت نیک ہے۔ اور اِس خاندان کا وظیفہ ہے۔ اور لنگر بھی ہمارے بزرگوں کی رسم ہے۔ یہ دونو وظیفے کسی وقت ترک نہ ہوں۔ کیونکہ ان سے دنیا میں عزت و حرمت بڑھیگی۔ اور عقبےٰ میں مدارج و مراتب حاصل ہونگے۔ ان دونو وظیفوں کی بنیاد دل کی استقامت پر قایم ہے۔ دل اگر مستقیم ہے تو پھر مقصد حاصل ہے۔ لوگ آئیں یا نہ آئیں۔ اپنا دستور نہ چھوڑنا چاہیئے ۞

پھر شام کی نماز باجماعت مسجد میں ادا فرمائی۔ اور نفل اوابین و حفظ الایمان مصلے پر آکر پڑھے۔ اور چارپائی پر لیٹ کر تسبیحات تمام فرمائیں۔ پھر مصلے پر بیٹھ کر ختم شریف باجماعت پڑھا۔ اِس کے بعد پانی پیا اور خواب استراحت فرمایا ۞

معتقدین جنہیں آپ کے پاؤں دابنے کی سعادت حاصل تھی کہتے ہیں کہ بخار اُس وقت بہت زور کا چڑھا ہؤا تھا۔ اتنے میں ایک کنیز تین مرتبہ اندر سے حضور کو کھانے کے متعلق عرض کرنے آئی۔ آپ اُٹھے حرم سرا میں گئے۔ اور اُلٹے پاؤں واپس آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضور اتنی جلدی چلے آئے۔ تو فرمایا کہ ہاں پانی پیا اور چلا آیا۔ کچھ اور کام نہ تھا۔ اس کے بعد آپ پھر چارپائی پر لیٹے اور سو گئے ۞

مریدانِ حاضر الوقت کا بیان ہے۔ کہ اس روز اکثر و بیشتر اسم ذات ھُواللّٰہ کا وِرد بالجہر حضور کی زبان پر رہا۔ دو ایک مرتبہ حضور نے پانی پیا پیشاب کیا۔ استنجا فرمایا بوجہ عذر تیمم کیا۔ نماز خواب ادا فرمائی اور پھر سو گئے ۞

حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں چھت پر سو رہا تھا۔ آدھی رات کو حضور کے پاس آیا درویش سو رہے تھے اور حضور بیدار تھے۔ پوچھنے لگے مظفر شاہ تم اس وقت کیسے آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا حال دیکھنے کو چلا آیا۔ فرمایا اچھا ہوں۔ میں نے کہا کہ درویشوں کو جگا دوں، فرمایا کچھ ضرورت نہیں اُنہیں تکلیف نہ دو۔ اور تم بھی سو رہو ۞

خواجہ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب ایک گھڑی رات باقی تھی تو میں پھر آیا۔ درویش بھی سو رہے تھے اور حضور بھی میں نے سمجھ لیا کہ اب حالت اچھی ہے۔

Marfat.com

اِس لئے مَیں خود بھی چلا گیا اور سو رہا۔ پھر مَیں صبح کے وقت آیا تو دیکھا کہ آپ جوتا پہنے چارپائی سے پاؤں لٹکائے تشریف فرما ہیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ وضو کروں یا نہیں۔ مَیں نے کہا تیمم کر کے نماز پڑھ لیجئے۔ مبادا پانی کے استعمال سے بخار ہو جائے۔ پس حضورؑ نے تیمم کیا۔ کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اور قبل از نماز اسمائے حسنےٰ پڑھے۔ پھر اُس جگہ جو چیزیں رکھی تھیں اُنہیں محفوظ کرنے اور چارپائی کو بنگلے سے باہر مغربی صحن میں لیجانے کا حکم دیا۔ تعمیل حکم کی گئی۔ حضورؑ چارپائی پر لیٹ گئے۔ مسبعات تمام کئے۔ چشمہ لگا ہؤا تھا۔ اور بخار صبح کے وقت کسی قدر ہلکا ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد حضرت صاحبزادہ صاحب آئے۔ حضورؑ نے اُن کے لئے دعائے خیر کی۔ اور شربت طلب فرما کر کہا کہ پیاس بہت معلوم ہو رہی ہے۔ شربت بنفشہ اور نیلوفر وہاں موجود تھا۔ پلا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ ہوا اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ چارپائی جنوبی برآمدے میں بچھا دی جائے۔ عمل کیا گیا۔ حضورؑ نے دو گھڑی وہاں آرام فرمایا۔ پھر فرمایا کہ چارپائی بنگلے[1] میں شمالی دیوار کے قریب بچھا دو۔ تعمیل حکم کی گئی۔ اتنے میں صاحبزادہ صاحب موصوف پھر آئے۔ اور حضورؑ کے بدن پر بادام روغن ملنے کی اجازت چاہی۔ تاکہ اِس طرح پسینہ آ جائے اور بخار اُتر جائے۔ بخار اُس وقت خوب چڑھا ہؤا تھا۔ لیکن حضورؑ کی عادت تھی کہ حضرت موصوف کی کسی بات کو ٹالتے نہ تھے۔ اور اُن کی مرضی کے مطابق ہر کام کرتے تھے۔ اِس لئے منع نہ فرمایا۔ بنگلے کے دروازے بند کر دئے گئے۔ بادام روغن ملا گیا لیکن پسینہ نام کو بھی نہ آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد حکمِ حضورؑ سے دروازے کھول دئے گئے۔ اور چادر الگ کر دی گئی۔ اِس کے بعد جوشِ بخار میں آپ نے کئی بار پانی مانگا۔ تپش اور پیاس بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ پیشاب بھی دو تین مرتبہ ہؤا۔ لیکن جب ضرورت ہوئی مشرقی شمالی

[1] اس بنگلے میں دو دروازے جنوب و شمال کی طرف معہ برآمد کے واقع ہیں۔ ایک دروازہ مغرب کی طرف معہ برآمدہ کے ہے اور ایک دروازہ مشرق کی جانب درمیان روضہ حضرت خواجہ قائم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے دو کمرے ہیں ایک میں مزار معصومہ اور دوسرے میں حضرت کی نشست ہوتی تھی۔ اسی میں اب حضورؑ کا مزار ہے۔

Marfat.com

دروازہ کی طرف حضور گئے۔ اور رفع حاجت فرمائی۔ جہاں ایک طباقچے میں ریت بھری ہوئی رکھی تھی۔ آخر وقت میں جب ضعف زیادہ ہو گیا۔ تو دو شخصوں کی مدد سے آپ پیشاب کیلئے گئے اور انہیں کی مدد سے چارپائی پر لٹائے گئے +

اِس اثنا میں حضرت صاحب زادہ صاحب تشریف لائے۔ آپنے اُن کیلئے دو تین مرتبہ دعائے خیر فرمائی۔ اِس سے پہلے آپنے اہلِ حرم کو طلب کیا تھا۔ ایک کنیز اندر سے آئی۔ اور اہلِ حرم کے آنے کی اجازت چاہی۔ آپنے فرمایا آنے دو۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب نے بسبب تقسیم لنگر وآمد ورفت درویشان عورتوں کا باہر آنا ملتوی کر دیا۔ تقسیم لنگر کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا تاکہ کوئی غیر شخص نہ آئے۔ مادرِ مومنین حضرت مائی صاحبہ معہ اپنے بچوں کے اور معہ حضرت صاحبزادہ سیّد محمد فضل شاہ صاحب نبیرۂ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے آئیں اور کہنے لگیں کہ حضور نے ہمیں کیوں یاد فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا اس وقت تم لوگوں کو ہمارے پاس نہ آنا چاہئے تھا۔ یہ کہکر حضور نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت صاحب زادہ سیّد محمد فضل شاہ صاحب پیٹھ کو تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ حضور نے تین مرتبہ دعائے خیر کی۔ بعد ازاں مائی صاحبہ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے لئے بھی دعا کیجئے۔ حضور مُسکرائے اور کچھ پڑھ کر چاروں طرف دم کیا۔ پھر مائی صاحبہ وغیرہ تمام اہلِ حرم واپس گھر میں تشریف لے گئے +

حافظ فتح دین صاحب فرماتے ہیں کہ اب جو ہم قریب آئے۔ تو سینہ مبارک سے اسمِ ذات "ھُو" کی آواز بہت بلند سُنائی دیتی تھی۔ اور محویت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ بعض درویشوں کو اُس وقت وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔ پس تین مرتبہ اسم اللہ حضور کی زبان سے نکلا۔ اور پیر کے دن قبل ظہر ۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے دار البقا کی طرف مراجعت فرمائی۔
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ +

حجاب کثرت از ہم بر دریدہ ۔۔۔ بخلوت گاہِ وحدت آرمیدہ
رہِ وہم و تردد بر خویش بستہ ۔۔۔ بحق پیوستہ و از خویش رستہ

اِنتقالِ پُر ملال

حضرت قبلۂ عالم و عالمیان کے وصال کا جانگداز واقعہ

(از مولانا سیماب اکبر آبادی)

ساقیا دے بھر کے جامِ بادۂ تسنیم آج　　نخلِ جنّت کی طرح جھومے سرِ تسلیم آج
سانحہ کرنا ہے اک سرمست کا ترقیم آج　　بادہ کش کی چاہئے کرنی تجھے تعظیم آج
پیتے پیتے ساغرِ بلّور آئے وجد میں
تو یہاں جھومے ارم میں حور آئے وجد میں

آج ہے منظور ساقی سیرِ گلزارِ جناں　　صدقۂ حیدر پلادے بھر کے جامِ کہکشاں
میں دکھادوں تجھ کو حال و قال کی بدمستیاں　　وقت فرصت ہے کہ کل پھر میں کہاں اور تو کہاں
آج میرا دور ہے سب میکشوں کو ٹال دے
جتنی میخانے میں ہے ساغر میں میرے ڈال دے

میں پُرانا بادہ کش ہوں چاہئے میرا خیال　　ہاں مرے دل پر ذرّہ بھر جمے گردِ ملال
ہو کدورت کچھ ترے دل میں تو اُس پر خاک ڈال　　تو رہے سرسبز، کر دے آج تو مجھ کو نہال
لائیے صافی کہ میں تلچھٹ نہ لوں گا نام کو
رقص میں لانا ہے ساقی گردشِ ایام کو

اللہ اللہ تیری محفل کے وہ مستانِ قدیم　　آج تک جاری ہے جن کا خلق میں فضلِ عمیم
وہ ترحّم وہ تصرّف اور وہ خُلقِ عظیم　　گلشنِ دارِ فنا میں اُن کی پھیلی ہے شمیم
تھا بلند اک اُن کی ہستی سے نشانِ میکدہ
اس زمیں پر تھے مگر وہ آسمانِ میکدہ

یادگارِ خلق حضرت پیر حیدر شاہ تھے　　جن کے سلطانِ زمانہ بندۂ درگاہ تھے
حق نما و حق نشاں حق بین و حق آگاہ تھے　　بندۂ اللہ پابندِ رسول اللہ تھے
جس پہ ڈالی اک نگاہِ فیض، صفدر کر دیا
آتے ہی دنیا میں زندہ نام حیدرؓ کر دیا

Marfat.com

شاہِ عرفاں حضرتِ خواجہ سلیمان تونسویؒ — خواجہ شمس الدینؒ نے دلقِ خلافت جن سے لی
خواجہ شمس الدینؒ سے پھر پیر حیدرؒ کو ملی — واہ کیا بختِ رسا تھا واہ کیا تقدیر تھی

منزلِ جنت بتا دے رہنما ایسا تو ہو
شاہِ طیبہ سے ملا دے سلسلہ ایسا تو ہو

وہ فقیرِ با صفا شاہی کو جن پر ناز تھا — بے شبہ مقبولِ حق جن کا ہر اک انداز تھا
محو رہتے تھے سدا دل میں وہ سوز و ساز تھا — رازدارِ فقر تھے سینہ سراپا راز تھا

کھیل تھا اظہارِ اسرارِ خفی اُن کیلئے
کنت کنزاً مخفیاً، تھا منجلی اُن کیلئے

زندگی بھر رونقِ اسلام کو زندہ کیا — ملتِ بیضا کا تارہ چرخ پر چمکا کیا
کیا بتاؤں آپ نے دنیا میں آ کر کیا کیا — جو کیا بہتر کیا جو کچھ کیا اچھا کیا

کملی والوں کے لئے رنگِ شہانہ کر دیا
کھول کر دیکھا تو کھوٹے کو خزانہ کر دیا

پیر حیدرؒ شاہ سے ظاہر ہوئے جو کچھ کمال — ہے بصیرت جن میں کچھ وہ جانتے ہیں انکا حال
میں کروں انکا بیاں ایسی کہاں میری مجال — رک کے کہتا ہے قلم خاموش، مانع ہے جلال

بولنا اپنی بضاعت سے بڑھ کر چاہیئے
وصفِ حیدرؒ کیلئے تقریرِ حیدرؓ چاہیئے

ساقیا اب تو زباں منہ میں ہوئی جاتی ہے بند — میں یہ کہتا ہوں نہ پہنچے حسرتِ دل کو گزند
تو نے جو ڈالی ہے وہ ہرگز نہ ہوگی سود مند — دے مئے دو آتشہ ایسی کہ مستی ہو دو چند

ہو نہ کچھ پاسِ ادب سب کو پتہ دوں دور کا
اک دفعہ پھر شور ہو افسانۂ منصورؒ کا

اچھے ساقی پاسِ مذہب کیوں نہ رکھونگا بھلا — تو نہ ڈر، میں بیخودی میں بھی ہونگا باخدا
قیدِ ظاہر سے جو کر دے گی مجھے مستی رہا — میں بنونگا عندلیبِ نغمۂ باطن سرا

کیا ضرورت مجھ کو دنیا کے کسی گلزار کی
لاؤنگا فردوس سے پتی گلِ بے خار کی

تو نے ساقی کچھ نہ میرے حال پر کی التفات — وقت جاتا ہے نکل ناداں رہی جاتی ہے بات

Marfat.com

دب گئے وہ ولولے اور مٹ گئیں سب حسیات　　بجھ گیا دل اب مجھے لکھنا پڑا حالِ وفات

تو نے دل کو کر دیا میرے فسردہ حیف ہے
کیف کیا ہوگا طبیعت خود مری ذی کیف ہے

حالِ رحلت پیر حیدر شاہ کا یوں ہو رقم　　سر جھکا کر سطحِ کاغذ پر چلے اپنا قلم
سوگواری میں بھی ہو حسنِ طبیعت کچھ نہ کم　　دیں ہر اک مصرع پہ مجھ کو داد یارانِ عدم

ہوں پیاماں مصرعِ اشکی و آہی کے لئے
ہو سوادِ دیدۂ موئے سیاہی کے لئے

تھی چھٹی تاریخ اور قمری مہینہ بھی چھٹا　　پیر کا دن تھا مبارک وقت قبلِ ظہر تھا
اپنا اک محبوب بندہ یاد حق کو آگیا　　پیر حیدر شاہ کو یہ غیب سے آئی ندا

بندگانِ رب پہ تقسیمِ تلطف ہو چکی
اب چلے آؤ کہ تکمیلِ تصوف ہو چکی

منتظر ہیں خلد میں حوریں بھی خدمتگار بھی　　بہرِ استقبال رضواں ہو چکا تیار بھی
کچھ فرشتے ہی نہیں ہیں شایقِ دیدار بھی　　حیدرؓ کرار بھی ہیں احمدِ مختارؐ بھی

ساعتِ وصل آگئی اب ختم قصہ ہو گیا
تم نے جو وعدہ کیا تھا ہم سے پورا ہو گیا

وصل کا پیغام جب حضرت نے کانوں سے سنا　　لفظ اللہ زباں پر آگیا دو مرتبا
تیسری بار آپ نے پھر لفظ اللہ کہا　　ہو گئی درپیش رخصت پیش ہوتے ہی ادا

طور دکھلانے فنا فی اللہ کے مقصود تھے
بے پس و پیش آپ خود پیشِ خدا موجود تھے

واصلانِ حق کی فہرستوں میں ہے حضرت کا نام　　جو فنا فی اللہ ہیں ہوتا ہے ایسے اُن کا کام
کر گئے دنیا سے پردہ حیدرِ عالی مقام　　کر لیا فردوس کے سرسبز باغوں میں قیام

گلشن فردوس میں اُن کا تو دُہرا ہو گیا
اپنی نظروں میں یہاں بالکل اندھیرا ہو گیا

ہاں یہ ہے مشہور جب حضرت نے فرمایا سفر　　جانبِ مشرق سے اٹھی ایک آندھی سرخ تر
دیکھ کر اس کو سمجھتا تھا ہر اک اہلِ نظر　　کوئی اہلِ دل گیا ہے آج دنیا سے گذر

Marfat.com

یہ فضائے چرخِ نیلی فام جو یوں لال ہے
رحلتِ شیخِ زمانہ پر گواہِ حال ہے

آسماں چالیس دن مرحوم کو رویا کیا ۔۔۔ کم زیادہ ورنہ اُس مدفن پہ مینہ برسا کیا
رحمتوں نے اُن کی قبرِ پاک پر سایا کیا ۔۔۔ لوگ کہتے تھے کہ تو نے اے اجل یہ کیا کیا

آفتابِ فقر کو تو نے جدا ہم سے کیا
آہ! یہ برتاؤ! اوبے رحم کیا ہم سے کیا

اب کسے جا کر سنائینگے ملالِ دردِ دل ۔۔۔ کون رکھیگا بھلا دل سے خیالِ دردِ دل
دل میں اپنے کیوں لگا لیتے وبالِ دردِ دل ۔۔۔ کیا خبر تھی ہائے یہ ہوگا مآلِ دردِ دل

اب شفا کیسی کہ اُمیدِ مداواہی نہیں
ہے مریضوں کا خدا حافظ مسیحا ہی نہیں

اب کریگا جلوہ گاہِ فقر کی تزئین کون ۔۔۔ اب سکھائیگا مریدوں کو خدا کا دین کون
علمِ سینہ اب کریگا خلق کو تلقین کون ۔۔۔ اور اب دیگا دلِ بیتاب کو تسکین کون

دل کو بے چینی ہوئی آرامِ جاں جاتا رہا
سرزمینِ ہند سے اک آسماں جاتا رہا

متفق ہیں بے شبہ اس بات پر اہلِ حساب ۔۔۔ مطلعِ پنجاب پر چمکا نہ ایسا آفتاب
پھول کا جس کا بدن جس کا پسینہ تھا گلاب ۔۔۔ جس پہ پڑتی تھی زمانے میں نگاہِ انتخاب

صبر کیا ہو دل کو، دل تو پارہ پارہ ہو چکا
صدمۂ رحلت غلاموں کو گوارا ہو چکا

چار فرزند آپ کے تھے اہلِ معنے اہلِ جاہ ۔۔۔ یوں کہو چرخِ چہارم کے تھے چاروں چار ماہ
تین صاحبزادے دنیا سے گئے پیشِ نگاہ ۔۔۔ صرف اک سید مظفر شاہؒ باقی تھے سو آہ

وہ بھی اللہ کی طرح ہم سے کنارہ کر گئے
خاتمہ گویا کہ جیتے جی ہمارا کر گئے

جانشیں اُن کے ہیں اب سید محمد فضل شاہ ۔۔۔ دیں پسند و دیں وار و دیں پژوہ و دیں پناہ
بوسہ گاہِ خلق موجود ہے اُن کی بارگاہ ۔۔۔ فضل اُن کے نام میں ہے کیوں نہ ہو فضلِ الٰہ
اب حکومت چاہیئے ہم کو نہ شاہی چاہیئے ۔۔۔ فضلِ شاہی عہد میں فضلِ الٰہی چاہیئے

Marfat.com

تجہیز و تکفین

صاحب نفحات المحبوب بروایت صحیح ناقل ہیں کہ فقیر محمد درویش اور قاضی عالم شاہ پھٹیالوی نے لنگر خانے میں آپ کو غسل دیا۔ حافظ فتح دین پانی ڈالتے تھے اور ملک نامی خادم جس کے سپرد خدمت وضو تھی۔ پانی کے کوزے بھر بھر کر دیتا تھا۔ تختے کی پائنتی جانب جنوب تھی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو ایک لفافہ، ایک چادر پہنائی اور دستار شریف عطر و گلاب میں بسا کر پہنائی گئی۔ اس کے بعد جنابہ مائی صاحبہ نے معہ اولاد کے آپ کی زیارت کی۔ اور جنازہ باغ کی شمالی زمین پر بغرض نماز لایا گیا۔ مولوی صاحب نے جو صاحبزادگان کے استاد تھے نماز جنازہ پڑھائی۔ بھیڑ بہت زیادہ تھی کئی صفیں قائم کی گئیں۔ ہر صف کی درازی دو سو قدم کے قریب تھی۔ جو شمالی تالاب سے دیوار باغ تک کھڑی تھیں۔ ہر نویں صف میں پانچ مکبر تھے اس لئے کہ ایک مکبر کی آواز کافی نہ ہو سکتی تھی۔ اسقاط کے لئے جو روپیہ لنگر شریف سے لائے گئے تھے۔ وہ ایک ہزار تھے اور جو روپیہ اُس وقت نذرانے میں آئے تھے وہ بھی شامل اسقاط کر دئے گئے تھے۔ ہر امام مسجد کو پانچ روپیہ روزانہ معہ دستار و قرآن شریف اور خادم مسجد کو دو روپیہ یومیہ تین دن تک دئے گئے۔

منگل کے دن ۸ جمادی الثانی کو ظہر کے وقت جب سب لوگ زیارت کر چکے تو صندوق جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ آپ کی قبر بنگلے کے مغربی کمرہ میں قریب دروازہ مغربی واقع ہے۔

صندوق اس طرح دفن کیا گیا کہ قبر شریف میں پکی اینٹوں کے چار پائے آٹھ انگل بلند بنائے گئے۔ صندوق اُن پر رکھا گیا۔ جو دیار کی لکڑی کا تھا۔ اور اُس کے نیچے زمین پر ریت ڈالی گئی۔ صندوق کا بالائی حصہ بند کر دیا گیا۔ اور صندوق کے اِدھر اُدھر جو خالی جگہ بصورت خندق تھا۔ اُس میں مٹی بھرائی گئی اور چنائی کر کے فرش کے برابر کر دیا گیا۔ پھر اوپر سے مٹی ڈال کر سطح ہموار کر دی گئی۔ اور قبر بنا کر سفید چادر اُس پر ڈالی گئی۔

خدایا بریں تربت نام دار　　　　بفضلت کہ بارانِ رحمت ببار

Marfat.com

وفات کے بعد آندھی اور بارش

بروایت صحیحہ و مطابق نقل صاحب نفحات المحبوب جب آپ کی رُوح رحلت فرما چکی تو ایسی زور کی آندھی چلی اور ایسا غبار چھایا کہ کسی کو آنکھ کھولنے کی مجال نہ تھی۔ پھر تمام رات پانی برسا۔ صرف وزردفن کھلا رہا۔ اور پھر دو مہینے تک برابر اس زور کی بارش ہوئی۔ کہ ۷ رشعبان تک آنکھ نہ کھولی۔ مکانات گرنے لگے مخلوق خدا الامان والحفیظ کہنے لگی۔ لنگر خانے کی چھت ٹپکنے لگی۔ مکانوں کے اسباب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے گئے۔ مزار شریف پر جو چادر تھی وہ بھی چھت کے ٹپکنے سے تر ہوگئی۔ آخر ہٹا لی گئی۔ اور آبِ باراں سے اُسے غسل دیا۔ اُس وقت تمام درویشانِ حاضر دربار کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔ کہ ابرِ باراں کا مقصد صرف یہی تھا۔ کہ اپنے آنسوؤں سے مزار شریف کو تر کرے۔ اب دیکھنا کیسا امساک ہوتا ہے چنانچہ اُس کے بعد ایسا ہی ہُوا کہ پانی نہ برسا۔

وفات کے بعد چند خواب

حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے کہ بعد وفات مَیں نے حضرت قبلۂ عالم کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ آپ نے نزع سے پہلے ہمیں بُلایا مگر افسوس ہے کہ کچھ بات چیت نہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں نے تو فرصت کے وقت تمہیں بلایا تھا۔ مگر مظفر شاہ نے تقسیم لنگر کی وجہ سے اُس وقت تم لوگوں کا آنا ملتوی کر دیا۔ پھر تم لوگ آئے تو تم سے بات چیت کرنے کی فرصت نہ تھی۔ کیونکہ اُس وقت فرشتوں کی جماعتیں گروہ در گروہ مجھ سے ملاقات کرنے آ رہی تھیں۔

حضرت ابوالبرکات خواجہ سید محمد افضل شاہ صاحب دام برکاتہم (موجودہ سجادہ نشین جلالپور شریف) فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے قلق و اضطراب نے بہت بےچین کیا تو مَیں حضرت قبلۂ عالم کے مزار پر حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ سے ایسا کیا قصور ہو گیا ہے۔ کہ حضور کبھی اپنا دیدار فیض آثار بھی نہیں دکھلاتے۔ اُسی رات کو

Marfat.com

مَیں نے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں جس کا مثل نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا حضرت قبلۂ عالم نہایت شاندار غالیچے پر رونق افروز ہیں۔ سر پر دستار زرّین بندھی ہوئی ہے۔ جامۂ کمخواب و اطلس زیب جسم اطہر ہے۔ مَیں قدم بوس ہوا اور بحالت بے اختیاری رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کیوں خیر تو ہے۔ مَیں نے عرض کیا کیا چیز ہے کہ حضرت نے ہمیں اپنے دل سے بھلا دیا ہے اور اب پہلی سی توجہات اور نوازشیں مبذول نہیں ہوتیں۔ آخر ہم سے کیا قصور ہوا ہے۔ فرمایا کہ مَیں تم میں سے کسی کو نہیں بھولا ہوں۔ ہر وقت میرا خیال تمہاری طرف ہے۔ پھر فرمایا کہ مَیں مرا نہیں ہوں۔ مجھے مردہ نہ سمجھیں بلکہ مَیں زندہ ہوں۔ اور اپنی دعاؤں سے لوگوں کی حاجتیں مقبول کرتا ہوں ؎

مرا زندہ پندار چوں خویشتن　　　من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

مظفر شاہ سے کہدو کہ وہ ہرگز ہرگز فکر اندیشہ نہ کریں۔ مَیں تم لوگوں کے ساتھ ہر کام میں شریک ہوں۔ گو مَیں تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہو گیا ہوں لیکن تمہارے سب کام ہر وقت میری نگاہ میں ہیں۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور اس مقام کا کیا نام ہے۔ فرمایا اِسے جنّت البقیع کہتے ہیں۔ اور یہیں ہمارا مسکن ہے۔ اِس کے بعد آنکھ کھل گئی ؛

ایک درویش نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت فاتحہ میں کس چیز کا ثواب بخشا جائے۔ آپ نے فرمایا آیۃ الکرسی پڑھ کر فاتحہ پڑھا کرو ؛

حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مجھے اظہار خواب سے منع کر دیا گیا ہوں۔ ورنہ مجھے اکثر خواب میں نئی نئی بشارتیں ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ سید مہر شاہ بیمار تھے۔ ارادہ ہوا کہ صبح انہیں جلاب دیا جائے۔ جوشاندہ جلاب بھگو دیا گیا تھا۔ لیکن رات کو حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ مہر شاہ کو جلاب نہ دینا وہ ویسے ہی اچھا ہو جائیگا۔ صبح اُٹھ کر مَیں نے جلاب پھینک دیا۔ دو روز میں مہر شاہ خود بخود بالکل تندرست ہو گئے ؛

نقل ہے کہ روزِ وفات بھی فیض بیعت جاری تھا۔ چنانچہ آپ کا سب سے آخری مرید جو وفات کے دن صبح داخل بیعت ہوا ایک پٹواری تحصیل بھلوال ضلع شاہپور کا رہنے والا تھا۔ سبحان اللہ کیا اچھے نصیب تھے اُس شخص کے جس نے آخر وقت میں

Marfat.com

مادۂ تاریخ وصال حضرت قبلۂ عالم جلالپوری رح از ترجمانِ حقیقت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی

ہر کہ بر خاکِ مزارِ پیر حیدر شاہ رفت
تربتِ او را امینِ جلوہائے طور گفت
ہاتف از گردوں رسید و خاک او را بوسہ داد
گفتمش سالِ وفاتِ او بگو مغفور گفت
۱۳۲۶ (اقبال)

از لسان العصر خان بہادر اکبر حسین صاحب پنشنر سشن جج الہ آباد

معرفت کی جستجو ہو دولت لاریب سے ہر کسے کیا قدر مال و جاہ ہے
حضرت مرحوم تھے مرد خدا ان کا جو پیرو ہے حق آگاہ ہے
ان کی تاریخ وصال از روئے درد
انتقال پیر حیدر شاہ ہے
۱۳۲۲ + ۴ = ۱۳۲۶ھ
(اکبر الہ آبادی)

Marfat.com

Marfat.com

چلتے چلتے کسب فیض کرلیا۔ مردوں میں سب سے پہلے مولوی علی محمد صاحب ساکن گلانوالہ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عورتوں میں آپ نے سب سے پہلے اپنی والدہ مکرمہ کو بیعت فرمایا۔

آپ کی وفات پر سینکڑوں قطعات تاریخ انتقال وجوانب ملک سے موصول ہوئے۔ سب کے سب درج کرنے کی یہاں گنجائش نہیں لیکن بعض درج کئے جاتے ہیں۔

از لسان العصر خان بہادر سید اکبر حسین صاحب پنشنر سشن جج الٰہ آباد

معرفت کی جس کو دولت ہو نصیب — پھر اُسے کیا فکر مال و جاہ ہے
حضرت مرحوم تھے مرد خدا — اُن کا جو پیرو ہے حق آگاہ ہے
اُن کی تاریخ وصال از رُوئے درد — انتقال پیر حیدر شاہ ہے
۲۲ ۱۳ + ۴ = ۲۶ ۱۳ ھ

از ترجمان حقیقت ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب ایم اے پی ایچ ڈی

بیرسٹرایٹ لا، لاہور

ہر کہ بر خاک مزار پیر حیدر شاہ رفت — تربت او را امین جلوہ ہائے طور گفت
ہاتف از گردوں رسید و خاک او را بوسہ داد — گفتمش سال وفات او بگو مغفور گفت
۱۳۲۶ھ

از خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

سید قوم پیر حیدر شاہ — سالک راہ کبریائے غفور
شد چو وصل بحق بگفتا دل — پئے تاریخ ہجرتش "مغفور"
۱۳۲۶ھ

مرثیۂ وفات

از قاضی عطا محمد صاحب گجراتی نائب تحصیلدار جہلم

سرور پاکان و سر او لیا — کعبۂ دین قبلۂ شاہ و گدا
قطب زماں سید حیدر علی — غوث جہاں سید حیدر علی
مخزن اسرار الٰہی دلش — مطلع انوار الٰہی رخش

Marfat.com

مرہم جان بخش جگر خستگاں — مشعلِ نور از پئے گم گشتگاں
دست دہ و دست کش و دستگیر — پیر جہاں ہادیٔ روشن ضمیر
نقش وجودش چو قلم در کشید — از پئے محبوبیٔ خود آفرید
خلق حسنؓ خوے حسینؓ اندرو — درد بتولؓ و غم زینؓ اندرو
دیدہ ندیدہ است بہ حسنش عدیل — گوش شنیدہ نہ بہ خلقش مثیل
با رخ خویش مہ کنعان کجا — ماہ کجا مہر درخشان کجا
خوبیٔ حسنش کہ شنیدی زکس — عاشق و شیدائش زلیخا و بس
نیست وے یک دو زلیخائے او — جملہ جہان واسر و شیدائے او
نور محمدؐ بہ جبینش منیر — مہر سلیمان بہ نگینش نصیر
شمس ہدایت ز وجودش عیاں — مہر ولایت بہ نمودش قراں
شیر نیستان سیادت کہ او — سیر و گلستان سعادت کہ او
شمع ایوان کمالات چشت — قبلہ دیوان کرامات چشت
زد بہ جہاں نوبت شاہنشہی — کوکب فقر شہ حبیبؒ علی
وائے صد افسوس کہ دنیا بہ ہشت — مسند خود کردہ بہ باغ بہشت
وائے دریغا کہ ز ملک جہاں — مہر درخشاں ہدی شد نہاں
وعدہ دیدار چو نزدیک شد — ز آتش شوقش تپ تحریک شد
از تپ عشق و کشش نام حق — گرم شد از گرمئے پیغام حق
زمزمہ ساز لقا گوش کرد — جمجمہ عسل بقا نوش کرد
جانش بہ وجد آمد و چالاک شد — از فرش خاک بہ افلاک شد
زلزلہ در عرصۂ دنیا فتاد — غلغلہ در گنبد خضرا فتاد
نالہ کناں آہ و فغاں کو بکو — حشر بپا گشتہ بہر چار سو
گشت نہاں چشم چراغ جہاں — تیرہ و تار آمدہ دور زیاں
گشت نہاں جہان تار ز گرد و غبار — مزج شدہ کسوت نیلی و نہار
مہر نہاں کرد رخ خود بہ گرد — ماہ بہ سیارہ شد آوارہ گرد
دیدہ ابر آمدہ گریاں ز غم — سینہ برق آمدہ بریاں ز غم

Marfat.com

ماندہ سر ہیبہ غلاماں ز ہجر — رہن الم کردہ دل و جاں ز ہجر
جان بدن رفت و جگر شد قبا — دل ہمہ خوں گشتہ ازیں ابتلا
شاہد گل رفت ز طرف چمن — بر دل بلبل زدہ خار محن
اے فلک این شعبدہ بازی چرا — مہرہ کشی حقہ طرازی چرا
از بر ما آں شہ دیں بردۂ — قبلہ اصحاب یقین بردۂ
کہف زماں زندہ کون و مکاں — ملجا و ماوائے زمین و زماں
کعبہ دل سوئے سمن بوئے او — قبلہ جاں خاک سر کوئے او
ایکہ ز غم سوختہ صبر کن — شکوہ بخت است فلک را مکن
چند بنالی و زبونی کنی — چند بہ تقدیر ہنر دونی کنی
از دل پر سوز دعا ساز کن — آہ کش و دست دعا باز کن
کاے فضل و مہر تو غمخوار ما — مرہم رحمت نہ آزار ما
نان ز جہان است بہ جان بدن تو — طنطنہ نوبت و توحید تو
جنبش دلہا بود از نام تو — لذت جانہاست ز انعام تو
مسلک این سلسلہ بادا دراز — سجدہ گہ دور زماں نیاز
از فضل کرم تو اے ذوالجلال — با مظفر بہ جمال و کمال
سلسلہ فقر و کرامات او — ولولہ ذوق عبادات او
گفت بہ ہاے ہاے عطا سال سوز — ششم جمادی دوم دوشنبہ روز ۱۳۲۶ھ
ہم شدہ تاریخ وصال کریم — اشد بملک کشور دار النعیم ۱۳۲۶ھ
بار خدایا تو عیسیٔ زمن — مقصد من نیست ز شعر و سخن
جز کہ بحق شہ حیدر علی — آں ہمہ مشکل کہ بدارم ہلی
مرشد حضرت محبوب تست — خواجہ ما طالب و مطلوب تست

از نظر رحم تو منظور کن
رنج و غم و حزن ز ما دور کن

Marfat.com

از مولانا شفق رضوی قادری چشتی عماد پوری کان اللہ لہٗ

(۱)

سوگ میں کس کے فلک کی نیلگوں پوشاک ہے — کس کے غم میں آج سر پر خاک اُڑاتی ہے زمیں
اُٹھ گیا ہے کونسا قطبِ زماں پنجاب سے — کیوں نظر آتا ہے ہر پیر و جواں اندوہگیں
یہ تردد تھا کہ کس اندوہ میں ہیں شیخ و شاب — چشم گریاں، سینہ بریاں مضطر و زار و حزیں
بول اُٹھا ہاتف شفق ہجری میں از روئے حسل — چل بسے افسوس! حیدر شاہ سجادہ نشیں
۱۳۲۶ھ

(۲)

صوفی صافی فقیر دل — زبدۂ سالکاں تھے حیدر شاہؒ
منبع حلم معدن عرفان — قدوۂ عارفاں تھے حیدر شاہؒ
لکھ دیا یہ شفق نے سال وصال — نیک مرد جہاں تھے حیدر شاہؒ
۱۳۲۶ھ

(۳)

سالک و رہنما ئے اہل طریق — تھے طریقت پناہ حیدر شاہؒ
ہے شفق مصرع سن رحلت — نادر الوقت آہ حیدر شاہؒ
۱۳۲۶ھ

از حافظ محمد یعقوب صاحب اوج گیاوی

چو رفت عارف کامل بسوئے خلد بریں — بچشم معتقدانش زمانہ گشت سیاہ
بعلم و فضل و کمالات باطن و ظاہر — جواب خویش نمے داشت سید ذی جاہ
زدود کفر و ضلالت ز کشور پنجاب — چو او نبود کسے رہنما و ہادی راہ
بلند ازدر و دیوار دیر و بتکدہ شد — صدائے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
نوشت مصرع سال وصال اوج حزیں — ارم مکین شدہ زین جہان حیدر شاہ
۱۳۲۶ھ

دیگر

دار فانی سے سوئے ملک بقا — چل بسے صوفی فنا فی اللہ
اوج ہاتف نے یہ کہا مجھ سے — لکھ گرامی نسب تھے حیدر شاہ
۱۳۲۶ھ

Marfat.com

از مولانا مولوی رشید احمد صاحب ارشد تھانوی

مسرت کا اثر دنیا میں کم ہے — جہاں پر چھا گیا رنج و الم ہے
جوان و پیر ہر اک محو غم ہے — دلوں میں درد ہے آنکھوں میں نم ہے
زبانوں پر ہے سب کی آہ ہیہات
وصالِ میر حیدر شاہ ہیہات
۱۳۲۶ھ

وہ سرتاج بزرگانِ تصوف — وہ روحِ فقر او رجانِ تصوف
وہ اونچی جن سے تھی شانِ تصوف — وہ قدسی ذات ایمانِ تصوف
حقیقت دان و حق آگاہ ہیہات
وصالِ میر حیدر شاہ ہیہات
۱۳۲۶ھ

عیاں چہرہ سے انوارِ الٰہی — نمایاں طرز درویشی میں شاہی
رواج افروزئے امر و نواہی — شریعت پروری دیں پناہی
کہاں ایسے ثنائی اللہ ہیہات
وصالِ میر حیدر شاہ ہیہات
۱۳۲۶ھ

نہ تھی بالکل غرض کچھ ماسوا سے — نہ ہو نفی کس طرح وصلِ خدا سے
جہاں پر شور ہے آہ و بکا سے — اداسی ہے عیاں ارض و سما سے
صدا آتی ہے یہ ہر گاہ ہیہات
وصالِ میر حیدر شاہ ہیہات
۱۳۲۶ھ

زمانہ میں تھے جب تک جلوہ آرا — رہا تابندہ دنیا کا ستارا
حیات افزائے خلقت تھا نظارا — نہ کیوں اندھیر ہو عالم یہ سارا
تھے درویشی کے رخشاں ماہ ہیہات
وصالِ میر حیدر شاہ ہیہات
۱۳۲۶ھ

بھٹکتی پھر رہی ہے آہ خلقت — نہیں ملتا کوئی ہادیٔ ملت
بتائے کون اسرارِ حقیقت — کہاں سے لائیں اب خضرِ طریقت
عدم کی آپ نے لی راہ ہیہات — وصالِ میر حیدر شاہ ہیہات
۱۳۲۶ھ

Marfat.com

از مولوی عاشق علی صاحب ناطق کلانوری

(۱)

پیر روشن ضمیر حیدر شاہ ۔ چوں سفر کرد سوئے ملک اللہ
گشت ہر سمت شور و غوغائے ۔ از غم ہجر آں حبیب اللہ
آہ اے شمع نور محبوبی ۔ آہ اے آفتاب نور اللہ
تو کجا مے روی ازیں عالم ۔ کز تو تاریک شد جہاں واللہ
چوں نہادہ جنازہ اش بر دوش ۔ ملہم غیب گفت بسم اللہ
حور رضواں بشوق وصل کشید ۔ نغمۂ لا الٰہ الا اللہ
اے خوشا بخت تو چہ خوش رستی ۔ آفریں مرحبا جزاک اللہ
بارک اللہ تو دریں عالم ۔ بودۂ یک مرد اہل دیں واللہ
تو صحیح النسب بلند لقب ۔ حامئ دیں معین اہل اللہ
اللہ اللہ چہ رتبۂ عالی ۔ غوث و قطب زماں ولی اللہ
بود مشہور در جمیع الخلق ۔ شان زیبائے تو تعال اللہ
بہر تاریخ رحلتش ناطق ۔ فال برگیر از کلام اللہ
یغفر اللہ بفال من آمد ۔ گفت ہاتف فقد بطاع اللہ
۱۳۲۶ھ ۔ ۱۳۲۶ھ

(۲)

شنیدم پیر حیدر شاہ چشتی ۔ بزرگے بود در پنجاب مشہور
ازیں دنیائے فانی چوں سفر کرد ۔ کہ خالق را وصالش بود منظور
ندا آمد پئے تاریخ رحلت ۔ شدہ مرحوم حیدر شاہ مغفور
۱۳۲۶ھ

(۳)

ازیں دار رنج و محن کوچ کرد ۔ چوں آں پیر حیدر علی شاہ من
ندا بہر تاریخ از غیب شد ۔ کہ ناطق رقم کن بتاریخ وسن

واؤ عطف ہے جس کے عدد صرف چھ ہیں جو چھٹی تاریخ ۱۱ ۱۲ ۱
اور چھٹا مہینہ جلادی الثانی دونوں کو ظاہر کرتا ہے ۱۵ ۱۱ } ۱۳۲۶ھ

Marfat.com

(۴)

چہ خوش تاریخ اے ناطق تو گفتی — بہشتی باد حبیب شاہ چشتی
۱۹۶۵ بکرم

(۵)

چوں براہ حق حیدر شاہ فنا فی اللہ شد — گفتم از دل از فنا حاصل بقا باللہ شد
۱۳۲۶ھ

(۶)

پیر و ہادی حبیب حیدر شاہ چشتی قدس سرہٗ
۱۹۰۸ء

(۷)

آہ حبیب احمد ولی حیدر شاہ نور اللہ مرقدہٗ
۱۳۲۶ھ

(۸)

دم مرگ آں شاہ حیدر ولی — بپا شور ماتم کا خلقت میں ہے
جدا کر سر بغض ناطق لکھو — یہاں ہے یہ تن روح جنت میں ہے
۱۳۲۶

از منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر طریقت لاہور
۱۳۲۶ھ

اے پیر شاہ حیدر اے ذوالفقار حیدر — مجموعہ کرامت تھی تیری زندگی بھی
تجھ سے فروغ دل تھا تجھ سے فزا جاں تھا — تو چل بسا تو رخصت اپنی ہوئی خوشی بھی
فیض کرم سے جس کے تھے تلخ کام شیریں — مغفور آج ہے وہ شیریں سخن ولی بھی
۱۳۲۶ھ

از مولوی عبدالرحیم صاحب بسمل کرانوی

(۱)

قطب عالم غوث وقت خویش آں قدسی وجود — اے کہ در عالم نہ بودہ مثل او در فیض وجود
ذات پاک او فنا فی اللہ بقا باللہ گشت — بر جبینش آشکارا جلوۂ نور شہود
انس و جاں بر آستانش جبہ سائی کردہ اند — خلق حسن و خوش نگاہے صد دل عالم ربود
اللہ اللہ بر زبانش وقت آخر آمدہ — روح پاکش کرد سوئے عالم بالا صعود
صد قیامت شد بپا چوں در لحد آرام کرد — خشم خوں بارید ہر یک پارہ پارہ دل نمود
گفت بسمل مصرع تاریخ وصلش یاد کن — صبح کل سید فرید الدہر حیدر شاہ بود
۱۳۲۶ھ

Marfat.com

(۲)

آہ حید رشاہ چشتی جو کہ غوثِ وقت تھے ۔ مُلکِ دل پر ایک وہ صاحب شوکت ہوئے
فیض سے جن کے ہزاروں پیر کامل بن گئے ۔ ایک عالم کیلئے وہ باعث برکت ہوئے
خانہ دل میں تھی جن کے دولتِ خلقِ عظیم ۔ آخرت کا کر کے ساماں صاحب ثروت ہوئے
دوسرا مصرعہ ہے تسجیل ان کی تاریخ وصال ۔ قطبِ عالم مست جلدی داخلِ جنت ہوئے
۱۹۰۸ء

از میر کرامت اللہ صاحب میرؔ امرت سری

(۱)

قطب الاقطاب وقت حید رشاہ ۔ یار م از جہان فانی رفت
رفت چوں از قفش بہ عالمیاں ۔ من چہ گویم چہ ناگہانی رفت
حیف شد انقلاب بے پایاں ۔ میرؔ گفتم ۔ جنید ثانی رفت

(۲)

اے دریغا۔ حسرتا بگذشت از دارِ فنا ۔ شیخ حیدر پر زحب صاحب لولاک دل
ملہم غیبی ندا زد میرؔ بہر سال وصل ۔ در جوار رحمت حق جا نمودہ پاک دل

(۳)

شیخ حید رشاہ رأس العارفین ۔ افتخارِ کاملین و متقیں
بود ذاتش چوں چراغ دیں پناہ ۔ سال فوتش شد چراغ دیں پناہ

(۴)

چون بحکم ارجعی جاں داد حید رشاہ پیر ۔ حلقہ زن در ماتمش گردیدہ اہل حال و قال
میرؔ از ہاتف چو جستم فقرۂ تاریخ فوت ۔ گفت حید رشاہ چشتی دُرّی دنیا بسال

(۵)

چوں بداعی اجل لبیک گفت ۔ پیر حید رشاہ فخر اہل چشت
گفت رضواں میرؔ سال رحلش
قطب الاقطاب زماں سیر و بہشت
۱۳۲۶ھ

Marfat.com

از حضرت مولانا عشرت صاحب لکھنوی

چار و نظر جہاں میں اک شور و شین ہے | گھر گھر سے آرہی ہے صدا و امصیبتا
یعنے کہ قبلہ سید حیدر مطیع حق | تشریف لے گئے طرف عالم بقا
مہر سپہر معرفت و قبلۂ زماں | زینت فزائے محفل احکام کبریا
گل حیف آج شمع طریق رسل ہوئی | کوئی رہا نہ اہل طریقت کا رہنما
حکم خدا سے واقف اسرار غیب تھے | بس ہوگیا وہی جو زباں سے نکل گیا
خلق حسن تھے آپ کے مشہور خاص و عام | شیخ الشیوخ آپ کو کہتے تھے اولیا
بیحد کرامتیں تھیں بیاں کیا کرے کوئی | ممکن نہیں کہ شرح سے لکھوں ماجرا
پہنچا ہے فیض خاص مریدوں کو اس قدر | ماحی کفر و شرک ہوا نام آپ کا
ماتم کدہ ہے آج جہاں میں جلالپور | مصروف گریہ سب ہیں مسلمان جابجا
ذات نکو تھی وجہ رفاہ عوام و خاص | یاور تھے عاجزوں کے غریبوں کے پیشوا
روشن چراغ تھے یہ طریق سلوک کے | قطب زمانہ غوث جہاں سایۂ خدا
یہ سانحہ وہ ہے کہ زمانہ ہے سینہ چاک | یہ رنج و غم وہ ہے کہ نہیں جسکی انتہا
لاحق تھی فکر مجھ کو سنین وصال کی | عرش علا سے ہاتف غیبی نے دی ندا

سال وصال آپ کا ہے از سر الم
سرتاج اولیائے قدس آج اٹھ گیا
۱۳۲۷ - ۱ = ۱۳۲۶ھ

اولاد امجاد

(۱) صاحبزادہ سید بدیع الزمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے آپ کو حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت حاصل تھا صورت و سیرت اور بول چال میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بالکل مشابہ تھے مخیر اس قدر تھے کہ آپ کا جواب نہ تھا۔ ایک مرتبہ جبکہ

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سیال شریف لیگئے تو لنگر کا اہتمام آپکے سپرد ہوا۔ آپنے اُس میں بڑی کشادہ دلی سے کام لیا۔ اور لنگر شریف کو خوب ترقی دی۔ مائی صاحبہ نے آپ سے فرمایا کہ ایسے خرچ کروگے تو کَے دن کام چلے گا۔ آپ نے عرض کی آپکے زیورات سے کام چلاتا جاؤنگا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ ایسے خرچ میں زیورات بھی کب تک کام دے سکتے ہیں۔ آپنے عرض کی تو پھر مکانات موجود ہیں۔ مائی صاحبہ سنکر خاموش ہوگئیں +

آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور ہنوز آپ اکیس سال کے تھے کہ بتاریخ ۱۲۹۵ شعبان ۱۲۹۵ھ داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے اجداد کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

(۲) حضرت خواجہ سیّد محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت قبلۂ عالم کے دوسرے فرزند تھے۔ اور خلیفہ بھی۔ وفات سے تین سال قبل حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو خلافت عطا فرمادی تھی۔ آپکو بھی خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھی بصرف سندِ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملی تھی۔ آپ کی پانچ شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی سید الٰہی شاہ کے یہاں ہوئی۔ جن سے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی صاحبزادی کی شادی سید سیدن شاہ صاحب سے ہوئی۔ اور دوسری کی سید نواب شاہ صاحب کے لڑکے سے قرار پائی۔ اُس لڑکے کی وفات ہوگئی +

حضرت سید مظفر علی شاہ صاحب کی دوسری شادی بمقام پنڈ دادنخاں راجہ سیف علی خاں جاگیر دار و رئیس اعظم کے یہاں ہوئی۔ جن سے چار صاحبزادے ہوئے جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب (۲) نواب سید پیر محمد مہر شاہ صاحب (۳) سید محمد اکرم شاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (۴) سید محمد محمود شاہ صاحب +

سید محمد فضل شاہ صاحب بفضلہ تعالےٰ اس وقت صاحب سجادہ ہیں +

تیسری شادی حضرت سید محمد شاہ صاحب خلیفہ اوّل کے گھر ہوئی۔ چوتھا نکاح

Marfat.com

کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے سادات کے ہاں ہؤا۔ اور پانچواں نکاح بیوۂ حضرت خواجہ سیّد محمد قایم الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہؤا۔ جن سے ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ جنکا نام سیّد احسان الحق ہے ٭

آپ نے بتاریخ ۱۹۔ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ وفات پائی۔ اور آپ کا مزار بھی مزارِ حضرت خواجہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کے پاس زیارت گاہِ خاص و عام ہے ٭

(۳) سیّد محمد رسُول شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

صرف اٹھارہ روز بقیدِ حیات رہکر دنیا سے رخصت ہوئے۔ میاں عمر الدین روایت کرتے ہیں کہ جب صاحبزادے پیدا ہوئے۔ تو دو تین روز کے بعد گھر میں سے مجھے آواز "ھُوْ" آئی۔ میں نے اُس کا ذکر حضرت قبلۂ عالم سے کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں گھر میں لڑکا پیدا ہؤا ہے۔ اور اُس کی زبان سے اسمِ ذات جاری ہے۔ یہ اُسی کی آواز ہے ٭

میاں نظام الدین کہتے ہیں کہ جب صاحبزادہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اور انہیں غسل دیا گیا تو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ سینے سے نیچے کچھ گڑھا سا ہوگیا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے میاں عمر الدین کی روایت با صداقت میں شبہ نہ رہا ٭

(۴) حضرت سیّد محمد قائم الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تونسوی سے آپ کو شرفِ بیعت حاصل ہؤا۔ اور خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ نے فیض پایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کو آپ سے بیحد محبت تھی۔ آپ کی شادی موضع آلومہار میں جناب سیّد چنن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہوئی تھی۔ جو خاندان نقشبندیہ میں مشہور خلیفہ ہیں ٭

آخر بامرِ الٰہی بعمر ۲۱ سال بتاریخ ۱۰۔ رجب ۱۳۱۴ھ سفرِ آخرت اختیار کیا۔ پہلے آپ کو جانب غرب کوٹھری میں دفن کیا گیا۔ پھر چند روز کے بعد صندوق سے نکالکر اُس بنگلے میں جہاں حضرت قبلۂ عالم کی نشست تھی آپ کو دفن کیا گیا۔ آپکا نام حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا ٭

Marfat.com

میاں عمرالدین روایت کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ قائم الدین کی وفات کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے جلالپور کی بیوہ اور بیس عورتوں کی تنخواہیں مقرر کر رکھی تھیں۔ اللہ اللہ ٭

ان کے علاوہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تین لڑکیاں تھیں جو حضرت سید احمد شاہ صاحب کے تینوں لڑکوں سے بیاہی گئی تھیں۔ چنانچہ بڑی صاحبزادی کا نکاح حضرت سید گلاب شاہ ہوا۔ اُن سے سید حسین شاہ صاحب تولد ہوئے۔ جو منصفی کے محکمے میں ریڈر ہیں چھوٹی صاحبزادی سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور منجھلی صاحبزادی سے دو لڑکے ہوئے جو فوت ہو گئے ٭

مختصر حالات خلفائے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ

خلیفہ اول زبدۃ العارفین حضرت خواجہ شیخ سید محمد مظفر علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

آپ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جلالپوری کے دوسرے صوری و معنوی فرزند ہیں جن کی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔ اور عمر میں حضرت سید بدیع الزمان شاہ صاحب سے قریباً تین سال چھوٹے تھے آپ کی والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے (جو کہ خود بھی تورع پرہیزگاری اور سب سے بڑھ کر سخاوت میں اپنی نظیر خود ہی تھیں اور حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سگے ماموں کی صاحبزادی تھیں) روایت ہے کہ آپ کی وفات سے پہلے مالی حالت کچھ تسلی بخش صورت میں نہ تھی۔ آپ کی ولادت کے دن سے ہی اُس میں نمایاں تغیر ہو گیا۔ اور خود حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑا کہ آپ کا دوسرا فرزند یمن و برکت فارغ البالی و مرفۃ الحالی کے برکات اپنے ساتھ لایا ہے ٭

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی صاحب کے ساتھ ہی مولوی قطب الدین صاحب سکنہ ہرنپور سے ہوئی۔ پھر قاضی احمد شاہ صاحب سکنہ پھڈیال اور مولوی حمیدالدین صاحب سکنہ کد لتھی تحصیل چکوال سے علی التواتر درسی کتابیں پڑھیں آپ علوم ظاہری کی

Marfat.com

پورے طور پر تکمیل نہ کر سکے تھے۔ مگر جس شخص نے آپ کی زیارت کی ہے! اور آپ کی قوت بیانی مدلل طریق گفتگو اور برجستہ و بامحاورہ فقرات کا استعمال کرتا سُنا ہے وہ آپ کی علمی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ اعلےٰ ترین دماغی قابلیت کے فرد تھے! اور فن عمارت و انجینرنگ میں آپ کو قدرتی طور پر حظ وافر حاصل تھا جس کا بیّن ثبوت لنگر شریف کی سر بفلک عمارات سے مل سکتا ہے۔ جن کے نقشے آپ نے خود اپنے ہاتھ سے تیار کئے۔ آپ خدائی رعب و ہیبت و جلال کی زندہ تصویر تھے! اور آپ کے سامنے کسی کو مجال چون وچرا نہیں ہوا کرتی تھی۔ طاقت جسمانی میں رستم ثانی نہایت تنومند اور خوش جمال تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں دنیاوی تمام امور کی انجام دہی آپ سے متعلق تھی! اور اجرائے لنگر خدمت درویشاں مہمان نوازی میں آپ نے جس دریا دلی کا ثبوت دیا ہے اُس سے ہر خادم درگاہ بخوبی واقف ہے۔ توکل و استقامت اور استغنا آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔

ایک دفعہ ؁ء کے قحط میں جب کہ لنگر کے مصارف بوجہ بیحد مسافرین و سائلین کے ورود کے حد سے متجاوز ہو گئے اور لنگر پر بہت سا قرضہ ہو گیا تو ایک دن آپ اپنے گھر کے تمام زیورات لیکر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ان زیورات کو فروخت کر کے مسافرین و سائلین کی خدمت گزاری کی جائے۔ چنانچہ قبلۂ عالم آپ کے اس ایثار سے نہایت خوش ہوئے اور زیورات واپس دیکر ارشاد فرمایا کہ اس امر کی ضرورت انشاء اللہ نہیں ہوگی۔ چنانچہ اُس کے بعد فی الفور قحط کی بلا سے مخلوق خدا کو رہائی مل گئی۔

حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کی بھی آپ پر نظر خاص درجہ غایت تھی! اور جب کبھی حاضر ہوتے آپ نہایت محبت اور شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ آپ اپنے اعتقادات میں نہایت مستحکم تھے۔ اور صاف گوئی میں تو آپ کی مثال بالکل عنقا تھی۔ سوائے ذات احکم الحاکمین کے کسی کا خوف یا ہراس آپ کے غیور اور چٹان کی طرح مضبوط طبیعت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا! ورلا یخافون لومۃ لائم کے مطابق آپ کسی دنیادار کی اظہار صداقت کے معاملہ میں پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ حیات میں تو آپ نے ظاہری شاہانہ مگر در باطن درویشانہ زندگی بسر کی مگر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد جس کا صدمہ آپکے لئے بالکل ناقابل برداشت ثابت ہوا۔ آپکے طریق ہائے عمل میں نمایاں تغیر رونما ہو گیا یعنی دنیا کی بے ثباتی کا نقش ایسا آپکے دلنشین ہوا کہ لباس و خوراک میں بالکل سادگی اختیار کر لی ریش مبارک کو وسمہ کے قیود سے آزاد کر دیا۔ اور یاد خدا میں ہر وقت منہمک رہنے لگے۔ بالآخر آپ پر جذب کی خاص حالت پیدا ہو گئی اور وفات سے پہلے تین چار سال تمام تر معاملات اپنے فرزند اکبر ابوالبرکات حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین حال کے سپرد کر کے آپ بالکل خلوت گزین ہو گئے۔ جن اصحاب کو آپ کی زندگی کے یہ آخری لمعات بنظر امعان مطالعہ کرنے کا موقع حاصل ہوا ہے وہ اسی امر کی موثوق شہادت دینگے۔ آپ فنا فی الشیخ کی ایک زندہ تصویر بن گئے تھے اور آپ کی وہ علالت جو بالآخر آپ کی وفات کا موجب ثابت ہوئی اور جس کی تشخیص بڑے بڑے حکیم اور ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے بھی نہ ہو سکی۔ در اصل ارتقائے روحانی و حصول درجات فقر کے مختلف کیفیات تھے ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ۔۔۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کی عملی تفسیر یعنی کبھی تو آپ اپنے ہمنشینوں کو پہچان بھی نہ سکتے تھے! اور کبھی ایسے ایسے معارف و نکات تصوف بیان فرماتے کہ سامعین اُن کی قوت استدلال سے دنگ رہ جاتے ۔

ذکر قلبی ہر وقت جاری رہتا اور مرض الموت کے ایام میں جب بوجہ نقاہت کے آپ خود وظائف نہیں پڑھ سکتے تھے درویشوں سے وظایف سناکرتے تھے ۔

حکما نے تو ضعف اعصاب کو آپ کی رحلت کا باعث قرار دیا۔ مگر حق شناس نگاہوں اور بصیر نظروں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ آپ جہاد بالنفس کے شہید ہوئے اور ترک دنیا و ما فیہا و تقرب الی اللہ کے وہ مناظر دنیا اور بالخصوص آپکے نکتہ چینوں کے سامنے آئے جن کے بیان سے قلم عاجز ہے ۔

بالآخر کارگاہ تصوف کا یہ یکتا نوجوان مرد پچپن سال کی عمر میں اپنے ممتاز

Marfat.com

والد ماجد اعنی حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں جا پڑا۔ اور بتاریخ ۱۹۔ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ ہجری المقدس داعی اجل کو لبیک کہا ٭

آپ کی مزار حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ اپنی جاذبیت کے اثرات زائرین کو دکھلا رہی ہے۔ آپ کی کئی ایک کرامات زبان زد خواص و عوام ہیں۔ جنہیں بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اور ناظرین آپ کے سوانح حیات کے مختصر حالات سے ہی اُن کا بخوبی موازنہ کر سکتے ہیں۔ ؎

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

اَولاد

اولاد کی طرف سے بھی آپ نہایت خوش قسمت تھے۔ خداوند کریم نے آپ کو چھ فرزند عطا فرمائے، چار فرزند محمد فضل شاہ، محمد مہر شاہ، محمد کرم شاہ، محمد محمود شاہ، راجہ سیف علی خاں صاحب رئیس اعظم پنڈدادن خاں کی صاحبزادی سے، ایک فرزند محمد احسان الحق، سید محمد حسین شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ آلوہار کی ہمشیر سے، یہ پانچوں صاحبزادے خدا کے فضل و کرم سے بقیدِ حیات ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کی عمروں میں برکت اور درجات میں ترقی عطا فرمائے ٭

کھوٹہ والے محل سے ایک فرزند سید رحمت شاہ، ۳۔ ذیقعد ۱۳۲۲ھ کو پیدا ہوئے تھے لیکن تین سال کی عمر میں رہگرائے عالم جاودانی ہوئے ٭

(۱) فرزند اکبر ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین حال، آپ کے حالات خلفائے مجاز کے سلسلہ میں کسی دوسری جگہ درج کئے گئے ہیں ٭

(۲) نواب سید محمد مہر شاہ صاحب، آپ کی ولادت ۲۵ شعبان ۱۳۱۴ھ ہجری (مطابق ۲۹ جنوری ۱۸۹۷ء و ۱۸۔ ماگھ سمت ۱۹۵۳ بکرمی) شنبہ کے دن ہوئی۔ آپ نے عربی کی صرف و نحو، اور فارسی سکندر نامہ تک پڑھی ہے۔ گو آپ کی تعلیم زیادہ نہیں تاہم آپ خاص قابلیت کے مالک ہیں، جو مبدء فیاض کی طرف سے عنایت ہوئی ہے آپ کو پالیٹکس میں خاص ملکہ ہے۔ اور صغر سنی کے باوجود آپ نے مسئلہ خلافت اور اسلامی جذبات کی ترجمانی وائسرائے ہند سے بہترین طریقہ سے فرمائی ہے لنگر شریف کے

Marfat.com

انتظامات آپ ہی کی ذات سے متعلق ہیں۔ آپ بڑے حکام رس واقع ہوئے ہیں نہایت وجیہہ، حسین، قوی ہیکل، اور شہ زور نوجوان ہیں، رعب و داب اور ہیبت و جلال آپکے بشرہ سے نمایاں ہے ٭

آپ پنجاب کونسل میں مسلمان زمینداروں کی طرف سے نمایندے ہیں۔ جون ۱۹۲۳ء میں گورنمنٹ عالیہ نے آپ کو "نواب" کا خطاب عطا فرما کر اس خطاب کی عزت افزائی کی ہے، گو آپ کی شان و عظمت میں اس سے ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوا ٭

آپ کی پہلی شادی سید گلاب شاہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے دو صاحبزادے مسعود احمد اور مظہر الحق پیدا ہوئے۔ دوسری شادی فقیر سید جلال الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی دختر نیک اختر سے ہوئی، اُن سے مقبول احمد عالم وجود میں آئے ٭

(۳) سید محمد کرم شاہ صاحب، آپ ۲۴۔ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ (مطابق ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء و ۱۵ کاتک سمت ۱۹۵۶ بکرم) بروز دوشنبہ پیدا ہوئے۔ پہلے مکان پر مذہبی تعلیم، پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی تعلیم حاصل کی۔ آپ انڈر گریجویٹ ہیں۔ اور پنجاب سول سروس میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر ممتاز ہیں، آپ کی شادی خان بہادر راجہ محمد اکبر خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ و ممبر پنجاب کونسل کی صاحبزادی سے ہوئی ٭

(۴) سید محمد محمود شاہ صاحب، آپ کی تاریخ ولادت ۱۶۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ (مطابق ۱۳۔ جون ۱۹۰۳ء و ۳۱ جیٹھ سمت ۱۹۶۰) بروز شنبہ ہے، آپ گورنمنٹ کالج لاھور میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور نہایت ہونہار ہیں، آپ کی شادی سید محمد زمان شاہ صاحب کے ہاں دسمبر ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ جو حضرت قبلۂ عالم کے خلیفہ مجاز ہیں ٭

(۵) سید محمد احسان الحقؒ صاحب آپ کی ولادت بھادوں سمت ۱۹۷۰ بکرمی میں ہوئی۔ اور ابھی خورد سال ہیں ٭

تعلیم صاحبزادگان

سید محمد مظفر شاہ صاحب کا خیال تھا کہ صاحبزادوں کو صرف مذہبی تعلیم دلائی جائے لیکن آپکے فرزند اکبر سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین نے اس کی مخالفت کی۔ اور تجویز پیش کی کہ ضرورت کے مطابق مذہبی تعلیم دلا کر انگریزی تعلیم بھی دلائی جائے۔ ورنہ خاندان

Marfat.com

میں تن آسانی اور مفت خواری کا خیال پیدا ہو کر مہذب گداگری کی شکل اختیار کریگا جو اسلام کی تعلیمات، نیز اس استقامت کے منافی چیز ہے جو حضرت قبلہ عالم کی سنّت تھی۔ غرض بڑی رد و قدح کے بعد یہ تجویز منظور ہوئی۔ اور صاحبزادوں کو مذہبی تعلیم کے ساتھ مروجہ تعلیم بھی دلائی گئی۔

موجودہ سجادہ نشین صاحب اپنے فرزند اکبر سید محمد برکات احمد شاہ صاحب کو صرف مذہبی تعلیم دلائینگے! اور دیگر صاحبزادوں کو مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی اور تجارت کی تعلیم بھی دیجائے گی۔

خلیفہ دوم ابوالبرکات حضرت مولانا سید نا محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین حال سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ۴ رجادی الاول ۱۳۱۲ھ ہجری (مطابق نومبر ۱۸۹۴ء و کاتک سمت ۱۹۵۱) بروز شنبہ ہوئی۔ چونکہ سید مظفر شاہ صاحب کے اب تک اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کی ولادت باسعادت خاص طور پر مسرّت انگیز ہوئی۔ آپ کو دیکھ کر حضرت قبلہ عالم نہایت مسرور ہوئے۔ اور صاحبزادہ قایم الدین شاہ صاحب (سجادہ نشین صاحب کے عم محترم) کی وفات سے اُن کو جو صدمہ ہؤا تھا دور ہو گیا۔

آپ کا نام الہامی ہے، جب قبلہ عالم سے نام رکھنے کی درخواست کی گئی تو ارشاد فرمایا کل نام تجویز کرونگا، چنانچہ شب کو خواب میں ارشاد ہؤا کہ فضل شاہ، مہرشاہ، کرم شاہ۔ سید مظفر شاہ صاحب نے اسی ترتیب سے اپنے صاحبزادوں کے نام رکھے۔

ابتدائی تعلیم میں قرآن مجید حافظ اللہ دین ساکن چک شیر محمد سے ختم کیا۔ حفظ کرنا بھی شروع کیا تھا لیکن بیمار پڑ گئے۔ پھر مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن کرڑی سے سکندر نامہ تک فارسی، اور کتب صرف و نحو، اور فقہ میں شرح وقایہ تک عربی پڑھی۔ مولوی صاحب موصوف جب رخصت پر جاتے تو خود حضرت قبلہ عالم درس و تدریس کے کفیل ہوتے تھے یہ وہ شرف تھا جس کو سجادہ نشین صاحب نہایت فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں! ور یہ فخر بجا بھی ہے۔

منطق، فلسفہ، آدب، عقائد، کلام، اور علوم عقلیہ کی تحصیل مولوی فیض الحسن صاحب

Marfat.com

مولوی فاضل ساکن بہین سے کی صحاح ستہ، فقہ اور باقی علوم نقلیہ مولوی قادر بخش صاحب ملتانی، اور حافظ جلال الدین صاحب ساکن کوٹ مومن اور مولوی محمد سعید صاحب سے پڑھے اور دینیات کی تکمیل کی +

ان چیزوں کے ساتھ ساتھ انشاپردازی میں کمال حاصل کیا جو علما میں کم پائی جاتی ہے +

مذکورہ بالا صفات کو دیکھ کر حضرت قبلۂ عالم علیہ الرحمۃ کی نظروں میں اُن کی وقعت اور بڑھ گئی۔ چنانچہ جب سید محمد مظفر شاہ صاحب نے حضرت قبلۂ عالم سے اُن کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کرنے کیلئے عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ میں اُن کو بیعت کے لیے سیال شریف لیجاؤنگا۔ لیکن سید محمد مظفر شاہ صاحب کی درخواست بھی رد نہیں ہو سکتی تھی اس لئے بڑے اصرار کے بعد بیعت کے مراسم ادا ہوئے! اور آخری سفر سیال شریف میں حضرت قبلۂ عالم نے خرقۂ خلافت بھی آپ کو عطا فرمادیا +

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مبارک میں تعویذ نویسی وغیرہ آپ ہی کے متعلق تھی جب سید محمد مظفر شاہ صاحب خلیفہ ہوئے تو ۲ سال تک بیعت وغیرہ خود لیتے رہے۔ لیکن پھر یہ کام بھی آپ کے سپرد فرمادیا۔ چنانچہ اُن کی حیات میں ۴ سال تک اُن کے تمام خدمات جانشینی آپ ادا فرماتے تھے +

۱۹ سال کی عمر شریف ہوئی تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں طلب فرمارہے ہیں۔ صغر سنی اور ناتجربہ کاری کی بنا پر آپکے والد ماجد نے بڑی رد و قدح کے بعد اجازت حج بخشی۔ آپنے ۲ رشوال ۱۳۳۱ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حج کا سفر اختیار کیا۔ راستہ میں متعدد خوارق عادات آپ سے ظہور میں آئے۔ جن کے اظہار کی آپنے باوجود راقم کے اصرار کے اجازت نہیں بخشی +

اس مقدس سفر میں مؤلف کتاب خدام چند اور پیر بھائیوں کے ہمراہ تھا۔ جب کسی کام کی ضرورت ہوتی تو ہر شخص اپنے ذمہ اس کا کچھ حصہ کر لیتا تھا۔ آپ بھی جماعت کے ایک فرد کی حیثیت سے اس میں شریک ہو جاتے تھے۔ جو مساوات اسلامی کا بہترین منظر ہوتا تھا۔ متعدد مقامات پر لوگوں کو حفاظت کیلئے پہرہ دینے کی ضرورت پیش آئی تمام لوگوں کے ساتھ آپ نے بھی اپنی باری میں یہ فرض سرانجام دیا۔ کھانے پینے میں بھی

Marfat.com

از راہِ تواضع خدام کے ساتھ شریک رہتے تھے۔ اگرچہ سفر نہایت دشوار گذار، اور دور و دراز مقامات کا تھا۔ اور آپ ہمیشہ سے ناز و نعمت کے آغوش میں پلے تھے، تاہم کبھی تکلیف کی شکایت نہیں فرمائی +

اس سفر میں آپ نے بیروت، دمشق، مصر، اسکندریہ، یافہ اور بیت المقدس کی زیارت کی، اور پھر ہندوستان واپس تشریف لائے +

آپ کا پہلا عقد سید نواب شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ جو حضرت قبلۂ عالم کے حقیقی داماد اور بھانجے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد دوسری شادی مکان شریف میں حضرت حاجی میر آلِ رسول صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جو خاندانِ نقشبندیہ کے خاص بزرگوں میں تھے، وہ حج کو تشریف لیگئے۔ تو خدا کے ملک میں سکونت اختیار کی اور ہندوستان واپس تشریف نہ لائے +

حاجی صاحب کی صاحبزادی کا عقد اپریل سنہ ۱۹۱۷ء میں ہوا۔ وہ کسی قدر عربی سے بھی واقف تھیں۔ اور فارسی میں خاص کمال رکھتی تھیں۔ ۱۲۔ شعبان سنہ ۱۳۴۰ھ کو وفات پائی، اور حسب ذیل صاحبزادے یادگار چھوڑے +

(۱) سید برکات احمد شاہ، ولادت ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۶ ہجری مطابق ۴۔ فروری سنہ ۱۹۱۸ء موافق ۲۳۔ ماگھ سمت ۱۹۷۴ یوم دوشنبہ +

(۲) سید حسنات احمد شاہ، ولادت ۲۵ شوال سنہ ۱۳۳۷ ہجری مطابق ۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء مطابق ۹ ساون سمت ۱۹۷۶ یوم پنجشنبہ +

(۳) سید لمعات احمد شاہ، ولادت ۲۱ رجب سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء موافق ۹ چیت سمت ۱۹۷۸ یوم سہ شنبہ +

آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے پانچسو روپیہ سالانہ کی جاگیر تین پشت کیلئے عطا ہوئی شاہانِ مغلیہ نے تمام مشہور درگاہوں کو جاگیریں عطا فرمائی تھیں۔ اب اسلامی سلطنت ہندوستان میں نہیں لیکن شکر ہے کہ سرکار انگریزی نے اپنے وقت کی ہندوستان کی سب سے مشہور گدی کی خدمت کو اپنی سعادت اور سلطنت کی قیام کا باعث سمجھکر یہ جاگیر عطا فرمائی۔ اور اپنی دانشمندی سے مسلمانوں کے دل ہاتھ میں لے لئے +

Marfat.com

خلیفہ سوم حضرت سید محمد شاہ صاحب لودھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپکے والد ماجد کا نام حضرت سید سعد اللہ شاہ تھا عرف خلیفہ دسوندی خلف سید الٰہی بخش صاحب خلف سید ننھے شاہ صاحب سید گیلانی از اولاد حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ سید اور اولاد حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہٗ سے تھے۔

اصلی وطن ہارواڑ علاقہ ملک ہندوستان ہے آپکے آباؤ اجداد بادشاہانِ وقت کی ملازمت میں رہتے چلے آئے ہیں۔ آپنے اپنے حالات اپنی قلم سے فارسی میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

مجھے زبدۃ الصادقین خواجہ راستین ادام اللہ فیضہٗ سے نیاز حاصل کرنیکا بیحد شوق تھا لیکن امورِ دنیوی، ملازمت[1] انگریزی، اور ابتلائے فسق و فجور و عیاشی سے میں بے حد غافل تھا۔ اور یہی امور مانع قدمبوسی و حاضری جلالپور شریف تھے۔

اتفاق سے ایک وزیر میاں صاحب لنگر پوریہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے کیا چاہتا ہے حبیب شاہ جلالپوری کے پاس جا۔ انہوں نے کئی بار اسی طرح فرمایا مگر غفلت نے کچھ سمجھنے نہ دیا۔ اور میں بدستور فسق و فجور میں مبتلا رہا۔

کچھ عرصہ کے بعد میں پنڈ دادنخاں کی طرف گیا وہاں اثنائے راہ میں فقیر شاہ ڈھڈیالوی سے ملاقات ہوئی۔ اُن سے میں نے خواجہ غریب نواز کے اشتیاق ملاقات کا حال کہا۔ وہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی زیارت کو جا رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک عرضی میری طرف سے لکھی۔ اور اپنے لڑکے کے ہمراہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مجھے جلالپور شریف بھیجدیا۔

جلالپور شریف پہنچا میں نے اپنا اسباب سرائے میں رکھ دیا اور حاضر دربار ہوا جب میری عرضی گذرانی گئی تو نماز شام کا وقت تھا حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ اور نماز پڑھو۔ اُسی وقت حضور خود بھی مسجد میں تشریف لے آئے۔ جب نماز باجماعت ہو چکی تو مجھ سے ارشاد ہوا کہ جب تک ہم ختم خواجگان ختم کریں بیٹھے رہو۔

---

[1] یہ حضرت پہلے بعہدہ سررشتہ داری محکمہ جنگلات جہلم ڈویژن میں مامور تھے ۱۲

Marfat.com

میں بیٹھا رہا۔ بعد ختم حضور دیوان خانے میں تشریف لیگئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے گیا اور صحن دیوان خانہ میں جا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک درویش سے حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص بیعت کیلئے باہر بیٹھا ہوا ہے اُسے آواز دے لو۔ وہ درویش آیا پکارا۔ آواز دی وہاں میرے سوا کوئی ہوتا تو بولتا۔ اور مجھے یقین نہ تھا کہ یہ طلبی میری ہے لہٰذا وہ واپس چلا گیا۔ دوبارہ حکم ہوا کہ جاؤ وہاں بیٹھا ہوا ہے اُسے یہاں بلا لاؤ۔ وہ پھر آیا اور آواز دینے لگا۔ ناگہاں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہاں اجنبی صرف مَیں ہوں ممکن ہے کہ یہ خطاب مجھ سے ہو۔ فوراً اُٹھا اور حاضر خدمت ہوا۔

آپ نے دریافت فرمایا وضو ہے؟ مَیں نے عرض کی جی ہاں! ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ۔ اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ مَیں نے اپنا ہاتھ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور نے بیعت کیا اور وظائف، درود و ستغاثات سلسلہ چشتیہ نظامیہ کیا۔ روزمرّہ اسم **یا وھاب** ستر مرتبہ بعد از نماز صبح، اور درود شریف و سورہ اخلاص دس دس مرتبہ بعد ہر نماز، اور اسم **اللہ الصمد** سو مرتبہ بعد ہر نماز یا پانچسو بار بعد نماز صبح۔ اور **یا شفیق، یا رفیق نجنی من کل ضیق** ستر مرتبہ بعد از نماز عشا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اور تمام اوراد بجز **اللہ الصمد** کے ایک پرچہ پر اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر مجھے دئیے۔

مَیں نے حسب تعلیم اوراد وظائف کی پابندی کی خدا کا کرنا میرے تمام عیوب اور بد افعالیاں رفتہ رفتہ دُور ہوگئیں اور مَیں نے تمام لاعلاج امراض نفس سے نجات پائی۔ جس کے بعد اولے نماز اور اوراد و وظائف میں کبھی کوئی قصور واقع نہ ہوا۔

بعد کے حالات بروایت مولوی کرم الٰہی صاحب اس طرح سُنے گئے کہ بعد بیعت (جو ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۳ء ہوئی) ایک دن سید محمد شاہ صاحب نے اپنا تمام اسباب ظاہری فقرا اور مساکین کو خیرات کر دیا۔ ایک پُرانی چادر اوڑھ کر، ایک پُرانا تہ بند باندھ کر اور ایک ٹوٹا سا جوتا پہنکر مسجد جلالپور شریف میں آ بیٹھے۔ صاحبزادہ حضرت سید مظفر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے آپ کو پہچانا۔ اور دوڑ کر حضرت خواجہ

Marfat.com

غریب نواز علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گئے۔ اور عرض کی کہ سید محمد شاہ اپنی ملازمت سے مستعفی ہو کر اس حال میں چلے آئے ہیں اور مسجد میں معتکف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اُن سے پوچھو اگر ملازمت کی تمنا ہے تو پھر درخواست دو اس سے بہتر جگہ ملجائیگی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ حضور اب انہیں نوکری کی تمنا نہیں کہ لوگ طعنہ دینگے۔ حضور نے فرمایا کہ پھر کیا درویشی چاہتے ہیں عرض کی جی ہاں۔ در در کی گدائی کے آرزومند ہیں +

حضور انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویش گدائی نہیں کرتا اور نہ گدائی کرے گا بفضلہ تعالیٰ ہم اُسے دونو جہان کی بادشاہی کی طرح فقیری دینگے۔ کچھ عرصہ کے بعد سید محمد شاہ کو اُن کے وطن کی طرف روانہ کر دیا +

تھوڑی مدت گذری تھی کہ آپ پھر جلال پور شریف حاضر ہوئے۔ اور جن چلوں کا کھینچنا قبل خلافت ضروری ہے وہ وہاں بیٹھکر کھینچے۔ جس کے بعد اُنہیں حضور انور سے خلافت ملگئی اور شہر لودھیانہ میں خلق خدا مستفیض ہونے لگی +

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جلالپوری نے سید محمد شاہ صاحب کے متعلق کئی دفعہ ارشاد فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں جس شخص نے توبۃ النصوح صحیح معنوں میں کی ہے وہ سید محمد شاہ سکنہ لودھیانہ تھے۔ جو فسق و فجور کے حد کمال سے نکلکر ورع و اتقا کے انتہائی مدارج پر پہنچ گئے۔ اور ساتھ ہی توکل و استغنا کی یہ مثال تام کی کہ باوجود کئی ہفتے فاقہ کشی میں بسر کرنے کے کسی غیر اللہ کے سامنے سوال کرنے سے قطعاً پرہیز رکھی۔ آپ کی وفات فنا فی اللہ کے درجہ کا مظہر اتم تھی۔ کہ آپ نے ذکر جہر شروع کیا اور دماغی ضعف کی وجہ سے آپ کا دماغ پھٹ گیا۔ اور ھو کا جذبہ انگیز نعرہ لگاتے ہوئے حضرت سید محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ۱۳۲۳ھ میں واصل بحق ہوئے +

خلیفہ چہارم حضرت سیّد غلام شاہ صاحب

آپ موضع نارنگ تحصیل چکوال ضلع جہلم کے رہنے والے صحیح النسب سید ہیں۔ اور آپکا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ سید غلام شاہ صاحب خود فرماتے ہیں :-

ابتداء میں علوم دینی سے فارغ ہونے کے بعد مجھے عرفانِ خدا کی محبت دامنگیر ہوئی۔

Marfat.com

جو کوئی ملتا میں حتی الوسع اُس کی خدمت کرتا۔ اور یہ بھی عادت تھی کہ ہر شخص سے وظیفہ پوچھا کرتا ؛

ایک دن ایک شخص ضلع راولپنڈی سے آئے حسب معمول میں نے اُن کی تواضع کی اور وظیفہ پوچھا اُنہوں نے کہا کہ سورۂ یٰسین شریف کی زکوٰۃ دے دو۔ اس طرح کہ ایک چلّہ میں سوا لاکھ مرتبہ ختم ہو جائے۔ اثنائے چلّہ میں قوم جن سے ایک حاکم تمہارے پاس آئیگا اُس سے خوف نہ کرنا۔ اُس کے کہنے کے مطابق میں نے سورۂ یٰسین شریف کی زکوٰۃ دینی شروع کی۔ جب زکوٰۃ قریب الختم پہنچی تو ایک دن چند جن میرے پاس آئے۔ ڈرایا۔ اور کہا کہ تو اس عمل سے توبہ کر ورنہ ہم تجھے جان سے مار ڈالینگے۔ میں نے بھی دل میں سوچا کہ ایسے عمل سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور یہ سوچ کر توبہ کر لی ؛

اس کے بعد میرے دل میں حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی محبّت پیدا ہو گئی اور دل اُن کے شوقِ زیارت میں بے طرح مچلنے لگا۔ شب و روز یہی فکر رہنے لگی آخر ایک دن سیال شریف حاضر ہونے کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ جب قصبہ بھیرہ تک پہنچا تو دل میں کچھ ایسے خیالات ناقص پیدا ہوئے۔ کہ وہاں سے واپس گھر لوٹ آیا ؛

کچھ دن کے بعد پھر اسی ارادہ سے سیال شریف کی طرف روانہ ہوا راستے میں سُنا کہ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ وفات فرما گئے۔ مجبوراً حضرت خواجہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہونے کا عزم کیا۔ اور یہ شرط کر لی کہ اگر حضرت خواجہ صاحبؒ نے مجھے اپنی غلامی میں قبول نہ کیا تو پھر میں سیدھا بیت اللہ شریف چلا جاؤنگا ؛

جب ۱۳۱۰ھ میں حاضر خدمت ہوا تو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے مجھے بیعت فرمایا۔ پھر ۱۳۱۲ھ میں خرقۂ خلافت عنایت کر دیا۔ حضور مجھ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خلقِ خدا کی دستگیری کرو۔ میں عرض کرتا تھا کہ حضور میں بندہ گنہگار ہوں اور اس کی اہلیت اپنے میں نہیں دیکھتا ؛

ع

او خود گمراہ است کرا رہبری کند

ایک مرتبہ سفر سیال شریف میں حضورؒ نے اکثر ہمراہیوں سے فرمایا کہ غلام شاہ لوگوں کو بیعت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ عذر و حیلہ کر دیتے ہیں۔ میری

Marfat.com

عادت تھی کہ جس وقت حضور سفر سیال شریف سے لوٹتے میں بہت جلد حاضر خدمت ہو کر قدمبوس ہوتا۔ آپ کے جو آیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضور سفر میں اس طرح فرماتے تھے تمہیں اصرار لازم نہیں ہے۔ بعد ازاں پھرے مجمع میں خود حضور نے مجھ سے فرمایا کہ غلام شاہ تمہیں ہدایت خلق سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو خاموشی کے ساتھ سر جھکا لیا۔ تعمیل حکم قبول کی اور زبان حال سے کہدیا۔ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اس دن سے سید غلام شاہ صاحب لوگوں کو بیعت کرنے لگے اور آپکے فیضان کا دربار بھی لہرانے لگا۔

جناب حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جلال پوری کی سید غلام شاہ صاحب پر خاص نظر عنایت تھی۔ اور بالخصوص اُن کی مسکینی، فروتنی، عجز و انکسار اور جوش عقیدت و خلوص کے وجوہات سے جناب کے دلمیں انکی خاص وقعت و منزلت تھی۔ چنانچہ کئی دفعہ ارشاد ہُوا کہ ہمارے مریدوں میں دو شخص خاص طور پر اپنی مسلمہ ارادت و اخلاص میں بےنظیر ہیں۔ درویشوں میں غلام شاہ، دنیاداروں میں راجہ بہادر خاں (مرحوم سکنہ چک جانی جو کہ اعلےٰ طبقہ کا رئیس ہو کر خصائل و شمائل عادات و اطوار خدمت درویشان و محبت شیخ میں فقیر مثال تھا۔ ۱۳۳۵ھ میں فوت ہو گیا)۔

خلیفہ پنجم حضرت صوفی محمد بخش صاحب مُلتانی

آپ کھوہ شریف متصل چھاؤنی ملتان کے رہنے والے قوم بھٹہ کے ممتاز ترین فرد اور طبقہ امراء میں سے تھے۔

آپ کو شرف بیعت حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ اور خلعت خلافت حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پایا تھا۔ آپ نہایت پرہیزگار اور عبادت گذار حافظ قرآن مجید عالم باعمل درویش کامل تھے۔ اور

تو بر تخت سلطانئے خویش باش　　　باخلاق پاکیزہ درویش باش

کا صحیح نمونہ۔ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آپ پر نظر عنایت خاص طور پر مبذول فرمایا کرتے تھے۔ اہل اللہ دنیاداروں میں آپکے بطور مثال پیش کیا جاتا تھا۔ آپ کو فوت ہوئے

Marfat.com

پانچ چھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے ۔

خلیفہ ششم حضرت سید حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

آپ مزنگ متصل لاہور کے رہنے والے تھے ۔ ابتدا میں بعہدہ سررشتہ داری بحکمہ منصفی ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں مامور تھے ۔ ملازمت سے مستعفی ہو کر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کی ۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں خرقۂ خلافت لیکر اپنے مقام کو واپس چلے گئے ۔ پھر حسب بحکم حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ بمقام رہتاس ضلع جہلم مامور ہوئے ۔ اور وہاں سے کچھ مدت کے بعد اپنے وطن اصلی کی طرف مراجعت فرمائی ۔ پھر قریہ کتربلی متصل جہلم میں سکونت اختیار کر لی ۔ آپ نہایت صادق عقیدہ صاحب کشف و کرامت قانع و صابر اور ساکت و مطمئن بزرگ تھے ۔ آپ کی رحلت کو چھ سات سال کا عرصہ ہو چکا ہے ۔

خلیفہ ہفتم حضرت دین محمد صاحب ساکن بڑوہا

آپ بقید حیات ہیں اور آپ نے اپنے حالات اپنی قلم سے اس طرح تحریر فرمائے ہیں ۔

شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد تین سال میں حضرت قبلہ عالم جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے زکوٰۃ کبریت احمر و سبعات سے فیض یاب فرمایا ۔ جب غلام حاضر ہوا تو حضور زیور انجانی کے ایک تخت پوش پر جو ایک جنوبی کونے میں باہر رکھا ہوا تھا ۔ رونق افروز تھے ، وقت خاص تھا ، خلوت خاص تھی ، صرف دو شخص اور موجود تھے ۔ اُنہیں رخصت فرما کر اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا کہ تمہارے پاس آدمی آیا کرتے ہیں ۔ غلام نے عرض کی کہ تھوڑے تھوڑے آدمی آتے ہیں ۔ تو حضور نے فرمایا کہ جو وظائف تم خود پڑھتے ہو اُن کی اجازت دوسروں کو بھی دے دیا کرو ۔ اور عرس بھی سب کیا کرو ۔

بعد گذرنے تین ماہ کے ایک رات خواب میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہوا ۔ اور دیکھا کہ حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش سے فرما رہے ہیں ۔ کہ اُنہیں گلستان و بوستان دو ۔ درویش نے عرض کیا ۔ کہ گلستان تو موجود نہیں ہے بوستان ہے ۔ بوستان مجھے عطا فرمائی گئی اور ارشاد ہوا کہ گلستان وہاں سے (جلالپور شریف سے) لے لیں ۔ اس کے بعد خدا کا ار

Marfat.com

قدمبوسی کے لئے حاضر ہؤا۔ اور حضرت بابا فرید گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب میں جو فتوحات غلام کے پاس آئے تھے۔ سب لیجا کر حاضر کئے حضور اُس وقت بشاش گرمی محل سکنی کے باہر برآمدہ میں رونق افروز تھے اور چودھری فتح الدین صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ حضور نے مجھ سے فرمایا سب فتوحات لے آئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ بغیر اجازت صرف کرنے کی کیا مجال تھی۔ اُس میں سے کچھ تقسیم کرنے کے بعد فرمایا کہ جو لوگ تمہارے پاس آیا کریں اُنہیں بیعت کیا کرو۔ اور مرقع شریف اور کشکول شریف جو میرے پاس پہلے ہی سے اجازت شدہ موجود تھے۔ اُن میں سے بیعت کرنے کی ترکیبیں فہمائش فرمائیں۔ اور ایک روپیہ نقد اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرمایا۔ یہ امر چند سال تک پوشیدہ رہا۔ ایک مرتبہ جب عرس حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پر غلام کے ساتھ بہت سے معزز پیر بھائی رئیس و ملازم حاضر درگاہ ہوئے تو اُن سے کئی پیر بھائیوں نے دریافت کیا کہ تمہاری بیعت کہاں ہے اُنہوں نے خاکسار کا نام لیا۔ تو لوگوں نے حضرت[له] ثانی صاحب سے اُس کے متعلق دریافت کیا اُنہوں نے فرمایا کہ بے شک اُن کو خلافت عطا ہوئی ہے۔ پھر بھی پیر بھائیوں کو شک باقی رہا۔ اور حضور غوث الزمان سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ بغیر اجازت اتنا عروج کسی کو کب ہو سکتا ہے۔ اُس وقت سے عاجز کی خلافت مشہور ہوئی +

قاضی صاحب موضع بڑوہا تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں موجود ہیں نہایت صاحب احتیاط اور متورع بزرگ ہیں۔ اور فن حدیث کے بڑے ماہر ہیں +

اسمائے خلفا جو حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے مگر اجازت خلافت حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ رح سے ملی +

(۱) سید محمد شاہ صاحب ساکنہ نڑالا متصل راولپنڈی

جو کہ متحمل و بردباشت علی النفس و استقامت کا ایک نمونہ تھے اور شکل و شمائل و حسن ظاہری بھی اعلےٰ درجہ کا تھا پہلے ریاست بہاولپور میں ملازم تھے مگر خدائی ملازمت میں آکر خلوت گزین ہو گئے۔ اور آخر دم تک استقامت کو خوب نبھایا۔ اُنہیں فوت ہوئے چار پانچ سال گذر چکے ہیں +

له مراد از حضرت سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

Marfat.com

(۲) سید زمان شاہ صاحب ساکن کھوتیاں تحصیل چکوال ضلع جہلم

ان کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات ہی میں حضرت خواجہ مظفر علیشاہ صاحب سے فرما دیا تھا کہ ان کو خلافت دیدینا کیونکہ وہ خلافت کی صحیح اہلیت و استحقاق رکھتے ہیں۔ جناب حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ان کے زہد و عبادت، نفس کشی و ریاضت کی ہمیشہ تعریف فرمایا کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ سید زمان شاہ اس قدر مراقبہ نشین ہیں کہ مراقبہ کرتے کرتے ان کی گردن ٹیڑھی ہوگئی ہے۔ آپ کا سلسلہ پیری مریدی پہلے بھی تھا۔ مگر اب بہت وسیع ہوگیا ہے۔ اور آپ کے مرید آپ کے فیضان کے بیحد مداح ہیں ؏

(۳) مولوی محمد نور عرف مولوی منن تین صاحب

آپ مظفر آباد ریاست کشمیر میں رہتے ہیں۔ اور بہت بہت بڑے فاضل بزرگ ہیں ؏

اسمائے خلفا جن کو حسب ایمائے حضرت خواجہ سید مظفر علیشاہ صاحب صاحبزادہ سید محمد فضلشاہ صاحب (موجودہ سجادہ نشین) نے اجازت خلافت عطا فرمائی

(۱) سید احمد شاہ صاحب ساکن گوہرہ متصل پنڈی بہاؤالدین

آپ جلالپور شریف سے قریب رہنے والے ہیں۔ اور نہایت معتقد واقع ہوئے ہیں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہر سوموار اور جمعہ کو حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ان کا طریق عمل جناب حضرت غریب نواز رح کو نہایت پسند تھا کیونکہ آپ کا یہ ارشاد تھا ؎

خدمت مرشد میں رہ چوں برگ گل ہمراہ قند　　فیض صحبت کیا ہے جب تک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹا

(۲) پیر امیر شاہ صاحب ساکنہ پیر کھارا تحصیل پنڈ دادنخان

آپ قریشی النسب نہایت صالح جوان اور حسن عقیدت و اخلاص میں بزرگان سلف کا ایک نمونہ ہیں۔ آپ کے مورث اعلےٰ پیر کرم شاہ صاحب اپنے زمانہ میں ایک باکمال بزرگ گذرے ہیں۔ جنکی مزار پر انوار اب تک مرجع خلائق ہے۔ جناب حضرت خواجہ غریب نواز

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ جلالپوری پیر کرم شاہ صاحب کا ذکر خیر نہایت تعریفی الفاظ میں فرمایا کرتے تھے اور پیر امیر شاہ صاحب لولد سر لابیہ کا ایک بہترین نمونہ ہیں ✦

(۳) پیر بلاول شاہ صاحب سکنہ پیر کھارہ

آپ پیر امیر شاہ صاحب موصوف کے ماموں ہیں نہایت صاف باطن بے ریا اور زاہد مرد ہیں جناب حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اُن کی خاندانی وجاہت اور اُن کے موئے اعلے کے لحاظ کی وجہ سے اُن کی خاص توقیر فرمایا کرتے تھے ✦

(۴) سیّد ملک شاہ صاحب سکنہ شکر یلہ تحصیل جہلم

جو سیّد رسول شاہ صاحب کے فرزند ہیں اُنہیں منصب خلافت سیال شریف سے حاصل تھا اور انکی وفات کے بعد اُن کے فرزند سیّد محمد شاہ صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ اور اُن کی رحلت پر چونکہ وہ صاحب اولاد نہ تھے سیّد ملک شاہ صاحب جانشین مقرر ہوئے۔ اور جنکو اس لحاظ سے کہ اُن کی اپنی بیعت جلالپور شریف ہے خلافت یہاں سے بھی عطا ہوئی نہایت بےنفس کم گو اور ذاکر وشاکر بزرگ ہیں ✦

(۵) مولوی غلام رسول صاحب انگہ شاہ بلاول تحصیل خوشاب

یہ اعلےٰ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے خاص منظور نظر تھے ✦

(۶) حافظ فتح دین صاحب سکنہ لوہیسر تحصیل گجرات

یہ بزرگ پندرہ بیس سال تک اعلٰحضرت کی خدمت میں حاضر رہے ہیں۔ ان کی خدمات اور اُن کا خلوص مستحق تھا کہ اُن کو مسندِ خلافت دیجائے المنۃ کہ حق بحقدار رسید ✦

الحمد للہ والمنۃ کہ ذکرِ حبیب حصہ اوّل باختتام رسید

Marfat.com

۷۸۶

ذکرِ حبیبؐ

حصّۂ دوم

کرامات

از ملک محمدالدین ایڈیٹر صوفی،

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

فلسفۂ کرامات

کائنات کی ہر چیز ظاہر اور باطن دو پہلو رکھتی ہے۔ ممکنات کا ہر ذرہ "ظہور و خفا" کے دو عنصروں سے مرکب ہے۔ اور جس طرح لفظ سے معنیٰ اور معنیٰ سے لفظ کی علیحدگی دشوار ہے اسی طرح دنیا کی کسی چیز سے صورت و معنیٰ کے دو اہم جز علیحدہ نہیں کئے جا سکتے فطرت کا یہ اصول آسمان سے زمین تک جاری ہے۔ اور انسان بھی اس سے مستثنے نہیں جس کی ہستی فیتماً اسمعہ من ذکر اھا کا عبرت انگیز آوازہ بلند کر کے ثابت کر رہی ہے۔ کہ اس عالم ظاہری کے ساتھ ساتھ ایک عالم باطنی بھی ہے۔ اور ایک ایسا عالم باطنی جس کا آسمان اس آسمان سے زیادہ شاندار و بلند اور جس کی زمین اس زمین سے زیادہ بسیط و فراخ ہے۔

یہ عالم باطنی عوام کی آنکھوں سے اُسی طرح اوجھل ہے جس طرح چشم نابینا سے آفتاب لیکن ارباب بصیرت اور اہل غور و فکر کے لئے اس کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ اور اُن کی حقیقت بین نگاہیں اس نئی دنیا کی رُوح افزا نظاروں کا سرور دل و دماغ کو پہنچاتی رہتی ہیں۔ یہ عالم باطنی وہ مملکت ہے۔ جس میں ہر شئے اپنے نظام کے اندر قدوسی انوار کا پرنور رکھتی ہے۔ جس میں ارواح بے جسد نظم و نسق کی عنان گیر ہیں۔ جس میں خدا کی وہ مخلوق انسانی روحوں کے دوش بدوش کام کرتی ہے۔ جس کو "ملائکہ" کا شاندار لقب عطا کیا گیا ہے۔

جس طرح رُوح سارے بدن پر حکمران ہے، جس طرح معانی صور پر تسلط رکھتے ہیں جس طرح جوہر اعراض کا مدار علیہ ہیں۔ جس طرح ماہتاب آفتاب سے مستفاد ہے، اُسی طرح یہ عالم

Marfat.com

باطنی عالم ظاہری پر متصرف ہے۔ اور مادیات کی یہ دنیا عالم روحانیت کی ایسی مطیع و منقاد ہے۔ جیسے ایک مرکب اپنے راکب کے اور ایک بندہ اپنے آقا کے بس میں ہوتا ہے چنانچہ عالم ظاہری میں اُس وقت تک ایک ذرّہ کو اور ایک پتّہ کو بھی جنبش نہیں ہوتی جب تک عالم روحانی سے اجازت نہ ملے +

اِس عالم روحانی میں جو ظاہرین نگاہوں کے لئے عالم غیب کی حیثیت رکھتا ہے وہی نفوسِ قدسی اقتدار رکھتے ہیں۔ جو تزکیہ وصفا کے مدارج طے کر کے عالم اجسام کی کثافتوں سے بالاتر ہوگئے ہیں۔ جن کے تعلّقات مادی دنیا سے منقطع ہو چکے ہیں اور جن کی روح نے رُوحانی دنیا سے وابستگی پیدا کر لی ہے۔ اُن کی نگاہ میں ظہور و خفا اور غیب و شہود ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے خواب و بیداری اور موت و حیات دو نو یکساں حالتیں ہیں +

انسان روح و جسم کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور اِس بنا پر اُسے قدرت کا ملہ نے دو طرح کی قوتیں عطا کی ہیں۔ ایک بہیمی اور دوسری ملکوتی۔ چنانچہ جب اُس کے قویٰ بہیمی غالب آتے ہیں۔ تو وہ درندوں سے بڑھ کر سرکش اور جاہل ثابت ہوتا ہے۔ اور جب قویٰ ملکوتی غلبہ پاتے ہیں تو اُس کا تقدّس فرشتوں سے سبقت لیجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو ملاءِ اعلےٰ کی پاک مخلوق اُسے نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اُس کے فسق و فجور اور خونریزی و سفاکی پر آوازے کستی ہے۔ اور دوسری طرف مقربین بارگاہ اُس کی گہوارہ جنبانی کرتے ہیں۔ اور اُس کی عظمت و جلال کے روبرو سربسجود ہو جاتے ہیں +

اِن متضاد حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادرِ مطلق نے انسان کو دو نو طرح کی قدرت عطا کی ہے۔ اور بہیمی و ملکوتی دو نو قسم کی صلاحیت اُس میں ودیعت رکھی ہے۔ اور اِن دو نو میں سے کسی ایک کی تکمیل اُس کی محنت اور ریاضت پر موقوف ہے وہ اپنی بے پروائی اور بے احتیاطی سے بہیمیت کے قعر مذلت میں گرتا ہے۔ اور اپنی ہی احتیاط اور عزم و کوشش سے اوجِ کمال و ترقی پر جا پہنچتا ہے۔ یہ اختلافات صرف مادی اور روحانی توازن ہی میں نظر نہیں آتے بلکہ دنیا کے ہر کام اور شعبہ میں محسوس ہوتے ہیں۔ ہم ایک ہوشیار کاریگر کی مصنوعات دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ موسیقی کا ایک نغمہ ہم کو مست و بیخود بنا دیتا ہے۔ ادنےٰ درجہ کے بازیگر اور مسمیرائزر ہمارے ہوش و حواس

Marfat.com

چھین لیجاتے ہیں ۔لیکن ہمیں غور کرنا چاہیئے ۔کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے ۔یہ کونسا کرشمہ و طلسم ہے ۔جو ہمیں اس قدر محو حیرت بنا رہا ہے ۔غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ سب احتیاط و کوشش اور مشق و محنت کی نیرنگیاں ہیں ؎

ہماری معمولی توجہ اور ادنٰے مشق سے ہمارے تمام اعضا قابو میں آسکتے ہیں ہماری انگلیوں میں بہتر سے بہتر خطاطی ۔خوشنویسی ،مصوری اور نقاشی کی صلاحیت موجود ہے ہمارے حلق میں مؤثر اور دلگداز نغموں کی موجیں مخفی ہیں ۔ہمارے بازوؤں میں بڑے سے بڑا بار اُٹھانے کی استعداد پائی جاتی ہے ۔ہماری جسمانی ساخت بلند ترین پہاڑوں پر چڑھنے اور وسیع ترین سمندروں میں تیرنے سے مانع نہیں ہے ۔اگر ہم محنت اور توجہ کرتے ہیں تو یہ تمام کمالات جو عام نگاہوں میں عجائبات سے کم نہیں ہماری ذات میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔اگر ہم اِن فطری صلاحیتوں کی پروا نہیں کرتے اور ان قدرتی خزانوں سے غافل ہو جاتے ہیں ۔تو ہم صرف ایک حیوان کی حیثیت میں باقی رہتے ہیں جو اپنے اندر سانس کی آمد و شد کے سوا کچھ نہیں رکھتا ؎

الغرض دنیا میں جتنی چیزیں ہم کو متحیّر کرتی ہیں وہ سب محنت و مشق کا نتیجہ ہیں ۔لیکن جس طرح عالم ظاہری کی ترقی اکتساب پر مبنی ہے اِسی طرح عالم روحانی کے مدارج بھی سعی و محنت سے طے کئے جاتے ہیں ۔اور جس طرح علوم و فنون دنیاوی میں کمال حاصل کر کے ایک صاحب علم و صاحب فن ہم کو حیرت میں ڈالدیتا ہے اِسی طرح قدسی نفوس روحانی اکتسابات حاصل کر کے ہمارے تحیّر کا باعث ہوتے ہیں اور چونکہ کثرت تحیّر کبھی انکار سے بدل جاتا ہے اِس لیئے وہ لوگ جنکی عقل کے ساتھ قیاس بھی محدود ہے ہر اُس بات سے انکار کر دیتے ہیں ۔جو اُن کی عقل اور اُن کے قیاس سے بالاتر ہے ؎

ایک ماہر کا مقولہ ہے کہ کسی بات سے محض اپنی لاعلمی کی بنا پر یا اس بنا پر کہ وہ تمہاری عقل و فہم سے بالاتر ہے انکار نہ کرو ۔اور اِس لیئے وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کے باعث کسی ایسے معاملہ سے انکار کر دیتے ہیں ۔جو اُن سے زیادہ صاحب علم اور اُن سے زیادہ صاحب تجربہ کی نگاہ میں ایک امر واقع کی حیثیت رکھتا ہے جو لوگ اپنے ضعف عقل کی بنا پر روحانیت کا انکار کرتے ہیں اگر اُن کے سامنے مادیات کے عجائبات پیش کئے جائیں تو اُن سے بھی یقیناً انکار کرینگے ۔مادیات میں تار ،اور

ٹیلیفون نے ہر شخص کو صاحبِ کشف بنا دیا ہے۔ ریل موٹر اور آلاتِ پرواز نے تختِ سلیمانی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ جو "غدُوّھا شہرٌ و رواحُھا شہرٌ" کے پر پرواز رکھتا تھا مشینوں کی تیز دستی نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ناممکنات کو ممکنات سے بدلا جا سکتا ہے۔ اب ان باتوں سے ہر شخص واقف ہے۔ اور اس لئے اپنی ذات کی طرح انہیں تسلیم کرتا ہے۔ لیکن ان چیزوں کے رواجِ عام سے پہلے اگر کوئی متدین سے متدین انسان بھی ان کی موجودگی کا دعوے کرتا یا ان کی قوتوں کو اپنی طرف منسوب کرتا مثلاً کہتا کہ میں سمندر پار کے لوگوں سے یہاں بیٹھے بیٹھے بات کر سکتا ہوں، میں دن بھر میں سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہوں، میں آسمان پر اُڑ کر شہروں اور ملکوں کی سیر کر سکتا ہوں۔ میں سو آدمیوں کا کام تنہا انجام دے سکتا ہوں۔ تو یقیناً ان دعووں سے لوگ اُسی طرح انکار کرتے جس طرح آج ناواقف اشخاص انبیا علیہم السلام کے معجزات اور اولیاءِ عظام کی کرامات سے انکار کرتے ہیں ◆

جو تنگ دل لوگ اولیا کی کرامات اور خوارقِ عادات کو تسلیم نہیں کرتے وہ اپنی بدنصیبی کے باعث ہنوز اپنی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ انہوں نے گویا یہ ابھی سمجھا ہی نہیں کہ انسان کو قدرتِ کاملہ نے کیا کیا قوتیں ودیعت کی ہیں۔ وہ اپنے اس انکار کی بنا پر انسانی شرافت کا معیار گھٹا رہے ہیں۔ اور اس کے بجائے کہ ملکوتی اوجِ کمال کے ذروۂ عالی پر پہنچنے سے اپنے آپ کو بہیمیت کی پستیوں میں گرا رہے ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ انسان اُسی گلشنِ قدس کا ایک پھول ہے جس کی روشوں پر ملائکہ جبین سائی کرتے ہیں۔ اور اُسی دریائے نور کی ایک موج ہے جس کے ایک کنارہ کا نام ازل اور دوسرے کا ابد ہے ~

اولیں موجیم ما از جوشِ دریائے قدم
ہاں مزن حرفے اگر واقف نہ از شانِ ما

اس میں شک نہیں کہ انسان ضعیف البیان ہے، مجبور ہے، درماندہ ہے، اس کے قوائے بہیمی فرداً فرداً ایسے کمزور ہیں کہ ایک چیونٹی کو بھی اس پر فضیلت حاصل ہے اس میں شیر کی طرح زور آوری نہیں، ہاتھی کی طرح گرانباری نہیں، منز بینِ عالم پر اسکی ہستی بے حقیقت اور اس کی زندگی بے مایہ ہے۔ لیکن اس بے بسی کے ساتھ ہی قدرت

Marfat.com

نے اسے ایسے قوائے عقلی دئے ہیں۔ کہ ساری دنیا پر وہ حکومت کر رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے مقابلہ کا دعوٰے نہیں کر سکتا۔ لیکن انسانی خلقت کی تکمیل انہیں قوتوں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ مبداء فیاض نے اُسے جسمانی و عقلی قوتوں کے ساتھ روحانی قویٰ بھی عطا کئے ہیں۔ جب انسان ان رُوحانی قوتوں سے کام لیتا ہے تو اُسے یہ عالم معمور نہایت تنگ نظر آتا ہے اور عالم روحانی کی فضائے بسیط اُس کی جولانیوں کا نصب العین قرار پاتی ہے +

انسان کی رُوحانی ترقی کوئی راز نہیں ہے ہر قسم کی صلاحیت اُس کی فطرت میں موجود ہے۔ ان صلاحیتوں سے کام لینے کا نام ترقی ہے۔ اسی مقصد سے دنیا میں انبیا مبعوث ہوئے ہیں۔ اسی غرض سے کتابیں اور صحیفے نازل کئے گئے ہیں اور لوگوں کو صلائے عام دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اپنی حقیقت سے آگاہ ہوں اور اپنی ہستی کا اصلی مدعا معلوم کریں اس لحاظ سے ہر وہ ذی روح جو انسان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ لوث و کثافت سے پاک ہو کر اور فقر و زہد کے مدارج طے کر کے روحانیت کی بہشت میں پہنچ سکتا ہے۔ جو زوال و فنا کے اثرات سے بری اور دوام و بقا کی نعمت سے مالا مال ہے +

یہ خاک کا پتلا جب ایمان کی روشنی سے دل و دماغ کو منور کرتا ہے صوم و صلوٰۃ کی پابندیوں سے نفس کو قابو میں لاتا ہے۔ زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ سے حُبِّ مال کو دل سے دور کرتا ہے۔ فقر و قناعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بناتا ہے۔ زہد و تقوٰے کی بدولت روح کو تمام آلودگیوں سے پاک کرتا ہے اور اُسے حلم و صبر، رحم و شفقت، اُنس و محبت اور تمام اخلاق حسنہ کے بیش بہا زیوروں سے آراستہ کر لیتا ہے۔ تو دل میں عرفان کی تجلیاں محسوس ہونے لگتی ہیں۔ اور رفتہ رفتہ جسمانی اور بہیمی کثافتیں دور ہو کر روحانی اور ملکوتی لطافتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ عبدیت کی تمام منزلیں طے کر کے خدا کا پاک بندہ بن جاتا ہے۔ اس کا تقرب بارگاہ احدیت میں بڑھتا جاتا ہے۔ اور جس حد تک یہ اپنے پروردگار کا مطیع و فرمان بردار ہوتا ہے اُسی حد تک ماسوائے پر اس کی حکومت مسلمہ ہو جاتی ہے ؎

تو سر نیز از حکم داور مپیچ　　که تا سر نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

Marfat.com

یہی مضمون بعض انبیاے کرام کی کتب مبارک میں ان الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے کہ یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ الا انا اقول لشیء کن فیکون اطعنی اجعلک تقول لشیء کن فیکون۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں جس چیز سے کہتا ہوں کہ ہوجا وہ ہوجاتی ہے، میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا ہی بنا دوں گا کہ تو جس چیز سے کہیگا ہوجا ہوجائیگی۔

اطاعت بڑھتے بڑھتے فنا تک پہنچتی ہے اور پھر بقا کی منزلیں شروع ہوجاتی ہیں پھول گلستاں میں اور قطرہ سمندر میں جا ملتا ہے اب نہ بانِ زبان نہیں رہتی اب ارادہ وہ ارادہ نہیں رہتا۔ حباب میں دریا اور دانہ میں خرمن کا تماشا نظر آتا ہے۔ لب جنبش میں آتے ہیں مگر بولتا ہے کوئی اور۔ ہاتھوں کو حرکت ہوتی ہے مگر کام کرتا ہے کوئی اور۔ الغرض یہ ہستی بے بود محض ایک استعارہ رہ جاتی ہے اور وہ حسنِ غیر مجسم اور جمالِ ناپیکر جو ہر لمحہ نحن اقرب کا ترانہ بلند کرتا ہے۔ تمام جوارح و جوانح پر محیط ہوجاتا ہے اس منزل تک پہنچ کر کبھی کبھی جادہ مستقیم سے پاؤں بھٹک جاتے ہیں اور حواس بہک جاتے ہیں۔ دل کی بیخودی اور دماغ کی سرمستی میں "انا الحق" کے مستانہ نعرے بلند ہونے لگتے ہیں اور کبھی حجاب اٹھ کر بھی آئینِ آداب کا لحاظ رہتا ہے تاہم دبی زبان سے کہنے والا کہتا ہے ؎

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند — آنچہ استادِ ازل گفت ہماں میگویم

جب عبد ناچیز کو اپنے مولا سے یہ قرب حاصل ہوجاتا ہے تو یہ باتیں جن کو کرامتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے درحقیقت زبان و ابرو کے ادنے کرشمے ہوتے ہیں یا تو زبان پر وہی آتا ہے جو ہوتا ہے یا وہی ہوتا ہے جو زبان پر آتا ہے۔ اولیاء اللہ کے نزدیک خوارق عادات اور ایسے امور کا سرزد ہونا جو طاقتِ بشری سے بالاتر ہوں کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر ایک شخص پانی پر چلتا ہے تو کیا تعجب ہے مچھلیاں بھی ایسا کرتی ہیں۔ اگر ایک شخص ہوا میں اڑتا ہے تو کونسا مقام حیرت ہے۔ چڑیوں میں بھی یہ طاقت موجود ہے پس جو لوگ ان معمولی باتوں کو بھی تسلیم نہیں کرتے وہ گویا اشرف المخلوقات بنی نوع کے ان افراد کے لئے جنہوں نے ہر طرح کے تزکیہ و تصفیہ کے بعد اپنی روحوں کو مصفیٰ اور مجلّیٰ بنایا ہے اتنی طاقت بھی فرض کرنا نہیں چاہتے۔ جتنی طاقت خدا نے اپنی ادنے

Marfat.com

مخلوق کو دی ہے +

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اولیاء کی کرامت صرف اس قدر رہے کہ وہ اپنے کشف کے ذریعے سے واقعات کا وقت معلوم کر لیتے ہیں۔ اور جو امور اس عالم کون و فساد میں سرزد ہوتے ہیں اُن کا علم اُنہیں پہلے سے ہو جاتا ہے۔ ورنہ معاملات کے سرزد ہونے یا نہ ہونے پر انہیں کسی طرح کا تصرف حاصل نہیں لیکن حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات مبارک میں صراحۃً اس کی تردید کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں: "الشیخ من یسعد الشقی" شیخ وہ ہے جو شقی کو سعید بنا دے اور یہ ظاہر ہے کہ سعادت اور شقاوت ازلی ہے پس کرامت یہ ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے اُس کے خلاف ہو۔ موت زندگی سے بدل جائے۔ اور رنج وغم مسرتوں سے مبدل ہو جائیں۔ اسی طرح وہ باتیں ظہور میں آئیں۔ جو عام قوانین قدرت کے خلاف ہوں۔ اس موقع پر "جف القلم بما ھو کائن" سے تعارض کا وسوسہ بعض دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے لیکن تقدیر کی تقسیم مبرم و معلق نے اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے +

علاوہ بریں قدرت کے قوانین اور شریعت کے آئین صرف عوام کیلئے ہیں۔ خواص کی نگاہ میں صبح و شام اور آفتاب و ماہتاب دو خانہ زاد ہیں۔ جو اُن کے اشارے پر چلتے ہیں۔ سمندر اور صحرا۔ پست اور بلند۔ شجر اور حجر۔ آفتاب و قمر الغرض کائنات کی کوئی ایسی چیز نہیں جسے خدا نے اپنے بندوں کے لئے تسخیر نہ کیا ہو۔ جیسا کہ آیت کریمہ سے جا بجا ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن یہ تسخیر و انقیاد علیٰ قدر مراتب ہے۔ عوام ان اشیا پر ظاہری فرمانروائی رکھتے ہیں۔ اور خواص کو ظاہری و معنوی دونو حیثیتوں سے تسلط واقتدار حاصل ہے +

کائنات پر یہ تصرف و اقتدار اُسی انداز کا ہوتا ہے جو انسان اپنے بدن پر رکھتا ہے یعنی جس طرح انسان اپنے مختلف اعضا سے جب اور جس طور پر چاہتا ہے کام لیتا ہے اور ہر عضو اس کی دسترس کے اندر رہتا ہے۔ اسی طرح خاصان خدا کو کائنات کے ساتھ نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہر شے اُن کے احکام کے لئے چشم براہ اور گوش بر آواز رہتی ہے۔ اگر دنیا کو ایک مشین فرض کریں تو اس مشین کی چابی اِن کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ہر پرزہ اِن کے اشارہ پر رقص کرتا ہے اور ہر بانہ اِن کے ایما سے متحرک

Marfat.com

ہوتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں تو دریا اپنے توجہ کے ساتھ رُک جاتے ہیں۔ پہاڑ اپنی سختی کے باوجود پانی ہو کر بہنے لگتے ہیں۔ بے نور آنکھوں کی پتلیاں از سرِ نو روشن ہو جاتی ہیں۔ اور لبوں تک آئی ہوئی رُوح قالب میں دوبارہ واپس چلی جاتی ہے۔

الغرض عبدیت اور اطاعت کی دشوار گزار منزلیں طے کر کے خاصانِ خدا فردوسِ محبت میں قدم رکھتے ہیں۔ اور اُن کی محبت درجۂ کمال پر پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ محبوب کے محبوب بنجاتے ہیں۔ اور جس ذات کے شیدائی ہوتے ہیں وہ ذاتِ پاک خود اُن پر شیدا ہوتی ہے۔ اب اُن کے اختیار اور اقتدار کی وسعت کا کیا کہنا جو مانگتے ہیں وہ خزانۂ غیب سے ملتا ہے۔ اور جو چاہتے ہیں اُسے کارکنانِ قضا پورا کرتے ہیں۔ اِس مرتبۂ عالی پر فائز ہو کر اُن کی ہر بات اپنے اندر فوق العادت کرشمے رکھتی ہے اور اُن کی ہر سانس محیر العقول کرامتوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اور یہی شان تھی ہمارے پیر و مرشد کی قدس اللہ سرّہ العزیز۔

ہندوستان جنّت نشان ہمیشہ سے خواجگان چشت کا دار السلطنت رہا ہے۔ اور راس کماری سے ننگا پربت تک چشتیوں کا سکّہ رواں ہے۔ مولانا و مرشدنا سیّد غلام حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ جلالپور شریف ہندوستان کی رُوحانی دنیا کے تاجدار تھے۔ اور حضرت کی فرمانروائی نہ صرف انسانی قلوب پر تھی بلکہ یہاں کا ذرّہ ذرّہ حضرت کے تابع فرمان تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا حضور ممدوح بارگاہ احدیت میں برگزیدہ اور محبوب تھے۔ نظامِ ہستی کی عنان دستِ مبارک میں تھی۔ اور کائنات کا ہر فرد چشم و ابروئے شریف کے اشارہ و ایما کا منتظر رہتا تھا۔

حضرت کے عہد ولایت میں ہزار ہا محیر عقل اور سبق آموز واقعات کرامات اور خوارق عادات کی صورت میں پیش آئے جن سے امی و عامی طبقہ بھی حضرت کے جاہ و جلال اور شان و شکوہ سے آگاہ ہوا اور ارباب معرفت کیلئے تو محبوب سبحانی کی ایک نگاہ ہی یہ بتا دینے کیلئے کافی تھی

کہ ہست ذاتِ پاک حیدر شاہ پیر رہنما — پرتو انوار قدس و مظہر شانِ خدا

اِن ہزار ہا کرامات میں سے مشتے از خروارے قلمبند کی جاتی ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ مجموعہ خاک نشینان بارگاہ کے لئے ایک متبرک یادگار اور ارباب کیلئے مشعل راہ ثابت ہوگا

و توکّل علی اللہ وھو نعم المولیٰ و نعم النّصیر۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرامات

حضور قبلۂ عالم خواجۂ غریب نواز حضرت سید غلام حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری نور اللہ مرقدہٗ

منشی غلام حیدر خاں تحصیلدار پنڈدادنخاں

جب منشی غلام حیدر خاں تحصیل پنڈدادنخاں کئی ایک مقدمات رشوت ستانی میں معطل ہوئے۔ اور اُن پر فوجداری مقدمہ بنایا گیا تو صاحبان کمشنر ڈپٹی کمشنر پولیس۔ رعایا اور اُن کا عملۂ ماتحت سب اُن کا دشمن تھا کسی کو انکی بریت کی اُمید نہ تھی۔ حکیم محمد سعید صاحب ساکن روڑس (ضلع سیالکوٹ) حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حاضری سے اول صاحبزادہ صاحب کے کمرہ میں جہاں منشی خدا بخش۔ بہاول بخش قصاب اور دیگر چند آدمی تھے مستانہ وار ٹہلنے لگے اور کہا کہ کوئی ہے جو غلام حیدر خاں کی باعزت بریت کے لئے حضرت قبلہ عالم سے دعائے خیر کراوے۔ اگر آپ نے دعائے خیر فرمائی تو ضرور وہ بیچارہ ان مقدمات سے بری ہو کر نوکری پر بحال ہو جائیگا۔ بہاول بخش قصاب نے جو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ از راہِ مذاق کہا کہ کیا دلاؤ گے۔ حکیم صاحب نے کہا تیس روپیہ۔ یہ سنتے ہی بہاول بخش حاضر خدمت ہوا۔ اور حضرت صاحب سیالوی کی باتیں شروع کر دیں۔ سیال شریف کی باتوں میں آپ کا دل خوب لگتا تھا۔ اور حضرت خواجہ شمس العارفینؒ کے ذکر سے آپ بدرجہ کمال مسرور و محفوظ ہوتے تھے۔ جب بہاول بخش نے حضور کی طبیعت کو بشاش دیکھا۔ تو عرض کی کہ قبلہ حضرت صاحب سیالوی اکثر اپنے درویشوں کو دنیا داروں سے کچھ دلایا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا کس طرح اُس نے التماس کی کہ درویشوں کی سفارش سے بعض حاجتمندوں کیلئے دعائے خیر

Marfat.com

فرماتے۔ جو کارپردازی پر اُن کی خدمت کر دیتے تھے۔ مَیں نے بھی حکیم محمد سعید سے تیس روپیہ لینا کیا ہے۔ اگر حضور منشی غلام حیدر خاں تحصیلدار کی بریت کیلئے دعائے خیر فرما دیں۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور چونکہ پلنگ پر دراز تھے اُٹھ بیٹھے اور دعائے خیر فرمائی۔ جو فوراً مستجاب ہوئی۔ اور غلام حیدر خاں تمام مقدمات سے بری ہو کر پھر تحصیلداری پر بحال ہو گئے۔ زمانہ معطلی کی سالم تنخواہ بھی اُن کو مل گئی ✦

ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیں

حکیم احمد خاں صاحب کمبوہ سے منقول ہے کہ میرے دو مربعے چک ۲/۷ جنوبی میں تھے جنکی زمین اچھی تھی۔ اور میرے بھائی کو زمین چک ۶۰ شمالی میں ملی جو میری اراضی سے ناقص تھی۔ میرا خیال تھا کہ تبادلہ اراضی ہو کر دونو بھائی ایک جگہ ہو جائیں۔ بہت کوشش کی اور درخواستیں دیں مگر سب نامنظور ہوئیں۔ مجھ کو بدستور شوق رہا۔ ایک دن مَیں حضور میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھدینا حضور کے آگے تو کچھ مشکل نہیں۔ گو یہ کلمہ گستاخی کا تھا۔ مگر آپ نے تبسم فرما کر توجہ خاص سے دعائے خیر فرمائی۔ مجھے اُسی وقت یقین ہو گیا کہ اب میرا کام سرانجام ہو جائیگا۔ سرگودھا پہنچکر درخواست تبادلہ دی جو فوراً منظور ہو گئی۔ اور سابقہ نامنظوریوں کا مطلق اثر نہ ہوا ✦

سب دوائیں چھوڑ دو

مولوی محمد اشرف صاحب[لہ] ڈپٹی انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کے سارے جسم پر پھوڑے نکل آئے جس جگہ ناسور ہوتا۔ وہاں سے پیپ نکلنی شروع ہو جاتی۔ ہر چند علاج معالجہ کئے مطلق افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دوائیوں سے بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان ہوتا تھا۔ ہر ایک زخم سے ایک ایک انچ کے قریب گوشت کا ٹکڑا نکل گیا۔ اکثر حکما کا خیال تھا کہ یہ مرض جذام کی قسم سے ہے۔ اگر ملازمت کا پاس نہ ہوتا۔ تو لوگ پاس بھی بیٹھنا گوارا نہ کرتے۔ وہ تھانہ دُدیال میں متعین تھے۔ ایک دن عبدا درزی ساکن جلالپور شریف جو مولوی صاحب کا پیر بھائی تھا۔ اُن سے ملنے کے لئے گیا۔ اُن کے پاس اُنھوں نے اپنی حالتِ زار نہایت دردناک طور سے بیان کی۔ عبدا سفر سے واپس آ کر حضرت قبلۂ عالم کی خدمتِ اقدس

لہ منقول از مولوی محمد مظفر پسر مولوی محمد اشرف صاحب مرحوم ۱۲

Marfat.com

میں حاضر ہوا تو حضور سے ڈپٹی انسپکٹر مذکور کی قابل رحم مرض کی کیفیت عرض کی آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ یہاں کیوں نہیں آیا۔ حضور کا یہ ارشاد سنکر عیدا نے فوراً اپنا چھوٹا بھائی مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجا کہ حضور کی خدمت میں بہت جلدی حاضر ہوں۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت ڈپٹی انسپکٹر مذکور حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور اپنا حال بڑے رقت و قلق سے عرض کیا۔ اور التماس کی کہ علاج معالجہ سے بالکل مایوس ہو گیا ہوں۔ چند یوم کا مہمان ہوں۔ آپنے اُس کا حال سُن کر ارشاد فرمایا کہ اب سب دوائیں چھوڑ دو۔ شافی مطلق خود اپنا فضل کریگا۔ جب وہ رخصت ہوئے تو راستہ ہی میں آثار شفا ظاہر ہونے لگے۔ پیپ جو زخموں سے بہتا تھا وہ خشک ہو گیا۔ اور چند روز میں اللہ تعالیٰ نے شفائے کلی عطا فرمائی ✦

خواجۂ جلالپوریؒ کی عظمت خواجۂ اجمیریؒ کے دربار میں | مولوی فتح محمد صاحب جلالپوری مقیم مُرحسین متصل راولپنڈی سے روایت ہے کہ ملک محمد عمر صاحب نمبردار شینکی تحصیل و ضلع اٹک اس خیال سے اجمیر شریف گئے کہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجۂ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں ارشاد ہوگا وہاں بیعت کرونگا۔ اور دل میں یہ ٹھان لی کہ اگر تین دن کے اندر حضرت خواجۂ بزرگ کی زیارت ہو گئی اور حضور نے کچھ ارشاد فرما دیا تو خیر ورنہ عمر بھر کہیں بیعت نہ کرونگا ✦

پہلی رات خالی گئی۔ دوسری رات کو دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ (اجمیری) کا دربار آراستہ ہے، دو دربان دروازے پر ایستادہ ہیں سائلوں کا ہجوم حد سے زیادہ ہے۔ ہر شخص کو اُس کے سوال کا جواب مل رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص ان کو بھی پکڑ کر اندر لے گیا۔ عرض کرنے پر جواب ملا کہ اس کو "جلالپور" بھیجدو۔ اُس کے بعد ان کو اُٹھا کر باہر پھینک دیا گیا۔ اور اُن کی آنکھ کھل گئی۔ اب یہ سخت حیران تھے کہ جلالپور کہاں ہے۔ نہ ضلع کا پتہ، نہ تحصیل کا نشان، یہ اسی تردد میں تھے کہ ایک مرد سفید ریش کسی جانب سے تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ متردد کیوں ہو، جلالپور ضلع جہلم میں ہے۔ غرضکہ اجمیر شریف سے وہ سیدھے جلالپور آئے اور یہاں آکر بیعت کی۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ شخص اب بھی حیات ہیں۔ اگر کسی کو یقین نہ آئے تو اُن سے دریافت کرلے ✦

Marfat.com

مولوی عبدالرحیم صاحب (ساکن خانقاہ شریف کڑی ڈاکخانہ سنگوئی تحصیل و ضلع جہلم) سے بھی یہی روایت ہے۔ کہ ملک محمد عمر خاں قوم پٹھان، ساکن شینگے علاقہ چھچھ تحصیل و ضلع اٹک نے اُن سے بیان کیا کہ تخمیناً اٹھارہ سال گذرے ہونگے کہ میرے چھوٹے بھائی سرمد خاں نے اجمیر شریف جانیکا ارادہ کیا اور مجھ سے کہا کہ تم گھر کی خبر رکھنا۔ میں نے کہا کہ اگر ایک دن ٹھہر جاؤ۔ تو پھر میں بھی ساتھ چلوں زیارت درگاہ کا مجھے بھی شوق ہے، وہ ٹھہر گئے، اور تیسرے روز ہم لوگ وہاں سے روانہ اجمیر ہوئے ابتدائے سفر سے میں صرف اسی خیال میں تھا کہ کوئی درویش کامل مل جائے تو اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں کبھی سوچتا تھا کس خاندان میں بیعت کروں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں تو قادریہ خاندان کے فقیر ہیں۔ مگر وہ بھی ایک دوسرے کو کافر کہنے میں جلدی کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوسرے پر کفر کا فتوٰے بلا تامل دیدیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مانکی والا صاحب اور حضرت ملا ھڈا صاحب کے درمیان یہ بات مشہور ہے۔ وغیرہ وغیرہ ؎

خیر ہم دونو بھائی اجمیر شریف پہنچے۔ دربار حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دی۔ دو روز گذر گئے۔ تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ خلائق کا ہر طرف ہجوم ہے۔ اور حضرت خواجہ جگان اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ایک مکان میں خوبصورت تخت پر استراحت فرما رہے ہیں۔ دو شخص جن کے نہایت مقدس چہرے ہیں حضور کے سرہانے بیٹھے ہیں جو لوگوں کو حضور میں پیش کر رہے ہیں۔ وہ دونو حضرات حاجتمند وں کا نام مع ولدیت ومقام لے کر انہیں پکار رہے ہیں۔ میری باری آئی تو مجھے بھی آواز دی گئی۔ میں حضور میں پیش ہوا۔ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے حکم دیا۔ کہ تم جلالپور والے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں جاؤ۔ اتنا سُنا تھا کہ آنکھ کھل گئی حیرت تھی کہ یہ کونسا جلالپور ہے جہاں جانے کا حکم ہوا ہے۔ مگر وہیں ایک بزرگ نے جلالپور کا جائے وقوع بتا دیا۔ واپسی میں لاہور پہنچے لاہور سے لالاموسٰے کا ٹکٹ لیا۔ اور براہ پنڈی بہاؤالدین ہم دونو بھائی جلالپور شریف پہنچے، اور میں نے شرف بیعت حاصل کیا۔

یہی عمر خاں کہتے ہیں کہ اتفاق سے یہاں میرا بھائی سرور خاں بیمار ہو گیا	شفائے بیماراں

اور ایسا بیمار کہ چلنے پھرنے اور اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی میں نے حضور سے دعائے خیر کی التماس کی فرمایا گھبراؤ نہیں انشاء اللہ بہت جلد آرام ہو جائیگا۔ میں سرور خاں کو چارپائی پر ڈال کر مزدوروں کے سر پر اُٹھوا کر لے چلا۔ مرشد کی دعا اور اللہ کے فضل پر میرا توکل تھا۔ جب ہم نے دریا پار کر لیا تو سرور خاں نے کہا کہ مجھے چارپائی سے اُتار دو ایسا کیا گیا اور وہ تندرستوں کی طرح اپنے پاؤں سے چلنے لگا بیماری دور ہو گئی ✦

دعائے پیر کامل اور شفائے عاجل

حکیم نبی بخش صاحب رسول نگری مرحوم نے میاں محمد بخش ولد غلام حسن ساکنہ چک شفیع سے روایت کی۔ اُن کی بڑی بہن عائشہ بی بی سخت بیمار ہو گئیں اُن کے والد نے بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن سب بے سود۔ اُس علاقے کے تمام معالجوں نے جواب دے دیا۔ اور بعض کی رائے ہوئی کہ عائشہ پر آسیب ہے۔ اسے فقیروں کے پاس لے جاؤ۔ مگر اُن کے والد فقیروں سے معتقد نہ تھے۔ اس لئے ایسا کرنے سے مجبور ہوئے قریباً تین چار سو روپیہ علاج معالجے میں صرف ہو گیا مگر فائدے کے لحاظ سے ہنوز روز اول تھا۔ کسی نے یہ بھی رائے دی کہ عائشہ بی بی کو حضرت خواجہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کے پاس لے جاؤ۔ وہاں آرام ہو جائیگا۔ مگر جو شخص فقیروں سے بد اعتقاد ہو بھلا وہ اس طرف کیا توجہ کر سکتا ہے ✦

ایک روز مریضہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور قبلۂ عالم خواجہ غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ اُس کے حق میں دعائے خیر فرما رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یا اللہ اسے صحت عطا فرما اُنہوں نے علی الصباح ماجرا اپنے والد سے بیان کیا۔ تو وہ کسی خاص اثر سے متاثر ہو کر کہنے لگے کہ میں تجھے جلالپور لئے چلتا ہوں۔ اگر وہاں جا کر تجھے اللہ نے صحت دی تو میں ہمیشہ کے لئے اُسی درگاہ کا خادم ہو جاؤنگا۔ چنانچہ عائشہ بی بی اپنے والد کے ساتھ جلالپور آئیں۔ حضور نے دعائے خیر فرمائی اور وہ اُسی وقت تندرستی کی طرف ترقی کرنے لگیں ✦

عائشہ بی بی کے والد دو چار روز وہاں رہے اور اپنی لڑکی سے دریافت حال کرتے رہے۔ جب اُنہیں یقین آ گیا کہ مریضہ کی حالت اب بالکل درست ہے تو وہ حضور کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ اور مریضہ کو بھی مرید کرا دیا۔ میاں محمد بخش کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں جس قدر مرد و عورت تھیں وہ سب آپ کی مرید ہوئیں۔ اور سارا خاندان کا

Marfat.com

خاندان اُسی گھر کا طالب ہوگیا۔ ہمشیرہ صاحبہ جب تک زندہ رہیں ہمیشہ تندرست رہیں۔ بلکہ اُن کی زبان میں کچھ ایسی تاثیر پیدا ہوگئی کہ وہ جو بات منہ سے نکالتی تھیں خدا اُسے پورا کرتا ٭

ردِ آسیب

۶ لیا کرتے ہیں خود آسیب نام پاک حیدؒر کا

جناب مولوی حکیم نبی بخش صاحب و اعظ رسول نگری فرماتے ہیں کہ جلال پور بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ تھا۔ میں بھی وہاں مدعو تھا۔ جلسے سے فارغ ہؤا تو چند مصاحب کے تقاضے سے جمعہ بمقام میرزا بھگتیکا پڑھنے چلا گیا۔ وہاں دوسرے دن چودہری احمد بھٹی نے ضیافت کی۔ اثنائے گفتگو میں اولیاء اللہ کا ذکر ہونے لگا۔ چودہری احمد نے کہا کہ خالص ولی اللہ کا ملنا بہت مشکل ہے دوکانیں تو بہت ہیں مگر پکوان سب کے پھیکے ہیں۔ جدھر چلے جائیے مرید اپنے مرشد کے کمالات بیان کرتے ہیں اور اس قدر مبالغہ سے کام لیتے ہیں کہ خدا کی پناہ گویا خدائی کا سارا انتظام خدا نے مرشد ہی کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم اولیاء اللہ کی شان سے منکر ہو۔ میاں احمد کہنے لگے ہرگز نہیں۔ بلکہ میں سچے دل سے اولیاء اللہ کا طالب اور جاندادہ ہوں۔ اور میں نے جس پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ واقعی خداوند کریم کا پیارا حبیب ہے۔ میں نے نام پوچھا تو کہا قبلۂ عالم پیر حیدر شاہ صاحب جلالپوری (رحمۃ اللہ علیہ) ٭

میں نے یہ نام سُنا تو چونکا، اور میاں احمد سے پوچھا کہ تم نے غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو کس طرح سچا محبوب الٰہی پایا۔ میاں احمد نے اپنی ماں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ میری والدہ بعارضۂ آسیب ایسی بیمار ہوگئی تھیں کہ اس علاقے کے تمام حکیم عاجز آگئے تھے۔ پھر اہل اللہ کی طرف میں نے توجہ کی۔ اور لاہور تک جس قدر زندہ بزرگ اور اُن کے عالیشان دربار تھے بہت سا روپیہ خرچ کرکے والدہ صاحبہ کو اُن کے پاس لے گیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہؤا ٭

آخر ایک دن عالم بے ہوشی میں والدہ صاحبہ گھر سے نکل کھڑی ہوئیں۔ اور ایسی نکلیں کہ باوجود تلاش کہیں پتہ نہ چلا۔ میں اور میرے والد صاحب دونوں پریشان پھر رہے تھے۔ تیسرے روز ایک گاؤں میں جانے سے معلوم ہؤا کہ یہاں ایک عورت کل سے

Marfat.com

وارد ہے۔ اور "پیر حیدر، پیر حیدر" پکار رہی ہے +

ہم دونوں باپ بیٹے وہاں پہنچے تو یہ وہاں موجود تھیں۔ چونکہ پیر صاحب کے نام مبارک سے ہم ناآشنا تھے۔ اِس لئے سخت تردد ہوا اور سوچنے لگے کہ خدا جانے یہ کون سے پیر حیدر ہیں +

اسی فکر میں ہم دونو باپ بیٹے حیران تھے کہ ایک شخص مسمی نور محمد نے جو اُسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ ہمیں پیر صاحب کا پتہ بتایا۔ اور کہا کہ میں بھی اُسی دربار کا مرید ہوں اسے ضرور وہاں لے چلو۔ چنانچہ بڑی مشکلوں سے ہم والدہ صاحبہ کو لیکر جلالپور لیکناں پہنچے۔ دریائے جہلم سے پار ہوتے ہی اُنہیں ہوش آگیا۔ اور جس وقت ہم لوگ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں تو والدہ صاحبہ بالکل تندرست تھیں۔ اور جب سے اِس وقت تک بالکل تندرست ہیں +

مولوی نبی بخش صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اُس عورت کو خود دیکھا بڑی خیردار اور طاقتور مومنہ ہے۔ تمام گھر کا انتظام نہایت سلیقے سے کرتی ہے جس وقت میں نے کہا کہ میں بھی اُسی سرکار کا مرید ہوں تو اس قدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی۔ میاں احمد بیان کرتا ہے کہ میں نے اور والدہ صاحبہ نے چند روز کے بعد جاکر حضور سے بیعت کرلی ؎

غریبوں کے غمخوار ہیں پیر حیدر | شفا بخش بیمار ہیں پیر حیدر
زمانے کو ہے فیض اُنکی گلی سے | عجب فیض آثار ہیں پیر حیدر
بزرگوں میں ہیں آپ عالی مراتب | ولیوں کے سردار ہیں پیر حیدر
چھپائے کوئی آپ سے حال کیا | کہ دانائے اسرار ہیں پیر حیدر

شراب خواری سے توبہ

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب خانقاہ کڑی ضلع جہلم راوی ہیں۔ کہ باوجودیکہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا اس زمانہ پرفتن میں نمونہ سلف صالحین تھا۔ آپ کی توجہات باطنی سے بہت سے گمراہوں کو صراط مستقیم کا پتہ ملا جن کو بندۂ عاجز نے زمانۂ قیام جلالپور شریف میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اُن میں سے ایک چودھری غلام قادر خاں صاحب سب جسٹرار جہلم ہیں۔ جو راجہ محمد اکرم خاں صاحب افسر مال کی بیعت میں میرے سامنے بیعت ہوئے۔ یہ خوب شراب پیتے تھے لیکن مرید ہونے

ہی یہ عادت بد چھوڑ دی ۔

چودھری غلام قادر خاں صاحب نے خود بیان کیا ہے ۔ کہ جس روز میں راجہ محمد اکرم خان کے ہمراہ حضور انور کی بیعت سے مشرف ہوا ۔ اُسی وقت شراب سے توبہ کر لی جب تو ہم دربار سے واپس ہو کر ضلع گجرات کی حد میں داخل ہوئے ۔ تو ضلع گجرات کا ایک حاکم جو اس علاقہ میں دورہ کر رہا تھا ملا ۔ وہ میرا دوست تھا اور گذشتہ صحبتوں میں میں اُس کے ساتھ شریک تعیش رہا تھا ۔ اُس نے حسب معمول شراب سے تواضع کرنی چاہی ۔ لیکن مجھے شراب سے ایسی نفرت ہو گئی کہ نام لینا گناہ سمجھنے لگا ۔ میں نے اُن سے صاف انکار کر دیا ۔ اور کہدیا کہ معاف فرمایئے میں نے اس فعل سے سچی توبہ کر لی ہے ۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے ۱۹۰۹ء میں بعد وفات حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ چودھری صاحب ملے ۔ اور فرمایا کہ حضور اقدس کی برکت اور توجہ باطنی سے میرا دل شراب سے متنفر ہو گیا ہے اور یوم بیعت سے آج تک میں نے پھر کبھی شراب نہیں پی ۔

قسمت پہ ناز کیوں نہ کرینگے گناہگار اُن پر نہیں ترا کرم بے حساب کیا؟
جو مست ہے شراب محبت سے آپ کی اُس کی نظر میں وقعت جام شراب کیا؟

خاکسار مولف کتاب ہذا یعنی خاکسار محمد الدین ایڈیٹر صوفی	تمہارے فضل نے آئی بلا کو ٹال دیا

ایک ایسی سخت مصیبت میں ایک دفعہ گرفتار ہوا کہ بظاہر تا زندگی اُس مصیبت سے رہائی کی کوئی اُمید نہ تھی مصیبت میں بزرگوں کا تصرف بہت یاد آتا ہے ۔ چنانچہ اسی حالت سراسیمگی میں سیال شریف کی حاضری دی ۔ اور اپنی مصیبت کو ایک نظم کی صورت پیش کر کے حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار سے امداد چاہی ۔ اسی کے وقت عین مایوسی فکر اور غم کی حالت میں خواجگان چشت کا ایک سلسلہ نظم کیا ۔ اور حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں جلالپور شریف جا کر پیش کیا پہلے تو اُس کو حضور خود ملاحظہ فرماتے رہے ۔ پھر مجھے پڑھ کر سُنانے کیلئے حکم دیا ۔ تعمیل ارشاد اول سے آخر تک سلسلہ شریف مذکور مؤدب بیٹھ کر پڑھا خاتمہ پر بلا میری درخواست کے

لہ یہ نظم "نذر مسکین" کے نام سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے ۔

Marfat.com

حضور نے میرے حق میں دعائے خیر کی۔ ایسی توجہ سے جب کبھی خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے کسی کے حق میں دعا فرمائی۔ وہ ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی۔ چنانچہ حضور کی دعا سے میری مصیبت بھی بوجہ احسن رفع ہوگئی ؎

تڑپ کر غمزدہ انکی جب انکا نام لیتے ہیں — وہ اپنے ہاتھ سے گرتے ہوؤں کو تھام لیتے ہیں
زباں پر نام ہے انکا تصور انکا دل میں ہے — ہم ان دونوں سے صبح و شام یہ دو کام لیتے ہیں
ہمارے دل سے اب کیف مسرت جا نہیں سکتا
ہم اپنے پیر کے دست کرم سے جام لیتے ہیں

معمہ حل ہوگیا

حضور کے وصال سے چند روز قبل قاضی غلام محمد صاحب ساکن بڈالہ ریاست جموں حضور میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے دریافت کیا۔ کہ آپ کون کون سا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ قاضی صاحب نے سب کی تفصیل بیان کی۔ جب دلائل الخیرات کا نام نہ لیا تو حضرت قبلۂ عالم نے دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس کا ثواب اپنے پیر کی روح کو بخشنا۔ قاضی صاحب نے اپنے دل میں اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کی مگر حل نہ ہوا۔ اور حضور سے دریافت کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ آخر دل میں یہ خیال کر کے روانہ ہوگئے کہ خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تو پیر ہی ہیں شاید ان کی طرف اشارہ ہو۔ یہ سوچ کر اجازت لی اور رخصت ہو کر اپنے گھر واپس آئے۔ وہاں جا کر دلائل الخیرات کا وظیفہ شروع کیا۔ تو حضور اقدس کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اور اس طرح پیر کی روح کو ثواب پہنچانے کا معمہ حل ہوگیا ؎

وصال قرب حق سے جس کا دل معصوم رہتا ہے — اسے حال اپنی مرگ و زیست کا معلوم رہتا ہے
نصیب اچھے ہیں جسکے ایسی نعمت اس کو ملتی ہے — جو بد قسمت ہے وہ فیضان سے محروم رہتا ہے

حصول اولاد

جناب مولوی حکیم نبی بخش صاحب اعظم رسول نگری سے روایت ہے کہ مولوی محمد امام الدین صاحب امام جامع مسجد جو کالیاں ضلع گجرات پنجاب جو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے مرید اور بڑے متوکل و متواضع بزرگ ہیں۔ اولاد کی طرف سے ہمیشہ افسردہ خاطر رہتے تھے۔ کئی حکیموں سے اپنا علاج کرایا اور بہت سے روپیہ بھی برباد کئے۔ مگر افسوس گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔

ایک دن حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ کی حضوری میں حاضر ہو کر دعائے خیر کے طلبگار ہوئے

Marfat.com

اور بڑے درد بھرے دل سے عرض کیا کہ حضور میرے دونو بھائی بھی فوت ہو گئے ہیں جن کی کوئی اولاد بھی باقی نہیں ہے۔ حضور بطور خاص دعا فرمائیں تاکہ میری نسل میرے بعد دنیا میں باقی رہے ؎

زندہ است کسیکہ در دیارش   مادر پسرے بہ یادگارش

حضرت قبلۂ عالم جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ خداوند کریم تمہیں ضرور صاحب اولاد کریگا۔ مگر حوصلے اور ہمت سے کام لینا۔ اور کُلُّ اٰتٍ مُوقُوفٌ بِاَوْقَاتِھَا کو مدنظر رکھنا۔ مولوی صاحب یہ دعا لے کر چلے آئے۔ اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی ؎

مراداں دل دیاں دل وچہ رہیاں   سجن نوں من دیاں باتاں کہیاں

حضور کی وفات سے اگرچہ تمام مریدوں کو صدمہ پہنچا مگر مولوی صاحب کی جو حالت ہو گئی وہ ناگفتہ بہ تھی۔ دل میں طرح طرح کے خیالات گذرنے لگے۔ خصوصاً یہ خیال بھی چٹکیاں لینے لگا کہ اب درد دل کا حال کس سے کہا جائے گا۔ لوگوں نے مولوی صاحب کو پھر علاج کرانے اور نکاح ثانی کرنے پر مجبور کیا۔ اور ان کے رشتے داروں نے کئی رشتے تلاش بھی کئے۔ لیکن مولوی صاحب ایسے راسخ العقیدہ اور مستقل مزاج مرید تھے۔ کہ آپ نے کسی کا کہنا نہ مانا اور اپنے مرشد کے فرمان پر بھروسہ کئے ہوئے بیٹھے رہے۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے صاف کہدیا کہ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اللہ پر میرا توکل ہے اور حضرت قبلۂ عالم کی دعا پر مجھے یقین ہے۔ خدا ضرور فضل کریگا ؎

ہوگی مقبول دعا میری، دعا سے پہلے   یہ سنا ہے کہ وہ سنتا ہے صدا سے پہلے

۷ صفر ۱۳۳۰ھ کے عرس مبارک پر مولوی امام الدین صاحب سے میری ملاقات ہوئی میں نے دیکھا کہ مولنا صاحب بہت خوش خوش پھر رہے ہیں۔ دربار حیدری قدس سرہٗ میں نوشہ لیجا رہے ہیں۔ مجھے دیکھا تو مبارکباد دینے لگے اور کہا کہ خدا نے بطفیل مرشد مجھے فرزند عنایت فرمایا ہے۔ مولوی صاحب کی اس خوشخبری نے مجھے کمال درجہ مسرور کیا اور میں نے کہا بیشک اولیاء اللہ کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ٭

جناب منشی نعمت خاں صاحب انسپکٹر پنجاب پولیس سے	ایسا ہی ایک واقعہ ناموس سے شناخت بیعت

Marfat.com

روایت ہے کہ مجھے حضرت قبلہ عالم غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کبھی کوئی التماس کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور سچ تو یہ ہے کہ میں وہاں جب جاتا میرے ہوش وحواس گم ہو جاتے۔ جب جاتا تو بہت سی معروضات سوچ کر لے جاتا۔ مگر سامنے جا کر سب فراموش ہو جاتی تھیں۔ میرے کوئی فرزند نہ تھا۔ لیکن اس بارہ میں بھی کبھی عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی ایک روز عالم تنہائی تھا۔ میری موجودگی میں ایک صاحب نے حضور سے میری سفارش کردی حضور نے دعائے خیر خاص توجہ سے فرمائی۔ اور ایک تعویذ بھی عطا فرمایا! اور ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ بچہ عطا فرمائے تو یہ تعویذ اُس کی ماں کے گلے سے اُتار کر بچے کے گلے میں ڈال دینا۔

ایک سال بعد لڑکا پیدا ہوا۔ نام اُس کا محمد شفیق رکھا گیا۔ اطلاعی عرضی حضور میں ارسال کی تو حضور نے فرمایا کہ بچے کا نام محمد خاں، یا احمد خاں پٹھانوں کی ملت کا رکھا جائے۔ چنانچہ حسب الارشاد محمد خاں نام رکھا گیا۔

ڈیڑھ سال کے بعد خدا نے ایک لڑکا اور دیا۔ تو میں نے اُس کے نام کے لئے پھر حضور سے استصواب کیا۔ ابھی جواب نہیں آیا تھا کہ میرے ایک دوست نے مجھ سے پوچھا کہ بچے کا کیا نام رکھا۔ میں نے انہیں پہلا قصہ سنایا اور کہا کہ اب حضرت جو نام تجویز فرماوینگے۔ وہی رکھا جائیگا۔ اُس نے قصۂ سابق سُنکر کہا کہ حضرت صاحب نے تو ڈیڑھ سال پہلے ہی اُس کا نام تجویز فرما دیا ہے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی۔ اور میں حضور کے فرمان کا منتظر رہا۔

کچھ روز کے بعد حضور کا والا نامہ پہنچا۔ اُس میں لکھا تھا کہ بچے کا نام احمد خاں رکھا جائے۔

تیسرا بچہ حضور قبلہ عالم کی وفات کے بعد پیدا ہوا۔ اُس کا نام حضرت صاحبزادہ صاحب نے نجیب اللہ خاں رکھا۔

ایک دن ایک ماتحت سپاہی نے میرے نوکر سے دریافت کیا کہ تھانیدار صاحب کے کتنے لڑکے ہیں۔ اُس نے کہا تین لڑکے ہیں۔ پوچھا نام تو کہا محمد خاں، احمد خاں اور نجیب اللہ خاں۔ کانسٹبل نے فوراً کہا کہ کیا خان صاحب جلالپور شریف سے تعلق رکھتے ہیں۔ خادم نے کہا ہاں اُسی دربار سے توسل ہے۔

Marfat.com

دوسرے دن جب اس واقعہ کی مجھے خبر ہوئی تو میں نے اُس سپاہی سے پوچھا کہ تمہیں یہ خبر کیونکر ہوئی۔ کہ مجھے دربار جلالپور شریف سے تعلق ہے اُس نے کہا کہ میرے باپ بھی حضرت صاحب کے مرید ہیں۔ میاں عمر بخش نام ہے۔ موضع مارنگ میں گھر ہے۔ میرے باپ کے یہاں اولاد نہ تھی حضرت کی دعا سے تین بچے پیدا ہوئے۔ میرا نام احمد یار ہے دوسرے کا محمد یار اور تیسرے کا نام نجیب اللہ ہے۔ ناموں کی ترتیب سے میں نے عقلاً معلوم کر لیا کہ آپ کو بھی اسی دربار سے تعلق ہے ۔

خاصانِ حق سی جا کے دل دلیں خدا کی یاد لے	پھر مال لے ایمان لے توقبر لے اولاد لے
تو ایک کا ہو جا، تو دین و دنو جہان تیرے لئے	یا عالمِ اسرار لے یا عالمِ ایجاد لے
رکھ یاد دلیں پیر کی دل شاد رکھ اوشاد رہ	سب کو مبارکباد دے سب سے مبارکباد لے

تبدیلی رُک گئی جناب مولوی فتح محمد صاحب مدرس اسلامیہ ہائی اسکول راولپنڈی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ بابو محمد بخش صاحب کلرک ہیڈ پوسٹ آفس راولپنڈی کی تبدیلی ملتان کو ہوئی اور وہ وہاں جانا نہیں چاہتے تھے۔ مگر حکم حاکم مرگ مفاجات بجبر و اکراہ ماننا پڑا، اور چلے جب پنڈی بہاوالدین پہنچے تو وہاں سے جلالپور شریف چلے گئے۔ ماموں صاحب مولوی محمد بخش اپیل نویس بھی ہمراہ تھے دربار جلال پور شریف میں جا کر قدمبوسی کی دوسرے روز رخصت کے طالب ہوئے اُس وقت ماموں صاحب نے التماس کیا کہ غریب نواز بابو کی تبدیلی ملتان ہو گئی ہے۔ اور یہ جانا نہیں چاہتے۔ جاتے جاتے راستے سے بغرض قدمبوسی اِدھر آ گئے۔ حضور پُرنور نے فرمایا کہ "بابو کو کوئی نہیں بھیجتا اور نہ بابو جائیگا"۔

اب ماموں صاحب سخت متحیر تھے کہ حضرت صاحب یہ کیا فرما رہے ہیں حکم آچکا ہے تبدیلی ہو چکی ہے اور بابو صاحب کو پرسوں ملتان پہنچنا ہے۔ لیکن بابو محمد بخش کو حضور کے کہنے کا پورا یقین تھا اور وہ بہت مسرور نظر آ رہے تھے ۔

رات گذری، صبح ہوئی اور ماموں صاحب نے بابو صاحب کو بزور ملتان جانے کیلئے آمادہ کیا بابو صاحب یہی کہتے رہے کہ میں نہیں جاؤنگا۔ حضور نے فرما دیا ہے آخر ماموں صاحب کے اصرار سے تیاری سفر نہایت بد دلی کے ساتھ کرنے لگے۔ اتنے ہی میں راولپنڈی سے اُن کے پاس تار پہنچا کہ تمہاری تبدیلی منسوخ ہوئی۔ فوراً اپنی جگہ واپس چلے آئے بابو محمد بخش اپنے یقین و اعتقاد کی مسرت سے بے حد خوش نظر آتے تھے اور اس قصے

Marfat.com

کے سُننے والے سب حیران تھے ؎

ہیں حق محبوبِ خدا کے اُنہیں سمجھا کیا ہے
کام جو چاہتے ہیں خود ہی بنا لیتے ہیں

زندگی چاہتے ہیں جس کی اُسے ضد کر کے
ملک الموت کے پنجے سے چھڑا لیتے ہیں

جس کا جانا نہیں ہوتا ہے کبھی اُن کو پسند
جاتے جاتے اُسے رستے سے بلا لیتے ہیں

طوفان سے نجات جناب مولوی شیخ محمد صاحب جلالپوری مدرس اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی راوی ہیں کہ حضرت صاحبزادہ سید محمد قایم الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر راولپنڈی سے ہماری جماعت چلی۔ اور شہر جہلم سے براہ دریا سب لوگ جلالپور شریف روانہ ہوئے۔ جب کشتی نے کنارا چھوڑا۔ اور بیچ دھار میں پہنچی تو یکایک پانی کا زور ہو گیا کشتی بہتے بہتے جب تین چار میل نیچے آ گئی۔ تو آندھی کا سخت طوفان اُٹھا ساتھ ہی آسمان پر کالی گھٹا نمودار ہوئیں۔ جھکڑ بھی اپنی تیزی و درشتی دکھلانے لگا کشتی ڈگمگانے لگی۔ اور ڈوبنے کا اندیشہ دلوں کو ہلانے لگا۔ اس حالتِ اضطرار و اضطراب میں سب لوگ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی طرف رجوع ہوئے۔ جناب سید محمد شاہ صاحب خلیفہ حضرت قبلہ عالم دستِ یہ شعر پڑھنے لگے سامعین نے بھی ساتھ دیا ؎

بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد یا پیر حیدر شاہ چشتی

خدا کے فضل اور حضور کی امداد سے فوراً ہمیں اس مصیبت سے نجات مل گئی۔ بادل صاف ہو گئے۔ ہوا تھم گئی اور کشتی نے جو سیماب وار بے قراری قرار پکڑا۔ جب ہم سب لوگ جلالپور شریف پہنچے تو حضور قبلہ عالم نے قدرے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ "بارش اور آندھی کا زور تھا کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی"۔ سب نے متفق ہو کر عرض کیا کہ حضور کی دعا سے خداوند کریم نے بچا لیا ہے۔ آئیے ہم اس وقت بھی دعا کریں شاید خدا قبول فرمالے ؎

بہ تقدیرم چو عشق خود نوشتی
چرا در خار زارِ غم بہشتی

ہمیدانم کہ تو قدسی سرشتی
ہے گویند ارضی و بہشتی

بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد یا پیر حیدر شاہ چشتی

نہ لنگر ہے نہ قابو میں کنارا
ہمیں تو آج اس طوفاں نے مارا

اعانت کیجئے آکر خدارا
یہی اب تو وظیفہ ہے ہمارا

بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد یا پیر حیدر شاہ چشتی

Marfat.com

تمہارے لئے جانا ہی بہتر ہے | مولوی غلام قادر[1] صاحب سے نقل ہے۔ کہ تین پینتیس سال کا واقعہ ہے کہ مَیں جلالپور شریف حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دو روز کے بعد مَیں نے بعد ادائے وظیفہ صبح رخصت کیلئے التماس کی جو پایۂ قبولیت کو نہ پہنچی۔ ایک گھنٹہ کے بعد مَیں پھر حضور میں حاضر ہوا حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے جانا ہی بہتر ہے چنانچہ مَیں وہاں سے رات کو اپنے گھر جو ۳۲ میل کے فاصلہ پر تھا پہنچ گیا۔ رات کو ہمارے ہاں چوروں نے نقب لگائی۔ ہمیں صبح کو خبر ہوئی۔ ہر چند تلاش کی کچھ پتہ نہ چلا۔ دوپہر کے وقت تھانہ جہلم کا ایک سارجنٹ اور پولیس کا سپاہی چور کو پکڑے ہوئے معہ اسباب مسروقہ ہمارے مکان پر لے آئے۔ تین چوروں سے ایک گرفتار ہوا دوسرے دو کا اُس نے نام نہ لیا۔ اور کچھ مال بھی ضائع کر دیا۔ چالان ہو کر ملزم چھ ماہ قید سخت اور تیس روپیہ جرمانہ کا سزا یاب ہوا۔ جرمانہ بعد وصول مجھ کو بطور عوضانہ مال ضائع شدہ مل گیا۔ حضرت صاحب غریب نواز نے نور باطن سے واقعات آیندہ پر واقف ہو کر مجھے خود بخود گھر جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جہاں دوسرے روز میری سخت ضرورت تھی۔ کیونکہ گھر میں سوائے میرے کوئی مرد نہ تھا۔

مکاشفہ | مولوی محمد اشرف صاحب مرحوم سے روایت ہے کہ جب مَیں تھانہ جلالپور میں متعین تھا تو ہمیشہ نماز عشا حضرت قبلہ عالم کے ساتھ ادا کرتا تھا۔ بعد ادائیگی نماز آپ اکثر آرام فرماتے جس سے خدام کو اور خود مجھ کو دل میں خیال گذرتا کہ آپ سو گئے۔ ہمارے اس خیال اور وسوسہ کے آتے ہی آپ کروٹ بدل کر گفتگو میں مشغول ہو جاتے گویا نیند کی حالت میں بھی ہمارے دلی خیالات آپ پر ظاہر و منکشف ہو جاتے تھے۔

بعد وصال مریدوں کی دستگیری | مسمی امیر بخش ساکن بھیرہ[2] سے منقول ہے۔ کہ میرا لڑکا سخت بیمار ہو گیا حتےٰ کہ اُس کے زندہ رہنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ میرے کسی دوست نے کہا کہ تم دو رکعت نفل پڑھ کر اس کا ثواب حضرت قبلہ عالم جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو پہنچا دو۔ اور طالب استمداد ہو۔ مَیں نے اس مشورہ کی تعمیل کی۔ اور رات اسی فکر میں سو گیا۔ حضرت قبلہ عالم خواب میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ فکر نہ کر محمد صدیق

---

[1] یہ صاحب لنڈ پور متصل کالا گوجراں ضلع جہلم کے رہنے والے ہیں ۱۲

[2] زبانی مولوی محمد مظفر ساکن لنڈ پور ضلع جہلم ۱۲

Marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا جلد صحت یاب ہو جائیگا (محمد صدیق لڑکے کا نام تھا) وفور انبساط میں میری آنکھ کھل گئی - گھر گیا تو لڑکے کو قدرے افاقہ تھا - میرا حوصلہ بڑھ گیا تھوڑے دن بعد محمد صدیق پورے طور سے صحت یاب ہو گیا ◆

حضرت خواجہ غریب نواز بطور امام | مولا بخش درزی ساکن بھیرہ کا باپ نیک بخت اور صالح آدمی تھا - ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتا تھا - جب وہ پہلی دفعہ جلال پور شریف گیا - تو رستہ میں نماز کا وقت ہو گیا - ایک کنوئیں پر وضو کیا - اور جماعت کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ تشریف لائے اُنہوں نے جماعت کرائی - اور نماز پڑھ کر چلے گئے - جب وہ جلالپور شریف پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ بزرگ جنہوں نے امامت کی تھی خود حضرت قبلۂ عالم تھے ◆

توبہ سے قصور معاف | مولوی محمد بخش صاحب اپیل نویس راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بہاول بخش نامی ساکن بجنیال تحصیل گوجر خاں جو مرید حضرت قبلۂ عالم صاحبؒ کا تھا - راولپنڈی میں آیا اور بازار قصاباں سے گذرا - چونکہ اُس کی شکل و شباہت صوفیانہ تھی - اِس واسطے ایک طوائف نے جو اُس کوچہ میں رہتے تھے - اس کو بزرگ تصور کر کے اُس کی خاطر تواضع کی - بلکہ رات کو گھر میں رکھا اور روٹی وحلوے وغیرہ سے تواضع کی - سحرگی کے وقت بہاول بخش مذکور نے طوائف سے کہا کہ میں تہجد پڑھنے کے واسطے مسجد جاتا ہوں - اور سردی کے ایام میں کوئی گرم کپڑا اوڑھنے کیواسطے دو صبح کی نماز پڑھ کر واپس دیئے جاؤنگا - اُس نے بموجب کہنے بہاول بخش کے ایک دُھسہ جو اچھی مالیت کا تھا اُس کو دے دیا - کہ صبح واپس لے آنا - بہاول بخش دُھسہ لیکر کسی دوسری طرف چلا گیا ◆

صبح کو بازار سے محمد الدین دُکاندار کلاہ فروش کی دکان سے ایک دو کلاہ چرالئے یعنی پسند کرتے کرتے دو کلاہ بغل میں دبا لئے اور چلتا بنا ◆

اور پھر اسٹیشن پر آکر ریل پر سوار ہونے کو تھا - کہ پیچھے سے کنجر بھی تلاش کرتے کرتے آپہنچے - اسٹیشن پر آپکڑا - کیونکہ صبح کی نماز پڑھ کر بہاول بخش واپس نہ گیا - اُن کو شک ہوا مسجدوں سے تلاش کرائی نہ ملا - تب اُنہوں نے پولیس میں رپورٹ کر دی - کہ اِس حلیہ کا ایک شخص دُھسہ دھوکا سے لیگیا ہے - جس پر کنسٹبل بھی تلاش کرتا ہوا

۱؎ منقول از مولوی فیض احمد صاحب ساکن بھیرہ بھٹیانوالی ماڑی ۱۲-

Marfat.com

اسٹیشن پر آیا۔ اور گرفتار کر لیا۔ اُس کی جامہ تلاشی سے دھسّہ کے علاوہ دو کلاہ بھی دستیاب ہوئے۔ جو مسروقہ تھے۔ محمد الدین دکاندار نے بیان کیا کہ پسند کرتے کرتے یہ چوری لے گیا ہے۔ مجھ کو علم تک نہیں ہؤا۔ کلاہ مسروقہ میرے ہیں ✦

اس پر پولیس نے ہر دو جرایم میں بہاول بخش کا چالان عدالت میں کیا اور آنریری مجسٹریٹیان راولپنڈی کی عدالت سے نامبردہ ہر دو جرایم میں پچاس روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہؤا ✦

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا حال اب شروع ہوتا ہے ✦

بہاول بخش مذکور ہر دو نقولات خاکسار کے پاس برائے تحریر اپیل لایا۔ اور بیان کیا کہ رقم جرمانہ حضرت قبلہ عالمؒ کی نذر کر دی ہے۔ اپیل تحریر کر دو۔ مَیں نے کہا کہ نقول میں کوئی گنجائش اپیل کی نہیں ہے۔ یہ رقم اب لنگر میں نہیں جا سکتی۔ نہ مَیں اپیل تحریر کرتا ہوں بلکہ مَیں نے یہاں تک کہا کہ اپیل کرنے سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو گا۔ مگر وہ اصرار کرتا رہا۔ آخر مَیں نے اُس کو جواب دیدیا۔ کہ اپیل تحریر نہیں کرتا۔ تب وہ ناچار ہو کر دوسرے اپیل نویس کے پاس چلا گیا۔ اور دو تو اپیلیں تحریر کرا کر داخل عدالت کر کے رقعہ تاریخ پیشی کا لیکر میرے پاس آ بیٹھا۔ اور کہا کہ اب دیکھو کرامت حضرت قبلہ عالمؒ کی کسطرح اپیل منظور ہوتی ہے۔ مَیں سخت متعجب اور حیران تھا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ کس طرح سے اُس کی اپیل منظور ہو سکتی ہے۔ ہر دو جرایم اس پر بخوبی ثابت ہیں اور اقبالی بھی ہے ✧

مگر حضرت غریب نواز کے فرمانے کو دیکھئے۔ بروز تاریخ پیشی اپیل ایسا معاملہ ہؤا کہ جناب مسٹر بیکٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اُس روز چارج دینا تھا۔ کچہری آتے ہی دریافت کیا کہ آج کس قدر فوجداری کا کام ہے۔ قاضی صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع نے بیان کیا کہ دو اپیل فوجداری پچیس۲۵ پچیس۲۵ روپیہ جرمانہ کی ہیں۔ باقی اور کام ہے صاحب بہادر نے فرمایا کہ ہر دو اپیل پڑھ دو۔ چنانچہ صاحب بہادر نے ہر دو اپیل کو سماعت فرما کر فی الفور منظور فرمایا۔ اور پچاس۵۰ روپیہ کا چک بہاول بخش کو دیا کہ جرمانہ واپس لے لو۔ سبحان اللہ بزرگانِ خدا کی کرامت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے ✦

بہاول بخش کو دیکھئے کہ وہ چک لیتے ہی روپیہ لیکر اپنے گھر کو بھاگ گیا اور روپیہ حضور میں نہ دیا۔ خاکسار نے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے تبسم فرما کر

Marfat.com

فرمایا کہ لنگر کا روپیہ اب نہیں جاتا۔ تھوڑے دن نہیں گذرے تھے کہ وہ ایک اور مصیبت میں گرفتار ہوگیا۔ تب اُس نے اپنی ہمشیرہ کو ساتھ لیا اور سر برہنہ ہوکر حضور میں پچاس روپیہ داخل کرکے معافی کی درخواست کی۔ جس سے اُس کو معافی ہوئی +

منشی نجم الدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ گجرات | میاں علم الدین صاحب ساکن گگڑے والی تحصیل گجرات ایک بڑے بھاری مخلص پیر بھائی تھے۔ اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص منظور نظر تھے۔ مگر چونکہ ان کے وجود مبارک میں ضبط نہ تھا اس وجہ سے حضرت قبلہ عالم نے اُن کو خلافت عطا نہیں فرمائی تھی۔ مگر ان کی بزرگی اور تقوے میں کوئی شک نہ تھا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ حضرت قبلہ عالم کی قدمبوسی کے لئے حاضر حضور ہوئے۔ راستہ میں منشی نجم الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست ملاقی ہوئے چونکہ منشی صاحب موصوف بھی ایک بڑے بھاری مرید اور معتقد حضرت قبلہ عالم کے تھے۔ میاں صاحب نے دریافت کیا کہ کہاں تشریف لیجاتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم کی قدمبوسی کیلئے جلالپور شریف جاتا ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی وہاں جانا تھا مگر شادیوں کی وجہ سے فرصت نہیں ملی۔ اس واسطے حاضر نہیں ہوسکا۔ میری طرف سے سلام اور قدمبوسی عرض کر دینا۔ جب میاں صاحب موصوف نے حضرت کی قدمبوسی کی تو ساتھ عرض کر دیا کہ منشی نجم الدین بھی قدمبوسی عرض کرتا تھا۔ حضرت غریب نواز دریافت فرماتے رہے آخرالامر میاں صاحب نے مفصل عرض کر دی کہ غریب نواز! نجم الدین نے کچھ الفاظ کہے ہیں جن کو میں برداشت نہیں کرسکتا۔ مگر حضرت غریب نواز نے درگذر فرمایا۔ لیکن میاں صاحب موصوف کب جانے دیتے تھے۔ اُنہوں نے پھر عرض کیا کہ حضرت! نجم الدین مجھ سے ملا تھا۔ اور میں نے اُس کو کہا تھا کہ تم کو اوّل حضور میں حاضر ہوکر بعدہٗ شادی کا کام انجام کرنا تھا۔ مگر منشی نجم الدین صاحب نے کہا کہ میاں صاحب میں تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں کہ ہر وقت جلالپور شریف دوڑتا رہوں۔ اور کام بھی مجھے بہت ہیں۔ پھر بھی حضرت غریب نواز خاموش رہے۔ تیسری دفعہ پھر میاں صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو کہتا تھا کہ تمہاری طرح بیکار نہیں ہوں جو ہر روز جلالپور شریف دوڑتا رہوں۔ اس لفظ سے حضرت غریب نواز کی طبیعت میں بھی جوش آگیا۔ فرمایا کہ میاں صاحب اگر اُس نے آپ کو بیکار بنایا ہے تو اُس کو بھی بیکار کرتے ہوئے خداوند کریم کو کوئی دیر نہیں لگتی۔

Marfat.com

حضرت کا اتنا فرمانا تھا۔ کہ بیچارہ جونہی رخصت سے واپس ہو کر بند و بست ضلع کانگڑہ میں پہنچا تھا۔ کہ جاتے ہی اُس کو مرض ادھرنگ نے بیکار بنا دیا جس سے وہ واپس گھر آ کر اسی مرض سے فوت ہو گیا ؂

جرمانہ روضہ شریف کی نظر کر دیا

یہ واقعہ میاں احمد الدین درویش انگر شریف کا ہے جو میرا چشم دید اور خاص سچا واقعہ ہے۔ وہ اس طرح پر ہے (زبانی مولوی محمد بخش اپیل نویس)

کہ میاں احمد دین نے تحصیل کہوٹہ میں کچھ ٹھیکہ لکڑی کا لیا ہوا تھا۔ بعد گذرنے میعاد ٹھیکہ کے نامبردہ نے کچھ لکڑی جو شنبہ تھی اونٹوں پر لدوا کر گوجر خاں برائے فروخت روانہ کر دی۔ راستہ میں اہالیان جنگل نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ اور مزدوروں کو معہ لکڑی کے چالان عدالت کر دیا ؂

مزدوران نے عذر کیا کہ لکڑی ہماری نہیں ہے ہم تو مزدور ہیں میاں احمد دین ٹھیکیدار کی لکڑی ہے۔ اُن سے دریافت کیا جائے۔ تب میاں صاحب موصوف طلب عدالت ہوئے۔ اور اُنہوں نے آ کر گیارہ ملزمان کو جو گرفتار تھے چھوڑوا کر اپنے ذمہ الزام لے لیا ؂

خان بہادر سیٹھ آدم جی صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل راولپنڈی کی عدالت میں بڑی دیر تک تحقیقات ہوتی رہی۔ آخرالامر خان بہادر نے میاں احمد الدین صاحب کو مجرم قرار دیکر پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی جو اُسی وقت اِدھر اُدھر سے لیکر ادا کیا گیا ؂

احمد الدین نے درخواست حصول نقل دے کر نقل حاصل کر لی۔ تو معلوم ہوا کہ اس حکم کی اپیل نہیں ہو سکتی۔ نگرانی ہوتی ہے۔ مگر اس میں امید کامیابی کوئی نہیں کیونکہ نگرانی چیف کورٹ میں جا کر منظور ہوتی ہے۔ احمد دین نے کہا کہ میں نے یہ جرمانہ حضرت قبلہ عالم کے روضہ مقدسہ کی نذر کر دیا ہے۔ وہ خود منظور کرا لیویں گے۔ بتوکل خدا نگرانی لکھ دو۔ چنانچہ خاکسار نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے نگرانی تحریر کی اور صاحب سشن جج بہادر راولپنڈی کی عدالت میں داخل کر دی۔ تاریخ پیشی پر صاحب بہادر نے مقدمہ کو برائے دریافت چند امور عدالت تحت میں بھیجا جس پر سیٹھ صاحب نے بڑے زور سے لکھا کہ اِس ملزم نے بڑی دلیری سے سرکاری لکڑی

چرائی ہے۔ اور کسی صورت سے قابل رہائی نہیں۔ اور صاحب بہادر نے اُس رپورٹ پر کچھ حصر نہ کر کے چیف کورٹ میں سفارش معافی سزائے جرمانہ کر دی۔ جو عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب میں جاکر منظور ہو گئی۔ اور جرمانہ واپس ہو کر روضہ مقدسہ جناب حضرت غریب نواز پر نذر ہوا۔ یہ تھی بزرگان خدا کی امداد۔ باوجودیکہ اس معاملہ میں کوئی صورت رہائی ملزم کی گنجائش نہ تھی۔ مگر اللہ صاحب نے بطفیل حضرت غریب نواز ملزم کو بری کر دیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملک صاحب دین سکنہ مریڑ حسن ضلع راولپنڈی کو | جن بھی آپکے مرید تھے

جن پڑا ہوا تھا۔ میں بھی نماز عصر پڑھ کر ڈیرہ آرہا تھا۔ کہ راستہ میں بہت سے آدمی ملک صاحبدین کے گھر بیٹھے دیکھ کر اُس طرف چلا گیا۔ جب میں ملک کے سامنے ہوا وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور مجھ کو چارپائی پر بٹھا لیا۔ لوگ تماش بین جو وہاں موجود تھے دیکھ حیران ہوئے کہ اِس جن نے اس کی کیوں تعظیم کی۔ تب اُس جن نے کہا کہ یہ شخص میرا پیر بھائی اور جناب قبلہ عالم جلالپوری کا مرید ہے۔ میں بھی یہ فقرہ اُس کا سُنکر حیران ہو گیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا۔ اور جن سے دریافت کیا۔ کہ تم میرے پیر بھائی کیسے ہو۔ تب اُس نے کہا میں بھی جناب قبلہ عالم کا مرید ہوں۔ میں نے کہا کہ کیسے اُس نے کہا کہ جیسے تم ہو۔ تب اُس سے کہا گیا کہ میں نے تم کو کبھی اُس جگہ دیکھا نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ واقعی تم نے مجھ کو کبھی نہیں دیکھا مگر میں تو آپ کو برابر دیکھا کرتا ہوں۔ اِس دفعہ جب کہ تم گئے تھے تو حضور قبلہ عالم اُس وقت ٹہل رہے تھے۔ اور انار کے درخت کے متصل تم نے جاکر قدمبوسی کری اور تین روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ میں اُس وقت انار کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا چونکہ اس قسم کی دو چار سچی باتیں اُس نے بتلائیں جس سے مجھ کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ سچ کہتا ہے۔ تب میں نے کہا کہ اس غریب کو چھوڑ دے۔ جن بولا اگر یہ بھی پیر بھائی ہو جائے تو چھوڑ دونگا۔ میں نے وعدہ کیا کہ اس کو مرید کراؤنگا۔ اُسی وقت جن چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر میں اُس صاحب دین کو جلالپور شریف لے آیا۔ اور حضرت غریب نواز کا مرید کرا کر سب حال عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ صاحب اپنا فضل کریگا۔

بعدہٗ ایک سال تک وہ جن نہ آیا۔ کیونکہ پہلے وہ روزمرہ آکر اسے مسحور کرتا تھا یقین ہو گیا کہ اب وہ جاتا رہا۔ مگر پھر ایک دن آگیا۔ اُس کی عورت یعنی ملک کا دوڑتی ہوئی میرے پاس آئی کہ آج پھر ملک کو جن پڑ گیا ہے۔ میں بھی چلا گیا۔ اور جاکر جن سے پوچھا۔ کہ

Marfat.com

واہ بھائی اب کیوں آئے۔ تو ہنسکر کہنے لگا۔ کہ اب میں اُس کے فائدے کے واسطے آیا ہوں۔ نہ کہ نقصان کی خاطر۔ یہ بیچارہ تنگدست اور غریب پیر بھائی ہے جس چیز کی ضرورت ہو۔ اس کو دینے آیا ہوں۔ کیونکہ یہ عیالدار بھاری ہے۔ اور نان شبینہ سے بھی محتاج ہے۔ تب میں نے ملکانی کو کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہو۔ کہدے، اُس نے کہا کہ گھر میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی وقت وہ جن اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ایک بوری آرد کی لے آیا۔ اور پھر روغن زرد اور دو بھار لکڑیوں کے لادئے ✦

غرضیکہ اسی طور سے وہ وقتاً فوقتاً آیا کرتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی دے جایا کرتا۔ اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ملک صاحبدین فوت ہو گئے ✦

سُبحان اللہ یہ سب کرامت حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ کی تھی، اس واقعہ کو بابو محمد حسین صاحب کلارک ڈاک خانہ راولپنڈی تصدیق کرتے ہیں ✦

حضرت پیراشاہ غازی جلالپور شریف بھیجتے ہیں | مولوی فتح محمد صاحب مدرس مریڑ حسن بیان کرتے ہیں۔

ایک حافظ صاحب نے اپنی کہانی اپنی زبانی راقم آثم سے بیان کی نام یاد نہیں رہا علاقہ جہلم کے رہنے والے ہیں۔ اور عرس شریف کے موقعہ پر ہمیشہ اتفاق ملاقات ہوتا ہے۔ کہتے تھے کہ مجھے جناب حضرت پیراشاہ غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت تھی ایک خاص حاجت کیلئے دربار کھڑی شریف میں ہر پنجشنبہ کو حاضر ہوا کرتا۔ اور ایک ختم قرآن مجید مزار شریف پر پڑھ کر ثواب اُس کا بروح پر فتوح جناب حضرت پیراشاہ غازی صاحب کے نذر کرتا۔ اور ساعتے پائینِ مزار پر انوار سو جاتا ✦

چنانچہ ایک رات وظیفہ معمولہ سے فارغ ہو کر سو رہا تھا۔ خواب میں ایک مجمع کثیر میں جناب حضرت پیراشاہ غازی علیہ الرحمۃ کو معہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم و دیگر اولیائے کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے دیکھا۔ حضرت پیراشاہ نے مجھے پکڑ کر حضرت غوث پاک کے قدموں پر ڈالا۔ اور حضور نے اُٹھا کر میرا ہاتھ ایک اور بزرگ ٹوپی پوش کے دستِ مبارک میں دیا۔ جناب ممدوح نے مجھے پکڑ لیا۔ اور فرمایا کہ جلالپور آؤ۔ معاً بیدار ہوا وہاں سے چلکر جہلم آیا۔ کہ کسی ایسے شخص کی معیت میں جاؤں جو وہاں جانے والا ہو معبر جہلم (گذرگاہ) پر ایک شخص سے پوچھا بھائی کہاں جاؤگے کہا جلالپور جانیوالا ہوں۔ حافظ صاحب نے بھی اپنا عزم و عندیہ بیان کیا۔ اُس نے ہمراہ لے لیا کشتی پر آ

ہو لئے اور چل دئے۔ اثنائے تکلم میں حافظ صاحب کو ہمراہی کا ہندو ہونا معلوم ہوا اُس نے حافظ صاحب کو روٹی دی حافظ صاحب نے لے تو لی لیکن رکھ چھوڑی۔ جب وہ ہمراہی سو گیا تو حافظ صاحب نے روٹی دریا میں ڈال دی۔ رات کو قریباً گیارہ بجے کشتی معبر جلالپور شریف پر جا لگی۔ یہ دونو اُترے شہر پہنچے۔ ہندو بھائی نے کہا حافظ جی اِس وقت ہمارے یہاں سو رہو۔ صبح لنگر شریف چلے جانا اُنھوں نے قبول کیا۔ خوب پُر تکلف بستر بچھا دیا اور یہ صاحب سو رہے۔ ابھی پورا گھنٹہ بھی نہ گذرا اور آنکھ بھی نہ لگی تھی کہ ایک شخص نے اِس ہندو کو بُلایا اور کہا کہ ہمارا کوئی مہمان تمہارے یہاں ہے۔ اُس کو حضرت صاحب نے بلایا ہے۔ اُس نے مجھے مطلع کیا۔ مَیں بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور دربار میں حاضر ہو کر دولت پائے بوسی سے مالا مال ہوا بعد خیر و عافیت پوچھنے کے حضور نے درویش کو فرمایا کہ ہم نے فلاں جگہ آج رات کو ایک روٹی رکھی تھی لے آؤ۔ وہ لے آیا۔ مجھے حکم ہوا کہ کھاؤ۔ عرض کی غریب نواز اب اشتہا نہیں راہ میں روٹی ملی۔ فرمایا بے شک ملی تھی۔ مگر کھائی کس نے تم نے یا مچھلیوں نے بس آپ نے فرمایا اور غلام نے قدموں پر سر رکھ دیا۔ دوسرے روز سالک مریداں میں منسلک ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۞

خدا کی امانت کا مطلب کھل گیا ملک کریم بخش صاحب تھانہ دار روات تحصیل راولپنڈی نے ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء کو ذکر کیا۔ کہ مَیں حضرت غریب نواز کے وصال سے چار دن پہلے حضور میں حاضر ہوا ختم خواجگان کے بعد ارشاد فرمایا کہ پھر ملنا۔ دوبارہ حاضر ہوا اُس وقت ایک غلام تھا اور دوسری حضرت کی ذاتِ پاک تھی تیسرا کوئی شخص نہ تھا۔ مَیں نے عرض کی کہ غریب نواز کل رخصت ہونگا۔ فرمایا کہ چھٹی پوری ہو گئی۔ کل چلے جاؤ گے۔ پھر خاموش ہو گئے۔ چند لمحے کے بعد بے محل یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی امانت ہے جب چاہتا ہے لے لیتا ہے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مَیں نے عرض کی کہ غریب نواز بجا ہے۔ یہ آپ فرماتے جاتے تھے اور اسباب جو پاس پڑا ہوا تھا کپڑے وغیرہ اس طرح اُٹھا اُٹھا کر ایک طرف رکھتے جاتے تھے۔ جیسے کوئی سفر کی تیاری میں ہوتا ہے۔ غلام حیران تھا کہ اس ارشاد سے مطلب کیا ہے۔ دوسرے روز اجازت لی اور اپنے تھانہ میں چلا آیا۔ چوتھے روز بعد سُنا کہ حضور کا انتقال ہو گیا۔ اب معلوم ہوا کہ جناب نے اپنی نسبت وہ بے محل الفاظ ارشاد فرمائے تھے ۞

Marfat.com

دل کا مطلب حاصل ہوا یہی ملک صاحب فرماتے تھے کہ مجھے بڑی آرزو تھی کہ حضور کا جسم اطہر برہنہ ہو کر دیکھوں۔ لیکن کبھی ایسا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ اور حضور بھی کسی کے سامنے غسل نہ فرماتے تھے۔ ایک روز قسمت نے یاوری کی حاضر ہوا دیکھا تو حضور غسل فرمانے والے ہیں۔ میں جھجکا آپ نے دیکھ کر فرمایا کون ہے۔ عرض کی غلام کریم بخش ہوں۔ ارشاد ہوا ملک جی اندر آجاؤ اور بیٹھو اندر گیا اور دلی مراد حاصل ہونے پر خدا صاحب کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

شربت کے گلاس یہ بھی ملک صاحب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حاضر ہوا۔ گرمی کا موسم تھا تشنگی غالب تھی دل نے چاہا کہ پہلے حضرت صاحبزادہ صاحب (مدظلہٗ) حال سجادہ نشین کے حضور حاضر ہوں شربت پیکر اور ذرا سستا کر حضرت غریب نواز کی خدمت شریف میں حاضر ہونگا۔ لیکن کہا کہ نہیں اول حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں چلنا چاہیے۔ چنانچہ حاضر ہوا شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ حضور نے ایک درویش کو فرمایا کہ دو گلاس شربت کے بنا کر جلدی لا دے۔ وہ لے آیا حضور نے اپنے مبارک ہاتھ سے اُن میں عرق گلاب ملا کر مرحمت فرمایا۔ غلام نے پی لیا۔ پھر دوسرا عنایت ہوا وہ بھی پی لیا۔

سید سیدن شاہ صاحب کی شلغوانی آپکے نواسہ[1] صاحبزادہ سید سیدن شاہ صاحب کی شلغوانی کا معاملہ آپ کی کرامت کا مشہور واقعہ ہے۔ مقابلہ پر بڑا امیدوار انٹرنس پاس اور سینئر تھے۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر دوسرے شخص کو شلغوان کرنا چاہتے تھے۔ صاحبزادہ سید شاہ صاحب نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنے حرم محترم کو (جو حضور قبلہ عالم کی پوتی ہیں) کہا کہ دونوں چھوٹے بچوں کو لیکر حضور میں چلی جائیں۔ اور جب تک خشوع قلب سے دعا نہ کریں وہاں سے نہ اٹھیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اول اول تو حضور ٹالتے رہے مگر بی بی صاحبہ کے اصرار اور بچوں کی حالت دیکھ دعا کی۔ اور دوسرے روز ہی صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر گجرات نے باقی امیدواروں کو بلا کر کہدیا۔ کہ سیدن شاہ ایک رنگ دلی کا رشتہ دار ہے میں اسی کو شلغوان رکھونگا۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ خواب میں حضرت قبلہ عالم نے ڈسٹرکٹ جج کو اشارہ کیا ہے۔ بہرحال آپ کی دعا کا نتیجہ تھا۔ اس حکم کی اپیلیں کی گئیں۔ اور سیدن شاہ صاحب کو فکر و تردد لاحق ہوا۔ مگر حضور قبلہ عالم نے خواب میں سیدن شاہ صاحب کو ایک اپیلانٹ کا نام لیکر فرما دیا۔ کہ اُن کا کیا حق ہے اپیل خارج۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

[1] از صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی مصنف بہار دارالسلام ۱۲

Marfat.com

مرہم ایک بہانہ تھی

صاحبزادہ[لہ] سیدن شاہ صاحب کو بیماری فتق کی ہوگئی۔ تمام یونانی علاج کئے گئے۔ فائدہ نہ ہوا۔ مایوسی کی حالت میں حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹری علاج کراؤ۔ صبح کو ڈاکٹر کے پاس گئے جس نے مرہم دی جس کے لگاتے ہی افاقہ شروع ہوا۔ گویا مرہم ایک بہانہ تھی ◆

مریدوں کو مکان کے نیچے سے نکال رہے ہیں

مولوی حکیم الدین صاحب ملکوالی فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سخت بارش ہوئی ہمارے مکان کی چھت گر گئی۔ رات کا وقت تھا کہ ہمارا سکونت کا مکان بھی گر گیا۔ اور ہم سب اس کے نیچے دب گئے۔ صرف میں اور ایک تین سالہ لڑکی میری بچ گئی۔ کیونکہ ہم دونو دوسرے مکان میں تھے۔ مکان گرنے کی آواز سے میری آنکھ تو نہ کھلی بلکہ میری لڑکی کی آنکھ کھل گئی۔ اور وہ رو کر مجھے کہنے لگی کہ بابا اُٹھو۔ مکان گر گیا ہے۔ اور والدہ اور بھائی نیچے دب گئے ہیں۔ اور وہ دیکھو کہ ایک سفید ریش ہاتھ میں تسبیح اور سر پر ٹوپی آیا ہوا ہے۔ اور ہماری والدہ اور بھائیوں کو نکال رہا ہے۔ اور مٹی اُن کے اوپر سے دور کر رہا ہے۔ چونک کر اٹھا تو مکان گرا ہوا تمام لڑکے بالے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ غل و شور کیا۔ شہر کے آدمی اکٹھے ہو گئے اور لڑکے بالوں کو نکالا سب سلامت تھے۔ خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے اہل و عیال کو لیکر علاپور شریف حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ بارش کیسی ہے بعد اس کے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں تو بارش سے مکانات کو بہت نقصان ہوا۔ اس جگہ کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کی کہ ہمارے مکانات بھی گر گئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بال بچہ تو سلامت نکلا۔ عرض کیا کہ خدا کی اور حضور انور کی توجہ سے خیریت ہے۔ بعد اس کے وہ لڑکی میری کہنے لگی کہ میاں یہ حضرت صاحب اُس روز رات کے وقت والدہ اور بھائی کے اُوپر سے مٹی دور کرتے تھے۔ اور ہمارے مکان میں گئے تھے ◆

مولوی نور عالم صاحب کے درد بازو کا واقعہ

ارباب سلوک کا تجربہ ہے کہ پیر و مرید میں صرف روحانی تعلقات ہی نہیں ہوتے بلکہ ربط باہمی کا اثر جسمانی کیفیات و تغیرات میں بھی محسوس ہوتا ہوتا ہے۔ مولوی نور عالم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے سیدھے بازو میں درد پیدا ہوا

لہ از صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی مصنف بہادران اسلام ۱۲

Marfat.com

اور اُس کے بتدریج بڑھنے سے سخت تکلیف محسوس ہونے لگی۔ وہ درد نصف سر اور گردن سے شروع ہو کر انگوٹھے تک پہنچتا تھا۔ جب شکایت زیادہ بڑھی اور علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ فقرا سے رجوع کرو۔ گنڈے تعویذ سے کام نکالو۔ پنڈ فقرو خاں میں اس مرض کے بیمار جا کر صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ یا موضع جا میانہ میں جاؤ۔ الغرض ہر شخص کسی نہ کسی عامل اور بزرگ کا نام لیتا تھا۔ لیکن میں اپنے دل میں کہتا تھا۔ کہ جس ذاتِ پاک نے مجھے اس مرض میں مبتلا کیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ اب میں اُس سے بھاگ کر کہاں جاؤں۔ میرے دل میں یہ بھی خیال گذرا کہ میں نے حال میں دل کی کراہت کے باوجود ایک بے ہابی کے ہاں کھانا کھا لیا ہے اسی وجہ سے میں اس مرض مبتلا ہوں۔ یہی واقعہ اس سے پہلے بھی کئی دفعہ مجھے پیش آ چکا تھا کہ میں نے جب کسی ایسی جگہ کھانا کھایا ایک ایک مرض میں مبتلا ہوا۔

اسی اثنا میں میاں محمد اشرف کے دل میں یہ خیال گذرا کہ تحریر وظائف کی اُجرت زیادہ لینے سے یہ شکایت پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ محمد کامل نے بھی اُس سے اتفاق کیا۔ اور دونوں نے کہا کہ اس سے حضرت محبوبِ سُبحانی ناخوش ہوئے ہیں اور یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔ میاں محمد اشرف نے اپنے اس خیال سے مجھے اطلاع دی۔ میں نے کہا کہ اگر میری علالت کا یہی باعث ہے تو میں اُس روپیہ کو جس سے میں نے اجرت زیادہ لی ہے واپس کر دوں گا لیکن میرے خیال میں حضرت محبوبِ سبحانی کی ناخوشی کا یہ باعث نہیں ہو سکتا۔ میں نے محمد کامل سے کہا کہ تم جب حضور میں قدمبوسی حاصل کرو تو یہ سب باتیں عرض کرو۔ اسی سلسلہ میں ایک مناجات بھی میں نے تصنیف کی تاکہ خدمت عالی میں پیش کی جائے۔ مناجات کے بعض اشعار یہ ہیں ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند
بیمار و خاکسار و نزار اوفتادہ را | سوئے فلک بہمت والا دعا کنند
بندے گراں رسیدہ بہ پیچیدہ دام سخت | دستِ مدد کجا کہ ز بندم رہا کنند
ایں بانئے ست تا زنہ فہرست جانگداز | لطفے عجب بہ بیں کہ بہ شکل بلا کنند

سرکار نے ان تمام ابیات کو ملاحظہ فرمایا اور میرے حق میں دعائے خیر کی جس کا اثر مجھے فاصلہ دور دراز پر فوراً محسوس ہوا۔ اس سے پہلے ہر طرح وہ علاج کرنے کے باوجود درد کی

Marfat.com

شدت سے مجھے تمام رات نیند نہیں آتی تھی۔ اس واقعہ کے بعد محمد کامل نے جب قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ تو جملہ امور خدمت عالی میں عرض کئے۔ حضور نے فرمایا نعوذ باللہ میں کیونکر ناراض ہو سکتا ہوں۔ اس موقع پر حضور نے عہد نبوت کا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد ختم قرآن کا ثواب میری روح کو پہنچانا۔ چنانچہ بیٹے نے باپ کی وصیت کے مطابق منادی کی کہ جو شخص ختم قرآن کا ثواب میرے باپ کی روح کو پہنچائیگا اُسے پندرہ دینار سُرخ دونگا۔ یہ شخص بار بار صحابہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن کسی شخص نے منظور نہیں کیا۔ ایک صحابی نے افلاس کی وجہ سے اس درخواست کو منظور کر لیا اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اُس کا ثواب میت کی روح کو بخشدیا۔ اُس شخص نے سرورِ عالم کے دربار میں فریاد کی کہ میں نے پندرہ دینار دیئے لیکن انہوں نے صرف تین بار سورۂ اخلاص پڑھکر ثواب بخشدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو ختم قرآن مطلوب ہے یا اپنے باپ کی مغفرت۔ تمہارا باپ تو ایک ہی دفعہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے بخشدیا گیا۔

اسی اثنا میں میاں محمد اشرف نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محبوبِ سبحانی کا مزاج ناساز ہے۔ اور یہ اُن کی عیادت کیلئے تشریف لیگئے ہیں۔ لیکن حضرت دولت کدہ پر رونق افروز نہیں تھے۔ میاں صاحب دوسرے مکان پر گئے اور دیکھا کہ حضرت چہلقدمی فرما رہے ہیں میاں صاحب نے کہا کہ میں حضور کی عیادت کیلئے آیا تھا لیکن یہ معلوم کر کے خوش ہوں کہ حضور کا مزاج بخیر ہے۔ جواب میں فرمایا کہ میں بالکل اچھا ہوں۔ صرف میرے سیدھے بازو میں درد ہے حضور کے ہاتھ میں ایک ظرف تھا۔ وہ میاں صاحب کو دیا اور کہا کہ اسے استعمال کرو صحت ہو جائیگی۔ دوسرے روز صبح کے وقت میاں صاحب نے میرے پاس آکر واقع بیان کیا اور کہا کہ حضور نے تمہارے بازو کو اپنے بازو سے تعبیر کیا۔ میں نے کہا کہ ہم غریبوں کے ہزار وجود اور حضور کی تنہا ذات پاک ایک ہے۔ کیونکہ اس بحر بیکران میں ہم جیسے ہزاروں ناچیز قطرات غرق ہیں۔ المختصر میں حضور کی توجہ سے چند روز میں تندرست ہو گیا۔

میاں محمد اشرف صاحب جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین کے مشہور مرید تھے۔ اور حضرت محبوبِ سبحانی سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ میاں صاحب پولیس میں ایک بڑے عہدہ پر ممتاز تھے۔ ایک دفعہ فسادِ خون کی وجہ سے جذام کے خطرناک مرض

Marfat.com

میں مبتلا ہوئے اور حضرت کی دعا سے صحت یاب ہوئے۔ میاں صاحبؒ کا مقولہ ہے کہ حضرت عین خواجہ شمس العارفین ہیں۔ کیونکہ حضور ہی کی برکت سے میں تندرست ہوا۔ میں نے خواجہ شمس العارفین کی خدمت میں بھی عرض کیا۔ ممدوح نے افسوس کیا لیکن مجھے صحت نہیں ہوئی اور حضرت محبوبِ سبحانی کی دعا سے خدا نے مجھ پر اپنا فضل کیا +

واقعہ یہ پیش آیا کہ میں نے حضور میں اپنا حال عرض کیا فرمایا کہ تمام دوائیں چھوڑ دو اور ختم خواجگان پڑھوا کر اپنے ہاتھوں پر دم کراؤ۔ ہاتھوں کی یہ حالت تھی کہ ان سے خون رواں رہتا تھا۔ لیکن تھوڑے عرصہ میں صحت ہوگئی۔ البتہ انگشت خنصر ٹیڑھی رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ عبرت کا موقع باقی رہے +

نتھا نمبردار جذام سے شفایاب ہوا ہے

حضرت سید غلام شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ موضع کندوال علاقہ تھل نتھا نام ایک نمبردار مرضِ جذام میں مبتلا ہوا۔ لوگوں نے اسے اپنے پاس سے نکال دیا۔ اور تمام قرابت والوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ صرف اُس کی بیوی جو نہایت نیک تھی خدمت گذاری میں مصروف رہتی تھی۔ یہ شخص ہر طرف سے ناچار ہو کر حضرت محبوبِ سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مناجات جو اُس نے پنجابی زبان میں تصنیف کی تھی حضور میں پیش کی۔ مناجات میں اُس نے دو حاجتیں بیان کی تھیں۔ ایک مرضِ جذام سے نجات اور دوسرے فرزند نرینہ۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے اس کی دونو حاجتیں پوری ہوگئیں +

فتح محمد کی مرگی جاتی رہی

حضرت سید غلام شاہ صاحبؒ کا بیان ہے کہ فتح محمد نام ایک شخص جسے لوگ فتّا کہتے تھے موضع خصالہ ضلع راولپنڈی کا باشندہ تھا اور مرگی کے خطرناک مرض میں مبتلا تھا۔ حالت یہ تھی کہ دن میں تین چار بار دورہ پڑتا تھا اور مرض کی سختی سے بیہوش ہو جاتا تھا۔ یہ شخص حضرت محبوبِ سبحانی کا جان نثار مرید تھا +

ایک دفعہ خواجہ قطب الزمان محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شریک ہونے کیلئے وہ اپنے گھر سے جلالپور شریف روانہ ہوا۔ راستہ میں جابجا شدت مرض سے گرتا پڑتا اور بیہوش ہوتا چلا آتا تھا۔ جو مرید اور شرکائے عرس اُس راستہ سے آرہے تھے وہ اُس کی بے ہوشی اور درماندگی کا حال حضورِ عالی میں بیان کرتے تھے۔ اسی اثنا میں وہ بھی آپہنچا اور قدمبوس ہوا چونکہ اُس کا حال پے درپے سمع مبارک تک پہنچتا رہا تھا۔ اس لئے توجہ خاص سے اُس کی طرف دیکھا۔ فتّا کا بیان ہے کہ میرے دماغ میں تین مرتبہ

آواز آئی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا کوئی دماغ کے پردے توڑے ڈالتا ہے۔ اِس کے بعد پھر کبھی مَیں مرگی کے مرض میں مبتلا نہیں ہوا۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

مرگی کا بیمار لنگر کا خدمت گزار | یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ موضع دھمیال ضلع راولپنڈی میں ایک شخص کے دو بیٹے تھے اور دونو کو مرگی کی سخت شکایت تھی۔ یہ شخص ان دونوں کو حضرت محبوبِ سبحانی کی خدمت میں لایا۔ اور عرض کیا کہ اگر حضور کی توجہ سے یہ دونو تندرست ہو جائیں تو بڑے بیٹے کو حضور میں نذر کرونگا تا کہ لنگر کی خدمت گزاری میں زندگی بسر کرے۔ چنانچہ دونو حضرت کی دعا سے تندرست ہو گئے۔ اور اُن میں سے ایک اس وقت تک لنگر کے کاموں میں مصروف ہے۔

غفلت کی سزا اور دعائے خیر سے شفا | مکھانا ساکن بھیرہ و احمد علی ساکن میرا دو شخص حضرت محبوبِ سبحانی کے مرید تھے۔ لیکن ایک مدت سے بوجہ غفلت حضور کی زیارت اور وظائف سے محروم تھے۔ قضا کار اُن کی آنکھوں میں شکایت پیدا ہوئی اور نابینا ہو گئے۔ اب اُنہیں اپنے شفیق رہنما کی یاد آئی۔ اور بارگاہ عالی میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے حضرت نے اُن کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اور دونو کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

حضرت محبوبِ سبحانی کی طرف متوجہ ہونے کا اثر | میاں رحمت اللہ ساکن میرا کلاں حضرت محبوبِ سبحانی کے مرید تھے اتفاقاً وہ سخت بیمار ہوئے اُن کے بھائی میاں غلام اللہ معہ اپنے متعلقین کے سید غلام شاہ کے پاس آئے۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ کہا کہ آپ بیمار کو ملاحظہ فرمائیے شاہ صاحبؒ نے انکار کیا لیکن اُن کے سخت اصرار سے مجبور ہو کر شاہ صاحب اُن کے ساتھ ہو لئے۔ بیمار کو جا کر دیکھا حالت بہت زبون تھی نبض سرد اور بے حرکت۔ اُمید زندگی منقطع۔ میزبان نے شاہ صاحب کی دعوت کا اہتمام کیا۔ مرغ ذبح کیا۔ شاہ صاحب نے اپنے دل میں کہا کہ بیمار کی حالت ایسی خراب ہے کہ شاید کھانا تیار ہونے سے پہلے وہ چل بسے لیکن وہ مسجد میں گئے اور حضرت محبوبِ سبحانی کی طرف متوجہ ہو کر التجا کرنے لگے کہ سرکار میرے ننگ و نام کا لحاظ رکھیں کچھ عرصہ کے گریہ زاری کی آواز اُنہوں نے سنی اور خیال کیا کہ شاید بیمار مر گیا لیکن تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ پڑوس کی کسی عورت نے وفات پائی۔ میاں صاحب چند روز میں صحتیاب ہو گئے۔

Marfat.com

گائے کی نذر اور ایک سال کی مُہلت

سید غلام شاہ صاحب کا بیان ہے کہ موضع میرا میں منگو نامی ایک شخص رہتا تھا وہ سخت بیمار ہُوا۔ اُس کا بھائی بلندو جو اس کی بیماری سے بہت متاسف رہتا میرے پاس آیا۔ اور گریہ وزاری کے بعد مجھے دُعا کے لئے لے گیا۔ مَیں نے کہا ہمارے حضرت کی نذر کے لئے کوئی چیز مقرر کرو۔ اُس نے ایک عدد گائے حضرت محبوبِ سُبحانی کی نذر کیلئے مجھے دی بلندو سخت بیچین تھا اور ہر وقت گریہ وزاری میں مصروف رہتا تھا۔ دوسرے دن صبح کے وقت مَیں فجر کی نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں گیا۔ ناگاہ رونے پیٹنے کی آواز بلند ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ منگو مر گیا لیکن تحقیق کرنے معلوم ہُوا کہ منگو نہیں مرا بلکہ بلندو نے وفات پائی ہے

شخصے ہمہ شب بر سرِ بیمار گریست   چوں روز شد آں بمرد و بیمار بزیست

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ایک سال کے بعد اُسی دن اور اُسی وقت منگو نے بھی وفات پائی۔ گویا اُس قربانی کی بدولت جو اُس نے حضرت محبوبِ سبحانی کی خدمت میں ایک گائے پیش کرکے نذر ادا کی تھی ایک سال کی مُہلت پائی ٭

خواب میں مرید کی استمداد

عبداللہ نامی ایک شخص بخار میں مبتلا ہُوا۔ اُس کی حالت اپنی نازک تھی کہ بالکل قریبِ مرگ تھا۔ دست ہر وقت جاری تھے۔ ہوش وحواس جا چکے تھے اور عالمِ نزع کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا تھا۔ تیماردار اور اطباء موت کے یہ آثار دیکھکر نا اُمید ہو چکے تھے پسینہ نہیں آتا تھا لیکن پیشانی اور گردن پر کچھ نمی پیدا ہو کر خشک ہو جاتی تھی مولوی نورِ عالم کا بیان ہے کہ وہ آدھی رات تک بیمار کے سرہانے بلند شریف پڑھتے رہے اُس کے بعد سو گئے۔ بیمار کے والد سے گھر کی ایک عورت نے کہا کہ مَیں دیکھ بھال کرونگی تم بھی سو رہو۔ چنانچہ وہ بھی سو رہے۔ یہ حضرت محبوبِ سُبحانی کے مرید تھے اُنہوں نے خواب میں حضرت کو دیکھا کہ پائے مبارک سے اُن کا بدن مس کرکے فرما رہے ہیں کہ تم زمین پر سوئے ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ مہمانوں کی وجہ سے چارپائی نہیں ملی۔ حضرت نے پوچھا کہ یہاں کیوں آئے اُنہوں نے عرض کیا کہ میرا لڑکا عبداللہ سخت بیمار ہے۔ فرمایا اُسے کوئی بیماری نہیں ہے اُٹھو اور اُس کی پنڈلیاں دابو۔ چنانچہ یہ بیدار ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ اور لڑکے کی پنڈلیاں دابنی شروع کیں۔ جس کے ساتھ ہی گردن سے پسینہ نکلنے لگا۔ اور پیروں تک پہنچا۔ بیمار کو ہوش آ گیا ٭

Marfat.com

مولوی نور عالم صاحب کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ سے بے خبر تھا علی الصباح عجلت کے ساتھ مسجد میں پہنچا۔ تاکہ فجر کی نماز پڑھ لوں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ شاید بیمار کے مرنے کی خبر مجھ تک پہنچے اور نماز قضا ہو جائے۔ لیکن جب نماز پڑھ کر میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مریض تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ چند روز میں وہ تندرست ہو گیا۔

حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین	ملک زمان مہدی خاں دارا پور کی عدالت

نے ارشاد فرمایا۔ ملک زمان مہدی خاں دارا پور (جو نواب غالب مہدی خان ڈپٹی کمشنر کے والد تھے) مرض جذام میں مبتلا ہوئے۔ ہر چند انہوں نے علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بیماری روز بروز ترقی پذیر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ ایک دن ان کے حقیقی بھائی خان بہادر راجہ پائندہ خاں نے ان سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کی بیماری بڑھ گئی ہے آپ خور و نوش اور بود و باش میں ہم کو اپنی آمیزش سے معاف کریں اور اپنے ساتھ سارے خاندان کو مصیبت میں مبتلا نہ فرمائیں۔ چنانچہ ملک مذکور دارا پور سے چلے آئے۔ اور ایک دوسرے گاؤں میں جو انہیں ورثہ میں ملا تھا اقامت اختیار کی اسی اثنا میں چوہدری محمد بخش ساہو ایئے کو طلب کرکے یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ میری ہمراہی اختیار کریں تو میں حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوؤں اور اپنی شکایت عرض کریں۔ یہ دونو حضرت ممدوح کے مرید تھے بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے اور اپنا حال زار عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور کی توجہ سے یہ مصیبت رفع نہ ہوئی تو اس عالم میں کیا توقع ہے کہ حضور کی شفاعت سے ہمارے گناہ بخشے جائینگے۔ چوہدری محمد بخش نے بھی سفارش کی۔ حضرت محبوب سبحانی کو اس گریہ زاری پر رحم آیا اور نگاہ توجہ سے دیکھ کر فرمایا کہ تم جو کچھ دوا علاج کر رہے ہو اسے چھوڑ دو۔ اور دل سے تمام وسوسہ نکال ڈالو۔ اس کے بعد دعائے خیر کی چنانچہ ملک مذکور چند روز میں صحت یاب ہو گئے۔

حضرت محبوب سبحانی کی طرف توجہ	مولوی نور عالم صاحب فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کا نواسہ بخار میں مبتلا تھا اور نہایت لاغر و کمزور ہو گیا تھا۔ کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی تھی

بچہ کے ماں باپ اس کی صحت سے ناامید ہو گئے اور مجھ سے رو رو کر کہنے لگے کہ آپ خدا کے لئے کچھ علاج کیجئے میں نے کہا کہ میں نہ حکیم ہوں نہ مرض کا سبب پہچانتا ہوں۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا اور مجھے مریض کی بالین پر لے گئے میں نے حضرت محبوب سبحانی

Marfat.com

کی طرف توجہ کی۔ اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اور دل ہی میں یہ شعر پڑھنا شروع کیا ؎

شیئاً للہ آمدم اندر حضور — المدد یا حضرت خواجہ جلالپور

میرے دل میں یہ بات القا ہوئی کہ اس بچہ کو گلاب اور کاسنی کا عرق پلانا چاہیئے پس میں نے کہا کہ یہ عرق لیکر اُسے پلائیں چنانچہ بچہ کو دست جاری ہوگئے جس سے ناتوان ہوکر وہ بیہوش ہوگیا۔ اور اثناء بیہوشی میں اُس کے بدن سے پسینہ جاری ہوا۔ اور وہ تندرست ہوگیا۔

پیسہ کی چار دوائیں مولوی محمد عبدالرحیم صاحب کرنچی والہ اُستاد صاحبزادگان جلالپور شریف فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جلالپور میں تھا۔ کہ سخت کھانسی میں مبتلا ہوا۔ بہت کچھ علاج کیا لیکن شکایت رفع نہ ہوئی۔ کھانسی میں خون بھی آتا تھا۔ اطباء کو یقین تھا کہ مجھے سِل ہوگئی ہے۔ ایک دن میں نہایت رنجیدہ اور شکستہ دل ہوکر حضرت محبوبِ سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنسو میری آنکھوں سے رواں تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ خیر تو ہے آپ کو کیا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے سل ہوگئی ہے۔ حضور نے مجھے تسلی دی۔ اور اُسی وقت ایک درویش کو اپنے پاس سے ایک پیسہ دیکر فرمایا کہ چار دوائیں لے آؤ۔ اب مجھے وہ دوائیں یاد نہیں۔ لیکن اُن میں سے ایک طباشیر بھی تھی۔ حضور نے اُن دواؤں کے قرص تیار کئے۔ اور چند قرص مجھے دیکر فرمایا کہ اگر ان سے صحت نہ ہو تو (صاحبزادہ سید محمد) فضل شاہ (صاحب سجادہ نشین حال) سے اور لے لینا۔ لیکن میں اُنہیں سے صحتیاب ہوگیا۔

بگولا بیماری کو ساتھ لے گیا مولوی عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ حافظ غلام مصطفےٰ صاحب جو سلسلہ نقشبندیہ سے نسبت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت محبوبِ سبحانی رح کی نسبت فرمانے لگے کہ وہ اپنے توکل کی وجہ سے کافی قوت رکھتے ہیں ورنہ فقیری ایک دوسری چیز ہے۔ اسی اثنا میں اُنھوں نے دیکھا کہ ایک بگولا جلالپور شریف سے آکر میرے گھر میں داخل ہوا اور کپڑے کی طرح کوئی سیاہ رنگ کی چیز اُڑا کر لے گیا۔ حافظ صاحب دوسرے روز میرے پاس آئے۔ میں اُن دنوں بخار میں مبتلا ہوکر جلالپور سے اپنے گھر آیا تھا۔ اور کہنے لگے کہ بیشک حضرت محبوبِ سبحانی فقیر ہیں۔ اور اب تم جلد تندرست ہو جاؤ گے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں صحت حاصل ہوگئی۔

Marfat.com

منشی غلام حسین ہیڈ کلرک کی بیماری کا واقعہ

میاں محمد اشرف صاحب فرماتے ہیں کہ منشی غلام حسین شہر گوجرانوالہ میں ڈپٹی کمشنر کے رشتہ دار تھے منشی صاحب جذام کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ اکثر جلالپور شریف میں آتے تھے۔ میرے پیر بھائی تھے اس لیئے اُن کی آمد و رفت اور ہمنشینی سے مجھے تو کوئی تنفر نہ تھا لیکن اُن کی صورت اور حالت سے ہر شخص کو کراہت ہوتی تھی لیکن حضرت محبوب سبحانی سے بے انتہا عقیدت رکھنے اور عجز و نیاز کی بنا پر حضور کی توجہ اور دعا سے بہت جلد انہیں صحت حاصل ہو گئی +

خود میاں محمد اشرف صاحب کا واقعہ ہے کہ وہ سات ماہ سے سخت بیمار تھے اور کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ اُنہوں نے اپنے فرزند میاں غلام قاسم کو حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور اپنی بیمارگی اور درماندگی کا حال عرض کیا حضرت نے حکیم محمد عالم ساکن موضع ناہن والا کو حکم دیا کہ نسخہ تجویز کرد۔ اور دو تین دوائیں خود بھی بتائیں اس دوا کے استعمال سے پہلے تو میاں صاحب بیہوش ہو گئے۔ کیونکہ دوا نہایت تیز و تلخ تھی۔ لیکن اس کے بعد حضرت محبوب سبحانی کی توجہ اور کرامت سے صحت ہو گئی۔ مگر اُن کے پاؤں کمر سے رانوں تک بالکل بیکار اور بے حس و حرکت تھے حتیٰ کہ اُٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا بالکل ناممکن تھا +

اسی اثناء میں خواجہ شمس العارفین کا عرس ہؤا۔ اور میاں صاحب اپنے صاحبزادہ غلام قاسم اور ایک دوسرے شخص کو ہمراہ لیکر عرس میں شرکت کیلئے اسطرح روانہ ہوئے کہ یہ لوگ انہیں گود میں اُٹھا کر ریل میں سوار کر دیتے تھے اور نیچے اتار لیتے تھے۔ ہرنولی کے سٹیشن پر حضرت محبوب سبحانی کی ہمراہی کا شرف حاصل ہؤا۔ اسی پر جب حضور سے جدائی کا وقت آیا تو انہوں نے چار زانو ہو کر نماز پڑھی اور حضور نے بھی نماز ادا کی اس موقعہ پر میاں صاحب نے حضرت سے پوچھا کہ میں اسطرح چار زانو ہو کر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ حضور نے فرمایا کہ حالت عذر میں اس طرح نماز جائز ہے۔ میاں صاحب نے عرض کیا کہ میں حضرت سے جواز و عدم جواز کا مسئلہ نہیں پوچھتا بلکہ یہ عرض کرتا ہوں کہ میری یہ معذوری کب تک باقی رہیگی؟ حضرت نے یہ عرضداشت سُن کر میاں صاحب کیلئے دعائے خیر کی ملکوال کے اسٹیشن سے حضرت تو جلالپور شریف کو سدھارے اور میاں صاحب بھیرہ کی طرف اپنے فرزند میاں محمد غالب کے پاس روانہ ہوئے جو ریل میں ملازم تھے۔ منزل مقصود پر پہنچکر میاں صاحب نے پہلے نماز ایستادہ ہو کر ادا کی اور یہ محسوس ہؤا کہ گویا کبھی

Marfat.com

کوئی شکایت نہ تھی +

تعویذ سے اچھا ہوگیا میاں محمد مظفر صاحب کہتے ہیں۔ کہ میرے لڑکے غلام جیلانی کو شیر خوارگی کے زمانہ میں اُس کی ماں ساتھ لے کر حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی بچہ کی یہ حالت تھی کہ شدت درد سے تمام رات روتا تھا۔ اور کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ اُس کی ماں اُس کی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکی تھی لڑکے کا ماموں محمد نام اُسے گود میں لیکر حضور میں حاضر ہوا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت اُس وقت طہارت کر رہے تھے زبان مبارک سے کوئی دوا بتائی اور فرمایا کہ یہ بچہ تمام شب روتا رہا۔ پھر فرمایا کہ کوئی دوا نہ دو۔ میرے پاس لائیے میں اسے تعویذ لکھدیتا ہوں۔ چنانچہ تعویذ باندھتے ہی بچہ تندرست ہوگیا۔ وہ بارہ سال تک زندہ رہا۔ اور معمول تھا کہ جب بیمار ہوتا اُس تعویذ کے باندھنے سے تندرست ہوجاتا +

جلالپور شریف میں وبائے طاعون مولوی عبدالرحیم صاحب باشندہ کڑی فرماتے ہیں کہ ماہ صفر ۱۳۲۵ھ میں جلالپور شریف میں وبائے طاعون پھیلی۔ خواجہ قطب الزمان محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے زمانہ میں روزانہ بارہ آدمی فوت ہوتے تھے۔ قریباً چوتھائی کی آبادی ویران ہوگئی تھی۔ عرس کے موقع پر تقریباً بارہ ہزار آدمی جلالپور شریف میں وارد ہوئے تھے لیکن حضرت محبوب سبحانی کی برکت وکرامت سے کسی شخص کو اس مہلک مرض کی شکایت نہیں ہوئی۔ عرس کے بعد بیماروں کے ساتھ سرکار کا برتاؤ یہ تھا کہ کمال دلجوئی و دلداری کے ساتھ اُنہیں اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ حالانکہ طاعون کی متعفن گلٹیوں سے سخت بدبو آتی تھی۔ لیکن ممدوح ذرا پروا نہیں کرتے تھے۔ گلٹیوں پر کپڑا ہٹا کر دم ڈالتے تھے۔ اور مریضوں کو شفقت آمیز کلمات اور دعائے خیر سے تسکین دیتے تھے۔ ایک دن ایک بیمار حاضر ہوا۔ اور بنگلہ شریف کے باہر ٹھہر گیا۔ حضور نے فرمایا کہ اندر آؤ۔ اُس نے عرض کیا کہ میں اندر آنے کے قابل نہیں ہوں۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ جو کچھ ہو۔ اور جس حالت میں ہو اندر آؤ۔ لنگر شریف کے فقرا نہایت سراسیمہ اور پریشان ہو رہے تھے۔ کیونکہ روزانہ بیس پچیس جنازوں کی نماز پڑھی جاتی تھی +

محمد کامل کا بیان ہے کہ ایک دن صاحبزادہ صاحب نے خدمت عالی میں عرض کیا۔ کہ باشندگان گرد و نواح سے کہدیا جائے کہ وبائے طاعون کی شدت کے زمانہ میں عرض کیا

Marfat.com

کہ باشندگان گردونواح سے کہدیا جائے۔ کہ وبائے طاعون کی شدت کے زمانہ میں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھیں۔ اور یہاں نہ آئیں۔ حضور نے زبان مبارک سے فرمایا کہ بہتر ہے۔ تم ایسا ہی کرو۔ اور اپنے پاس کسی کو نہ آنے دو۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ میری گذارش ہے کہ حضور اپنے بیماروں کو نہ آنے دیں اور حکم دیں کہ شدت مرض کی حالت میں یہاں آنے سے احتراز کریں۔ فرمایا کہ میں کیونکر منع کر سکتا ہوں جبکہ وہ رنج و مصیبت کی حالت میں میرے پاس پناہ لینے کیلئے آتے ہیں اگر میں انہیں دنیا کے رنج و مصیبت میں چھوڑ دوں تو انہیں کیا توقع ہو سکتی ہے کہ میں عقبےٰ میں اُن کی نجات کا وسیلہ بنونگا +

محمد کامل کا بیان ہے کہ ایک دن حفظانِ صحت کے خیال سے صاحبزادہ صاحب کے دولت خانہ میں گوگل کا دھواں کیا گیا۔ حضرت محبوبِ سُبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ بُو کیسی آتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ گوگل کی بُو ہے۔ زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یا گوگل سلگا لو اور توکل چھوڑ دو۔ یا توکل اختیار کرو اور گوگل چھوڑ دو +

راجہ بہادر خاں چک جانی والا حضرت محبوبِ سُبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقد تھے اِس اثنا میں کہ طاعون پھیلا ہوا تھا اُن کا لڑکا فوت ہو گیا۔ حضرت حرم شریف سے باہر آرہے تھے کہ اُس کے انتقال کا حال لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت حرم شریف میں واپس گئے۔ اور مستورات سے یہ خبر نقل کی اور فرمایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں خدائے پاک بے نیاز ہے۔ اگر معاملہ میری مرضی اور میرے اختیار پر ہوتا تو یہ لڑکا کبھی نہ مرتا۔ اس ارشاد میں مصلحت یہ تھی کہ ایک مرید نے مخدرات عالیہ سے سفارش چاہی تھی۔ اور وہ بار بار حضرت سے اصرار کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اگر آپ توجہ فرمائیں تو اُس کا مقصد بر آنا دشوار نہیں۔ پس آپنے اِن الفاظ کے ساتھ اُن کی تسلی کر دی یعنی اُن امور کے لئے میرا دعا کرنا بیکار ہے جو مشیت خداوندی کے خلاف ہیں +

اِس واقعہ کے بعد خود بہادر خاں بیمار ہوئے جب سمع مبارک تک یہ خبر پہنچی تو ارشاد ہوا کہ بہادر خاں طاعون میں مبتلا نہیں ہے۔ چنانچہ انہیں پیام بھیجا۔ کہ تم غمگین نہ ہو۔ اس بیماری سے صحتیاب ہو جاؤ گے خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا اور

Marfat.com

بہادر خاں جلد تندرست ہوگئے۔

لنگر شریف کے بعض درویش وبائے طاعون سے سخت خائف اور پریشان تھے۔ حضرت کی توجہ اور کرامت سے اُن کے دل توکل اور استقامت پر قائم ہوگئے۔ ان میں ایک شہاب الدین نامی بھی تھے۔ جو خلوت نشین ہوگئے تھے۔ لیکن اُن کے دل میں ایسی ہمت پیدا ہوگئی کہ وہ گھر سے نکل کر طاعون زدہ بیماروں کی تیمار داری میں مصروف ہوگئے۔ چنانچہ اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے اور پانی پلاتے تھے۔ بیکسوں بیواؤں اور یتیموں پر ترس کھاتے تھے۔

موضع پنڈ گل انداز اں کے ایک درویش نے جو قوم کا نور باف اور حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اپنے قرضہ کی گراں باری کا حال حضور میں عرض کیا۔ اور دادرسی چاہی حضرت نے حکم دیا کہ اس جگہ موجود رہو۔ اور مُردوں کو غسل دیا کرو۔ کیونکہ اُس زمانہ میں کوئی غسال بھی باقی نہیں رہا تھا۔ قبروں میں پتھر کے جو چوکے وغیرہ لگتے تھے اُن کی قیمت صاحبزادہ صاحب اپنے پاس سے عطا کرتے تھے۔ المختصر جب آبادی میں ساڑھے پانچ سو موتیں ہوچکیں تو طاعون فرو ہوگیا۔ اور نظام الدین کا قرض ادا ہوگیا۔

اس طوفان مصائب میں حضرت کی ذات پاک میں جو صبر و تحمل اور جو شان توکل دیکھی اور تسلیم و رضا کی جو محبوب ادائیں مشاہدہ کی گئیں وہ ہم گنہگاروں کے لئے ازبس سبق آموز تھیں۔ گویا حضور تمام امور سے واقف تھے۔ اور اس علم کی بنا پر ذرا بھی صبر اور بے قراری ظہور میں نہیں آتی تھی۔

ایک فوج ہ سائے موضع چلیا نوالی میں سے ایک بد کی نعش سامنے رکھی تھی جو بیماری کی حالت میں جلال پور شریف لے آیا تھا۔ اور وہیں اُس کا انتقال ہوگیا تھا۔ ایک مرید نے عرض کیا۔ کہ میں اس کے وارثوں کو پیام بھیجتا ہوں کہ ان کو حضرت محبوب سبحانی نے مشیت سے مصالحت کر لی ہے۔ اور خاموش بیٹھے ہوئے قضاء و قدر کا تماشا کرتے ہیں۔

درود شریف کی عظمت خلیفہ حسین شاہ صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ میں پہلے پہل بارگاہ حضرت محبوب سبحانی میں حاضر ہوا تھا۔ نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد حسب دستور صف اول سے صف آخر میں جا بیٹھا۔ حضرت محبوب سبحانی وظیفہ میں مشغول تھے۔ اور پشت مبارک میری طرف تھی۔ میں درود شریف پڑھنے لگا یک حضرت نے پہلو بدل کر پشت مبارک جنوب کی طرف کر لی۔ اور مجھے یہ بات یاد آئی کہ اولیاء اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ درود

Marfat.com

شریف اُن کی پسِ پشت پڑھی جائے ✦

مکاشفہ خلیفہ حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن چاشت کے وقت میں حضرت کے دیوانخانہ میں بیٹھا تھا کہ یکایک میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں اتنے عرصہ سے حضور میں آتا ہوں لیکن اب تک قواعد وغیرہ کی تعلیم و تلقین مجھے نہیں کی گئی۔ شاید اس کے متعلق کوئی کتاب ہو۔ خیر کل تو میں چلا جاؤنگا لیکن اب کے جب آؤنگا تو ضرور درخدمت عالی میں عرض کرونگا۔ ظہر کی نماز کے بعد جب میں حضور میں حاضر ہوا تو مسکرا کر فرمایا کہ اگر پہلے سے ایسا خیال ہوتا تو کتاب آداب الطالبین آپ کو دیجاتی۔ اور آپ اُس کی نقل کر لیتے۔ اب چونکہ وقت نہیں رہا ہے۔ پس آئندہ جب آپ آئینگے تو کتاب دیدیجائیگی اُس کی نقل کر لیجئے گا۔ اُس میں تمام آداب و قواعد مندرج ہیں۔ اِس کے بعد زبان مبارک سے آداب الطالبین کے قواعد کا خلاصہ ارشاد فرمایا۔ اور دوبارہ جب میں حاضر ہوا تو کتاب مذکور مجھے عطا فرمائی اور میں نے اُس کی نقل کر لی ✦

حضرت محبوبِ سبحانی کی طرف عریضہ بھیجتے ہی کام بن گیا یہی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں قصبہ ڈنگہ سے جہاں میں ملازم تھا ایک مکان خریدنے کیلئے لاہور گیا۔ میرے پاس ٹین کا ایک نلکا تھا جس میں سات سو روپے کی دستاویزات اور تمسکات تھے۔ میں نے یہ نلکا جیب میں رکھ لیا تھا تاکہ مکان کی خریداری کے لئے اپنے قرضداروں سے روپیہ وصول کروں لیکن چونکہ مجھے روپیہ مل گیا اِس لئے میں نے کسی قرضدار کو پریشان نہیں کیا۔ کام سے فارغ ہو کر میں اپنے مکان واقع لالہ موسےٰ کو روانہ ہو گیا۔ رات کو نماز تہجد کے لئے میں نے وہ قمیص اُتار ڈالی جس کی جیب میں نلکا تھا تاکہ وضو میں آسانی ہو۔ سوءِ اتفاق سے نلکا نیچے گر پڑا اور رات کی تاریکی میں کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ صبح کو دن کی روشنی میں تلاش کر لونگا۔ لیکن نماز فجر پڑھ کر میں سٹیشن پر چلا گیا۔ اور ریل پر سوار ہو کر ڈنگہ روانہ ہو گیا۔ نلکا میری یاد سے بالکل اُتر گیا ✦

دو ماہ کے بعد خیال آیا اور میں نے جابجا منادی کرائی۔ اخبارات میں اشتہارات دئے۔ انعام بھی مقرر کیا۔ لیکن نلکے کے متعلق کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر میں نے ایک عریضہ حضرت محبوبِ سبحانی کی خدمت میں ارسال کیا۔ عریضہ بھیجے ہوئے تیسرا دن تھا اور میں مغرب کے بعد مسجد میں ختم شریف پڑھ رہا تھا کہ اس اثنا میں تین مرتبہ نلکے

Marfat.com

کی صورت میری آنکھوں کے سامنے آئی۔ وظائف سے فارغ ہو کر جب مَیں گھر پہنچا۔ تو معلوم ہؤا کہ تمکا ایک صندوق میں مل گیا۔ مَیں نے جب یہ ماجرا سرکار میں عرض کیا۔ تو حضور کچھ دیر خاموش رہے۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالےٰ پردہ عدم سے معدوم کو موجود کرتا ہے۔ پس اگر اُس کی قدرت سے گم شدہ چیز مل جائے تو کیا تعجب ہے ✦

گم شدہ اونٹ واپس مل گئے | یہی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مجلس مبارک میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے مجمع عام میں حضور سے عرض کیا کہ میرے چند اُونٹ گم ہو گئے ہیں حضرت دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم نے بھی کسی کا مال کبھی چرایا ہو گا۔ اُس شخص نے اقبال کیا حضور نے فرمایا کہ وہ چرائے ہوئے مویشی مالک کو واپس کر دو۔ اُس شخص نے کہا وہ تو اب میرے پاس موجود نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا اُن کی قیمت دے کر مالک کو ضامند کر لو۔ تاکہ خدا تمہارے گناہ معاف کر دے۔ اُس شخص نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی اور آیندہ کے لئے توبہ کی چنانچہ حضرت کی دعا سے اُس کے گم شدہ اونٹ واپس مل گئے ✦

توبہ اور قتل سے بریت | یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے قتل کیا۔ اور اُس کے مواخذہ میں گرفتار ہؤا۔ اُس کے ورثا حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا کہ آیندہ کے لئے وہ تائب ہو۔ اور گزشتہ گناہوں سے بھی توبہ کرے۔ خدا اُس پر فضل کریگا۔ اُس شخص نے صدق دل سے توبہ کی اور حضرت نے اُس کیلئے دعائے خیر فرمائی چنانچہ وہ صاحب بری ہو گیا ✦

دینی سرکار میں عرضی اور دنیوی سرکار کی عذر خواہی | شاہ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ مَیں جب ملازمت ترک کر کے خانہ نشین ہؤا تو ایک شخص کسی خوردہ سال لڑکی کے زیورات چرانے کی علت میں ماخوذ ہؤا۔ دشمنوں نے اُسے بہکایا کہ میرے فرزند قادر شاہ کا نام بھی لے دے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ مَیں نے سرکار میں عرضی گزرانی چنانچہ حضرت کی دعائے خیر کا یہ نتیجہ ہؤا کہ قادر شاہ نہ صرف بری ہؤا۔ بلکہ پولیس نے عذر خواہی بھی کی ✦

انجام بخیر ہو گا | شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حاسدوں نے مجھ غریب پر فوجداری کا مقدمہ دائر کیا۔ اور ثبوت بھی بہم پہنچالیا۔ مَیں نے سراسیمہ ہو کر حضور میں عریضہ لکھا جس کا جواب آیا۔ کہ گھبراؤ نہیں انشاء اللہ انجام بخیر ہو گا۔ چنانچہ میں حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ کی توجہ اور دعا کی بدولت اس مصیبت سے بچ گیا ✦

Marfat.com

دق کی بیمار شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں قصبہ مزنگ میں تھا وہاں ایک عورت مرض دق میں مبتلا تھی۔ زندگی سے بالکل مایوس ہو چکی تھی۔ اور نفس شماری کر رہی تھی۔ میں نے اُس کے متعلق حضور میں عرضی بھیجی۔ اُس عورت نے پہلے دن خواب میں دیکھا کہ دو آدمی اُس کے قریب موجود ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ جو گویا حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ تھے رونق افروز ہوئے۔ اِن بزرگ نے اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس عورت کو لینے کیلئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت اس کا خاوند موجود نہیں ہے۔ پس اِس وقت اس کا لیجانا ملتوی کرو۔ آیندہ دیکھا جائیگا۔ اِس کے بعد اِن بزرگ نے ایک مرغن روٹی جس میں گوشت کا ایک مرکب موجود تھا۔ دستِ مبارک سے اُسے کھلائی۔ جس سے وہ رونے اور چلانے لگی۔ اور کہنے لگی کہ میرے پیٹ میں سخت درد پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی شخص میرے معدہ کو چاقوں سے کاٹ رہا ہے۔ اِس کے بعد وہ عورت بیدار ہوئی۔ اور یہ ماجرا بیان کیا۔ خدا کے فضل سے وہ چند روز میں صحتیاب ہو گئی۔

قاضی صاحب کے فتوے کفر کا انجام بخیر قاضی احمد دین ساکن موضع بٹرال جن کا خاندان ہمیشہ سے صاحب علم رہا ہے۔ ایک دفعہ علال پور شریف میں آئے۔ سید غلام شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی اِن دنوں حاضر بارگاہ تھا۔ قاضی صاحب موجود تھے۔ کہ میں نے مجلس مبارک میں پہنچکر حسب معمول زمین ادب کو بوسہ دیا۔ یہ دیکھتے ہی قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص کافر ہو گیا میں حضور کے ادب سے خاموش رہا۔ لیکن حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ یہ سجدہ نہیں ہے بلکہ یہ خاک بوسی ہے۔ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سجدۂ عبادت، دوسرے سجدۂ تحیت سجدۂ عبادت خدا تعالےٰ کیلئے مخصوص ہے۔ لیکن سجدہ تحیت حضرت آدمؑ اور حضرت یوسف علیہما السلام کے لئے واقع ہوا ہے۔ اُسی دن ظہر کی نماز کے بعد قاضی صاحب نے مجلس میں وعظ فرمایا۔ اور سماع کی مخالفت میں بہت سی سندیں پیش کیں۔ رات کو دیوانخانہ میں مجلس سماع منعقد ہوئی۔ قاضی صاحب کے دل پر ایک قوال کے شعر نے بڑا اثر کیا۔ وہ اُسی حالت میں ایستادہ ہو گئے۔ اور اُنہیں دل میں ایک خاص ذوق محسوس ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ دیکھئے قاضی صاحب وعظ کیا فرماتے ہیں۔ دوسرے دن صبح کو میں خدمت عالی میں موجود تھا۔ کہ قاضی صاحب تشریف لائے۔ اور آستانہ مبارک پر ٹھہر کر یہ شعر

Marfat.com

پڑھنے لگے ؎

بزندانِ دوزخ نماند اسیر　　کسے را کہ باشد چنیں دستگیر

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا اندر آنے دیجئے۔ جب وہ اندر آئے تو پوچھا کیا آپ بیعت کرنی چاہتے ہیں۔ بولے جی ہاں! حضرت نے فرمایا بسم اللہ ہاتھ لائیے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میرا ہاتھ ایک کافر نے پکڑ رکھا ہے اِس قابل نہیں ہے کہ پیش کروں (مطلب یہ تھا کہ میں مقروض بہت ہوں) حضرت نے فرمایا خدا پر توکل کیجئے اور بیعت کرکے وظائف پڑھئے انشاءاللہ آپ کا ہاتھ کافر کے پنجہ سے چھوٹ جائیگا۔ قاضی صاحب نے بیعت کی حضور نے وظائف تعلیم فرمائے۔ اِس کے بعد قاضی صاحب نے موضع کوہالہ میں بحیثیت امام مسجد کے اقامت اختیار کی جس بنئے نے اُن پر چھ سو روپے سود کی مزید رقم لگا کر دعوےٰ کیا تھا اُس کا دعوےٰ زائد میعاد ہونے کی وجہ سے ناکام رہا۔ ایک روز وہ قاضی صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا کے لئے کچھ مجھے دو۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اگر مجھے خدا کی راہ میں کچھ دینا ہوگا۔ تو اُس کے بہت سے مواقع ہیں! الغرض بقال مذکور نا امید ہو کر چلا گیا ؁

قرضہ اُتر گیا | سید غلام شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ابتدائے زمانہ میں ایک دفعہ میں موضع نانگ سے حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں آ رہا تھا۔ میاں ابراہیم صاحب جو موضع ہراج کے رہنے والے تھے اور خاندان علما میں سے تھے میرے ہمراہ آ رہے تھے۔ وہ حضرت محبوب سبحانی کے لئے ایک جفت پاپوش لا رہے تھے۔ فضل نام نمبردار موضع سے اثنا راہ میں اُن سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے پوچھا کہ یہ نعلین کس کے لئے لئے جاتے ہو۔ ابراہیم نے اصل واقعہ بیان کیا۔ چونکہ بیچارہ غریب تھا۔ اِس لئے فضل نے اُسے چند کلمات طعن آمیز کہے اِس کے بعد جب وہ بارگاہِ عالی میں پہنچکر قدمبوس ہوا اور نعلین پیش کیں۔ تو فضل سے گفتگو ہوئی تھی جس سے اُسے رنج پہنچا نقل کی۔ حضرت نے فرمایا کہ مساکین پر اہل دنیا ہمیشہ طعن طنز کرتے ہیں۔ پھر ابراہیم نے عرض کیا کہ غریب نواز مجھ پر قرض بہت ہے۔ حضرت نے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ خدا اپنے فضل سے تمہارا بوجھ اُتار دیگا اور تمہارا قرض معاف کر دیگا۔ لیکن تم کسی کو تحریری سند نہ دینا ؁

چنانچہ بقالوں نے اپنا اپنا قرض ابراہیم سے طلب کیا لیکن اُس نے انکار کیا لوگوں نے

Marfat.com

سمجھایا کہ اگر تم قرض کا روپیہ نہ دوگے تو یہ لوگ نالش کرکے وصول کرلینگے۔ اور تم کو قرضہ کا زیر بار بننا پڑیگا۔ لیکن ابراہیم نے کسی کے کہنے سننے کی پرواہ نہیں کی۔ تمام قرض خواہ بقال جمع ہوئے اور لوگوں کو ساتھ لیکر ابراہیم کے پاس آئے۔ اُن لوگوں کے ساتھ فضل نمبردار بھی تھا۔ سب نے مل کر ابراہیم سے ادائیگی قرضہ کے لئے کہا اور یہ خواہش کی کہ اگر روپیہ نہیں دیتا ہے تو آیندہ کے لئے تمسک لکھ دے۔ لیکن اُس نے ایک کی نہیں سُنی۔ اور کہا کہ میرے پیر کا حکم ہے۔ کہ میں اپنی طرف سے کوئی تحریر نہ دوں۔ فیضل نمبردار ہندی حساب کتاب سے واقف تھا۔ اُس نے بہی کھاتہ کو دیکھا تو معلوم ہُوا کہ تمام رقوم زاید المیعاد ہوگئی ہیں۔ چنانچہ عاجز آکر سب قرض خواہوں نے رقم قرضہ کو بٹہ کھاتہ میں ڈال دیا۔ اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ فیضل نمبردار نے جب حضرت محبوب سبحانی کی یہ کرامت دیکھی تو دل و زبان سے معتقد ہوگیا ؎

خلیلے در آیا ز بت خانۂ ۔۔۔ چو شئے تماشی بہ بیگانۂ
شکست آوری جنبل انبوہ را ۔۔۔ بیک جلوہ بشکنی کوہ را

نذر کی گائے سید غلام شاہ صاحب کہتے ہیں کہ بہادر علی باشندہ موضع کاک ضلع راولپنڈی نے جو میرا قدیم مرید ہے۔ ایک دفعہ ایک بقال سے چھپن روپے قرض لیکر ایک گائے خرید کی۔ اور وہ گائے مجھے نذر دی۔ میں چند آدمیوں کے ہمراہ اُس گائے کو لیکر حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے جلال پور شریف روانہ ہُوا۔ اُس زمانہ میں بارش کی وجہ سے دریاؤں میں طغیانی تھی۔ اور جابجا سیلاب آئے تھے۔ میں جب موضع پھندالی سے آگے کوہ ٹلا کے قریب پہنچا۔ تو دلدل ملی جس کا سلسلہ دور تک پھیلا ہُوا تھا چنانچہ گائے کے چاروں بازو دلدل میں گھس گئے۔ صرف سر اور پیٹھ اوپر رہ گئی میں نے عالم حیرانی میں حضرت محبوب سبحانی کی طرف توجہ کی۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ گائے نے ایک ایک بازو نکالا اور اس زور سے جست کی کہ گئی گز آگے جا کر گری۔ اسی طرح دس مرتبہ گائے نے جست کی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاکر گری حتی کہ دلدل کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اگر حضرت محبوب سبحانی کی امداد اور کرامت شامل حال نہ ہوتی تو خدا جانے کن مشکلات کا سامنا ہوتا اور مجھے تمام رات وہیں بسر کرنی پڑتی۔ اِس کے بعد میں بارگاہ معلےٰ میں حاضر ہوکر آداب قدمبوسی بجالایا۔ اور گائے نذر کی۔

Marfat.com

چند روز کے بعد اُس بقال نے جس سے روپیہ قرض لیا تھا۔ بہادر علی پر دعوٰے کیا۔ مَیں نے تمام حالات حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجے اور دعائے خیر کی استدعا کی۔ عدالت میں بقال کا دعوٰے خارج ہو گیا۔ صرف چھ روپے بہادر علی کو دینے پڑے جن کا اُس نے عدالت میں اقبال کر لیا تھا۔

مقروض کی دستگیری سید غلام شاہ صاحب سے منقول ہے کہ بہادر علی نے اپنی شادی کے لئے پانچسو روپے ایک بقال سے قرض لئے اور دستاویز لکھ دیا۔ جب میعاد گزرنے لگی تو بقال نے اُس سے روپے کا مطالبہ کیا۔ بہادر علی نے بقال کو دھمکایا اور کہا کہ اگر مجھ سے کچھ طلب کیا تو تمہاری زندگی کی خیر نہیں۔ بقال اس دھمکی سے ڈر گیا۔ اور اُس نے دستاویز کو صرف پانچ سو روپیہ لے کر اور پانچسو زر سود چھوڑ کر ایک دوسرے ساہوکار کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ ساہوکار دولت مند اور صاحب اثر تھا۔ اِس نے کہا کہ میں یہ کل رقم وصول کرونگا ورنہ تمام عمر قید میں گھسونگا۔ سید غلام شاہ صاحب نے ان واقعات سے حضرت محبوب سبحانی کو مطلع کیا۔ حضور نے فرمایا کہ خدا اپنا فضل کریگا۔ چنانچہ ساہوکار عدالت سے ہار گیا۔ اور اپیل میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔

ہبہ صحیح قایم رہا سید غلام شاہ صاحب کا بیان ہے کہ موضع لودھہ میں بھولی نام ایک عورت رہتی تھی۔ اُس کے اولاد نرینہ نہ تھی صرف لڑکیاں تھیں۔ چنانچہ اُس نے اپنی اراضی لڑکیوں کے نام ہبہ کر دی۔ مالکوں نے زمین کی بازیافت کا دعوٰے کیا۔ بھولی حضرت محبوب سبحانی کی مرید تھی۔ وہ حضور میں حاضر ہوئی اور اپنا حال عرض کر کے کہا کہ میں ایک سو روپیہ لنگر شریف کے لئے پیش کرونگی اگر میری ہبہ قایم رہیگی۔ حضرت محبوب سبحانی نے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ خدا اپنا فضل کریگا۔ مدعیوں کو ایک بزرگ کی امداد پر اعتماد تھا کیونکہ انہوں نے بزرگ مذکور کو اسی روپے بطور نذر دئے تھے۔ الغرض مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ بجز حسرت و افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور مسماۃ بھولی کی ہبہ قایم رہی۔

لنگر شریف کی شہرہ آفاق حویلی جلالپور شریف میں ایک حویلی دو منزلہ انگریزوں کی ملکیت تھی۔ اُس کا نام پُرانا تھانہ تھا۔ حکام نے اس عمارت کو نیلام کیا اور ملک خان محمد خان دارا پوری و چودھری محمد بخش ساہووالی و کمان خان شیرپوری نے اُسے پندرہ سو روپے میں خرید کیا۔ اور حضرت محبوب سبحانی کے لنگر شریف کو نذر کر دیا۔ یہ تینوں صاحبان رنگا کے

Marfat.com

مرید تھے۔ کچھ دنوں کے بعد اُن کے ایک چھوٹے بھائی نے جو قسمت کی نامساعدت سے بے اعتقاد ہو گئے اور اپنے قرابت داروں کو جو کمال خاں کے بیٹے تھے آمادہ کیا کہ حویلی مذکور سے اپنا حصہ واپس لے لیں۔ حالانکہ خود کمال خاں نے حضور میں نذر کیا تھا زمان مہدی خان نے اپنے بھائی کے طرزِ عمل کو دیکھ کر اُن کا حصہ اپنے نام بیع کرا لیا۔ اور پھر اپنی طرف سے صاحبزادگان والا کے نام بیع نامہ لکھ دیا۔ زمان مہدی خان کو وفات کے بعد اُن کے بھائی نے پھر سر اُٹھایا۔ اور حضرت محبوب سُبحانی سے مخالفت آغاز کی اور مقدمہ عدالت میں دائر کر دیا۔ حضورِ عالی کے درویشوں نے ہر چند حیلہ جوئی کی لیکن حضور نے راستی و صداقت سے سر مو تفاوت نہیں کیا۔ مسمّی مذکور نے عدالت میں سخت کوشش کی کہ حضرت کو عدالت میں طلب کیا جائے۔ لیکن کس کی مجال تھی کہ قطب ہفت اقلیم کو اُس کے مستقر سے جنبش میں لائے۔

خود حضرت نے ایک دفعہ اپنے ملفوظات میں ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مجلس میں وجد کی وجہ سے شانۂ مبارک جنبش میں آیا تھا لیکن میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہ قطب خداوند تعالےٰ کو اتنی جنبش بھی ہو سکے دارا تو دنیا کا بادشاہ تھا لیکن جب وہ مقتول ہوا۔ اور سکندر نے اُس کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا تو اُس نے عالمِ جوش میں کہا ؎

جنبیاں مرا تا نہ جنبد زمیں ہمیں گو میت باز گو یم ہمیں

ایسی حالت میں اُس بادشاہ روحانی کو جس کی فرمانروائی میں آسمان و زمین کے چودہ طبق ہوں کوئی کیونکر حرکت میں لا سکتا ہے۔ مذکور نے عدالت پر بہت زور دیا کہ اگر وہ یہاں آ کر شہادت دینگے تو میں صرف اُنہیں کے بیان پر رضامند ہو جاؤنگا۔

چودھری غلام حسین کہتے ہیں کہ مولوی انعام علی حاکم تھے۔ اور انہیں مدعی اور اُس کے وکلا نے حضرت کے احضار پر سخت مجبور و پریشان کر رکھا تھا حضرت کی طرف سے کوئی وکیل بھی نہیں تھا میں کمرۂ عدالت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عدالت سے کہا کہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وکیل مخالف یہ سن کر بہت آشفتہ ہوا کہ تم کو گفتگو کا حق نہیں لیکن حاکم نے از راہ مہربانی مجھے اجازت دی۔ میں نے کہا کہ حضرت مرشدنا و مولانا محبوب سُبحانی تمام عمر اپنے مکان سے باہر نہیں نکلے۔ اور ہمیشہ سے گوشہ نشین ہیں حضور سال بھر میں ایک دفعہ

Marfat.com

اپنے شیخ محترم کے ہاں جاتے ہیں۔ اور اسی راہ سے واپس آتے ہیں۔ مقررہ مقامات کے سوا کہیں شب بسری نہیں فرماتے۔ یہ سنکر حاکم پر دہشت غالب ہوئی اور اُس نے فریق مخالف سے کہا کہ ایسی حالت میں میں انہیں کیونکر طلب کر سکتا ہوں۔ یہ سنکر مدعی نے خواہش کی کہ آپ وہاں چلکر اُن کی شہادت قلمبند کر لیں۔ لیکن حاکم نے کہا کہ میں حاکم کی حیثیت سے وہاں نہیں جاؤنگا۔ اب مدعی نے کہا کہ اچھا پنڈ دادن خاں کے حاکم کو جو انگریز ہے کمیشن مقرر کیا جائے۔ لیکن چودھری صاحب نے کہا کہ حاکم مذکور انگریز ہونے کی بنا پر سرائے میں قیام کریگا اور حضرت کو سرائے میں طلب کریگا۔ پس مدعی کا منشا یہ ہے کہ کسی طرح کو اُن کی جگہ سے ہٹائے۔ چنانچہ مولوی انعام علی حاکم نے مدعی کی یہ بات بھی نہیں مانی کیونکہ اُن پر سخت دہشت غالب تھی +

اب مدعی مایوس ہو کر انگریز حاکم کے پاس گیا۔ اور کہا کہ میں تمام صرفہ برداشت کرونگا۔ آپ اُن کو طلب کریں۔ لیکن انگریز حاکم نے جواب دیا کہ میں اُن کو جب کہ وہ سجادہ نشین ہیں کیونکر طلب کر سکتا ہوں۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا۔ کہ شاہزادہ والاگوہر کو کمیشن مقرر کر کے بھیجا جائے اور وہ حضرت کا بیان قلمبند کریں۔ چنانچہ شاہزادہ موصوف جہلم سے وارد ہو کر جلالپور شریف پہنچے۔ اُن کے ہمراہ اُن کے دو صاحبزادے وکلاء اور چند دیگر اشخاص بھی تھے۔ شاہزادہ صاحب نے جلالپور شریف پہنچکر کہا کہ اب میں حضرت محبوب سبحانی کا معتقد اور منقاد ہو جاؤنگا یا میرا اعتقاد اُن کی نسبت فسخ ہو جائیگا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ مخالفین نے حضرت ممدوح کے متعلق جا و بیجا باتیں اُن سے کہی تھیں۔ شہزادہ صاحب کشتی سے اُتر کر پاپیادہ روانہ ہوئے۔ چودھری صاحب نے صاحبزادہ صاحب کی آمد کی اطلاع دیکر سواری بھجوائی۔ لیکن انہوں نے منظور نہیں کیا۔ مدعی نے کھانے پینے کا سامان سرائے میں کیا تھا۔ لیکن شاہزادہ صاحب نے اُس کی طرف التفات نہیں کیا اور حضرت محبوب سبحانی کے دولتخانہ کی راہ پوچھی۔ چونکہ بارگاہ عالی بلندی پر واقع ہے اس لئے شاہزادہ صاحب پسینہ میں تر ہو گئے +

المختصر وہ آستانہ مبارک پر حاضر ہوئے میں نے حضور میں اطلاع کی۔ اُس وقت حضرت شدید بخار میں مبتلا تھے۔ اور پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ شہزادہ صاحب زمین بوس ہو کر بوریہ پر بیٹھ گئے۔ مذکور تو راستہ ہی سے چل دیا تھا۔ لیکن اصل مدعی نکلا

Marfat.com

کے موجود تھا۔ وکیل نے مرعوب ہو کر کہا کہ حضرت میری بے ادبی معاف کریں یہ میری بدنصیبی ہے کہ آپ کا مخالف وکیل بن کر آیا ہوں۔ یہ کہہ کر اُس نے سوالات کئے حضرت نے بالکل صحیح جواب دئے۔ شہزادہ صاحب نے بیان قلمبند کر لیا۔ اور جب واپس ہونے لگے تو حضرت نے پوچھا کہاں جاؤ گے۔ شاہزادہ صاحب نے کہا سرائے میں قیام کرونگا۔ لیکن چودھری صاحب نے انہیں حضرت کے مہمان خانہ میں ٹھہرایا جو تمام ضروریات سے آراستہ تھا۔ شہزادہ صاحب نے چودھری صاحب سے کہا کہ میرے لئے حضرت سے دعا کی استدعا کرو۔ شہزادہ صاحب نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ آستانہ عالی میں حاضر رہے اور اس واقعہ کے بعد دوبارہ واپس آکر دعائے خیر کیلئے استدعا کی اور عرض کی کہ باوجود استحقاق اس وقت تک میری تنخواہ نہیں بڑھی حضرت نے دعا کی۔ چنانچہ چند روز کے بعد شہزادہ موصوف کی ترقی ہوگئی اور سال گذشتہ سے حساب لگا کر تنخواہ کی فاضل رقم بھی مل گئی۔

پھر شاہزادہ صاحب کی جگہ ایک مسیحی حاکم مامور ہوا۔ اور اُس کے خیالات حضرت کے متعلق اچھے نہیں تھے۔ چنانچہ درویشوں نے ارادہ کیا کہ مقدمہ اُس کی عدالت سے منتقل کرلیں۔ حضرت نے دعائے خیر کی اور وہ حاکم بدل گیا اُس کے بعد ایک افغانی حاکم آیا جو نہایت نیک نیت اور خوش اعتقاد تھا۔ اُس نے حضور کے درویشوں کی بہت خیرخواہی کی اور مقدمہ کا فیصلہ اُن کی حسب مرضی کیا۔ مدعیوں نے ججی میں اپیل کی لیکن وہاں بھی ناکام رہی۔ اُس وقت قاضی محمد اسلم صاحب جج تھے۔ اُنہوں نے حضرت محبوب سبحانی کے متعلق خوش اعتقادی کا اظہار کیا لہٰذا حضرت نے اُن کے حق میں دعا کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرح کے فسق و فجور اور مے خواری سے انہوں نے توبہ کرلی اور حضرت کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

لیکن شراب چھوڑ دینے کی وجہ سے بیمار ہوگئے اور رفتہ رفتہ اس قدر ضعف پیدا ہوگیا کہ اُسی شکایت کے باعث انہوں نے انتقال کیا۔ حضرت نے اُن کے لئے خاص طور سے دعا کی۔

مذکورنے ہر طرف سے مایوس ہو کر چیف کورٹ لاہور میں اپیل دائر کیا دونو جانب سے وکلا تقریر کررہے تھے۔ درویشوں کی جانب سے ایک انگریز وکیل تھا لیکن اُس کی تمام تقریر جج کی نگاہ میں نامقبول ٹھیری اور مدعیوں کے وکیل کی حسب منشاء فیصلہ لکھنے لگا یہی نہیں بلکہ اُس نے درویشوں کے وکیل پر غصہ بھی کیا۔ درویشوں کے وکیل کے ہاتھ میں قانون

کی ایک بھاری کتاب تھی۔ اثنائے تقریر میں وہ حاکم کے ہاتھ پر گر پڑی جس سے اُسے چوٹ آئی اور اُس کی جھنجھلاہٹ اور زیادہ بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر کے لئے عدالت لنچ کے لئے برخاست ہوئی۔ وکلا باہر آئے اور درویشوں کے وکیل نے مہلا خاں سے جو اُس مقدمہ کے مختار تھے کہا کہ میں نے تمہاری حقیت کا پورا ثبوت پیش کیا اور ہر طرح کوشش کی لیکن حاکم خلاف معلوم ہوتا ہے اور میرے خیال میں فیصلہ تمہارے موافق نہ ہوگا۔ تم لوگ کہتے ہو کہ ہمارے پیر صاحب کرامت ہیں۔ اُن سے کہو کہ اپنی کرامت دکھائیں۔ مہلا خاں گھبرا کر سرشتہ دار کے پاس گئے اور اُس سے فیصلہ پڑھوا کر سُنا تمام فیصلہ مدعیوں کے حق میں تھا صرف آخر کی دو تین سطریں یعنی حکم اور تاریخ کی جگہ باقی تھی۔ مہلا خاں نے فوراً جلالپور شریف کو تار دیا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ اِس خبر سے میں بہت غمگین اور ملول ہوا اور حضور میں حاضر ہو کر سب واقعہ عرض کیا۔ حضرت محبوب سبحانی نے جواب میں ارشاد فرمایا اب وہ کیا کر سکتا ہے۔ اِس جملہ کے دو مفہوم تھے ایک یہ کہ وہ جو کچھ لکھ چکا ہے اب منسوخ نہیں کر سکتا ہے۔ دوسری یہ کہ یہ کیونکر کر سکتا ہے کہ حکم قضا کو منسوخ کر دے صاحبزادہ صاحب نے جواب میں عرض کیا کہ اب وہ یہ کر سکتا ہے لکھے ہوئے کو چاک کر ڈالے اور ہمارے حق میں دوسرا فیصلہ لکھ دے۔ حضرت نے یہ سُنکر دعائے خیر کی صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنی جگہ چلا آیا لیکن تمام شب بے چین اور بیتاب رہا۔ آخر شب میں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ حاکم نے اپنا لکھا ہوا فیصلہ چاک کر دیا اور دوسرا فیصلہ لکھا جس میں مکانات کو حسب قبضہ دیرینہ مدعا علیہم کے حق میں باقی رکھا دوسرے دن بہادر خاں لاہور سے واپس آئے اور اُنہوں نے مقدمہ کے فیصلہ کا حال بیان کیا جو بالکل اِس خواب کے مطابق تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے بہت چاہا کہ خرچہ بھی وصول کریں لیکن حضرتؒ نے منع فرمایا کہ نہ ہم نے مقدمہ کیا اور نہ ہم کو اُس کا خرچہ چاہیئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے بارہا حضور میں عرض کیا کہ یہ حاسد عرصہ سے ہمارے درپئے آزار ہیں لیکن انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ جو اُن کے لئے باعث عبرت ہو بلکہ نہ آپ اُن کے حق میں بد دعا کرتے ہیں۔ حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام نے اپنے لئے خدا سے ہلاکتِ کفار کی دعا کی لیکن ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ اِس لئے ہر پیغمبر سے بالاتر ہے کہ حضرت نے اپنے لئے کبھی ایسا نہیں کیا خدا

کی یہی مہربانی کیا کم ہے کہ وہ ہم کو اُن کے شر سے محفوظ رکھتا ہے اور یہ لوگ جو آسمان پر پتھر پھینکتے ہیں وہ انہیں کے سر پر گرتے ہیں۔

نہر کھُد کر بند ہو گئی حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس وقت انگریزوں نے نہر کھودنے کا حکم جاری کیا اور محکمہ نہر کے اہل کاروں نے اُس دریا سے جو جلالپور شریف کے نیچے بہتا ہے کھودائی کا کام شروع کر کے نہر کو پنڈ دادنخان تک پہنچایا جس کا فاصلہ پندرہ کوس ہے اتفاقاً ایک دن حضرت محبوب سبحانی کی نظر ان لوگوں پر پڑی جو نہر کے کام میں مشغول تھے فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ عرض کیا گیا نہر کھود رہے ہیں۔ اور یہ بھی عرض کیا گیا کہ لنگر شریف کی زمین بھی نہر کے رقبہ میں آجائیگی یہ سُنکر حضرت کی زبان پر آیا کہ اے خداوند کریم ہماری التجا سُن لے اور نہر کا اجرا بند ہو جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ اس محکمہ کے حکام لوگوں کو ستائینگے۔ اور لوگ اُن کے ستانے کی تاب نہ لا سکینگے۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب یہ الفاظ حاکم نہر نے سُنے اور یہ معلوم کیا کہ حضرت محبوب سبحانی اس نہر کے جاری ہونے سے ناراض ہیں تو ہنسکر کہا کہ اب تو نہر کا کام جا بجا جاری ہو چکا اور عنقریب ختم کو پہنچ جاویگا۔ حضرت ممدوح اگر ناراض ہیں تو اُن کی ناراضی سے کیا ہو سکتا ہے۔

ایک دن اونٹوں کی ایک قطار جو پہاڑ سے نہر کے پُل کیلئے پتھر لا رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ قطار کہاں جا رہی ہے واقعہ عرض کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اگر نیلام ہو جاویں اور ہم خرید لیں تو لنگر کے مکانات کے کام آسکتے ہیں۔ کیونکہ سُنا گیا ہے کہ پتھر نہایت عمدہ قسم کے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرض کی ہاں غریب نواز اگر ایسا ہو جائیے تو واقعی پتھر نہایت اعلےٰ قسم کے ہیں۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ سُنکر خاموش رہے لیکن حضرت کے دل میں یہ پختہ خیال تھا کہ یہ نہر تیار نہ ہو گی۔ چنانچہ علاقہ چالپ کے رڈ ساجو حضرت کے مرید تھے اس بات کا مذاق اڑاتے تھے۔

صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تھے ایک قاصد نے آکر کہا کہ اپنی فصل ربیع کاٹ لو۔ کیونکہ یہاں نہر کی کھُدائی کا کام شروع ہو گا۔ میں نے حضور کی خدمت میں یہ خبر عرض کی حضرت محبوب سبحانی بیساختہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بنگلہ شریف سے نکل کر مغربی میدان میں تشریف لائے۔ جہاں سے نہر کا موقع نظر آتا تھا اور فرمایا حق تعالیٰ بے نیاز ہے

Marfat.com

جو چاہتا ہے کرتا ہے بندہ کو تسلیم و رضا کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگر وہ چاہے تو بندہ کی استدعا قبول کر لے۔ ورنہ بے نیاز ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ اُس قاصد کو کیا جواب دوں حضرت محبوبِ سبحانی میدان میں ٹہل رہے تھے۔ اشارہ سے فرمایا کہ اُس قاصد سے کہو کہ دو روز کے لئے کام ملتوی کر دیں۔ مَیں حضور کی زبان سے یہ کلام سُنکر بہت بیقرار ہؤا۔ اور مَیں نے کسی قدر آشفتگی کے ساتھ عرض کیا کہ لوگ پہلے ہی ہنس رہے ہیں اب حضور نے ایک اور بات ایسی فرمائی کہ جس سے لوگ اور بھی ہنسینگے۔ میری گذارش سُنکر حضرت کا رنگ سُرخ متغیر ہو گیا۔ لیکن مجھ سے پھر فرمایا کہ اُن سے کہدو کہ دو روز توقف کریں۔ تاکہ زمین سے فصل کاٹ لیجاوے۔ مَیں بیقراری اور پریشانی کی حالت میں حضور سے رخصت ہو کر اپنی نشستگاہ میں چلا آیا۔ تیسرے روز ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ لاہور سے حاکم نہر کے پاس ایک تار آیا ہے۔ اور بندش نہر کا پروانہ لایا ہے۔ مَیں نے فوراً تحقیق کی تو یہ خبر صحیح معلوم ہوئی۔ حضرت محبوبِ سبحانی کے تصرف نے افسرِ اعلےٰ پر اثر کیا۔ اور اُس نے بندش نہر کا حکم جاری کر کے لکھا کہ تمام مزدوران اور اہلکاروں کا حساب بیباق کر کے آیندہ کے واسطے کام بند کر دیا جائے چونکہ حاکم نہر حضرت محبوبِ سبحانی کے ارشاد پر ہنستا تھا۔ اِس لئے اس حکم کے آنے سے وہ بہت رنجیدہ ہؤا۔ اور اُس نے تمام مقامی زمینداروں اور نمبرداروں کو بلا کر ایک محضر مرتب کرایا۔ جس میں اُنہوں نے یہ لکھا تھا کہ ہماری زمین شور ہے اس واسطے اس نہر کا جاری ہونا ہمارے لئے نہایت مفید ہے لیکن حاکمِ اعلےٰ نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ نہر کا پُل بنانے کیلئے جس قدر اینٹ اور پتھر جمع کیا گیا تھا اُس کے نیلام کئے جانے کا حکم بھی صادر کیا۔ چنانچہ یہ سب سامان تقریباً دو ہزار روپے میں صاحبزادہ صاحب نے خرید لیا ✦

لنگر شریف کی عمارت سے متصل ایک سفید جگہ ہنود کے ایک پیشوا کے قبضہ میں تھی۔ اور وہ اُس کی فروخت سے انکار کرتا تھا۔ جب سامان تعمیر مل گیا تو حضرت کا تصرف دیکھئے کہ وہ نہایت خوشی کے ساتھ جگہ مذکور فروخت کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ اُس میں ایک کنواں وضو خانہ پتھر کا تعمیر کیا گیا۔ اِس کنوئیں سے آہنی نل کے ذریعہ سے حوض خانقاہ میں پانی جاتا ہے۔ اور وہ حویلی میں ہر وقت لبالب رہتا ہے۔ تاکہ وضو کرنے والے آرام اور آسانی کے ساتھ طہارت کر سکیں ✦

اِن تمام واقعات سے حضرت محبوبِ سبحانی کی عظمت و ہیبت ہر کس و ناکس پر اس قدر

Marfat.com

قایم ہوگئی کہ پھر کسی کی مجال نہ رہی کہ حضرت کے خلافِ حکم کوئی کام کر سکے ٭

صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کی کرامت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ اگر چاہتے تو حیوان سے انسان کا کام لے سکتے تھے۔ میاں الٰہی بخش درویش کہتے ہیں۔ کہ کوئی ایسی دعا نہ تھی جو حضور کے وسیلہ سے جناب الٰہی میں قبول نہ ہوئی ہو ٭

آپ کی دعا سے قاتل کی بریت

سید غلام شاہ صاحب کہتے ہیں کہ موضع ٹہلا میں ایک لڑکا تھا جو ہمارے قدیم خادموں میں تھا۔ ابتدائے عمر میں وہ ہم سے بہت محبت رکھتا تھا جب میں اس موضع میں جاتا تھا تو مسجد میں ٹھیرتا تھا اور وہ لڑکا اپنے گھر کا سب کام چھوڑ کر میری خدمت میں مشغول رہتا تھا۔ اسی زمانہ میں حضرت محبوبِ سبحانی کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور حضرت کی اجازت سے درود مستغاث کی زکوٰۃ ادا کرنے میں مصروف ہوگیا ان دنوں میں اپنے گھر سے موضع ہلانت کو چلا گیا تھا۔ اب یہ لڑکا جوان ہوچکا تھا۔ اسی اثنا میں اس کی بہن اور خالہ میرے مکان پر پہنچیں۔ اور بیان کیا کہ اس لڑکے نے ایک عورت پر فریفتہ ہوکر اس کے شوہر کو قتل کر دیا ہے۔ اور یہ فتنہ اس عورت کی صلاح سے برپا ہوا ہے۔ بہرحال اب وہ گرفتار ہوگیا ہے۔ اور اس نے جرم سے اقبال بھی کر لیا ہے ٭

میں یہ خبر سنکر ان عورتوں کے ہمراہ موضع ٹہلا کو روانہ ہوا۔ لڑکے کی والدہ کو ایک عرضی لکھ کر حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں روانہ کیا۔ عرضی میں میں نے لکھا کہ یہ مقدمہ گویا مجھی پر ہے۔ اور اقبال جرم کا حال بھی لکھ دیا۔ جب یہ عریضہ خدمت عالی میں پہنچا تو تبسم فرمایا۔ دلداری کی اور تسلی دیکر ارشاد کیا کہ گھبراؤ نہیں۔ خدا اپنا فضل کریگا۔ ان دنوں میں ہمیشہ میں درود شریف کی زکوٰۃ دینے میں مشغول تھا۔ اور حاسد کہتے تھے کہ ایک خونی کے لئے چلہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ لڑکا سشن سپرد ہوگیا تھا۔ آخر کار مقدمہ کی پیشی کا زمانہ قریب آگیا۔ اور میں نے لڑکے کی ماں کو حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں دوبارہ بھیجا حضرت نے اس عورت کو تسلی دی اور دعائے خیر فرمائی۔ الغرض مقدمہ عدالت میں پیش ہوا اور پولیس نے اس کے اقبال کے متعلق جو گواہ بہم پہنچائے تھے ان کی شہادت پولیس کے خلاف ہوئی۔ اور ان کا بیان باہم اس قدر مختلف اور متناقض تھا کہ حاکم نے انگشت بدندان ہوکر کہا کہ میں کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں۔ مختصر یہ کہ ملزم بری کردیا گیا۔ اور

Marfat.com

اُس کی ماں ابھی واپس نہیں آئی تھی کہ وہ گھر پہ پہنچ گیا +

پھانسی کا حکم منسوخ | سید غلام شاہ صاحب سے منقول ہے کہ وہ اپنے وطن موضع نارنگ سے حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جلالپور شریف جا رہے تھے جب موضع کھیتی میں پہنچے مبارک خاں کی بیوہ لڑکی اُن کے پاس آکر کہنے لگی کہ میرا ایک لڑکا ہے اور قتل کی علت میں اُسے پھانسی کا حکم ہوا ہے آپ دعا کریں کہ خدا اسے اس آفت سے محفوظ رکھے مَیں نے کہا کہ تم میرے ہمراہ حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں چلو۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کو ساتھ لیکر میرے ہمراہ روانہ ہوگئی۔ مَیں نے کہا کہ حضور کے سامنے پہنچ کر اس طرح عرض حال کرنا کہ اپنا دامن پھیلا کر کہنا کہ خدا نے ایک بچہ دیا تھا لیکن علت قتل میں اُسے پھر واپس لینا چاہا ہے۔ مَیں حضور کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ خدا سے میرا بچہ آپ مانگ دیں۔ چنانچہ اُس عورت نے ایسا ہی کیا۔ حضرت محبوب سبحانی نے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ تم اپیل کرو۔ چنانچہ عورت نے چیف کورٹ لاہور میں اپیل کی اور خدا کے فضل سے اُس کا لڑکا بری ہوگیا +

قتل کا واقعہ فراموش کردیا گیا | نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ موضع پیڑہ فتحیال متصل تحصیل [illegible] میں ایک شخص ملک محمد اشرف خاں نام رہتا تھا۔ اُس سے قتل و خونریزی کا جرم سرزد ہوا وہ خوف و دہشت سے اِس قدر متاثر ہوا کہ ایک گھوڑی پر سوار ہو کر موقع واردات سے فرار ہوگیا۔ اور حضرت محبوب سبحانی کی بارگاہ میں پناہ گزین ہوا۔ اُس نے صاحبزادہ سید قائم الدین شاہ صاحب مرحوم سے اپنا حال زار عرض کر کے انہیں حضرت سے سفارش کے لئے آمادہ کیا۔ حضرت نے اُس کے لئے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ اُس نے کہا کہ میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤنگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ مجھے پولیس یہاں سے گرفتار کر کے لیجائے۔ حضرت نے فرمایا کہ بہتر تو یہی تھا کہ تم خود چلے جاتے لیکن اُس شخص کی ہمت نہیں پڑی اور وہ صاحبزادہ صاحب ہی کی خدمت میں حاضر رہا۔ اِسی اثنا میں صاحبزادہ صاحب کی شادی کا موقع آیا اور وہ بھی بارات کے ہمراہ گیا۔ چھ ماہ کے بعد قتل کی مسل داخل ہوگئی اور خدا کے فضل سے اُس سے کسی نے باز پرس نہیں کی +

مواخذہ عقبیٰ سے بری ہوجاؤں | سید غلام شاہ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت محبوب سبحانی

Marfat.com

کی بیعت سے مشرف ہوا تو کچھ عرصہ تک رہنے کے بہانہ سے موضع پنڈلوکا میں سکونت پذیر رہا۔ مدعا یہ تھا کہ اس طرح حضرت محبوب سبحانی کی زیارت سے جلد جلد مشرف ہو سکونگا اسی اثنا میں موضع میرا لکھینگرا کا ایک باشندہ نادر نام جو میرا قدیم معتقد اور خادم تھا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لڑائی میں مجھ سے خون ہو گیا ہے۔ اور میرا مدعا یہ ہے کہ خدا اس دنیا میں جو چاہے مجھے سزا دے لیکن دوسری دنیا میں کوئی مواخذہ نہ ہو۔ میں اُسے ہمراہ لیکر حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اُسے حضرت سے بیعت کرائی۔ اور اُس کا حال خدمت عالی میں عرض کیا۔ لیکن چونکہ اُس کے دل میں یہ بات جم گئی تھی کہ میں دنیا میں سزا برداشت کروں اور عقبیٰ کے مواخذہ سے بری رہوں اس لئے حضرت سے بھی اُس نے یہی بات عرض کی۔ حضور نے اُس کے لئے دعائے خیر کی۔ واپسی کے وقت میں اُس پر بہت خفا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ تم نے یہ کیا حماقت کی کیا خدائے پاک کو یہ قدرت نہ تھی کہ حضرت محبوب سبحانی کی دعا سے تمہارا گناہ بالکل معاف کر دیتا۔ بہرحال وہ ماخوذ ہو کر عدالت سے دو سال کیلئے سزایاب ہوا۔ اور پھانسی سے بچ گیا +

بے گناہ ماخوذ ہو کر آپکی دعائے سے بری ہو گیا

یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن موضع میرا لکھینگر سے میں جلالپور شریف کو روانہ ہو رات کو موضع میاں احمد میں شب باش ہوا۔ شیر خاں باشندہ ٹہلا جو میرے پیر بھائی اور اس سفر میں ہمراہ تھے۔ اپنے گھر جا کر مقیم ہوئے۔ کیونکہ اُن کا گھر موضع میاں احمد سے قریب تھا۔ دوسرے دن صبح کے وقت وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہارے ہمراہ نہیں جا سکتا۔ کیونکہ مجھے ایک ضروری کام پیش آگیا ہے۔ واقعہ یہ تھا کہ شیر خاں کے بھائی پیر خاں ایک سید جناب شاہ نام اور ایک تیسرے شخص مسمی لاتو نے ایک عورت پر قابو پانے کیلئے اُس کے خاوند کو قتل کر دیا تھا۔ اس مکار عورت نے اپنی اپنی جگہ پر ہر شخص سے وعدہ کیا تھا کہ خاوند کے مرنے کے بعد میں تم سے نکاح کرونگی۔ چنانچہ جب قتل کی واردات ہوئی تو اُس عورت کے وارثوں نے پہلوان شاہ میرے بھتیجے اور سردار نامی نمبردار موضع میرا اور ایک دوسرے شخص کا پولیس کی رپورٹ میں لکھوا دیا۔ میں جب حضور سے رخصت ہو کر راولپنڈی پہنچا تو ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ تمہارا بھتیجا اور چند دیگر اشخاص علت قتل میں اس جگہ مقید ہیں اس کے بعد جب میں موضع میرا میں اپنے مسکن پر پہنچا تو ایک عرضی حضور پر انوار کی اس اثنا

Marfat.com

میں خفیہ تحقیقات سے صحیح حالات منکشف ہو گئے۔ پولیس نے لالو کو وعدہ معافی دے کر مزید تفصیلات معلوم کر لیں۔ پولیس نے رشوت لیکر پیر خاں برادر شیر خاں کو گواہ سرکار بنا لیا۔ مہتاب شاہ فرار ہو گیا۔ لالو کو عبور دریائے شور کی سزا ملی۔ پہلوان شاہ اور سردار نمبردار وغیرہ جو محض بے گناہ تھے حضرت محبوب سبحانی کی دعا سے بری ہو گئے ؏

کلاہ پوشوں کا مجمع

موضع میرا کا نمبردار شان نام بعض دیگر باشندگان موضع کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ حضرت کے ایک مرید نادر پر قتل کا الزام لگایا گیا۔ چنانچہ پولیس نے اُسے گرفتار کر لیا۔ شہادت بھی کافی بہم پہنچ گئی۔ اور نادر سیشن سپرد ہو گیا۔ نادر کا بیان ہے کہ میں ہر وقت درود شریف پڑھتا تھا اور حضرت محبوب سبحانی کی طرف مشغول و متوجہ رہتا تھا۔ جب میری پیشی کی تاریخ قریب آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ تالاب کے کنارے کلاہ پوشوں کا مجمع ہے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم ان کلاہ پوشوں کے مجمع سے واقف ہو۔ میں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ خدا جانے یہ کون سے فقیر ہیں۔ اُس نے ایک صاحب کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ خواجہ قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں اُن کے پیچھے ہو لیا۔ لیکن وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ جن صاحب نے مجھے خبر دی وہ اُن کے نام نشان سے بخوبی واقف تھے۔ شاید یہ حضرت محبوب سبحانی تھے۔ الغرض پیشی ہوئی۔ مدعیا اور گواہوں کے بیانات باہم مختلف ہوئے۔ جج نے ایسروں سے پوچھا کہ میری رائے میں یہ شخص بے گناہ ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ ایسروں نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہماری رائے میں تینوں بے گناہ ہیں۔ چنانچہ عدالت سے سب کے سب بری ہو گئے ؏

قاسم ڈاکو کا قتل

سید غلام شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ موضع میرا کے چند باشندوں نے قاسم نام ایک ڈاکو کو جس سے لوگ بہت تنگ آ گئے تھے قتل کر دیا۔ اور اُس کی نعش ایک تالاب میں پھینک دی۔ قاسم کے وارثوں نے قتل کے الزام میں چار آدمیوں کے نام لئے جن میں ایک شخص کٹھڑا نام بھی تھا۔ جو میرا خادم و معتقد تھا۔ اور وہی مجھے موضع نارگ سے اس جگہ لایا تھا۔ جب اُس پر قتل کی تہمت لگی تو مجھے سخت رنج پہنچا میں نے حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا۔ حضرت کی کرامت کا اثر یہ ہوا کہ کٹھڑا کا نام مخبران قتل کو یاد نہیں رہا۔ اور تین دیگر اشخاص کے نام انہوں نے بتا دئے۔ ایک چوکیدار تالاب پر مقرر کیا گیا۔ سب جگہ تلاش کرنے کے بعد افسر پولیس نے تالاب

Marfat.com

میں جستجو کی لیکن ایک تسبیح اور ایک جوتی کے سوا کچھ نہیں ملا۔ حالانکہ نعش تالاب میں موجود تھی۔ تالاب کے کنارے مقتول کی پنڈلی کی ہڈی ملی جس کا گوشت کتوں نے کھایا تھا افسر پولیس نے وہ ہڈی لاہور کے ماہر کیمیا کے پاس ارسال کی اور اُس کے حواس ایسے باختہ ہوئے کہ اُس نے اُسے گدھے کی ہڈی تجویز کیا۔ پولیس کی تفتیش کے بعد ملزموں نے تالاب سے مقتول کی نعش نکالکر ایک خندق میں دفن کر دی۔ اور پولیس نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا کہ قاسم مقتول نہیں ہؤا ہے۔ بلکہ فرار ہو گیا ہے ؀

یہ سب کچھ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور توجہ کی بدولت تھا کہ نہ صرف کنھڑا نے نجات پائی بلکہ اُس کے ساتھ تین شخص اور بھی بند غم سے آزاد ہوئے۔ جب پولیس نے قاسم کی مفروری کا حال رپورٹ میں درج کیا تو نادر نام نمبردار موضع بندہ کو خوف پیدا ہؤا کیونکہ اُس نے قاسم کی ضمانت ایک ہزار روپیہ کی کی تھی۔ اور قاسم کے فرار ہو جانے کی حالت میں یہ روپیہ اُسے ادا کرنا پڑتا تھا۔ پس اُس نے مدعیوں کے ساتھ ملکر فرار کا خیال مٹانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اُس نے بگا نام ایک ڈاکو کو چالیس روپے دیکر ایک مردہ کا سر قبر سے نکلوایا۔ اور پانی میں ڈلوا دیا۔ اس کے بعد پولیس کو موقع پر لے جا کر اُس نے وہ سر دکھایا۔ شناخت کیلئے اُس نے گواہ بھی پختہ کر لئے تھے اور مقتول کی ماں بھی آمادہ تھی کہ اُس سر کو اپنے بیٹے کا سر تسلیم کریگی لیکن حضرت کی کرامت دیکھئے کہ بیان دیتے وقت اُس عورت کی زبان سے سچی بات نکلی اور اُس نے حاکم کے روبرو کہا کہ یہ سر ہرگز میرے بیٹے کا سر نہیں ہے۔ اس طرف سے ناکام ہو کر یہ شخص میرے پاس آیا۔ اور منت و زاری کے ساتھ کہا کہ آپ میرے لئے دعا کیجیئے کیونکہ مجھے علاوہ بے حرمتی کے ہزار روپے دینے پڑینگے۔ اگر میں اس مصیبت سے نجات پا گیا۔ تو ایک گائے آپ کی خدمت میں پیش کرونگا۔ مَیں نے کہا یہ کچھ نہیں اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ تو حضرت محبوب سُبحانی کی خدمت میں حاضر ہو۔ اُس نے منظور کیا۔ خدا کے فضل سے زرِ ضمانت معاف ہو گیا۔ اور حکام اُس سے عزت کے ساتھ پیش آئے۔ نمبردار مذکور اپنے وعدہ کے مطابق حضرت محبوب سُبحانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہؤا۔ اور جیسا کہ اُس نے کہا تھا گائے بھی پیش کی ؀

قتل سے بچا دیا	میاں عمر الدین باشندہ موضع کنیگر حضرت محبوب سُبحانی علیہ الرحمۃ کے مرید

و معتقد تھے اُن کے دشمنوں نے بدمعاشوں کو دو سو روپے دیکر اُن کے قتل پر آمادہ کیا جس روز رات کو اُن کی قتل کی تیاری تھی۔ حضرت محبوب سبحانی نے انہیں خواب میں حکم دیا کہ ہماری طرف روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ شب کو بیدار ہو کر حضرت کی طرف روانہ ہوئے جب بارگاہ عالی میں پہنچے تو درد قولنج میں مبتلا ہو گئے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن فائدہ نہیں ہؤا۔ مجبوراً فصد کھولی گئی۔ بکثرت خون نکلا اور باوجود کوشش بند نہیں ہؤا۔ حضرت سے یہ حال عرض کیا گیا حضور نے دعائے خیر کی۔ اور فرمایا کہ مصلحت اسی میں ہے آخر کار وہ صحتیاب ہو گئے ۔

میاں عمر الدین جب اپنے مکان کو واپس گئے تو معلوم ہؤا کہ اُسی دن لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور جب لوگوں کو اُن کے ارادہ سے آگاہی ہوگئی تو بھاگ گئے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر تم یہاں موجود ہوتے تو یقیناً قتل کئے جاتے۔ میاں صاحب یہ واقعہ معلوم کرکے پھر حضور میں حاضر ہوئے اور سب حال بیان کیا۔ حضرت محبوب سبحانی نے اُن کی گفتگو سنکر فرمایا کہ دو شخص تھے اُن میں سے ایک مرید و معتقد تھا وہ اپنے شیخ کی خدمت میں روانہ ہؤا۔ دوسرا بے اعتقاد اور اہل فقر سے متنفر تھا۔ جو شخص شیخ کی خدمت میں روانہ ہؤا۔ اُس کے پاؤں میں ایک کانٹا لگ گیا۔ جس سے بکثرت خون خارج ہؤا۔ جو شخص بے اعتقاد تھا اُسے اشرفی مل گئی۔ اور اُس نے دوسرے کو طعنہ دیا دوسرے نے رنجیدہ ہو کر شیخ سے یہ حال عرض کیا۔ شیخ نے کہا کہ اُس کی تقدیر میں ایک بڑا خزانہ لکھا تھا۔ لیکن فساد نیت کی وجہ سے اُسے صرف ایک اشرفی دیگئی اور تیری قسمت میں قتل لکھا تھا لیکن اس وجہ سے کہ تو فقیر کی خدمت میں روانہ ہؤا صرف ایک کانٹے پر کفایت کی گئی ۔

فقیر کی برکت | فقیر نامی ایک باغبان نے موضع ٹھلا میں ایک بقال کو قتل کر دیا۔ جرم اُس پر ثابت ہو گیا۔ اور جج نے حکم بھی دے دیا کہ جس کے مطابق وہ ساتویں دن سولی پر لٹکا دیا جاتا لیکن ابھی اپیل چیف کورٹ میں دائر تھی۔ اُس شخص کی بیوی اور ماں غلام شاہ کے پاس آئیں۔ شاہ صاحب نے اُن کے لئے کھانا پکوایا۔ لیکن غم و اندوہ کی وجہ سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اُن سے کہا اگر تم اپنے لڑکے کی رہائی چاہتی ہو۔ تو کھانا کھاؤ۔ اِس کے بعد میں انہیں حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں لے گیا۔

Marfat.com

حضرت نے دعا فرمائی۔ اور جب یہ عورتیں اپنے گھر کو واپس آئیں۔ تو فقیر کو انہوں نے گھر پایا جو رہا ہو کر چلا آیا تھا۔

آمدنی کا عشر | مصری خاں باشندہ چوگیاں علاقہ پنڈ دادنخاں بیان کرتے ہیں کہ مسمی لال پرادر انار ساکن موضع بشارتاں نے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک آدمی کو مارا جس سے اُس کی انتریاں نکل پڑیں۔ اور وہ مرگیا۔ مقتول کے وارثوں نے ان تینوں آدمیوں پر قتل عمداً کا الزام لگایا۔ لال حضرت محبوب سبحانی کا مرید تھا۔ اُس نے نیت کی کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ حضرت کے لنگر شریف میں دیا کریگا۔ حضرت نے اس کے لئے دعائے خیر کی۔ لال کے گواہانِ صفائی پولیس کے خوف سے فرار ہو گئے۔ مجھے اور عبداللہ نامی ایک اور شخص کو پولیس نے گواہ تجویز کیا۔ میں نے حضور میں عرض کیا کہ میں نے ان معاملات سے توبہ کرلی ہے۔ علاوہ بریں میری معلومات سماعی ہے۔ میں نے موقع قتل کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ یہ سنکر تھوڑی دیر تک حضرت محبوب سبحانی خاموش رہے۔ پھر فرمایا "جاؤ جو اللہ کو منظور رہے ظہور میں آئیگا۔ میں نے واپس آکر واردات قتل کے متعلق مدعیوں سے معلومات حاصل کی اور موقع قتل کا نقشہ ذہن نشین کرلیا۔

الغرض مقدمہ پیش ہوا۔ مدعی اپنے دل میں مجھے گالیاں دے رہے تھے۔ پہلے عبداللہ پیش ہوا۔ اُس نے کہا کہ مقتول نے ایک درخت سرکاری جنگل سے کاٹا۔ مسمی لال خاں نے جو جنگل کا چوکیدار تھا اُس کا تعاقب کیا۔ مقتول بھاگا۔ اور چونکہ زمین ناہموار تھا پتھروں سے ٹھوکر کھا کر پستی میں گرپڑا اور مرگیا۔ مدعی یہ بیان سُنکر نہایت خفا ہوا اور کہا کہ یہ گواہ سکھایا ہوا ہے۔ لیکن حاکم نے اُس پر دس روپے جرمانہ کیا اور کہا کہ اگر آئندہ دخل دوگے تو بیس روپے جرمانہ کیا جائیگا۔ حاکم نے عبداللہ کا بیان پسند کیا۔ اُس کے بعد مجھے بلاکر بیان لینے کی بجائے پوچھا کہ تمہاری کیا شہادت ہے بہرحال میں نے بھی عبداللہ کے بیان کے مطابق کہا اور یہ بھی کہا کہ موت حادثہ سے واقع ہوئی ہے ورنہ لال خاں کے پاس تلوار بھی حفاظت جنگل کے لئے موجود تھی اگر اُسے تلوار کرنا ہوتا تو تلوار سے قتل کر سکتا تھا۔ جج کو میرا بیان نہایت پسند اور دلنشین ہوا اُس نے حکم دیا کہ یہی بات ہے۔ اور میری رائے میں ملزم بیگناہ ہیں۔ چنانچہ فوراً انہیں رہا کر دیا گیا۔

ایک قاتل فارغ العقل دوسرا انکاری | مسمی صوبہ اور ایک دوسرا شخص موضع بشارتاں میں رہتے تھے

اور حضرت محبوبِ سبحانی کے مرید تھے۔ اُنہوں نے کسی واعظ سے شہادت کا مرتبہ سُنکر ارادہ کیا کہ کسی کافر کو قتل کر کے اُس کے قصاص میں شہادت کا ثواب حاصل کریں۔ جوالا نام ایک ہندو کو لکڑی لانے کے بہانہ سے جنگل میں لے گئے وہاں اُس سے کہا کہ ہمارے پیغمبر کا کلمہ پڑھو اُس نے انکار کیا اور کہا کہ کلمہ کیا چیز ہے۔ باہم کچھ تکرار ہوئی۔ اور آخر کار لِلن دونوں نے اس کی گردن پر کلہاڑی چلادی اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا! اس واردات کے بعد اُن دونو نے مشورہ کیا اور گاؤں میں آکر کہا کہ ہم نے جوالا کافر کو قتل کیا ہے اور اب ہم شہادت کا مرتبہ حاصل کرینگے۔ چنانچہ اُن کو گرفتار کر کے جہلم روانہ کیا گیا۔ اُنہوں نے ہر پیشی میں اقبال جرم کیا۔ اور اصل واقعہ بیان کر دیا۔ مسمی اتاری زبانی اُن کا حال حضرت محبوبِ سبحانی تک پہنچا۔ حضور نے اُن کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ راجہ جہانداد خاں حاکم عدالت تھے اور یقین رکھتے تھے کہ حضرت کے مرید کسی خونریزی کے جرم میں کیوں گرفتار ہوں لیکن آخرکار بری ہو جاتے ہیں پس کیا فائدہ کہ میں اُن کے پھنسانے کی کوشش کروں۔ راجہ صاحب نے کوشش کی کہ وہ انکار کر دیں۔ اور اُنہیں بری کر دیا جائے۔ لیکن اُنہوں نے نہ مانا اور اپنے اقبال پر قائم رہے۔ آخرکار مقدمہ عدالت سشن میں پہنچا۔ ملزموں نے وہاں بھی اقبال کیا۔ اور اپنا ارادہ شہادت کے متعلق ظاہر کیا لیکن انگریز جج نے خیال کیا کہ پولیس نے انہیں اقبال جرم پر مجبور کیا ہے اُس نے دونو کو دھمکایا لیکن اُن میں سے ایک انکاری ہوگیا اور دوسرا بدستور اپنے اقبال پر قائم رہا۔ جج نے کہا کہ اس کے دماغ میں کچھ فتور معلوم ہوتا ہے۔ اسے عدالت سے باہر لے جاؤ۔ تاکہ اس کے حواس درست ہوں لیکن اُس نے واپس آکر بھی اقبال کیا۔ آخر کار جج نے ایک کو فاترالعقل اور دوسرے کو انکاری ہونے کی بنا پر بری کر دیا۔

راجہ کمان خان شیرپوری کی ترقی درجات

مصری خاں کہتے ہیں کہ راجہ کمان خان شیرپوری نے لڑائی میں ایک سید کو قتل کر دیا تھا۔ کمان خان سے میری دوستی تھی۔ ایک دن میں حضرت محبوبِ سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اثناء گفتگو میں فرمایا کہ تم نے دیکھا کمان خان نے کیا ظلم کیا ہے۔ میں نے تسلیم کیا کہ اُس نے غلطی کی ہے۔ آخر میں میں نے عرض کیا کہ ایک چور نے حضرت غوث الاعظم کے گھر میں چوری کی اور آپ نے اسے قطب ولایت مقرر کیا کمان خان نے اگر ظلم کیا ہے تو اسی حضرت پر کیا ہے۔ میری اس گذارش سے حضرت راضی ہو گئے

ہوئے عالم بیقراری میں ٹہلتے تھے۔ اور مجھ پر خفا ہوتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ شاید عملداری ہو۔ اب مزاج عالی میں نرمی اور مہربانی پیدا ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اس شخص کو بھی اس چور کی طرح ترقی درجات حاصل ہونی چاہیئے۔ الغرض گواہی اتنی کافی تھی کہ کمان خاں پر جرم قائم ہوگیا اور انہیں پا بزنجیر جہلم لے چلے۔ وہ حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ حضرت نے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ جو کچھ واقع گذرا ہے۔ سچ سچ بیان کرنا چنانچہ کمان خاں اسی راست گوئی کی بنا پر کافی شہادتوں کے باوجود بری ہو گئے ⁂

اس مقدمہ کے بعد ایک موقع پر کمان خاں ایک شخص کے مقدمہ میں پنچ مقرر ہوئے اور پنچوں کی رائے کے مخالف وہ فیصلہ لکھا۔ جو حق پر مبنی تھا۔ جب یہ فیصلہ عدالت لاہور میں پہنچا تو نہایت پسند کیا گیا۔ اور سرکار سے دس بیگہ زمین بطور انعام عطا ہوئی ⁂

ملزم بری

سید غلام شاہ بیان کرتے ہیں کہ فضل اور کمان دو شخص الزام قتل میں سشن سپرد ہوئے۔ ان کا سارا خاندان میرے پاس آیا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم حضرت محبوب سبحانی کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے دعائے خیر فرمائی۔ اور آپ کی برکت سے ملزم بری ہو گئے ⁂

گناہوں سے توبہ اور اظہار صداقت کے باعث بری

حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ باشندگان موضع دتو چوہر نے دریا کی لکڑی کنارۂ دریا سے چرائی۔ جب پولیس کو خبر ہوئی تو اُس نے ملزموں کو مع مال مسروقہ گرفتار کر لیا۔ ان لوگوں نے قید کے خوف سے روپیہ پولیس کو رشوت دی۔ پولیس نے ملزموں اور زر رشوت کے ساتھ پیش کر دیا۔ ثبوت بالکل کافی تھا جب یہ لوگ ہر طرف سے مایوس ہوئے تو حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ حضرت کے مرید تھے۔ حضرت کا قاعدہ تھا کہ طالبان دعا سے فرماتے تھے کہ گناہ سے توبہ کرو یا ارشاد ہوتا تھا کہ جو کچھ گزرا ہے سچ سچ کہو۔ اور ان دونوں صورتوں میں نجات و مخلصی حاصل ہو جاتی تھی۔ پس حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ توبہ کرو اور جو کچھ واقعہ ہے اُسے عدالت میں سچ سچ بیان کرو۔ لیکن یہ لوگ جب عدالت میں پہنچے تو جرم سے انکار کیا۔ البتہ ایک شخص مسمیٰ امیر بخش نے جو حضرت کا نہایت معتقد تھا کہا کہ بیشک ہم نے

Marfat.com

لکڑیاں چرائیں اور رشوت بھی دی۔ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں غلط اور جھوٹ کہتے ہیں انگریز حاکم کو اس بیان پر رحم آیا اور اس نے کہا کہ اے بڈھے ہم تیری سچائی اور سفید داڑھی کی بدولت ان سب کو رہا کرتے ہیں ۔

رونے سے رحم آگیا

حضرت صاحبزادہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ منشی غلام محمد باشندہ نذیر آباد محکمہ جنگلات کے داروغہ تھے حکام کو ان سے خصومت ہو گئی چنانچہ رشوت ستانی وغیرہ کے الزام میں ان پر مقدمات قائم کئے گئے۔ منشی صاحب حضرت محبوب سبحانی کے مرید تھے حضور میں حاضر ہو کر صاحبزادہ صاحب سے بیان کیا کہ میں ابتدا میں اس محکمہ میں پانچ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوا۔ چونکہ خانہ داری کے مصارف زیادہ تھے خدا کے فضل سے اس مرتبہ کو پہنچا۔ اب میری ترقی اور اضافہ تنخواہ کا وقت آیا تھا تو حکام پر یہ بات شاق ہے اور یہ حضرات میری ترقی میں سدِ راہ ہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ میرا روزگار چھن جائے اور بے حرمتی بھی ہو۔ ایک انگریز حاکم خواہ مخواہ عناد رکھتا ہے کہ تم کو قید کرا دوں گا۔ الغرض منشی صاحب نے جملہ حالات صاحبزادہ سے عرض کئے اور خواہش کی کہ دعا فرمائیں یا حضرت سے سفارش کر دیں۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا لیکن تمہیں ایک ذریعہ بتاتا ہوں۔ اگر اس پر تم نے عمل کیا تو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ منشی صاحب نے کہا بتلائیے میں کیا کروں۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ جب حضور مسجد میں تشریف لائیں تو تم رونا چلانا شروع کر دو۔ جب تمہارے رونے کی آواز سمع مبارک تک پہنچے گی تو امید ہے کہ حضرت شفقت فرمائیں گے۔ چنانچہ منشی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ حضرت توجہ کے ساتھ پیش آئے۔ منشی صاحب نے عرض کیا کہ اگر ملازمت سے اس مصیبت سے خلاصی پا لی تو سال بھر ایک ماہ کی تنخواہ لنگر شریف میں بھیجوں گا۔ حضرت نے منشی صاحب کے لئے دعائے خیر فرمائی اور حضور کی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ جو حاکم منشی کو قید کرانا چاہتا تھا وہ یکایک تبدیل ہو گیا۔ اور اس کی جگہ جو دوسرا حاکم آیا اسے اس سازش کا بخوبی علم ہو گیا۔ جو منشی غلام محمد صاحب کے برخلاف کی گئی تھی۔ چنانچہ اس نے تمام عملہ کو بدل دیا۔ چنانچہ اب کوئی شخص منشی غلام محمد کے برخلاف مقدمہ کی پیروی کرنے والا باقی نہیں رہا۔ حاکم نے منشی غلام محمد سے کہا اگر میں تم کو بالکل بری کر دوں تو اس سے میری دیانت پر حرف آئے گا اس لئے میں تم کو کچھ نہ کچھ سزا دینے پر مجبور ہوں۔ منشی صاحب نے کہا کہ میرا روزگار اور آبرو قائم

Marfat.com

رہے۔ اور اس کے بعد آپ جو سزا تجویز کریں گے وہ مجھے بخوشی منظور ہوگی۔ حاکم نے اُن پر ایک ماہ کی تنخواہ کے قدر جرمانہ کیا۔ اور اس کے بعد اُن کی تنخواہ اور عہدہ میں برابر ترقی ہوتی گئی۔ چنانچہ آخر کار وہ جنگلات میں ایسے عہدہ پر ممتاز ہوئے جو انگریزوں کے لئے مخصوص ہے۔ انہوں نے لنگر شریف کیلئے جو نذر مانی تھی اُس پر دو تین سال تک قائم رہے۔ اور پھر ترک کر دی۔ حضرت محبوب سبحانی ایسی باتوں پر ہمیشہ افسوس کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ دنیا میں آدمی کو جتنا عروج حاصل ہوتا جاتا ہے اُسی قدر معاملات عقبیٰ سے بے پروا ہوتا ہے۔ ؎

اہل دنیا چوں سگِ دیوانہ اند ۔۔۔ دور شو زیشاں کہ ایں بیگانہ اند

وجد کا اثر سپاہی سے حوالدار حضرت کا ایک مرید نورا خان نام پولیس میں ملازم تھا۔ ایک دفعہ شخص جب مجلس سماع میں آیا تھا تو اس پر بے حد وجد طاری ہوا۔ اور رقص کرتا رہا جب عرس کے بعد واپس جانے کیلئے حضور میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تو سپاہی سے حوالدار بنا دیئے گئے ہو۔ اُس نے عرض کی کہ غریب نواز بیشک حوالدار ہو گیا ہوں۔ (حالانکہ وہ ابھی سپاہی تھا) چنانچہ نورا خاں جب اپنی جگہ پر پہنچا تو اُسے اپنے حوالدار ہو جانے کی اطلاع پہنچی۔

خواب میں دعا کرنے کا اثر مولوی عبدالرحیم صاحب کڑی والا استاد صاحبزادگان حضور فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ میں میرے والد ماجد مولوی نور عالم صاحب صاحبزادہ سید محمد قائم الدین شاہ صاحب مرحوم کی تعلیم پر مامور تھے۔ صاحبزادہ صاحب غالباً کنز اور شرح ملا پڑھتے تھے اور میں والد صاحب سے صحیح بخاری شمس بازغہ اور شرح چغمینی کا درس لیتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک دفعہ مجھے مکان آنے کا اتفاق ہوا۔ اور مکان آکر سخت بیمار ہو گیا۔ میرے چچا حافظ غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم خاندان چشت کے مرید تھے۔ اور صاحب باطن تھے۔ میری عیادت کیلئے روز آتے تھے۔ اور میری والدہ سے کہتے تھے کہ اس کے تندرست ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہے لیکن ایک دن موصوف نے فرمایا کہ اب تم کچھ نہ گھبراؤ یہ لڑکا اچھا ہو جائیگا میری والدہ نے پوچھا کہ روز تو آپ نا اُمیدی کی باتیں کرتے تھے آج کیا دیکھا۔ کہ اس طرح اُمید دلاتے ہیں۔ چچا صاحب نے کہا کہ میں شاہ صاحب جلالپوری کو ولی نہیں سمجھتا تھا بلکہ میرا خیال تھا کہ خواجہ صاحب سیالوی کی توجہ سے اُن کے معاملات دنیاوی

Marfat.com

درست ہو گئے ہیں۔ لیکن اب مجھے یقین ہو گیا کہ شاہ صاحب ولی کامل ہیں۔ چنانچہ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت نے عبدالرحیم کے لئے دعا کی۔ اور وہ بارگاہ ایزدی میں مقبول ہو گئی۔ کیونکہ حضرت ممدوح کی دعا جناب باری میں مستجاب ہے۔ الغرض میں اسی ہفتہ میں حضرت کی دعا کی برکت سے تندرست ہو گیا ۔

سیال شریف کے باشندوں کا ادب

یہی مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سیال شریف سے جب کوئی شخص آتا تھا۔ تو حضرت اسے دیکھتے ہی سرو قد کھڑے ہو جاتے تھے۔ حالانکہ ابھی اسکے کہنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ کہ وہ سیال شریف سے آیا ہے۔ ایک دن حضرت کے درویشوں نے باشندگان سیال شریف میں سے کسی کے ساتھ نامناسب برتاؤ کیا۔ اس مظلوم نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دادرسی چاہی۔ حضرت نے درویشوں کو طلب کر کے فرمایا ہم تو سیال شریف کے کتوں کا بھی لحاظ کرتے ہیں۔ اور تم یہاں کے باشندوں سے جنگ و جدل کرتے ہو۔ سبحان اللہ کیا درویشی ہے ۔

مولوی صاحب کا بیان ہے کہ سیال شریف سے کوئی جولاہا یا کوئی خاکروب بھی آگیا ہے۔ تو حضرت تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۔

آفتاب اتنی دیر کیونکر ٹھیرا

مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ میں زمانہ تعلیم صاحبزادگان عالی میں اکثر پیش امام رہا۔ میں اذان دیکر دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا تھا۔ اور سنت قبل عصر نہیں پڑھتا تھا جب حضرت تشریف لاتے تو فرماتے کہ سنتیں پڑھ لو۔ اور اگر میں سنتیں پڑھ چکا ہوتا۔ تو خود ہی نماز کے لئے اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ۔

ایک دفعہ حضور اپنے والدین گرامی کی خانقاہ پر حسب معمول تشریف لیگئے۔ خانقاہ بارگاہ عالی سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے۔ اور حضرت عموماً جمعہ کے دن وہاں تشریف لیجاتے تھے۔ میں بھی ہمرکاب تھا۔ حضرت کا معمول تھا کہ جو کام کرتے اُس میں دوسروں کا مشورہ شامل کر لیتے۔ جب باغ والے کوئیں کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ نماز عصر پڑھ لیں یا واپس آکر پڑھیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز وقت بہت ہے واپسی پر یہاں نماز باجماعت پڑھی جائیگی۔ مولوی صاحب پیش امام بھی ہمراہ ہیں۔ چنانچہ حضرت خانقاہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت کی عادت تھی کہ ہر قبر پر جا کر فاتحہ پڑھتے۔ اور آداب زیارت بجالاتے۔ اس خانقاہ میں حضرت کے والدین

Marfat.com

اور جد امجد حضرت سخی شاہ مرحوم کے مزارات تھے۔ اور بجا اقربا کی قبریں بھی تھیں چونکہ ہر مزار پر علیحدہ علیحدہ حضرت نے فاتحہ پڑھا اس لیئے کافی وقت صرف ہو گیا۔ ہم لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ اب عصر کی نماز قضا ہو جائیگی۔ لیکن کوئی شخص حضرت کے رعب و جلال کے باعث لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتا تھا آخر کار میں نے عرض کیا غریب نواز وقت کم ہے۔ فرمایا کہ وضو کے لئے پانی لائیں۔ احمد دوڑ گیا اور کوئیں سے دو ٹوٹے ہوئے برتنوں میں پانی بھر کر لایا۔ میں نے عرض کیا غریب نواز پانی کم ہے اور دونوں برتن ٹوٹے ہوئے ہیں۔ فرمایا میں کچھ ایسا پرہیزگار نہیں ہوں میرے لئے کافی ہے۔ الغرض حضور وضو میں مشغول ہوئے میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ آفتاب غروب ہو جائیگا حضرت نے وضو بہ ترتیب کیا میں نے عرض کیا حضور وقت بہت کم ہے شاید صرف نماز فرض ادا ہو سکے۔ فرمایا مولوی جی دل یہی چاہتا ہے کہ سنت عصر قضا کروں چنانچہ حضرت نے تحیۃ الوضو کی رکعتیں بھی پڑھیں سنتیں بھی پڑھیں اور نماز عصر ادا کی۔ ہم لوگ جب نماز عصر پڑھ کر اور دعا مانگ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ آفتاب ہنوز موجود ہے حالانکہ میں سمجھتا تھا کہ شاید مشکل سے ایک رکعت کا وقت مل سکیگا۔ میں حضرت کی اس کرامت سے حیران رہ گیا کہ آفتاب اتنی دیر کیونکر ٹھیرا و سبحان اللہ بحمدہٖ۔

آخری سفر سیال شریف مولوی عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ تحصیلدار تھا نیدار اور اہل دنیا اگرچہ بکثرت دربار عالی میں حاضر ہوتے تھے لیکن حضرت کے رعب جلال سے کسی کو بات کہنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی ؎

ہیبت حق است این از خلق نیست ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

آخری سفر سیال شریف چنانچہ ایک بار نعمت خان تھانیدار و ایک افغان تحصیلدار نے لکھا کہ ہم کو حاضری کے وقت حضور سے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی لہذا اس عریضہ کے ذریعہ سے عرض حال کرتے ہیں اور حضور سے واپس آتے ہیں عریضہ لکھتے ہیں ایک طرف یہ حال تھا اور دوسری طرف مسکین اور درماندہ اشخاص بے تکلف اپنا حال خدمت گرامی میں عرض کرتے تھے حضرت کا قاعدہ تھا کہ غریبوں اور بیکسوں کی عرض اشت بڑی شفقت، مہربانی اور غور کے ساتھ سنتے تھے۔ مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ سیال شریف کے آخری سفر میں میں حضور کے ہمرکاب تھا اس سفر میں میں نے جو کرامتیں دیکھیں وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ ہم خوشاب سے چاشت کے وقت

Marfat.com

کشتی پر سوار ہوئے۔ میں حضرت غریب نواز کی کشتی خاص میں تھا۔ صاحبزادہ صاحب سید محمد فضل شاہ صاحب اور نیز راجہ بہادر خاں ساکن موضع چک جانی (حضرت کے مرید خاص تھے) اسی کشتی میں سوار تھے۔ چونکہ چاشت کا وقت قریب تھا حضور نے فرمایا کہ کشتی کو ان درختوں کے پاس ٹھہرائیں۔ ظاہر میں چاشت کا بہانہ تھا۔ اور باطن میں ایک خاص غریب نوازی تھی۔ کیونکہ بیماروں اور حاجتمندوں کا ایک گروہ ان درختوں کے نیچے حضرت ممدوح کا انتظار کر رہا تھا۔ کسی کو اس واقع کی خبر نہ تھی۔ اور نہ ان لوگوں نے پکار کر کہا تھا کہ ہم لوگ منتظر ہیں۔ جب حضرت غریب نواز کشتی سے اترے تو سب لوگ کھڑے ہو گئے اور اپنا اپنا حال عرض کرنے لگے۔ حضور نے کسی کو لنگر کی روٹی اور حلوا دیا کیونکہ حلوا اور روٹی لنگر میں موجود تھی۔ اور اب تک کسی نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ کسی کو نقد روپیہ دیا۔ کسی کو وظیفہ بتایا۔ کسی کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد نماز چاشت ادا فرمائی اور پھر کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

ہم لوگ جب سیال شریف پہنچے تو عشا کا وقت تھا۔ تاریکی کی وجہ سے رستہ بھول گئے لیکن حضرت جوش عقیدت میں پا پیادہ تشریف لئے جاتے تھے۔ چونکہ مقررہ رستہ نہیں تھا اس لئے زمین کے نشیب و فراز کا سامنا تھا۔ موسے درویش حضور کے استقبال کے لئے لالٹین لئے ہوئے آ رہا تھا۔ اتفاقاً وہ بھی رستہ بھول گیا۔ اور اسی وجہ سے ہم لوگوں سے آ ملا۔ صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب اپنی کم سنی کے باوجود سب کے ساتھ پیدل جا رہے تھے۔ در اصل یہ سب کچھ صاحبزادہ صاحب کی تعلیم کے لئے تھا۔

جس وقت حضور سیال شریف پہنچے اور روضہ مبارک کی خاک بوسی فرمائی اس وقت ایسا شور برپا ہوا کہ گویا حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ زندہ ہو گئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہمراہ لے گئے اور زیارت آستان بوسی کے تمام آداب تعلیم فرمائے۔ اس ہمراہی میں صاحبزادہ صاحب کو دولت باطن سے مالامال فرمایا۔ بعد پھر واپس لائے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب کہتے ہیں کہ روضہ اطہر کی خاک بوسی کے وقت میں موجود تھا اور جو حال و کیف ملاحظہ میں آیا وہ بیان سے باہر ہے۔

مکاشفہ میاں محمد امام الدین درزی ساکن سنگوئی شاگرد مولوی عبدالرحیم صاحب کہتے ہیں کہ ایک دن میں نماز عشاء کے بعد حضور میں حاضر ہوا۔ اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کاش حضرت محبوب سبحانی مجھ سے فرماتے کہ میں یہ رات محل شریف میں بسر کرتا۔ میں یہ خیال

Marfat.com

کر رہی ہا تھا کہ حضرت نے ایک درویش سے کہا کہ اِن کے لئے دیوانخانہ سے ایک لحاف لے آؤ اور مجھے حکم دیا کہ آج شب کو یہیں سو رہو۔ یہ حکم سُنکر میرا دل فرطِ مسرت سے لبریز ہو گیا وَالحمدُ للہِ علیٰ اِحسانِہٖ۔

بعد وصال تعویذ لکھ دیا مولوی صاحب ممدوح کا بیان ہے کہ حضور کے وصال کے بعد ایک روز میاں شیر محمد نکلیار درویش دربار نے پچھلی رات کو آ کر مجھے جگایا اور کہا کہ مجھے دوات کاغذ اور قلم درکار ہے۔ مَیں نے کہا کس کے لئے چاہیئے؟ کہا کہ حضرت محبوب سبحانیؒ نے فرمایا ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب سے کاغذ قلم دوات لے آؤ۔ مَیں نے کہا کہ حضرت غریب نواز تو روضہ مبارک میں محو استراحت ہیں۔ اب وہاں کاغذ اور قلم دوات کی کیا ضرورت ہے اُس نے کہا کہ عالم خواب میں مجھ سے ارشاد فرمایا ہے۔ چونکہ شیر محمد سچا اور نیک آدمی تھا میں نے یہ سُن کر اُسے قلم دوات دیدیا۔ میں نماز فجر سے پہلے حسب معمول حضور کے مزار پاک پر زیارت کے لئے گیا۔ تو دیکھا کہ مزار شریف کے سرہانے قلم دوات ایک چادر سے ڈھکا ہوا رکھا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد صاحبزادہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مولوی صاحب شیر محمد کے پاس حضرت کا لکھا ہوا ایک تعویذ ہے میں نے شیر محمد سے پوچھا لیکن وہ مسکرا کر چپ ہو رہا ہے اور کچھ نہیں کہا۔ سچ ہے ؏

آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی صاحبزادہ سید محمد فضلشاہ صاحب کو جس نظر سے دیکھتے تھے اُس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ بس یہ حالت تھی کہ ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست   کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

مَیں عرصہ دراز تک جلالپور شریف میں مقیم رہا۔ مگر حضور اُن پر کبھی ناراض نہیں ہوئے صاحبزادہ صاحب کی خوشنودی میں حضرت کی خوشنودی تھی۔ مجھ سے بارہا فرمایا کہ لڑکی صاحب آپ فضل شاہ کو خوش رکھیں۔ اور تعلیم بھی دیں۔ خدا کو علم ہے کہ اس میں کیا حکمت تھی؟

حوالدار سے صوبیدار مصری خاں بیان کرتے ہیں اور یہ واقعہ نہایت مشہور رہے کہ حضرت محبوب سبحانی کے وصال کے بعد حضرت کا ایک مرید بارگاہ عالی میں حاضر ہوا یہ شخص فوج میں حوالدار تھا۔ اس نے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میرے ہمراہ و نیز اور

Marfat.com

پر چل کر سفارش کریں۔ کہ میں حوالدار سے صوبیدار بنا دیا جاؤں۔ اگر یہ عرضداشت قبول ہو گئی تو میں تین سو روپے لنگر شریف کیلئے پیش کرونگا۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا میں چلتا ہوں لیکن تم روپے کا خیال چھوڑ دو۔ ممکن ہے کہ تم روپیہ نہ بھیج سکو۔ لیکن یہ نذر تمہارے ذمہ قایم رہے گی۔ بہرحال صاحبزادہ صاحب اُسے اپنے ساتھ مزار مبارک پر لے گئے لیکن حوالدار مذکور نے وہاں بھی یہ کہا کہ میں تین سو روپے لنگر شریف کیلئے پیش کرونگا۔ حضرت کی کرامت دیکھئے کہ جب وہ حوالدار اپنی جگہ واپس گیا تو صوبیدار بنا دیا گیا۔ بلکہ ایک سال کی بیشی تنخواہ کی رقم بھی اُسے دیگئی۔ اُس نے صاحبزادہ صاحب کو عریضہ لکھا کہ میں حضرت کی برکت سے کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور نذر کی رقم ارسال کرتا ہوں آیندہ بھی دعاے خیر سے یاد رکھئے۔

ڈنڈے کے زور سے

سید محمد شاہ صاحب خلیفہ لدھیانوی جب چار سال تک حضرت محبوبؒ سبحانی کی خدمت بابرکت میں رہ کر خلافت اور خرقہ کی دولت سے دامن مراد بھر چکے تو انہیں اپنے وطن کو واپس جانے کا حکم ہوا۔ حضرت نے اُنہیں ایک وظیفہ بتایا۔ اور فرمایا کہ بزرگوں نے اس وظیفہ کو رفع عسرت کیلئے تجویز کیا ہے۔ لیکن درویش کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ جاہ و ثروت دنیاوی حاصل کرنے کیلئے کوئی وظیفہ پڑھا کرے۔ بہرحال خلیفہ صاحب جب لدھیانہ تشریف لیگئے تو اُن کی زندگی بڑی عسرت اور فلاکت میں بسر ہوتی تھی۔ اُن کے پاس جو مکانات تھے وہ گرو پڑے ہوئے۔ ایک دن اُن کے دل میں خیال آیا کہ اُس وظیفہ کو بطور آزمائش پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے جب اُسے پڑھا تو پہلے دن اُن کا ایک ہمسایہ ساہوکار جو نہایت بخیل اور کنجوس مشہور تھا ایک سو روپے کی رقم لا کر دے گیا۔ خلیفہ صاحب نے دوسرے دن بھی وظیفہ مذکور پڑھا اور وہ دو سو کی رقم لایا۔ اسی طرح تیسرے دن تین سو روپے لایا خلیفہ صاحب نے ایک صحبت میں فرمایا کہ یہ رقم حضرت محبوب سبحانی کے ڈنڈے کے زور سے وصول فرمائی ہے۔ ورنہ ایسا بخیل آدمی کچھ دے سکتا ہے۔ لوگوں نے شاہ صاحب کا یہ مقولہ اُس ساہوکار سے بیان کیا۔ اُس نے خلیفہ صاحب کے پاس آکر شکایت کی خلیفہ صاحب چونکہ نہایت راست گفتار اور سادہ مزاج تھے اُنہوں نے اُس کے سامنے بھی اپنے الفاظ کا اعادہ کیا۔ اور کہا کہ اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو تم اب کچھ لا کر دے جاؤ۔

Marfat.com

سا ہو گا ۔ فے کہا کہ آپ نہیں کچھ نہیں دے سکتا ۔ خلیفہ صاحب نے کہا تو پھر میں نے جو کچھ کہا وہ بالکل صحیح ہے ۔

عاشق صادق کی کامیابی

مولوی محمد عبد المجید برادر مولوی محمد عبد الرحیم صاحب کڑی والا بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۲۲ھ میں عرس کے موقع پر میں بارگاہ عالی میں حاضر تھا ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایک شخص نے آکر حضور میں وصال محبوبہ کے لیئے دعا کی درخواست کی ۔ اور کہا صاحبزادہ حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ عاشق تم ہو اور جان کوئی اور دے ۔ یہ سنکر وہ شخص خاموش ہو گیا ۔ حالانکہ بہت چیختا چلاتا تھا ۔ جب عرس کی مجلس ختم ہو گئی تو اس نے حضور کے روبرو اشعار پڑھے ۔ جن کا مطلب یہ تھا ۔ کہ آپ تو خدا کے ولی ہیں آپ میری محبوبہ کا دیدار کرا دیجئے ۔ الغرض اس کی گریہ زاری سے متاثر ہو کر حضور نے اس کی حاضری کا حکم دیا ۔ جب وہ آیا تو فرمایا کہ سچ سچ حال بیان کرو ۔ اس نے عرض کیا کہ محبوبہ مذکور سے میرا نکاح ٹھیرا تھا لیکن اب اس کے بھائی جو اس کے وارث ہیں ۔ مجھ سے متنفر اور نکاح سے انکاری ہیں حضرت نے اس کے لیئے دعائے خیر کی اور فرمایا جاؤ خدا اپنا فضل کریگا ۔ اس نے کہا کہ حضور میں کیا صورت اختیار کروں آیا میں وطن میں جاؤں یا کسی اور جانب کی راہ لوں حضرت نے فرمایا کہ سیدھے اپنے گھر جاؤ ۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں میں نے اس شخص کو دیکھ کر پہچانا اور اس سے کہا کہ کیا تم وہی عاشق ہو ۔ اس نے کہا جی ہاں ۔ پھر میں نے اس سے سرگزشت دریافت کی ۔ اس نے کہا کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو میری محبوبہ کا بڑا بھائی جو مالک و مختار تھا خود میرے پاس آکر کہنے لگا کہ بھائی تم اپنا سامان ایک ماہ کے عرصہ میں طیار کرادو تاکہ ہم تمہاری امانت تمہارے سپرد کریں مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی ۔ بہر حال میں نے اس سے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں شاید ایک ماہ کے عرصہ میں ایسا نہ کر سکوں ۔ یہ سنکر وہ چلا گیا ۔ اور دوسرے دن پھر میرے پاس آکر کہا کہ تم خود ایک ماہ میں انتظام کرو ۔ خواہ اس سے زیادہ مدت میں وہ تمہاری امانت ہے اور تم جب چاہو گے تمہارے سپرد کردی جائیگی ۔ اس کی یہ مہربانی دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے اس سے پوچھا کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ چند روز تم پہلے مجھ سے اس قدر متنفر تھے اور اب تم اس قدر مہربان ہو کر خود میرے گھر پر آکر مجھ سے اپنی بہن کی شادی کے متعلق گفتگو کر رہے ہو ۔ اس نے کہا کہ

Marfat.com

مَیں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ ایک ابلق گھوڑے پر سوار حشم خدم کے ساتھ جا رہے ہیں۔ راستہ میں مجھے اُنہوں نے دیکھ کر اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو۔ جب مَیں اُن کے رُوبرُو پیش ہوُا تو مَیں نے دریافت کیا کہ مَیں کس قصور پر ماخوذ ہوُا ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ فقیروں کا حق امیروں کو دیتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نے اِس طرح کی کوئی حق تلفی کبھی نہیں کی۔ اُن بزرگ نے فرمایا کہ تم نے ایک غریب آدمی سے اپنی بہن کے نکاح کا وعدہ کر کے انکار کر دیا ہے۔ اگر تم ویسا کرو گے تو ہم سخت سزا دینگے۔ غرض جس دن رات کو مَیں نے یہ خواب دیکھا اُس کی صبح کو تمہارے پاس آیا۔

تین دفعہ دعا کرنے سے روک دیا

درویش الٰہی بخش صاحب ملک پوری سے منقول ہے کہ قوم علما میں سے ایک شخص ایک عورت پر فریفتہ ہوُا۔ یہ عورت ایک دوسرے شخص کے نکاح میں تھی۔ عالم بیقراری میں یہ شخص ایک دن میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ تم حضرت محبوب سبحانی کی خدمت میں میرے لئے دعا کی استدعا کرو۔ مَیں اُسے ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ اور اُس کا حال جو کچھ معلوم تھا عرض کیا۔ اور کہا کہ یہ انسان ہے فرشتہ نہیں ہے اُس شخص نے کہا کہ فرشتے ضرور حسین ہیں لیکن میری محبوبہ سے اُن کو کیا نسبت۔ مَیں نے اُس شخص کو بہت نصیحت کی اور کہا کہ تم اس عورت کے حسن و جمال پر کیا عاشق ہوئے ہو اپنے مرشد حضرت محبوب سبحانی سے عشق پیدا کرو۔ جو اس قدر حسین و جمیل ہیں اُس نے جواب دیا کہ حضرت ضرور صاحب حسن و جمال ہیں لیکن وہ چیز ہی اور ہے۔ حضرت محبوب سبحانی اِن باتوں پر تبسم فرما رہے تھے۔ آخر کار حضور نے دعا خیر فرمائی لیکن اُس نے بیچین ہوکر کہا کہ اُس دعا سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ میرے معاملہ پر حضور دلی توجہ سے کام لیں۔ چنانچہ حضرت نے ہاتھ نیچے کر لئے۔ الغرض تین مرتبہ ایسا ہی ہوُا یعنی حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور اُس شخص نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس دعا سے مجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچیگا۔ آخر کار حضرت نے میری طرف دیکھا جس کا مطلب تھا کہ مطالبہ تمہارا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

الغرض وہ شخص عالم جذب مجنون میں کہیں چلا گیا۔ اور پھر اُس کے متعلق کوئی اطلاع کسی کو نہیں ملی۔ پانچ چھ سال کے بعد اُس کی بہن میرے پاس آئی اور کہا کہ خدا کے لئے حضرت محبوب سبحانی سے دعائے خیر کی استدعا کرو۔ اور عرض کرو کہ اگر میرا بھائی زندہ ہے تو

Marfat.com

گھر کو واپس آئے۔ چنانچہ اُس عورت کو مَیں نے حضور میں پیش کیا۔ حضرت نے دعائے خیر فرمائی۔ اور چند روز وہ شخص اپنے گھر کو واپس آگیا۔ اب اُس کا مزاج بالکل صحیح تھا اور وہ اُس عورت سے سخت متنفر تھا۔

دعا کا اثر | اللہ بخش کہتے ہیں کہ مَیں ایک گائے پر عاشق ہوگیا۔ یہ گائے ایک دوسرے شخص کی ملکیت میں تھی۔ جو شخص اُس کی خریداری کے لئے آتا تھا میں قیمت بڑھا دیتا تھا چنانچہ اُس کی قیمت بیس روپے سے ستر روپے تک پہنچ گئی۔ جب حضرت محبوب سبحانی کو میرا حال معلوم ہؤا تو فرمایا کہ یہ عجیب عشق ہے۔ اور میرے لئے دعائے خیر کی جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ میرا دل اُس گائے کی طرف سے ہٹ گیا۔ اور اب اُس کی قیمت اس قدر گھٹ گئی کہ پانچ روپے کو فروخت ہوئی۔

دعا کا طالب بامراد ہؤا | حکیم مولوی الہ دین صاحب ملکوالی کہتے ہیں کہ ایک دن مَیں حضرت غریب نواز کی خدمت میں حاضر تھا۔ راولپنڈی سے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھ سے ایک شخص نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم دو تین سال میرا کام کاشتکاری وغیرہ کے متعلق کرو گے تو مَیں اپنی لڑکی کا عقد تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ مَیں نے تین سال تک اُس شخص کی خدمت انجام دی لیکن اب وہ اپنے وعدہ سے پھر گیا ہے۔ اور مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے۔ یہ سُنکر حضرت نے اُس سے تین مرتبہ دریافت کیا کہ کیا تم سچ کہتے ہو۔ اور اُس کے بعد مراقبہ کی حالت طاری ہوئی۔ سر مبارک سینہ پر جھک آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور خواب میں ہیں۔ چنانچہ مَیں نے تصحیح خیال کے لئے جھک کر دیکھا لیکن حضور بیدار ہوئے اور اس طرح اُٹھے کہ دونوں بازوئے مبارک آسمان کی طرف اُٹھ گئے۔ پھر اُس شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ شاید اب وہ لوگ تمہاری جستجو میں ہوں۔ جنہوں نے تمہیں نکال دیا تھا اِس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور بامراد ہؤا۔

مولوی نورِ عالم کا عشق | مولوی نور عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک عورت کا خیال ہوگیا اور اُنہیں دنوں مَیں حضور عالی میں حاضری کا اتفاق ہؤا۔ مَیں نے سرکار سے اپنا حالِ زار عرض کیا۔ حضور نے توجہ فرمائی اور مَیں اس خیال سے جس نے صبر و قرار چھین لیا تھا بالکل نجات پا گیا۔ اور پھر سکون و آسودگی کے ساتھ اپنے اشغال و وظائف میں مصروف ہوگیا۔

Marfat.com

آپ کی دعا سے آئی بلا سر سے ٹال دی گئی

مولوی عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ زمینداروں کی ایک عورت مجھ سے محبت رکھتی تھی۔ میں جب اُس کی طرف سے نکلتا تھا تو کچھ نہ کچھ مجھے دیتی تھی۔ جب مَیں نے دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہے تو اُس راستہ سے آنا جانا ترک کر دیا۔ مَیں نے حضور میں عرض کیا حضرت نے دعائے خیر فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عورت مجھ سے شرم کرنے لگی اور جب مجھے دیکھتی تھی تو دُور چلی جاتی تھی۔

بلا اجازت رخصت ہونے کا نتیجہ

میاں اللہ بخش صاحب درویش ملک پوری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب زمان خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے خاندان سے ایک صاحبزادے جلال پور تشریف لائے۔ گیارہ خادم۔ دو گھوڑے اور ایک اونٹ ہمراہ تھا۔ رات کو روانگی کے لئے آمادہ ہوئے۔ حضرت محبوب سُبحانی نے منع کیا۔ لیکن اُنہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور رخصت ہو گئے۔ حضرت بھی مشایعت کے طور پر اُن کے ہمراہ ہو لئے حضورؒ کا دستور تھا۔ کہ جس کسی کو رخصت کرنے تشریف لے جاتے تو موضع ڈھیری سے گزر کر ببول کے ایک درخت تک قدم رنجہ فرماتے تھے۔ جب حضور صاحبزادہ صاحب کو رخصت کر کے بارگاہ معلّٰی میں واپس آئے تو سخت غبار ظاہر ہوا۔ ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا۔ اور اِس زور کی آندھی آئی جس سے ببول کے درخت جو شارع عام کے دونو طرف لگے ہوئے تھے۔ گرنے لگے یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب سُبحانی صاحبزادہ صاحب کے متعلق سخت متردّد ہوئے۔ اور عالم بے قراری میں حضور دیوان خانہ سے حرم شریف چلے گئے۔ میری حالت یہ تھی کہ طوفان آب و باد نے بالکل حواس باختہ کر دیا تھا اور مجھے خبر بھی نہ تھی کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ جب صبح ہوئی تو مَیں نے دیکھا کہ حضور دیوان خانے میں تشریف فرما ہیں اور بدن مبارک پر سردی کا احساس ہے حضور نے محمد علی گلخن افروز سے کہا کہ تم جاؤ اور صاحبزادہ صاحب کی خبر لاؤ۔ ڈھیری کے سوا قریب میں کوئی ایسی آبادی نہیں تھی جس میں وہ پناہ لے سکتے۔ محمد علی ایک طاقتور آدمی تھا۔ وہ فوراً روانہ ہو گیا۔ اور اُس نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ببول کے درختوں کے ایک جھنڈ میں مع خدام آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ محمد علی نے صاحبزادہ صاحب سے سرگزشت پوچھی اُنہوں نے فرمایا کہ مَیں اسی درخت کے نیچے موجود رہا چند قطروں کے سوا مطلق پانی نہیں آیا اور نہ ہوا سے کچھ نقصان پہنچا۔ حالانکہ میں دیکھتا تھا کہ

Marfat.com

آس پاس کے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے ہیں۔ الغرض محمد علی نے جب صاحبزادہ صاحب کی سلامتی کا مژدہ سُنایا تو میں حضور کو وضو کرا رہا تھا۔ فرمایا کہ جب کوئی فقیر کسی فقیر سے ملنے آتا ہے تو اثنائے سفر میں اُسے جو کچھ نقصان پہنچتا ہے اُس کا ذمہ وار بھی فقیر ہوتا ہے جس سے ملاقات کی جاتی ہے۔ حضور کے اس ارشاد سے میں سمجھا کہ صبح کے وقت حضور کے لرزہ براندام ہونے کا باعث یہی تھا کہ صاحبزادہ کی تمام تکالیف کو اپنی ذات پر انگیز فرمایا تھا۔ نماز کے بعد حکم دیا کہ اونی چادر گھر میں سے لاؤ۔ چنانچہ چادر اوڑھ کر آرام کیا اور معلوم ہوا کہ حضور تمام شب بیدار و بیقرار رہے ۔

بارش نے قوالی کا انتظار کیا ایک دفعہ حضرت قطب الزمان محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کی مجلس منعقد تھی۔ قوالی ہو رہی تھی کہ یکایک ابر سیاہ آسمان پر محیط ہو گیا۔ بادل کڑکنے اور بجلی زور شور سے چمکنے لگی۔ اہل مجلس اس واقعہ سے بہت متردد ہوئے۔ بعض لوگ ایسے خوف زدہ ہوئے کہ ادب مجلس کے خلاف ختم شریف سے پہلے ہی اُٹھ کر چل دیئے۔ اگرچہ موسم کی حالت نازک تھی لیکن حضرت محبوبِ سبحانی کمال استقلال کے ساتھ تشریف فرما رہے۔ درویشوں نے ختم قرآن حاضرین سے لیکر حضرت کے سپرد کیا۔ سارا رتبہ فاتحہ پڑھا گیا جس میں کافی وقت صرف ہوا۔ تمام مراسم سے باطمینان فارغ ہو کر حضرت دیوانخانہ مبارک میں اپنے سجادہ پر آرام فرما ہوئے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اِس کے بعد بارش شروع ہوئی اور اس زور سے ہوئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ابر اتنی دیر تک ضبط اور تحمل کا اظہار کر رہا ہے ۔

حضرت محبوب سبحانی کا تصرف سید امام شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش کے موسم میں میں موضع نارگ سے جلالپور شریف روانہ ہوا تاکہ حضرت محبوب سبحانی کی قدمبوسی حاصل کروں۔ دو رفیق بھی میرے ہمراہ تھے۔ بارش کی وجہ سے ہر طرف نالے بھرے ہوئے تھے۔ ہمارا راستہ دامن کوہ کے کنارہ پر تھا۔ یکایک ابر سیاہ نمودار ہوا اور ہمارے پیچھے پیچھے بارش کے زبردست آثار پیدا ہوئے۔ یہ منظر نہایت خوفناک تھا۔ ابر رفتہ رفتہ ہم سے قریب ہونے لگا۔ سخت مشکل یہ تھی کہ پانچ چھ کوس تک پناہ کی کوئی جگہ نہ تھی۔ میں یہ حالت دیکھ کر اندیشہ ہوا کہ ہمارے پاس شرح وظائف کی جو قلمی بیاضیں ہیں وہ یقیناً بھیگ کر خراب ہو جائیں گی۔ لیکن ابر کی یہ حالت تھی کہ کبھی ہمارے بائیں

Marfat.com

اور کبھی دائیں رہتا تھا۔ اور اُس کے قریب ہونے سے ہمارے حواس گم ہو رہے تھے۔ آخر کار اسی حالت میں ہم نے اگلی آبادی تک مسافت طے کی۔ اور جیسے ہی ہم گاؤں کی مسجد میں داخل ہوئے۔ کہ موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ابر گویا اسی بات کا منتظر تھا کہ ہم پناہ گاہ تک پہنچ جائیں۔ یہ سب حضرت محبوب سبحانی کا تصرف تھا۔

اجازت نہ دینے کا سبب

محمد زمان صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور سے واپسی کی اجازت چاہی میری بہن بھی میرے ہمراہ تھی۔ اس کی سواری کے لئے گھوڑی موجود تھی لیکن حضور مجھ کو اجازت نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ آسمان پر ابر معلوم ہوتا تھا میں نے عرض کیا کہ یہ ابر برسنے والا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ میں اُس حکمت سے ناواقف تھا جس کی بنا پر حضور منع کر رہے تھے۔ آخر کار حضور نے میرے لئے دعا کی اور مجھے رخصت فرمایا میں نے بارگاہ عالی سے ایک میل کی مسافت طے کی تھی کہ ابر سیاہ آسمان پر محیط ہو گیا۔ اور پانی برسنے لگا۔ میں نے ایک درخت کے نیچے پناہ لی۔ بارش اس زور کی ہوئی کہ ہر طرف نالے بھر گئے۔ لیکن خدا کے فضل سے ہمارے کپڑے بھی نم نہیں ہوئے۔ جب پانی تھم گیا تو ہم روانہ ہوئے۔ اور خیر و عافیت کے ساتھ اپنے گھر پہنچ گئے۔

بلا مرضی رخصت ہونے کے باعث تکلیف

سید غلام شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور میں چند روز رہنے کے بعد ہمراہیوں کے اصرار سے رخصت کا خواستگار ہوا۔ لیکن میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ اور نیز ان حضور سے ابھی میری روح سیر نہیں ہوئی تھی۔ حضرت محبوب سبحانی بھی میری روانگی سے رضامند نہیں تھے۔ اور اگرچہ سنت مشائخ اور بالخصوص سنت حضور ہے۔ کہ ہمراہ جانے والوں کو منع نہیں کرتے لیکن میں حضور سے ناچار رخصت ہوا۔ چنانچہ اس سفر میں مجھے ایسی شدید تکلیف پہنچی۔ کہ آئندہ کے لئے میں نے توبہ کی۔ اور ارادہ کر لیا کہ اس طرح کبھی سفر نہیں کرونگا۔ تکلیف یہ تھی کہ میں درد عرق النسا میں مبتلا ہو گیا۔ اور پھر عرصۂ دراز کے بعد حضور کی توجہ و برکت سے نجات پائی۔

کشتی کا لنگر حضرت قبلۂ عالم کے ہاتھ میں!

مولوی عبد المجید کھڑ پوالہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں دربار عالی میں حاضر تھا ایک دن صبح کے وقت حضرت صاحبزادہ صاحب نے منشی محمد بخش کو بلایا اور فرمایا کہ ان خطوط کو دیکھو۔ انہوں نے تعمیل حکم کی۔ ایک خط عبداللہ نامی ایک شخص نے لکھا تھا کہ حضرت محبوب سبحانی کی زیارت سے پہلے میں سرکاری ملازم تھا

Marfat.com

جب رخصت لے کر گھر آتا تو قدم بوسی کا بے حد شوق ہوا۔ چنانچہ میں جلالپور شریف کو روانہ ہوگیا۔ راستہ میں ایک دریا پڑتا تھا۔ میں اُسے عبور کرنے کیلئے کشتی سوار ہوا۔ دو سکھ بھی میرے ہمراہ تھے۔ جب کشتی بیچ دریا میں پہنچی تو موجوں کی طغیانی اور بر ہمزنی سے ڈوبنے لگی۔ ملاحوں نے پوری کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ جب ہم لوگ غرق آب ہونے لگے۔ تو سکھوں نے کہا کہ بھائی ہر شخص اپنے اپنے پیرو مرشد کو یاد کرے شاید وہ ہم کو ڈوبنے سے بچالے۔ چونکہ مجھے حضرت محبوب سُبحانی سے بے حد عقیدت تھی میں نے نہایت توجہ کے ساتھ حضور کو یاد کیا اور سب نے دیکھا کہ ایک بزرگ سفید پوش اور سفید ریش کنارہ پر رونق افروز ہیں۔ کشتی کا لنگر دست مبارک میں ہے چنانچہ تھوڑی دیر میں ہم سب لوگ خیر و عافیت کے ساتھ کنارہ پر پہنچ گئے۔ سکھوں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ میں نے اپنی عقیدت کے مطابق بیان کیا کہ یہ میرے پیرو مرشد حضرت محبوب سُبحانی تھے۔ جن کی قدمبوسی کے لئے میں جا رہا ہوں۔ سکھ یہ سُنکر میرے ہمراہ ہوئے اور بڑی خوش اعتقادی کے ساتھ قدمبوس ہوئے۔ ایک سکھ کے پاس ایک ہزار روپے ہمیانی میں تھے۔ اُس نے وہ ہمیانی کل کی کل حضور میں پیش کی۔ لیکن حضور نے واپس کردی ۔

مسجد سے باہر نکلنے کا حکم

مولوی نور عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سال بارش کی بہت کثرت تھی جہلم۔ چناب کے دریا بڑی طغیانی پر تھے۔ ساحلی علاقہ غرقاب ہوگیا تھا۔ میں ایک رفیق غلام علی نام کے ساتھ اسی حالت میں جلالپور شریف روانہ ہوا۔ راستہ میں طوفان کی شدت سے ایک چھوٹے موضع تک پہنچکر ہمارا سفر رک گیا۔ اور تمام رات ایک مسجد میں بھوکا رہنا پڑا۔ جب تہجد کی نماز کے لئے اُٹھے تو دیواروں کے گرنے کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ تہجد کی نماز کے بعد مجھ پر کچھ غنودگی سی طاری ہوئی۔ میں نے خواب میں حضرت محبوب سبحانی کی آواز سُنی کہ حضور فرما رہے ہیں مسجد سے باہر نکلو۔ کیونکہ وہ شہید ہوا چاہتی ہے۔ میں یہ سُنکر فوراً بیدار ہوا۔ اور اپنے ہمراہی کو جگا کر مسجد سے باہر نکل گیا۔ ہم نے ایک دوسری پختہ مسجد کا رُخ کیا۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا۔ راستہ میں کپڑے تر ہوگئے۔ بہرحال اُس مسجد میں پہنچے۔ اُس کی چھت بھی ٹپک رہی تھی۔ جس طرح ممکن ہوا باقی رات بسر کی صبح کو جب اُس مسجد کی طرف گئے۔ جس میں سے نکل کر آئے تھے۔ تو دیکھا کہ اُس کی جنوبی دیوار منہدم ہوگئی

Marfat.com

ہے۔ اور اندر کی جانب گری ہے ۔

حضرت محبوب سبحانی کے تصوّر کی برکت

مولوی نور عالم صاحب فرماتے ہیں کہ مَیں نہر موضع ڈھپی کے قریب ایک مکان میں فروکش تھا۔ اور ایک دن بیٹھا ہوا پیر بھائیوں کے لئے وظائف نقل کر رہا تھا۔ اُس دن مکان کی چھت درست کرنے کیلئے چند مزدور مقرر کئے گئے تھے۔ چونکہ چھت کی لکڑی بوسیدہ تھی۔ ایک شہتیر ٹوٹا پھر دُوسرا پھر تیسرا ٹوٹا جس کے بعد ساری چھت زمین پر آ رہی۔ مَیں جنوبی دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ حضرت محبوب سبحانی کا تصوّر میرے رُوبرو تھا۔ حضرت کے اس تصوری جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اَور مَیں بھی حضرت کی بدولت صحیح سالم رہا۔ باقی جو لوگ چھت کے ساتھ نیچے گرے تھے وہ زخمی ہوئے ۔

حضور ممدوح کی کرامت

مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ بیعت کے ابتدائی زمانہ بوقت ظاہر میں حضرت محبوب سبحانی کی زیارت کا مشتاق رہتا تھا۔ اور میرا خیال ہمیشہ صورت پاک حضور کے ساتھ وابستہ تھا۔ ایک دن عالم خواب میں جلالپور شریف کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک بلند پشتہ ملا جس نے میری راہ روک دی۔ جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ برآمدہ کی چھت گر گئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے مٹی آ کر میرے سینہ پر ڈھیر ہو گئی ہے۔ لیکن چھت کی کڑیاں کوئی میری چارپائی کے مشرق میں اور کوئی مغرب میں گری تھیں لیکن اس سے مجھے یا میری چارپائی کو کچھ گزند نہیں پہنچا تھا۔ یہ حضرت ممدوح کی ایک ادنےٰ کرامت تھی ۔

ٹخنہ کے درد کا علاج

مولوی صاحب ممدوح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرے ٹخنہ میں سخت چوٹ لگی جس سے ہڈی باہر نکل آئی۔ اِس اثنا میں محمد مظفر اور محمد اعظم حضرت کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ چونکہ تکلیف سے مَیں بیتاب ہو رہا تھا۔ مَیں بھی اُسی حالت میں اُن کے ساتھ ہو لیا۔ ہر مرتبہ دس بارہ قدم چل کر بیٹھ جاتا۔ میرے ہمراہی بھی میری موافقت کرتے تھے۔ بہر حال بصد تکلیف و زحمت بارگاہ عالی تک پہنچا۔ اور قدمبوسی سے مشرف ہوا جس کے ساتھ ہی میرے دل کو اور درد کو تسکین محسوس ہوئی۔ دوسرے دن حالت اس سے بہتر تھی۔ اور جب میں حضور سے واپس ہوا تو بالکل درد نہ تھا۔ اَور مَیں نے تمام مسافت صرف ایک دن میں طے کی ۔

معمار قدرت نے دیواروں کو جوڑ دیا

سید احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی کے

Marfat.com

وصال کے بعد ایک دفعہ میں خاک بوسی کے ارادہ سے روانہ ہؤا۔ میرا قاعدہ تھا کہ ہفتہ میں دو مرتبہ دوشنبہ اور جمعہ کو زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔ درمیان میں دریا پڑتا تھا۔ پہلے میں کشتی کی چنداں پروا نہیں کرتا تھا۔ اور تیر کر دریا کو عبور کرتا تھا۔ لیکن جب سے حضورؑ نے منع فرمایا میں کشتی کے بغیر سفر نہیں کرتا تھا۔ الغرض جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو طغیانی کی وجہ سے کشتی موجود نہیں تھی اور ناچار مجھے واپس آجانا پڑا۔ جب میں واپس آیا تو بارش کی شدت سے مجبور ہو کر موضع محبت پور میں ٹھہر گیا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے اپنے مکان کے گرجانے کا اندیشہ پیدا ہؤا۔ چنانچہ جب میں مکان پر آیا تو دیکھا کہ چھت ٹپک رہی تھی اور تمام اسباب باہر نکال لیا گیا تھا۔ چاروں طرف کی دیواریں چھت کو چھوڑ چکی تھیں اور قوی احتمال تھا کہ تھوڑی دیر میں سارا مکان بیٹھ جائیگا۔ میں نے نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ حضرت محبوب سبحانی کی جانب توجہ کی اور جناب الٰہی میں عرض کیا کہ میں اب ضعیف ہو چکا ہوں۔ مکان کو دوبارہ تعمیر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ خدارا اس کی نگہبانی کیجئے۔ اس مناجات کے ساتھ ہی بارش موقوف ہوگئی۔ دیواریں گرنے سے بچ گئیں۔ اور رفتہ رفتہ خشک ہو کر چھت سے اس طرح مل گئیں کہ گویا کسی معمار نے انہیں جوڑ دیا ہے۔

سانپ نے اپنا زہر چُوس لیا

مولوی عبدالمجید صاحب برادر مولوی عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں موضع کڑی میں تھا۔ میں نے مسجد میں چار رکعتیں نماز خواب کی ادا کیں۔ اور اس کے بعد عالم ذوق و شوق میں حضرت محبوب سبحانی کی مدح پنجابی زبان میں نظم کرنی شروع کی۔ اس اثنا میں میں نے اپنا ایک پاؤں پھیلا دیا۔ اتفاقاً ایک سانپ وہاں موجود تھا۔ اس نے میرے پاؤں کو کاٹا۔ چونکہ قصبۂ کڑی کے سانپ بڑے زہریلے ہوتے ہیں اس لئے مجھے اس واقعہ سے سخت اندیشہ پیدا ہؤا۔ اور میں جو نظم حضورؑ کی مدح میں لکھ رہا تھا۔ اُسے استغاثہ کی صورت میں بدل دیا۔ اور پہلے سے زیادہ مؤثر اور دردناک پیرایہ اختیار کیا۔ اس کے بعد میں نے بمشکل نماز پڑھی اور مسجد سے گھر آیا۔ اس اثنا میں کسی سے میں نے یہ واقعہ بیان نہیں کیا۔ جب گھر پہنچ لیا تو اشارہ سے بتایا کہ میرے پاؤں میں سانپ نے کاٹا ہے۔ اُسی وقت دوڑ دھوپ شروع کی قصبہ میں ایک جھاڑنے والا تھا اُسے فوراً بلایا گیا۔ اُس نے علاج کیا لیکن کچھ فائدہ محسوس نہیں

Marfat.com

ہؤا۔ چونکہ واقعہ سخت تھا اس لئے کثرت سے لوگ میرے دیکھنے کے لئے جمع ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے حواس رخصت ہونے لگے اور مجھ پر غنودگی طاری ہوئی۔ اس عالمِ بے ہوشی میں میں نے دیکھا کہ حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ میرے والد مولوی نور عالم صاحب مرحوم اور ایک بزرگ جن سے واقف نہیں تھا تشریف لائے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ سانپ نے کہاں کاٹا۔ چونکہ پاؤں میں کاٹا تھا اور ورم ہوگیا۔ مجھے پاؤں سامنے کرتے ہوئے لحاظ معلوم ہؤا۔ آخر حضرت نے سانپ کو طلب کرکے فرمایا کہ اے موذی تُو نے اس غریب کو کیوں کاٹا۔ اُس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں حکم خدا کے بغیر کیونکر کاٹ سکتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اچھا اپنا زہر چوس لو۔ چنانچہ سانپ نے مقامِ ماؤف پر مُنہ رکھکر چوسنا شروع کیا۔ صبح کے وقت میری آنکھ کُھل گئی۔ اُس وقت وہ تینوں بزرگ میرے پاس موجود تھے۔ ایک نے مجھے کوئی دوا کھلائی جس سے مجھے استفراغ ہؤا اور تمام زہر نکل گیا۔ اور میں خدا کے فضل سے صحتیاب ہوگیا۔

سانپ کو آپ نے دور پھینک دیا سید احمد شاہ صاحب ساکن گولڑہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ذکر جہر تعلیم فرمایا تو میں ایک تنہا مکان میں جو لب دریا واقع تھا۔ اقامت پذیر ہوگیا۔ ایک دن تہجد کی نماز کے بعد میں ذکر میں مشغول تھا کہ یکایک ایک خوفناک سانپ جو شمشیر کے برابر لمبا اور سُرخ رنگ تھا نمودار ہؤا۔ میں یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہؤا اور میں نے حضرت محبوبِ سبحانی کی طرف صمیم قلب کے ساتھ متوجہ ہوکر عرض کیا کہ حضور والا میں حکم گرامی کے مطابق اس جگہ ذکر میں مشغول ہوں اب حضور مجھے اس مصیبت سے نجات دیں۔ اس التجا کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ حضور کی روح اپنے نُورانی پیکر کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔ اور اپنے دونو ہاتھوں سے اُس سانپ کو پکڑ کر بہت دُور پھینک دیا۔ جب آفتاب طلوع ہوچکا تو میں مکان سے نکلا اور اُس جگہ گیا جہاں میرے خیال میں سانپ جاکر گرا تھا۔ میں نے دیکھا کہ سانپ بدستور پڑا ہؤا ہے میں نے ایک کاشتکار کو جو قریبی کھیت میں کام کر رہا تھا۔ پکارا اور اُس نے ایک لکڑی سے اُسے مار ڈالا ۔

خواب میں لکڑی لینے کا حکم مولوی نور عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۳۱۷ھ میں میں نجیب اللہ اور ان کے بیٹے محمد زمان حضور میں حاضر ہوئے اور طعامِ شب کے بعد رخصت چاہی۔ اور

اُسی وقت واپس روانہ ہو گئے۔ نجیب اللہ کو راستہ میں سخت نیند معلوم ہوئی۔ اور وہ ریگ پر سو گئے۔ ہم اُن کے منتظر تھے کہ وہ سو کر اُٹھے۔ ایک طرف درخت سہجنہ کی شاخیں کٹی ہوئی پڑی تھیں۔ پس نجیب اللہ نے بیان کیا کہ حضرت محبوب سبحانی نے خواب میں مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ ان شاخوں میں سے ایک لکڑی ہاتھ میں لے لوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک چھڑی اُٹھا لی اور ہم سب روانہ ہو گئے۔ ہم دریا کے کنارے کنارے جا رہے تھے ایک موقع ایسا آیا کہ درختوں کے جھنڈ میں سے ہم کو گذرنا پڑا جن کی شاخیں راستے پر جھکی ہوئی تھیں۔ اور کوہستانی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم جوں ہی آگے بڑھے کہ ایک خوفناک زہریلا سانپ نظر آیا۔ میں تو نکل گیا لیکن میرے دونوں رفیقوں کو اُس نے روک دیا۔ میں نے نجیب اللہ سے پکار کر کہا کہ لکڑی میری طرف پھینک دو۔ چنانچہ میں نے اُس لکڑی سے سانپ کو مار کر دریا میں ڈال دیا۔ نجیب اللہ نے کہا کہ حضرت نے اسی مقصد سے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک لکڑی ہمراہ لے لو ۔

اب آزمائش کی طاقت نہیں اللہ بخش درویش بیان کرتے ہیں کہ ایک بیل جسے ہندی میں سامن کہتے ہیں لنگر شریف کی خام فصل کھا جاتا تھا۔ اور اُس نے تمام زراعت کو خراب ویران کر رکھا تھا۔ درویش حفاظت کرتے تھے لیکن اُن کے سوتے ہی وہ چوری چوری آکر کھیت کھا جاتا تھا۔ آخر کار حضور میں عرض کیا گیا۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اللہ بخش درویش کو بلاؤ۔ جب میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ تمہاری موجودگی کے باوجود بیل نے تمام کھیتی برباد کر رکھی ہے۔ اور مجھے حکم دیا کہ زراعت کی نگہبانی کرو۔ چونکہ جاڑوں کا موسم تھا مجھے لحاف عطا ہوا۔ لیکن میں نے سو جانے کے اندیشہ سے تمام رات لحاف نہیں اوڑھا۔ اور تمام رات بیل کے آنے کا منتظر رہا۔ اور وہ نہ آیا۔ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو میں نے لحاف اوڑھ لیا۔ مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی۔ اور اس اثنا میں وہ بیل مینڈ کی شاخیں توڑ کر کھیت میں گھس گیا۔ لیکن شاخیں ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی میں بھی بیدار ہو گیا۔ اور ایک لکڑی لے کر اُس کے تعاقب میں چلا۔ یہ بیل ایسا سرکش تھا کہ آدمیوں کا راستہ بند کر دیتا تھا۔ اور جو مقابل آتا اُسے اُٹھا کر دے مارتا تھا۔ لیکن جب میں اُس کے قریب پہنچا تو وہ بھاگنے لگا میں نے قریب پہنچ کر اُس کی پیٹھ پر ایک لکڑی ماری اور وہ پیچھے مڑ کر میرے مقابلہ پر جم گیا۔ اور زمین کو اپنے کھروں سے کھودنے لگا۔ اب نہ مجھ میں یہ طاقت تھی کہ اس کو دوسری

Marfat.com

ضرب لگاؤں۔ اور نہ وہ اپنی جگہ سے جنبش کرتا تھا۔ مَیں نے یہ حالت دیکھ حضور کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی کہ مَیں اِس سے زیادہ آزمایش کی طاقت نہیں رکھتا اب مجھ پر رحم فرمائیے۔ اِس التجا کے ساتھ ہی وہ بیل رُخ پھیر کر چلا گیا۔

حاسد کا انجام جلالپور شریف میں ایک دھوبی رہتا تھا جو حضرت محبوبِ سبحانی کے ہمراہ سیال شریف جا کر خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے مشرف ہوُا۔ اور اُس نے حضرت خواجہ صاحب کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل کر لیا۔ روُسا اور امرا بھی جو حضور میں حاضر ہوتے تھے اُس سے خلق و مدارات کے ساتھ پیش آتے تھے۔ لیکن اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ حضور والا کی یہ تمام عنایتیں محض حضرت محبوبِ سبحانی رح کی وجہ سے ہیں۔ چونکہ قوم کا کمینہ تھا وہ ان مہربانیوں کی تاب نہ لا سکا۔ اور حضور سے دعوٰے ہمسری کرنے لگا۔ کہتا تھا کہ جس طرح وہ خواجہ شمس العارفین رح کے مرید ہیں اُسی طرح میں بھی مرید ہوں۔ الغرض اُس سے ایسی حرکات وقوع میں آئیں۔ کہ حضرت محبوبِ سبحانی رح کا دل اُس سے پھر گیا اور وہ حضور کے فیضان سے محروم ہو گیا۔ اب اس بدنصیب نے کھلم کھلی مخالفت اختیار کی۔ اور حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو آپ کی شکایتیں شروع کیں سے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میل او اندر دلش پیدا کند

ہمسری با انبیا بر داشتند

اولیا را ہم چو خود پنداشتند

رفتہ رفتہ یہ دھوبی ذلیل و خوار اور مفلس و نادار ہو گیا۔ لیکن اُس نے حضرت کی مخالفت ترک نہیں کی۔ ایک دن حضور اپنے والد گرامی کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً خانقاہ شریف کے دروازہ میں قفل لگا ہوُا تھا۔ اور پاسبان بھی موجود نہیں تھا۔ آپ نے کچھ دیر انتظار فرمایا پھر خادمانِ ہمرکاب سے ارشاد کیا کہ یہ قفل کبھی کبھی خود بھی کھل جاتا ہے۔ چنانچہ دست مبارک سے قفل کو جنبش دی اور وہ کھل گیا۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر تشریف لائے۔ کوہ شمالی جسے کوہ کرجاکھ کہتے ہیں۔ نظر کے سامنے تھا حضور نے اُس دھوبی کا ذکر کر کے فرمایا کہ سلوک میں اخفا کا خاص لحاظ ہے۔ ورنہ خدا نے فقیر کو اتنی طاقت دی ہے کہ اگر چاہے تو اُس پہاڑ کو زمین کے برابر کر دے۔ الغرض حضرت کی مخالفت اور سوء ادب کے باعث یہ دھوبی روز بروز ذلیل و رسوا ہوتا

Marfat.com

گیا۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے ایمان کی سلامتی دشوار ہے۔ چنانچہ اُس نے بصد محنت و کلفت ریگستان میں وفات پائی۔ اور اس کی نعش عرصہ تک بے کفن پڑی رہی۔ لوگوں نے دیکھا کہ اُس کا چہرہ بالکل سیاہ اور ہیبت ناک ہو گیا تھا۔ جس سے حضرت کی پیشگوئی کی تصدیق ہوتی تھی ❊

میرے پاس جلد پہنچو جناب مولوی فتح محمد صاحب مدرس مرڑ حسن ضلع راولپنڈی سے روایت ہے کہ ضلع پشاور میں ایک صوفی منشی شخص میاں امام الدین پٹھان نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں کسی بزرگ کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا "امام الدین میرے پاس جلد پہنچو" یہ فرما کر وہ بزرگ تو تشریف لے گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ حیران تھا کہاں جاؤں۔ نہ نام کا پتہ نہ مقام کا نشان۔ ملا نجم الدین عرف ملا ہڈے صاحب مالکی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گولڑہ شریف گیا اور بہت سے مقامات مقدسہ پر حاضری دی۔ لیکن جو صورت خواب میں دیکھی تھی وہ کہیں نظر نہ آئی۔ جب اطراف و جوانب میں پھر چکا اور خاموش و مایوس بیٹھ رہا تو انہیں بزرگ کو پھر خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں "امام الدین میرے پاس جلد پہنچو"۔ میری آنکھ کھل گئی۔ بڑا متردد تھا کہ الٰہی ماجرا کیا ہے۔ صبح ہوئی تو آٹا خرید نے بازار گیا۔ ایک شخص[1] نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے پوچھا کہ "جلالپور شریف ضلع جہلم" بھی کبھی گئے ہو۔ جب میں نے اُس کا جواب نفی میں دیا تو اُس نے حضور قبلہ عالم کا حلیہ شریف بیان کیا۔ میں نے جس بزرگ کو خواب میں دیکھا تھا اُن سے یہ حلیہ ملتا تھا۔ بس میں اُنہیں کپڑوں میں جو پہنے ہوئے تھا۔ چل نکلا۔ اور یہ عہد کر لیا کہ راستے میں کہیں نہ رکونگا۔ اگر راستے میں کسی نے روٹی پانی سے خبر لے لی۔ تو خیر ورنہ یونہی بھوکا پیاسا سیدھا جلالپور شریف پہنچونگا۔ اور لنگر شریف سے کھانا کھاؤنگا ❊

پشاور سے راولپنڈی کا ٹکٹ لیا۔ اور یہاں سے پیادہ پا بغیر کسی رفیق و ہمراہی کے جلالپور شریف کا رستہ لیا۔ آگے ایک دوراہ ملا حیران تھا کہ کونسا راستہ اختیار کروں کہ ناگہاں ایک سیاہ رنگ شخص ظاہر ہوا جس نے مجھے جلالپور شریف کا راستہ بتا دیا۔ اثنائے راہ میں کئی مقامات پر ایسے کئی اشخاص سیاہ رنگ، کوئی سپید پوش، کوئی برہنہ مجھ سے ملے۔ اور راستہ بتا بتا کر رخصت ہو گئے۔ ایک جگہ بھوک نے بہت پریشان کیا تو یکا یک ایک شخص پراٹھے اور ایک پیالہ دودھ کا لایا اور مجھے کھلا کر چلا گیا جس وقت جلالپور شریف

[1] غالباً یہ شخص اتفاقاً معلوم اور معاملات خواب سے واقف ہوگا ❊

پون میل رہ گیا۔ تو ایک نہایت بزرگ شخص سر پر ٹوپی رکھے ہاتھ میں تسبیح لئے، اور سفید براق کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ اور فرمایا کہ کیا تو فلاں مقام سے آیا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں اسی جگہ سے آیا ہوں۔ اور جلالپور شریف جا رہا ہوں۔ مجھے بتائیے کہ وہ کتنی دُور ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ اگلا گاؤں جو پہاڑ کے ساتھ ملا ہوا آباد ہے جلالپور شریف ہی ہے یہ فرمایا کہ وہاں سے غائب ہو گئے۔ اور میں جلدی سے راستہ طے کر کے درِ اقدس پر پہنچا دُور سے دیکھا تو وہ ہی بزرگ رونق افروز ہیں جن کو خواب میں دیکھا تھا۔ میں دوڑ کر قدمبوس ہوا۔ تبسم فرما کر فرمایا کہ تم نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ اتنی مصیبت کی کیا ضرورت تھی پھر ایک درویش کو حکم دیا کہ انہیں بتاشوں کا شربت دو۔ میں ڈرا کہ مجھے چائے نوشی کی عادت ہے۔ اور ابھی سفر سے آکر بیٹھا ہوں، شربت سے تکان کیونکر دور ہوگی۔ مگر خاموش ہو گیا۔ درویش نے شربت تیار کر کے دیا۔ پیا۔ پیتے ہی تکان اُتر گئی۔ اور میں بھلا چنگا ہو گیا ؎

چاہتے ہیں جس کو بلاتے ہیں یوں شربتِ دیدار پلاتے ہیں یوں
ہم کو میسر نہیں دیدار بھی ہم ہیں غم اندوز بھی بیمار بھی
حال ہمارا ہے غم سے نڈھال گردشِ دوراں سے ہیں ہم پائمال
دل نہیں مشغول کسی کام میں جاں نہیں ہے کبھی آرام میں
ہم کو بھی یا پیر بلا لیجئے درد بھرے دل کی دعا لیجئے
شربتِ دیدار عطا کیجئے بیکس و مجبور ہیں، کیا کیجئے
کس سے کہیں حال کدھر جائیں ہم اس سے تو بہتر ہے کہ مرجائیں ہم
موت بھی آئے تو درِ پاک پر لاش ہماری ہو اُسی خاک پر
ہے یہی دن رات ہماری پکار ہو نگاہِ لطف تو بیڑا ہو پار

قہر بیں مہر انہیں مولوی صاحب سے روایت ہے کہ مولوی عدل الدین صاحب امام مسجد مریڑ حسن متصل شہر راولپنڈی نے جو خواہانِ خلافت تھے۔ اور جنکی بیعت حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ بغیر اجازت حضرت صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ لنگر جاری کر دیا۔ کچھ عرصہ تک تو مسافروں کی آمد و رفت جاری رہی۔ اور مولانا اُن کے آگے ماحضر پیش کرتے رہے۔ مگر جب خانہ آمدنی میں صفر ہی صفر رہا۔ اور مولانا کی تمام پونجی

Marfat.com

صرف ہوگئی۔ حتیٰ کہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ بھی رہن رکھدی گئی۔ علاوہ ازیں پانچسو روپیہ کے مقروض ہوگئے۔ اور قرض خواہوں نے تنگ کر دیا۔ تو مولانا مجبوراً روپوش ہوگئے اور ایک روز موقعہ پاکر جلالپور شریف حاضر ہوئے۔ اپنی رام کہانی حضرت محبوب سبحانی کو سُنائی۔ حضور نے آشیفتہ خاطر ہوکر فرمایا کہ لنگر کی اجازت کس نے دی تھی۔ مولانا نے عرض کی کہ یونہی عمل صالح سمجھ کر مَیں نے شروع کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تو اب مَیں کیا کروں۔ نیک کاموں میں ہمیشہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہی ہے۔ مگر مولانا نے بڑے درد کے ساتھ اپنی کہانی سُنائی تھی۔ آخر حضور کو رحم آگیا۔ اور اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ دوسرے روز مولانا رخصت ہوکر گھر واپس آگئے۔ اور قرضخواہوں کو امروز و فردا پر ٹالتے رہے اس کو بھی ایک مہینہ گذر گیا۔ مگر کوئی صورت رہائی و اطمینان کی نظر نہ آئی۔ تو ایک روز گلہ کرنا شروع کر دیا۔ اور خلاف شان حضور غریب نواز باتیں کرنے لگے۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کو بھی ان گلہ گذاریوں کی خبر پہنچی۔ فرمایا میاں عدل الدین صبر نہ کر سکے ورنہ خدا کے فضل سے اُن کے بہت سے کام بنجاتے۔ خیر خداوند کریم اُن کا یہ قرض تو ادا کر ہی دیگا۔ لیکن انہیں کچھ اور فائدہ نہ ہوگا۔ مولانا کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو کہنے لگے کہ اب یہ قرضہ اُتر چکا جلالپور میں بھی دکانداری ہی دکانداری ہے۔ باتیں ہی باتیں ہیں۔ خدا کی حکمت و قدرت دیکھئے کہ انہیں ایام میں تیل گودام کے لئے ساکنان مرڑ سے زمین لی گئی۔ جن میں ایک چبوترہ نماز کے لئے اہل دیہہ نے بنا لیا تھا۔ جب انگریز افسر نے اس قطعہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ مسجد ہے! اس کا معاوضہ کسی مولوی یا امام مسجد کو ملنا چاہیئے۔ مستری صُوبا دوڑا ہوُا آیا۔ اور مولانا عدل الدین کو پکڑ کے لے گیا۔ اُس افسر نے بلا حیل و حجت پانچسو روپیہ کے نوٹ اُن کے ہاتھ پر دھرے اور رخصت کیا۔ مولانا اپنے خیالوں سے تائب ہوئے۔ اور اپنے قصور کا اعتراف کر کے حضرت قبلۂ عالم علیہ الرحمۃ سے معافی مانگی اور واپس گئے ؎

نگاہ قہر بھی تیری وہ مہر افزا ہے ۔۔۔ کہ جس سے بندھ گئی امید بیقراروں کی

خطا بھی کرتے رہیں اور اجر بھی پائیں ۔۔۔ عجیب شان ہے تیرے گنہگاروں کی

گئی ہوئی ٹرین واپس آگئی | جناب مولوی نبی بخش صاحب حکیم رسول نگری فرماتے ہیں کہ سید غلام شاہ صاحب سکنہ میرہ شریف نے عرس مبارک حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے واپس آتے ہوئے

Marfat.com

میاں حسن محمد صاحب سے یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ میں دو چار درویشوں کے ساتھ جلالپور شریف آیا۔ اور حضور قبلہ عالم جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں چند روز قیام کر کے طالبِ رخصت ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ وقت کم ہے آج شاید گاڑی نہ ملے۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ عالم حضور کی دعا سے مل جائیگی۔ اور ہم سوار ہو جائینگے۔ خیر آپ نے دعائے خیر کی اور رخصت فرمایا۔ ہم سب لوگ بڑی تگ و دو کے ساتھ اسٹیشن جہلم پر پہنچے۔ گاڑی قریب قریب آگئی۔ بہ ہزار مشکل ٹکٹ لیا۔ مگر جب پلیٹ فارم پر پہنچے تو گاڑی میں اس قدر بھیڑ تھی کہ ہم سب کے سب رہ گئے۔ اور گاڑی چھوٹ گئی۔ اسٹیشن ماسٹر سے کہا گیا کہ اب ٹکٹ واپس لے لو۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ آپ رات کو یہاں ٹھیریں صبح گاڑی آئیگی تو انہیں ٹکٹوں سے سوار ہو جانا۔

آخر مایوس ہو کر ہم پلیٹ فارم پر ٹھیر گئے۔ میں نے دل میں خیال کیا تھا کہ حضرت قبلہ عالمؒ کا خیال صحیح نکلا۔ اور گو آپ نے دعائے خیر فرمائی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ گاڑی پیچھے کی طرف لوٹتی ہوئی نظر آئی۔ پلیٹ فارم پر آکر ٹھیری۔ گارڈ اترا ہمیں سلام کیا۔ اور کہا چلئے بریک میں میرے ساتھ بیٹھ جائیے۔ ہم سوار ہو گئے گارڈ نے ہماری خوب عزت کی۔ گارڈ ہندو تھا۔ جہاں تک ہم اُس کے ساتھ گئے مؤدب کھڑا رہا۔ ہم نے دریافت کیا کہ گاڑی کس وجہ سے ہوئی اُس نے کہا کہ صرف آپ کی خاطر گاڑی واپس لایا ہوں۔ لیکن میں اصل حقیقت ظاہر نہیں کر سکتا معاف رکھئے ؎

کماں سے چھوٹ کر جس وقت تیر تیر جاتا ہے	بلا لیتے ہیں واپس اولیا کی یہ کرامت ہے
چلا آتا ہے واپس آپ آب رفتہ دریا	خدا والوں کے اک جذب توجہ میں طاقت ہے
دعا سے اُن کی جا کر پھر بنیں لوٹ آتی ہیں	خدا کی اُن کے اُوپر کس قدر لطف و عنایت ہے

بے گناہ بری اور اصلی قاتل ماخوذ	مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں مجھ سے میاں حسن محمد ملک نے

بیان کیا کہ میرے بھائی محمد الدین پر ایک مقدمہ لڑکی کے قتل کا لوگوں نے لگا دیا۔ دراصل میرا بھائی قاتل نہیں تھا۔ لیکن شریروں نے ارتکاب قتل کا الزام اسی پر لگا دیا۔ میرے لئے اور کوئی جگہ فریاد کی نہ تھی۔ لہٰذا میں فوراً حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور نے دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا (الحق یعلو و لا یعلیٰ) اس کے بعد مجھے تسلی دی۔

Marfat.com

اُسی شب کو مَیں بمقام چھپو پہنچا۔ اور بھائی سے سارا حال کہہ دیا وہ بولے کہ آج تھانیدار آیا ہوا ہے اور تمام لوگوں نے مجھی کو قاتل قرار دیا ہے۔ اب علی الصباح مَیں صبس میں جاؤنگا کیونکہ اُس وقت نمبردار کی ضمانت سے مجھے گھر تک آنے کی اجازت ملی ہے یہ سنتے ہی میرے اوسان خطا ہوگئے۔ نماز سے فارغ ہو کر میں درود شریف پڑھنے لگا اور مجھے کچھ اونگھ سی آگئی دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں اور فرما رہے ہیں تسلی رکھو رکھو بالکل خیریت ہے "۔

علی الصباح تمام لوگ تھانیدار کے روبرو حاضر ہوئے اور میرا بھائی محمد الدین بھی پیش ہوا۔ گواہوں نے گواہی دی۔ مگر تعجب یہ ہوا کہ محمد الدین کا کسی نے نام نہ لیا اور تھانیدار نے گذشتہ بیان کو دُھرایا۔ اصلی قاتل دوسرا شخص نکل آیا اور محمد الدین صاف بچ گیا۔ اُسی وقت وہ لنگر مبارک میں حاضر ہوا۔ اور زیارت وبیعت کا شرف حاصل کیا۔

جب گنہگاروں کا تیرے کچھ بگڑ سکتا نہیں ۔۔۔ بے گناہوں کا کریگی گردشِ تقدیر کیا

کام وہ بنتی ہیں بننا جن کا ممکن ہی نہ ہو ۔۔۔ چپکے چپکے جاتے کرلیتے ہیں وہ تدبیر کیا

گفتہ آید در حدیثِ دیگراں جناب مولنا مولوی صاحب صوفی چشتی حیدری ڈنگوی ضلع گجرات لکھتے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات وخرق عادات جو تتمۂ معجزات نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اُن کی روایت ہزاروں مرید کرتے ہیں ایک واقعہ خود فقیر کے ساتھ اور دوسرا واقعہ میرے سامنے راجہ خدابخش صاحب آنریری مجسٹریٹ و ذیلدار کھیوہ کا ہے۔ فقیر نے راجہ خدابخش کے مخالفوں کی پرزور مخالفت کا ذکر کیا آپ نے مسکرا کر ایک ڈپٹی انسپکٹر پولیس کا واقعہ بیان کیا جسکی نوبت برخاستگی تک پہنچ گئی تھی۔ مگر بوجہ دعائے حضور عزت کے ساتھ بری ہوگیا مَیں نے اُسی وقت راجہ خدابخش سے کہدیا کہ حضور نے تمہارے مقدمے کا انجام بتادیا ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ یہ واقعہ حضور کی وفات سے ایک دن پہلے کا ہے۔

سلخواں مل گئی انہیں مولوی صاحب سے روایت ہے کہ آپکے نواسے صاحبزادہ سیدن شاہ صاحب کے مقابلے پر دیگر امیدوار انٹرنس پاس اور سینئر تھے صاحب ڈسٹرکٹ جج کسی دوسرے شخص کو سلخواں مقرر کرنا چاہتے تھے۔ صاحبزادہ سیدن شاہ صاحب نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنے حرم محترم سے (جو حضور قبلہ عالم کی پوتی ہیں) کہا کہ دونو چھوٹے بچوں کو لیکر حضور میں

Marfat.com

چلی جاؤ۔ اور جب تک حضور خشوع قلب کے ساتھ دعا نہ کریں وہاں سے نہ ہٹو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اوّل اوّل تو حضور ٹالتے رہے۔ مگر پھر بی بی صاحبہ کے اصرار سے مجبور ہوکر اور بچوں کی حالت پر رحم کرکے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دئے۔ دوسرے روز ڈسٹرکٹ جج بہادر گجرات نے باقی اُمیدواروں کو بلا کر کہدیا کہ سیدن شاہ ایک بزرگ کا رشتہ دار ہے میں اُسی کو سلطواں کھونگا۔ لوگوں میں شہرہ تھا کہ خواب میں حضور قبلہ عالم نے ڈسٹرکٹ جج کو اشارہ کیا۔ بہرحال آپ کی دعا کا نتیجہ ضرور نکلا۔ اِس حکم کے خلاف اپیلیں کی گئیں۔ اور سیدن شاہ صاحب کو پھر فکر و تردد لاحق ہوا۔ مگر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدن شاہ صاحب کے سامنے خواب میں ایک ایک اپیلانٹ کا نام لیکر کہا کہ ان کا کیا حق ہے اپیل خارج۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

انہیں صاحبزادے صاحب کو فتق کی بیماری ہوگئی تھی۔ اکثر یونانی علاج کئے مگر فائدہ نہ ہوا۔ مایوس ہونے والے تھے کہ حضور قبلہ عالم نے آکر فرمایا۔ ڈاکٹری علاج کرو۔ صبح ڈاکٹر کے پاس گئے۔ اُس نے کچھ مرہم دیا۔ اور اللہ جل شانہٗ نے شفا دی۔ مرہم شفائے مرض کے لئے ایک بہانہ ہوگیا ؎

ساری دنیا ہوئی تری محکوم ‌‌‌ ‌‌‌ مرتبہ تیرا ہے مجھے معلوم
عالم سب پہ ہے تیرا فیض عموم ‌‌‌ ‌‌‌ دوستاں را کجا کنی محروم
توکہ با دشمناں نظر داری

امتحان میں پاس ہوگیا یہی مولوی صاحب راوی ہیں کہ میرے ایک معزز گجراتی دوست نے بیان کیا کہ اُن کا لڑکا امتحان ایف اے میں داخل ہوا تھا۔ سوالات مشکل تھے کامیابی کی کوئی اُمید نہ تھی۔ حضور قبلہ عالم سے دعا کرائی گئی۔ لڑکے نے اپنی ناکامیابی کا خیال بھی اپنے باپ پر ظاہر کردیا۔ مگر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں انہیں ایک لفافہ دیا اور فرمایا کہ تمہارا لڑکا پاس ہوگیا ہے۔ چنانچہ دوسرے روز کامیابی کا خط ملگیا ؎

تمہارے مقصد دنیا میں اب ناکام کیا ہونگے ‌‌‌ ‌‌‌ دئے ہیں فقر کی منزل میں تم نے امتحاں لاکھوں
ہے ملیں جا گزیں عظمت تمہارے فیض باطن کی ‌‌‌ ‌‌‌ کہ ایسے ایسے ان آنکھوں نے دیکھے ہیں سماں لاکھوں

اولاد اور آنکھیں جناب مولوی نبی بخش صاحب سول نگری لکھتے ہیں کہ کوئٹہ (بلوچستان) میں کے۔ ڈی۔ عبدالغفور مرچنٹ کے یہاں میں اپنے پیر بھائیوں کے حلقے میں بیٹھا تھا کہ اندر سے

Marfat.com

ایک لڑکا آیا جس نے بڑے زور سے "السلام علیکم" کہا۔ اُس کی عمر ہنوز پانچ سال کی ہوگی۔ اُس کی آواز نے سب کی توجہ اپنی طرف پھیر لی۔ بھائی عبدالغفور نے کہا کہ یہ لڑکا حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ مَیں نے پوچھا کس طرح، تو عبدالغفور صاحب نے اِس طرح بیان کرنا شروع کیا:۔

میرے گھر میں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرانی چاہیئے۔ مَیں حضور میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف اور اولاد کے لئے دعائے خیر کا طالب ہوُا۔ قریبًا چار سال ہو گئے۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر میری اہلیہ نے اصرار کیا کہ مَیں جانا چاہتی ہوں۔ غرض ہم دونوں میاں بیوی حاضر ہوئے۔ اور میری اہلیہ بھی مرید ہوگئی۔ اور عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ اسی طرح ہم دو تو حضور میں حاضر ہوتے رہے اور عرض معروض کرتے رہے کچھ عرصہ کے بعد بعض احباب نے مجھے دوسری شادی کرنے پر مجبور کیا۔ مَیں رضامند ہوگیا۔ اور دوسری شادی کرلی۔ میری پہلی اہلیہ اس وقت سیالکوٹ میں تھی (جسے مَیں نے شادی سے دو تین مہینے پہلے الگ کر دیا تھا) جب یہ خبر اُسے پہنچی تو وہ بہت زیادہ بیقرار ہوئی۔ اور اُسی وقت ایک خادمہ کو ساتھ لیکر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کچھ اس دردانگیز لہجے سے روئی کہ حضور کا چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا۔ وہ حضور کے قدموں پر گر کر عرض کرنے لگی کہ اب کیا مَیں حضور کی مریدی میں داخل ہو کر دنیا سے نامراد جاؤنگی؟ میری اہلیہ کی آہ وزاری حد سے گذر چکی تھی، اُس نے کچھ اس بے صبری سے التجا کی کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آگئے۔ اور فرمایا اللہ تجھے برکت دیگا۔ اور انشاء اللہ تیری ہی طفیل سے وہ (شوہر) صاحبِ اولاد کہلائیگا۔ خواہ وہ کتنی ہی عورتیں کرلے"۔

دوسال تک مَیں کوئٹہ میں دوسری بیوی کے پاس رہا۔ مگر کوئی صورت ظاہر نہ ہوئی۔ آخر مَیں سیالکوٹ گیا اور وہاں چند روز اپنی پہلی بیوی کے پاس رہا اور اُسے بھی کوئٹے لے آیا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے یہی پہلی بیوی بارآور ہوئی۔ اور یہ لڑکا اللہ تعالےٰ نے عنایت کیا۔ جو اس وقت آپکے سامنے کھڑا ہے"۔

پھر دوسال کے بعد اس لڑکے کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حکیموں کا علاج ہوُا۔ قریبًا

Marfat.com

چھ سول سرجنوں نے دیکھا۔ مگر سب بے سود۔ آخر میں اسے کلکتہ۔ بمبئی۔ بنارس، اور لاہور وغیرہ لے گیا۔ اور وہاں کے مشہور ڈاکٹروں کو دکھایا مگر سب نے یہی جواب دیا کہ اب اس کی آنکھیں درست نہیں ہو سکتیں۔ اس کوشش میں قریباً ایک ہزار روپیہ صرف ہو گیا ۔

آخر میری اہلیہ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اس بچے کو لیکر گئی۔ اور عرض کیا کہ "جب حضور نے یہ لڑکا دلایا ہے تو خدا سے اس کی آنکھیں بھی دلا دیجئے ورنہ اسے بھی یہیں رکھئے" قبلۂ عالم نے اپنا لعابِ دھن اس کی آنکھوں پر لگا دیا۔ اور دعائے خیر فرمائی۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس کو بینائی حاصل ہو گئی ؎

سب کام بن گئے دلِ محوِ نیاز کے — کیا کیا کرم ہیں اوس نگہ کارساز کے
خالی گیا نہ خادمِ بے خانماں کبھی — یہ فیض ہیں ترے درِ بندہ نواز کے

عبدالقادر درویش عبدالقادر نامی ایک درویش ملک چھچھ ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ فقہ اور منطق کے بڑے جید عالم تھے۔ ناظم بھی تھے۔ سیالکوٹ میں درس و تدریس کا شغل رکھتے تھے۔ اور بہت مقبول تھے۔ خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک دفعہ وہ سیالکوٹ سے جلال پور شریف میں تشریف لائے۔ تا کہ حضرت محبوب سبحانی کے ہمراہ سیال شریف کو جائیں۔ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو قدمبوسی کی جگہ حضرت سے ہاتھ ملایا۔ حضرت نے نگاہِ جلال سے ان کی طرف دیکھا جس کا اثر یہ ہوا کہ لباس فاخرہ زیب تن ہونے کے باوجود بارگاہ عالی کے صحن میں جاروب کشی کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جب حضرت سیال شریف کو تشریف لیگئے تو یہ حضور کے ہمرکاب گئے واپسی کے وقت یہ اتفاق ہوا۔ کہ حضرت تو چلے آئے مگر یہ ایک حجرہ میں سوتے رہے جب سو کر اٹھے اور حضرت کی تشریف بری کا حال معلوم ہوا۔ تو دیوانہ دار روانہ ہوئے۔ آخر دوسرے دن خدام والا کو پالیا۔ انہوں نے مدتوں سر برہنہ رہ کر مسجد کے لئے پانی بھرا۔ صایم الدھر تھے۔ قرآن اس طرح پڑھتے تھے کہ سامعین بیخود ہو جاتے تھے۔ حضرت محبوب سبحانی نے ان کو امام مقرر کیا۔ رکوع۔ قیام اور سجود میں ان پر ایسی حالت طاری ہوتی تھی۔ کہ قہقہہ کی آواز آتی تھی۔ لوگ حضرت سے کہتے کہ نماز ٹوٹ گئی مگر حضرت ان کی تسکین فرماتے اور کہتے کہ نماز اور وجد دونو خدا کی طرف سے ہیں آدھی رات تک اس انتظار میں بیٹھے رہتے تھے کہ حضرت مسجد میں تشریف لا کر نمازِ خواب با جماعت

Marfat.com

ادا کرینگے۔ اور یہ وقفہ استغراق شہود میں بسر کرتے تھے۔ آخر کار واردات قوی ہوتی گئیں۔ اور وہ تمام آداب اور تکلیفات سے بالاتر ہو کر صحرا کو چلے گئے +

اِس اثنا میں صاحب زادہ صاحب سے اُنہوں عرض کی کہ بکریوں کا ایک گلا اُنہیں سپرد کیا جائے۔ چنانچہ تقریباً سو بکریاں اُن کو دی گئیں۔ لیکن ان بکریوں کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت اُن کے ہمراہ رہتی تھیں۔ اگر وہ دھوپ میں ہیں تو یہ بھی دھوپ میں ہیں۔ اگر وہ کسی درخت کے سایہ میں تو یہ بھی اُن کے گرد جمع ہیں۔ چرنے اور کھانے پینے سے اُنہیں سروکار نہ تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ روز بروز لاغر ہوتی گئیں۔ اور پھر مرنے لگیں۔ آخر کار دس بارہ بکریاں رہ گئیں۔ ایک دن اُن سے کہا گیا کہ ان بکریوں کو چراتے کیوں نہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ تم کو معلوم نہیں یہ عشق پسند ہیں۔ مَیں جہاں جاتا ہوں میرے ساتھ جاتی ہیں +

اِس کے بعد عبد القادر مسجد ملاحاں میں گوشہ نشین ہو گئے۔ نہ انہیں نماز سے سروکار نہ آب و دانہ سے مطلب تھا۔ ایک دن ایک صاحب اُن کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت محبوب سُبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیوں نہیں جاتے۔ جواب دیا کہ تم لوگوں پر افسوس ہے۔ میں کیا کہوں اور کس سے کہوں۔ حضرت نے مجھے جو صورت دکھائی ہے۔ اگر تمہیں اُس کی خبر ہوتی تو کچھ جانتے۔ آخر میں سکر اور محویت کا یہ عالم ہوا کہ پندرہ سولہ دن تک ایک جگہ بے حس و حرکت پڑے رہتے تھے۔ مکھیاں منہ اور آنکھوں میں گھستی تھیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی تھی +

جیسا کہ حضرت سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ "میں شیخ اوحد سمنانی کے حجرہ میں بیہوش پڑا تھا۔ ان ستر دنوں شیخ برابر حجرہ میں آتے تھے اور میری پیشانی پر بوسہ دیتے تھے۔ اگر شیخ کو میرے حال سے آگاہی نہ ہوتی تو لوگ مجھے مردہ سمجھ کر دفن کر دیتے۔ سترہ دن کے بعد میں ہوش میں آیا +

الغرض ایک دن صاحبزادہ صاحب کو کسی شخص نے اطلاع دی کہ تمہارا فلاں درویش ایک خندق میں مرا پڑا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے فوراً ایک چارپائی بھجوائی لوگوں نے عبد القادر کو دیکھا کہ بے ہوش پڑے ہیں۔ منہ اور ناک میں مکھیاں گھسی ہوئی ہیں اور انہیں اپنی ذات کی مطلق خبر نہیں۔ مگر لوگوں نے اُنہیں آواز دی تو اُنہوں نے جواب

Marfat.com

دیا۔ اور کہا کہ انھوں نے اب مجھے پھر بلایا ہے۔ جب کہ میں حد سے گزر چکا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ چارپائی پر لیٹ جاؤ۔ لیکن انھوں نے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں مردہ نہیں ہوں۔ سوار ہو کر اُن کی خدمت میں کیونکر جاؤں۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پیادہ پا بارگاہِ عالی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بنگلہ شریف کے قریب پہنچے تو ایک جگہ راہ میں چھپ رہے۔ اور سر جھکا لیا۔ چونکہ عرصہ سے کچھ کھایا پیا نہ تھا اس لئے بدن بالکل خشک ہو گیا تھا۔ اور مطلق طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ اسی طرح بدن پر بھی ایک تہ بند کے سوا کچھ نہ تھا۔

حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو خود اُن کے پاس تشریف لائے۔ اور کمال شفقت کے ساتھ فرمایا۔ عبد القادر یہ کیا حال ہے تمہیں کچھ کھانا چاہیئے چنانچہ حضور کے ارشاد کے مطابق شیر برنج اُن کے حلق میں ٹپکائی۔ دو تین دن اس حالت میں بسر کر کے وہ پھر روپوش ہو گئے۔

عرصۂ دراز کے بعد وہ پھر واپس آئے۔ لوگوں نے پوچھا تم کہاں گئے تھے کہا کہ میں جہاں گیا تھا اُسے چین چین کہتے ہیں۔ پوچھا کہ وہاں کس طرح پہنچے۔ کہا کہ یہ میں نہیں بتا سکتا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ عبدالقادر تم ایسی باتیں کرتے ہو جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں وہ اکثر مستانہ اور بے باکانہ کلمات زبان پر لاتے تھے۔ ایک دفعہ کہا کہ تم اُس خدائے تعالیٰ کو کیا جانتے ہو۔ جسے ایک بات پر قرار نہیں مخلوق سے کچھ اور کہا جاتا ہے اور خود کچھ اور کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ کہ سات سال کے لئے قحط نازل ہو گا۔ ہر نوع ذی روح کو آگاہ کر دو کہ سات سال کے لئے آذوقہ کا انتظام کر لے مخلوق میں ایک خنزیر بھی تھا جس کے دانت بڑھاپے کی وجہ سے گر گئے تھے اور وہ اپنے لئے سامان خوراک بہم نہیں پہنچا سکتا تھا۔ چنانچہ سب نے انتظام کیا اور وہ توکل پر بیٹھ رہا۔ اب دیکھئے کہ حق تعالےٰ نے ساری دنیا کو تو تردد میں ڈال دیا اور خود اُس خنزیر کی طرف داری کی۔ یعنی پھر قحط ہی نازل نہ کیا۔

عبدالقادر کی گفتگو نہ ہر شخص سمجھتا تھا اور نہ ہر شخص جواب دے سکتا تھا۔ آخر میں اُن کا معمول تھا کہ موسم گرما کوہسار پنجال میں بسر کرتے تھے۔ گرمی کے زمانہ میں میرپور

Marfat.com

چلے آتے تھے۔ سال میں ایک مرتبہ جلالپور شریف میں بھی ضرور حاضر ہوتے تھے لیکن حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد نہیں آئے۔ مطلب یہ کہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی نظر کی اثر میں مختلف کیفیات تھیں۔ اور کسی لکھے پڑھے کو بیہوش کرنے اور کسی مست الست کو ہوش میں لانے کی تاثیرات اُن میں موجود تھیں اور عبدالقادر مذکور اُسی نگاہ ناز کا ایک قتیل تھا۔ بقول شاعر ؎

جانے کیا ساقی کی آنکھوں نے اشارہ کر دیا ندر ساغر ہم نے سارا زہد و تقویٰ کر دیا

آب حیات شاید تھا آپ کے دہن میں | جناب مولوی نبی بخش صاحب واعظ رسول نگری لکھتے ہیں

کہ میں اپنے برادر حقیقی اور چند پیر بھائیوں کے ساتھ عرس مبارک پر جا رہا تھا جس وقت ہم سب موضع کھیوا ضلع گجرات میں پہنچے تو بھوک معلوم ہوئی۔ سب پیر بھائیوں کی رائے ہوئی کہ مکئی بھنالینا چاہیئے۔ چنانچہ چند اصحاب موضع مذکور میں چلے گئے۔ اور میں معہ دو احباب کے موضع سے باہر باہر دریا کی طرف چلا گیا۔ دریائے جہلم کے کنارے ایک شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اور ہماری طرف دیکھ رہا تھا ہم بھی وہاں پہنچے۔ اور پس ماندگانِ قافلہ کے انتظار میں اُس کے پاس بیٹھ گئے۔ اُس سے پوچھا تم کہاں جاؤ گے؟ جواب دیا جلالپور شریف۔ پوچھا کیوں؟ کہنے لگا کہ میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔ چونکہ اُس کا لباس پھٹا ہوا اور میلا تھا اس لیئے میرے ایک پیر بھائی نے ہنسکر پوچھا کہ میاں تم نے غریب نواز کی مریدی کیوں کی اور اُن میں کیا دیکھا؟

وہ شخص کہنے لگا میرا نام محمد الدین ہے۔ کھونتی ضلع گجرات کا رہنے والا ہوں۔ ایک مرتبہ میری ران پر ایسا ورم ہوا کہ میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا اور رفتہ رفتہ تمام پاؤں ورم کر گیا۔ شفاخانوں اور دواخانوں میں دو سال تک علاج کرتا رہا۔ میرا بھائی کلکتے میں تھا ایک سال کامل اس کے پاس رہ کر بھی علاج کرایا۔ مگر کسی علاج اور درمان سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ صرف پنڈلی کی ہڈی رہ گئی اور تمام گوشت پوست گل سڑ گیا۔ گھر کا تمام اثاثہ دوا دارو میں کام آ گیا۔ میں دن رات ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا رہتا۔ زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔ ایکدن میری چارپائی سڑک پر

ل بتاریخ ۷ صفر ۱۳۳۵ھ ۱۲

بچھادی گئی۔ اور مجھے اس پر تنہا لٹا دیا گیا۔ دوپہر کے وقت ایک مسافر آیا۔ اُس نے میرا حال پوچھا۔ مَیں نے اپنے پاؤں دکھائے۔ وہ دیکھ کر بہت متحیر ہؤا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے بھی یہی روگ تھا۔ آخر لوگ مجھے جلال پور شریف لیگئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے اپنا لعاب مبارک زخموں پر لگا دیا۔ اور میں چند ہی روز میں صحت مند ہو گیا۔ تم بھی اگر وہیں چلے جاؤ۔ تو بہت جلد صحتیاب ہو جاؤ گے۔ مَیں نے یہ سارا ماجرا والدین سے کہا۔ اگرچہ وہ علاج کرتے کرتے عاجز آ گئے تھے۔ مگر سچی محبت نے جوش مارا۔ اور مجھے ڈولی میں ڈالکر جلال پور شریف لائے۔ رات کو سرائے میں ٹھیرایا۔ صبح حضور میں پیش کیا۔ آپ نے تعویذ دے دیا۔ مگر مَیں نے رو رو کر عرض کی کہ حضور اپنا لعاب دہن لگا دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اسے لیجاؤ۔ اللہ شفا دیگا۔ مگر مَیں نے ہاتھ باندھ عرض کی کہ حضور للہ مجھ پر رحم فرمائیے۔ کرم کیجئے۔ اور لعاب مبارک ہی لگا دیجئے۔ میری بے کسی پر حضور کو ترس آگیا۔ تبسم فرمایا۔ اور لب لگا دیا۔ مجھے اُسی وقت سے فائدہ معلوم ہونے لگا۔ والدین گھر لے آئے۔ آٹھ دن کے اندر خدا نے اپنا فضل کر دیا اب آپ مجھے دیکھ لیں کہ مَیں تندرست ہوں اور انہیں پیروں سے چلکر یہاں تک آیا ہوں۔ اور مجھے حضور سے شرف بیعت حاصل ہے ؎

تین بتاشے اور تین فرزند مولوی صاحب موصوف روایت فرماتے ہیں کہ میرے مہربان دوست مولوی محمد لطیف صاحب تھرڈ ماسٹر ایم۔ بی اسکول پھالیہ ضلع گجرات کے چچا ایک سفید ریش بزرگ شخص ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ اُنہوں نے اپنی سرگذشت اس طرح بیان کی کہ مَیں اولاد سے محروم تھا۔ دوا اور دُعا سے بہترین کوششیں کی گئیں۔ مگر اولاد پیدا نہ ہوئی۔ عمر زیادہ ہو گئی تھی اس لئے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ مَیں اب دنیا سے بے ثمر جاؤنگا۔ ایک دن میری اہلیہ نے مجھ سے کہا کہ تم نے اپنے لئے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ سے کبھی دعا بھی کرائی۔ مَیں نے کہا مجھے تو ایسی باتیں کرنے شرم آتی ہے۔ کس طرح کہتا اور کس مُنہ سے کہتا وہ کہنے لگی کہ کہیں پیر سے اپنا حال دل چھپاتے ہیں۔ اب کے جاؤ تو حضور میں اولاد کے لئے ضرور گذارش کرنا۔ خیر مَیں دربار میں حاضر ہؤا۔ ایک دن عشا کی نماز کے بعد حضور علیہ الرحمۃ مسند مبارک پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مَیں آپکے پاؤں دبا رہا تھا۔ سب لوگ

Marfat.com

دعائے خیر کے بعد چلے گئے۔ میرے ساتھ حضور نہایت محبت کی باتیں کر رہے تھے
مَیں نے موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور حالِ دل کہہ ڈالا۔ حضور سُنتے ہی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے
اور دونو ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا فرماتے رہے۔ اُس وقت مسند مبارک کے قریب بتاشے
پڑے ہوئے تھے۔ اُن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تین بتاشے ہاتھ میں آ گئے مجھے دئے
اور فرمایا کہ یہ لیجاؤ۔ اور اپنے گھر میں کھلا دینا۔ ہمارے لنگر کا تبرک ہے علی الصباح
مَیں اجازت لیکر روانہ ہُوا۔ گھر پہنچا اور حسب الارشاد وہ بتاشے کھلائے۔ خدا کے
فضل و کرم سے میرے گھر میں تین لڑکے ہوئے اور تینوں صحیح و سلامت موجود ہیں

ہیں صدقے اور مَیں قرباں تری عالی جنابی کے — نکل آئے بہانے خوب میری کامیابی کے
فلک مَیں خادمِ تیغ رہوں ابتر ہو نہیں سکتا — کئے جا خوب منصوبے میری خانہ خرابی کے
زمانہ آج آنکھ سے نظر سُرور کیف آگئیں — کرشمے ہیں یہ سب تیری ادائے بے حجابی کے

مسل سے نام غائب | جناب مولوی نبی بخش صاحب مرحوم واعظ رسول نگری سے روایت ہے
انہوں نے چودھری غلام محمد ولد کریم بخش قوم گوجر گورسی سکنہ چک شیر محمد ضلع گجرات حال
آباد کار چک نمبر ۵ متصل اسٹیشن بھلوال ضلع شاہ پور سے سُنا اور اُن کے بھائی چودھری
علم الدین صاحب اور میاں بگا نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے کہ عرصہ بارہ سال کا گذرا کہ
ایک شخص مسمیٰ شیرا چور سکنہ چک شیر محمد ہمارے اُس باڑے کے پیچھے گھات لگا کر
بیٹھا جس میں ہمارے مویشی بندھے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے مجھے اطلاع دی کہ آج
شیرا گھات لگائے بیٹھا ہے۔ مَیں فوراً وہاں پہنچا اور اُسے گرفتار کر لیا۔ اور بھی لوگ
آ گئے۔ اور شیرا کی خوب ہی خبر لی گئی۔ آخر اُسے تھانے میں لے گئے اُس وقت
فضیلت علی شاہ تھانہ دار تھے۔ جنہوں نے ملزم کے بیان پر اُسے رہا کر دیا۔ اور کہا
رپورٹ لکھواؤ۔ اور اُن پکڑنے والوں کے خلاف عرضی دو۔ کیونکہ تمہیں ناحق گرفتار کر کے
اُنہوں نے مارا ہے۔ شیرا نے اسی وقت تحصیلدار صاحب پھالیہ کی عدالت میں مجھ پر
اور چند دوسرے لوگوں پر نالش کر دی۔ بعد تصدیق بیان مدعی اور رپورٹ تھانہ ہم
بلائے گئے۔ تحصیلدار صاحب نے فردِ جرم لگا کر صفائی طلب کی۔ دوسرے ملزموں
نے اپنی اپنی بریت کے گواہ پیش کئے۔ مگر مجھ سے تحصیلدار صاحب کہنے لگے کہ تم
اپنی بریت کس طرح پیش کر سکتے ہو۔ جبکہ شیرا کو گرفتار کرنے کا تم نے خود اقبال کیا ہے

Marfat.com

اور اُس کے بدن پر زخم موجود ہیں ۔ یہ بات بلند آواز سے متعدد آدمیوں کے سامنے خاص پھالیہ میں تحصیل دار صاحب نے کہی ۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میں ضرور قید کر لیا جاؤنگا گھر پہنچا تو بے قراری اور بھی بڑھ گئی ۔ گاؤں بھر ایک زبان ہو کر کہہ رہا تھا کہ غلام محمد ضرور سزایاب ہو گا ۔ میں نے فوراً توشہ مانا اور دربار جلالپور شریف میں حاضری دی حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ سے سارا ماجرا بیان کیا ۔ حضور نے بتوجہ خاص دعائے خیر فرمائی اور میں مطمئن و تسلی ہو کر گھر واپس آگیا ✚

تاریخ آئی ۔ قادر آباد ضلع گجرات میں تحصیلدار صاحب کا مقام تھا سب لوگ وہاں حاضر ہوئے ۔ میری زبان پر اُس وقت یا حیدرؓ ۔ یا حیدرؓ ۔ یا حیدرؓ جاری تھا ۔ اور طبیعت میں کمال تشویش تھی ۔ خیر طلبی ہوئی تحصیلدار صاحب نے سب ملزموں کو نام بنام بُلایا ۔ میرا نام نہ لیا پھر سب کو بری کر دیا ۔ اور مجھ سے کچھ نہ کہا میں بہت گھبرایا اور عرض کیا کہ جناب میرے لئے کیا حکم ہے تحصیلدار صاحب نے پوچھا تم کون ہو ۔ میں نے کہا غلام محمد تحصیلدار صاحب نے مسل کو دیکھا ۔ کاغذ اوپر نیچے کئے ۔ اور کہنے لگے کون غلام محمد ؟ چلے جاؤ !! نکل جاؤ ! میں نے عرض کیا کہ میں ملزم ہوں ۔ تو انہوں نے پھر مسل کو بغور دیکھا اور کہا کہ نکل جاؤ ۔ میں سراسیمہ ہو کر وہیں ٹھہر گیا ۔ مگر چپراسی نے مجھے جبراً نکال دیا ۔ اور مدعی شیرا پر پندرہ روپیہ جرمانہ ہوئے ۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ✚

مقدمہ مدعی نے جیتا اور زمین مدعا علیہ کو ملی !

جناب مولوی نبی بخش صاحب مرحوم رسول نگری فرماتے ہیں کہ مجھ سے چودھری محمد یا ہلا صاحب نمبردار قوم وڑائچ ساکن سنڈ شاخ شمالی متصل اسٹیشن بھلوال ضلع شاہ پور نے مندرجہ ذیل واقعہ بیان کیا کہ سارنگ ضلع گجرات میری اصلی سکونت ہے ۔ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے میری بیعت ابتدا سے تھی ۔ ہمارے نانا صاحب کوٹھ بھولا کے تھے ۔ اُن کی وراثت کے بھی ہم ہی مالک تھے اُن کی وفات کے بعد اُن کے وارثوں نے زمین سے بے دخل کرنا چاہا ۔ اور نالش کر دی روپیہ بہت ہی زیادہ خرچ ہوا ۔ کیونکہ زمین آٹھ سو کنال کے قریب تھی ۔ نیاز مند راجہ امیر بخش صاحب اور چودھری اکبر علی صاحب رئیس کو ساتھ لیکر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری میں حاضر ہوا ۔ اور تمام ماجرا سُنایا ۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ

Marfat.com

زمین کیوں نہیں لکھ دیتے۔ تاکہ جھگڑا رفع ہو جائے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو مقدمہ میں کئی سو روپیہ خرچ کر چکے ہیں۔ بھلا زمین کس طرح لکھ دینگے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ اگر لکھ دیں تو بہت اچھا ہے۔ مقدمہ کے متعلق کچھ ارشاد نہ فرمایا حالانکہ بار بار ہر سائل نے مقدمہ کے بارہ میں عرض کی مگر اس کے سوائے حضور نے کچھ نہ فرمایا کہ اگر وہ زمین لکھ دیں تو بہت اچھا ہے۔ بعد ازاں حضور نے دعاے خیر فرمائی اور ہم سب لوگ رخصت ہو کر چلے آئے۔ آتے ہی تاریخ تھی۔ حاضر ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ مدعی نے جیت لیا۔ اور ہمیں بڑی زیر باری کے ساتھ شکست ہوئی ٭

میری طبیعت حضور قبلۂ عالم کی طرف سے بالکل بدعقیدت ہو گئی۔ اور بڑے بڑے خیالات دل میں جاگزین ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ مدعی خود ہمارے گھر آئے۔ اور ہم سے کہنے لگے کہ زمین تمہاری ہے تم ہی کاشت کرو۔ ہم حیران تھے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں جب اُنہوں نے بار بار اصرار کیا تو میرے رفقا نے کہا اچھا ہم کاشت کرینگے۔ مَیں نے کہا کہ کل ہمیں تم پھر بے دخل کردو گے تو وہ کہنے لگے کہ عدالت میں چلے چلو۔ وہاں چلکر جو چاہو لکھوا لو۔ چنانچہ مدعیوں نے اپنے ہاتھ سے وہ زمین ہمیں لکھ دی ٭

مَیں بخلوص و شوق حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تمام حال سُنایا حضور متبسم ہوئے۔ اور فرمایا بہت اچھا ہوا کہ ان لوگوں نے زمین تمہارے نام لکھ دی ٭

نمبرداری بھی ہماری

بعد ازاں ہمیں حضور کی دعا سے مربعے مل گئے اور نمبرداری کا وقت آگیا میرے مقابلے پر ایک ایسا شخص کھڑا ہوا۔ جو بڑا منتظم، مدبر اور کمال درجہ کا خوشنویس معزز زمیندار تھا۔ اور جس کے ساتھ سب گاؤں والے تھے۔ صاحب بہادر نے جب بنگلے پر لوگوں کو بلایا اور نمبرداری کے بارہ میں پوچھا تو سب نے ہمارے حریف کے موافق رائے دی۔ مَیں صبح کی نماز کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے فرمودہ وظائف سے فارغ ہوا تو مجھے اونگھ آگئی۔ اور کسی نے مجھے کہا کہ توشہ مانگو وہاں جانا چنانچہ مَیں نے توشہ مان لیا۔ اور میدانِ مقابلہ میں سب کے ساتھ پہنچا۔ چونکہ عام رائے میرے حریف کی طرف تھی۔ اور وہ ہر طرح قابل بھی تھا۔ اِس لئے صاحب بہادر کا خیال بھی

Marfat.com

اُسی طرف ہو گیا حکم دینے اور فیصلہ لکھنے کو تیار تھا۔ قلم کو حرکت دے چکا تھا کہ دعائے غریب نواز اور فضلِ خدائے بے نیاز نے اُس ہاتھ کو روک لیا۔ وہ ٹھہرا، رُکا، جھجکا، گردن ہلائی۔ اور قلم دانتوں میں داب کر دیر تک کچھ سوچتا رہا اس کے بعد حکم دیا کہ اچھا تم پرسوں آؤ۔ اُس دن حکم سُنایا جائیگا۔ گویا اور قربِ جوار کے تمام لوگوں کو نمبرداریاں مل گئیں مگر ہمارے لئے تاریخ مقرر ہو گئی +

میرے دل کو یقین تھا کہ توشۂ خواجگان مان چکا ہوں۔ اور خاندان چشت کے تصرّف نے خدائی مرضی پا کر صاحب کے قلم کو اُس وقت روک دیا ہے۔ جو خالی از حکمت نہیں ہے۔ مَیں واپس آ رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک تجویز اور سُوجھ گئی۔ جسکی تعمیل مَیں نے اُسی رات اور دن میں کر لی۔ دوسرے دن جب ہم دونو حاضر ہوئے۔ تو صاحب بہادر نے بعد غور و خوض نمبرداری مجھے دیدی۔ اور حریف چابک دست اپنا سا منہ لیکر رہ گیا ؎

دستِ قدرت میں ہے اُن کے نامِ تقدیر بھی ۔۔۔ اُن سے ملکر راست ہو جاتی ہے تدبیر بھی
عالمِ حیرت میں جو رہتے ہیں حق سے ہمکلام ۔۔۔ گھر بنا لیتی ہے اُن کی بات میں تاثیر بھی
کیا عجب کچھ اَور سے ہو جائے میرا حال اَور ۔۔۔ کیا عجب بدلے میری تقدیر کی تحریر بھی
مَیں بھی اُس در کا گدا ہوں مَیں بھی اُس در کا غلام ۔۔۔ وہ میرے آقا بھی ہیں سردار بھی ہیں پیر بھی
لیجئے یا پیر اب بہرِ خدا میری خبر ۔۔۔ مَیں غمِ دُنیا سے ہوں رنجور بھی دلگیر بھی

دیجئے یا پیر! اُن کے ظلم سے مجھ کو امان
میری دشمن ہے زمیں بھی آسمانِ پیر بھی

جس کو جی چاہے ملاقات ہو گیا معنی | جناب سیّد محبوب حسین شاہ صاحب ساکنہ کدوتھیاں تحصیل چکوال روایت کرتے ہیں کہ ایک روز گستاسا کن سوہاوہ نے بیان کیا کہ میرے بھائی میاں قمر الدین کی بیوی فوت ہو گئی۔ تو دوسری شادی کے لئے تلاش و جستجو ہوئی۔ میرے بھائی کو موضع جینتی پور میں ایک رشتہ پسند آیا۔ ہر چند کوشش کی گئی لیکن لڑکی والوں نے صاف انکار کر دیا۔ بلکہ ہمارا نام سُنتے ہی طیش میں آ گئے اور گالیاں دینے لگے۔ جب سب طرف سے مایوسی ہوئی تو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرّحمۃ کی حضور میں آ کر عرض کی۔ آپ نے دعائے خیر فرمائی اور ارشاد فرمایا پھر جا کر درخواست شادی

Marfat.com

کرو۔ مَیں نے عرض کی کہ جینتی پور سے آج ہی ناکام واپس آیا ہوں حکم ملا پھر جاؤ۔ ہم حسب الحکم وہاں گئے تو ان لوگوں نے بلا طلب وہ لڑکی ہمیں دے دی اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی ۔

دریا ہٹ گیا خلیفہ سید احمد شاہ صاحب نے بیان کیا کہ جلالپور شریف کے گوندلوں نے دو آم کے درخت اپنی اراضی میں دریائے جہلم کے کنارے لگائے تھے۔ جب دریا زمین کو کاٹتا ہؤا درختوں کے قریب جا پہنچا۔ اور صرف دو تین قدم کا فاصلہ رہ گیا تو مالکانِ درخت نے آکر حضور میں عرض کی کہ قبلہ عالم وہ دو نو درخت ہم نے آپ کی نذر کر دئیے۔ حضور نے بجمال خندہ پیشانی پنجابی میں فرمایا۔ "موئی موئی لیلے میاں مجنوں دے ارواح" اور دعائے خیر کی۔ لوگوں نے صبح جا کر دیکھا تو دریا کا زور اُدھر سے ہٹ گیا تھا۔ اور درخت اور باقی زمین بالکل محفوظ تھی ۔

توطالبِ تجلّے بھی تو مرشدِ الا بھی — قابو میں ترے دنیا بس میں ترے عقبیٰ بھی
مائل ہے زبردستی ہر گاؤں ہر بستی — انسان کی کیا ہستی، کہنے میں ہیں دریا بھی

خواب میں مشکل حل ہو گئی جناب محمد عبد الوہاب صاحب اہل مذ نگاح خواناں مظفر گڈھ سے روایت ہے کہ کل اتفاقیہ منشی غلام یوسف ہیڈ کانسٹیبل پولیس خانگڑھ ضلع مظفر گڈھ جو میاں محمد اشرف صاحب مرحوم سکنہ موضع لنڈ پور ڈاکخانہ کالا کے پوتے ہیں میرے پاس تشریف لائے دورانِ گفتگو میں حضرت قبلہ عالم خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں میں ٹمن ضلع اٹک کے تھانے پر بعہدہ ہیڈ کانسٹیبل پولیس مامور تھا۔ ایک دفعہ اونٹوں کی چوری ہو گئی اور مَیں نے اپنی رپورٹ میں اونٹوں کو آوارہ شدہ لکھ دیا۔ اِس پر کپتان صاحب ناراض ہو گئے اور لکھا کہ رپورٹ غلط ہے کیوں نہ تمہارا تنزل کر دیا جائے۔ اِس موضع کے قریب میرا شریف میں ایک بزرگ فقیر احمد صاحب خلیفہ حضرت خولسوی علیہ الرحمۃ مقیم تھے اُن کی خدمت میں جا کر مَیں نے یہ ماجرا بیان کیا۔ اور اپنے سلسلۂ بیعت سے آگاہ کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ تو ایک لاکھ مرتبہ یَا حَافِظُ پڑھ اور جب حاکم کے سامنے جاتا ہو تو سات مرتبہ یَاسَتَّارُ پڑھ کر اپنے چہرہ پر دم کر لینا۔ اور یہ خیال کرنا کہ دائیں طرف حضرت رسالت مآب سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں اور

Marfat.com

بائیں جانب حضرت خواجہ غریب نواز سید غلام حیدر علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ اور جو وظائف حضرت صاحب نے بتائے ہیں۔ وہ برابر پڑھتے رہنا۔ ناغہ نہ کرنا۔ اس واقعہ کو کوئی دو مہینے گذرے تھے کہ اونٹ مل گئے۔ اور ملزم بھی گرفتار ہوگئے حالانکہ کوئی اُمید اُن کے ملنے کی نہ تھی۔ ملزموں کو سزائے قید ہوگئی۔ مگر وہ کاغذات جن پر کپتان صاحب نے میرے خلاف حکم دیا تھا زیر تجویز رہے۔ اور میرا نہایت سختی کے ساتھ جواب لیا گیا۔ میں نہایت پریشان خاطر تھا۔ ایک رات کو وظیفہ پڑھتے پڑھتے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں گویا جلالپور شریف میں موجود ہوں۔ اور حضرت صاحب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اس مکان میں رونق افروز ہیں جہاں آپ بحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ اور صحن میں وہی بزرگ فقیر احمد صاحب ایک ٹوٹی چھوٹی چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ میں نے اُن کی پرواہ نہ کی بلکہ سیدھا حضرت صاحبؒ کے پاس چلا گیا۔ حضرت نے مجھ سے خیریت دریافت فرمائی۔ پھر خود وضو فرمایا اور مجھے بیعت کیا۔ اور پانچ تسبیحیں درود شریف کی وظیفہ فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اب تم کو قیامت تک کوئی شخص نہ ستائیگا۔

میں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر واپس آیا۔ تو دیکھا کہ وہ بزرگ ہنوز اُسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اب بھی ان کی پرواہ نہ کی۔ اور باہر کی طرف چلنے لگا کہ اُن بزرگ صاحب نے آواز دیکر مجھے بُلایا۔ اور پوچھا کیا بیعت ہوگئی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! اُنہوں نے میری پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ جس کے پیر حیدر شاہؒ ہوں اس کو کیا ڈر ہے۔ پیٹھ ٹھونکنے سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اُسی دن صبح تمام کاغذات شکایت داخل دفتر ہوگئے اور بات رفع دفع ہوگئی۔

بھلا کیونکر نہ ایسے پیر کا دلپر اثر بیٹھے کہیں آؤ نہ جاؤ بات بنجاتی ہے گھر بیٹھے
تماشا دیکھنا ہو جس کو شاہی و گدائی کا وہ اُن کے خادموں کی ٹولیوں میں آنکر بیٹھے

حقیقت میں اُسے کہتے ہیں اعجاز مسیحائی مولوی حکیم الہ دین صاحب ساکن ہنگوال نے جو خاکسار راقم الکتاب کے ہمراہ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جا رہے تھے اثنائے سفر میں حسب ذیل واقعات حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان فرمائے :-

(۱) میں ضلع پورنیہ علاقہ بنگال کی ایک ریاست میں بطور طبیب سرکاری ملازم

Marfat.com

تھا۔کئی سال کے بعد حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔بوقتِ رخصت خیال آیا۔
کہ میں اس قدر دُور دراز علاقے میں جا رہا ہوں۔وہاں حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ
مجھے کس طرح مدد پہنچائینگے۔میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضور میرے وسوسے سے
واقف ہوگئے۔اور فرمانے لگے ؎

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار　　جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ہم دُور نہیں ہوتے صرف گردن جھکانے کی دیر ہوتی ہے۔اور موجود ہو جاتے ہیں۔
خیر میں رخصت ہو کر بنگال چلا گیا۔وہاں دوران سر کے عارضہ میں بیمار ہو گیا۔گیارہ
بارہ روز تک سخت پریشان رہا۔بہتیرے علاج کئے مگر افاقہ نہ ہوا اور نہ حضور قبلہ عالم
علیہ الرحمۃ کا خیال آیا۔ایک روز میں درد سے نہایت بے چین اور مغموم تھا کہ میرے
مُنہ سے بیساختہ یہ شعر نکل گیا ؎

خبر لے اے مسیحا تو کہاں ہے　　تیرا بیمار فرقت نیم جاں ہے

خیال کا آنا تھا کہ میں جس کمرہ میں لیٹا ہوا تھا اُس کے دروازے سے عالم بیداری میں حضور
کو دوپٹے کا آنچل شانوں پر لٹکائے تسبیح در دست اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا
تشریف ارزانی فرماتے ہی حضور ممدوح نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا۔میں حیران و ششدر
رہ گیا۔اتنے میں آپ باہر تشریف لیگئے۔میں اُٹھا لیکن مجھ کو آپ کی پشت نظر
آئی۔اور پھر آپ غائب ہوگئے۔اس کے بعد درد معاً کافور ہو گیا ؎

اُن کے بیمار جو تڑپ کر صدا دیتے ہیں　　ہر مرض کی وہ محبت سے دوا دیتے ہیں
اللہ اللہ رے رُتبہ ترے بیماروں کا　　ملک الموت بھی پیغام شفا دیتے ہیں
نامرادانِ محبت کسی قابل ہی نہیں　　بات بگڑی ہوئی سرکار بنا دیتے ہیں

جو اثر اُن کی دعا میں ہے وہ اوروں میں کہاں
یوں سب پیر مریدوں کو دعا دیتے ہیں

دستہائے کشف (۲) ایک آدمی روز میرے پاس آیا کرتا تھا اور عرض کیا کرتا تھا کہ میری
نسبت ایک جگہ ہو گئی تھی۔مگر اب لڑکی والے انکار کرتے ہیں۔میرے ساتھ چل کر حضور
سے دعا کرا دیجئے۔ایک مدت تک تو میں ٹالتا رہا مگر اُس کے اصرار سے مجبور ہو کر
آخر ایک دن اُسے اپنے ہمراہ لیگیا حضور میں جا کر ہم دونو بیٹھے ہی تھے کہ آپ نے

Marfat.com

مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ ع

مردیست آزما وانگہ زن کن

میں نے یہ سُنا تو دنگ رہ گیا۔ اور پھر اُس کی درخواست پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی کچھ دیر وہاں ٹھیر کر میں اُس آدمی کے ساتھ باہر آیا۔ اور اُس سے دریافت کیا کہ کیا تو نامرد ہے اُس نے سر جھکا کر تسلیم کیا۔ اور پوچھا یہ راز آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔ میں نے کہا حضور نے اشارۃً ہماری دلی خواہش کا فیصلہ درخواست سے پہلے کر دیا +

سلسلۂ شریف کی کرامت

(۴۲) مولوی عموماً بد اعتقاد ہوتے ہیں۔ اور بزرگانِ طریقت پر اعتقاد نہیں رکھتے جب تک مشاہدۂ عینی سے اُن کو تسکینِ قلبی حاصل نہ ہو۔ اُن کے احکام کی متابعت نہیں کرتے۔ یہی حال میرا بھی تھا۔ کہ عرصۂ دور دراز تک میرا خیال کسی بزرگ کی نسبت راسخ نہ ہوا۔ حالانکہ خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی میں اکثر سفر میں رہا۔ لیکن جب تک حضورؒ سے بیعت کی بزرگوں کی عقیدت دل میں پیدا نہ ہوئی۔ اس پر بھی یہ حال تھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ عربی سلسلہ شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ مگر میں اس حکم کو ٹالتا رہا۔ اور میرے دل میں یہ وسوسہ جما رہا۔ کہ سلسلہ پڑھنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا کافی ہے۔ جب کبھی حاضری کا اتفاق ہوتا حضور دریافت فرماتے۔ اور میں صاف صاف عرض کر دیتا۔ کہ میں نے کبھی سلسلہ شریف نہیں پڑھا۔ یہ سُنکر آپ پھر پڑھنے کی تاکید فرماتے +

ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ حضور کے حکم کی تعمیل تو کر دوں۔ کیا حرج ہے۔ چنانچہ اپنی مسجد میں بوقت چاشت سلسلہ شریف پڑھنا شروع کیا۔ دفعتاً بزرگانِ کرام جوق جوق اندر آنے لگے۔ اور میرے پاس بیٹھنے لگے۔ اور تو میں کسی بزرگ کو پہچان نہ سکا مگر حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کی تصویر میں نے دیکھی تھی۔ جب وہ میرے قریب آکر بیٹھے تو میں تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن سب حضرات آنکھوں سے اوجھل اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے اس کو حضور کی کرامت سمجھا اور اُس دن سے آج تک کبھی سلسلہ شریف کے وظیفے کو نہیں چھوڑا ؎

پڑھتے ہی دور ہو گیا زنگ دلِ کثیف کا ہے یہ عجیب سلسلہ سلسلہ شریف کا

Marfat.com

علم شریعت مقدم ہے یا پیر طریقت

جناب مولوی محمد بخش صاحب ساکن گوٹھا ضلع گجرات راوی ہیں کہ ایک شخص مسمی میاں ابراہیم صاحب حیدری کو ایک عجیب واقعہ درپیش ہوا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مسجد ککاگیان واقعہ قصبہ بھیرہ میں ایک اجنبی شخص فروکش تھا جب رات کو طلبائے مقیم مسجد اپنی اپنی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ تو مجھ میں اور اس نووارد میں مکالمہ ہونے لگا۔ وہ کہتا تھا تحصیل علم شریعت مقدم ہے میں کہتا تھا بیعت پیر طریقت ضروری ہے۔ بحث بہت بڑھ گئی۔ لیکن آخر اُس نووارد نے مجھے ہرا دیا۔ اور خاموش کر دیا۔ میرا قلب اُس کے کلام سے متاثر معلوم ہوا اور میں سوچنے لگا۔ کہ واقعی پیر کی خدمت میں حاضر ہونے سے تحصیل علم شریعت بہتر اور ضروری ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میرے دل سے وہ تمام ذوق و شوق جو ذرد اذکار سے پیدا ہوتا تھا جاتا رہا۔ اور عقیدہ تمندی جو حضور کی نسبت تھی وہ بھی معدوم ہو چلی میں نے دل میں ٹھان لی۔ کہ اب کبھی جلال پور شریف نہ جاؤنگا۔ اور جو وقت وہاں جانے آنے میں صرف ہوتا ہے وہ تحصیل علم میں صرف کرونگا۔

جب دن گذر گیا اور رات آئی تو میں نے نماز عشاء ادا کی اور دعاء حاجات کیلئے ہاتھ اُٹھائے۔ پھر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دوزخ موجود ہے اور پلصراط اس پر نصب ہے۔ آگ کے شعلے پورے زور کے ساتھ بھڑک رہے ہیں۔ تمام مخلوقات نفسی نفسی پکار رہی ہے جب میں نے یہ نظارہ دیکھا تو مارے خوف کے چیخیں مارنے لگا اور فریاد کرنے لگا۔ لیکن کوئی فریاد رس نہ ملا۔ آخر حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تصور دل جمایا۔ اور فریاد رسی چاہی۔ فی الفور حضور علیہ الرّحمۃ نے اپنے دیدار فرحت آثار سے تسکین بخشی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب اس وقت اس منکر طریقت سے مدد کیوں نہیں مانگتے جس کے آپ مقلد ہیں۔ میں بہت گڑگڑایا عجز اور انکسار کا وسیلہ درمیان میں لایا۔ میری منّت و سماجت سے حضرت قبلہؒ نے رحم فرمایا اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دوزخ سے پار کر دیا۔ اب میں ایک ایسی فرحت انگیز اور مسّرت خیز جگہ پر تھا کہ وہاں جاتے ہی مشام دل و دماغ معطر ہو گیا۔ اور آنکھ کھل گئی بےاختیار کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ منہ سے نکل گیا۔ نماز فجر ادا کی اور عقیدہ سابقہ سے تائب ہو کر

Marfat.com

علی الصباح جلال پور شریف کی طرف چل نکلا۔ سعادت قدمبوسی حاصل کی۔ اثنائے گفتگو میں چند کلمات اشارۃً آپ کی زبان فیض ترجمان سے ایسے نکلے کہ میرے خیالات یکسر صحیح ہوگئے۔ اور اُن پر یقین کی ایک ایسی روشنی پڑی کہ تمام شکوک یکلخت رفع ہوگئے ؎

بجز مرشد کوئی اس علم کو سمجھا نہیں سکتا ۔ سمجھ میں اس طرح علم شریعت آ نہیں سکتا
طریقت اور شریعت میں جو ہے اک فرق نازک سا ۔ کوئی دکھلا نہیں سکتا، کوئی بتلا نہیں سکتا
ہوا جس کو پسند آئی گلستانِ طریقت کی
وہ بلبل چھوڑ کر اس باغ کو پھر جا نہیں سکتا

انقلابِ خیالات مولانائے موصوف راوی ہیں کہ میاں محمد الدین ولد میاں علی محمد ساکن مونگ ضلع گجرات نے راقم کے روبرو بیان کیا کہ ابتدا میں جب میں نے حضور کی بیعت حاصل کی تو شوق و محبت سے دل لبریز ہوگیا۔ لیکن بعد چندے میرے دل میں کچھ خطرات پیدا ہوگئے۔ اور ارادہ ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ کی بیعت سے دست بردار ہو کر میرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت میں داخل ہو جاؤں۔ اور اُن کو مسیح موعود تسلیم کرلوں ارادۂ سفر مضبوط ہوگیا۔ لیکن رات کو سویا تو خواب میں حضرت قبلۂ عالم جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ بجسم لطیف تشریف لائے۔ اور مجھ سے زجر و توبیخ کرنے لگے میرے دل میں نورِ ایمان کا ایسا جلوہ چمکا دیا کہ تمام وساوس و خطرات جو پیدا ہوگئے تھے دور ہوگئے۔ اور میں نے صبح اُٹھ کر اپنے نئے ارادہ سے توبہ کرلی ؎

ہے پیر زمانے میں تو بس پیر ہو ایسا ۔ جو سب کی خبر رکھے خبر گیر ہو ایسا
باوقر کہے صاحبِ تقدیر ہو ایسا ۔ دل سب کا رکھے ہاتھ میں دلگیر ہو ایسا
للہ خبر لیجئے یا پیر ہماری
بن جائے یہ بگڑی ہوئی تقدیر ہماری

ذہن کھل گیا مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ میں نے میاں ابراہیم صاحب کی زبانی سنا ہے کہ ایک طالب مسمی عبداللہ طلبِ علم میں مصروف ہوا۔ لیکن اُس کا حافظہ نہایت کمزور تھا۔ اور اتنا کند ذہن تھا کہ جو کچھ پڑھتا بھول جاتا۔ آخر تنگ آکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ فیض درجت میں حاضر ہوا اور اپنی کند ذہنی کا حال بیان کیا

Marfat.com

حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ نے دعائے خیر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عبداللہ جاؤ۔ کوشش کرو اللہ کامیاب کریگا۔ جب وہ طالب علم حضور سے رخصت ہوکر موضع نور پور ضلع شاہ پور میں مولوی صاحب کے پاس بغرض استفادہ حاضر ہوا۔ تو پہلے ہی روز اُس کی بدذہنی اور ضعیف الدماغی جاتی رہی۔ کتب فقہ شروع کردی گئیں رفتہ رفتہ شرح وقایہ کی نوبت ہوگئی۔ جب سبق شروع ہوا تو دیباچے میں عبداللہ نے مولوی صاحب سے چند ایسے لاینحل سوالات دریافت کئے کہ مولوی صاحب دنگ رہ گئے۔ اور اپنی کم فہمی کا اقرار کرکے عبداللہ کی تعلیم سے مجبورًا دست بردار ہوگئے۔

ملا کسی کی عنایت سے وہ دماغ مجھے حصول علم سے حاصل ہوا فراغ مجھے
جو دستگیر ہوا تھا پیر و مرشد کا تو راہ علم کا ملنے لگا سراغ مجھے

اژدہا مار ڈالا سید احمد شاہ صاحب ساکن گوڑہا ضلع گجرات راوی ہیں کہ (۱) جب میں نے حضرت سے بیعت طریقت حاصل کی تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر جہر کیجئے۔ میں نے ترتیب دریافت کیا حضور نے ترتیب ذکر جہر کی تعلیم دی وہاں سے رخصت ہوکر موضع ڈھیٹی برلب دریائے جہلم سکونت اختیار کی۔

اُس زمانے میں یہاں سانپ بکثرت پائے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آدھی رات کو جب میں ذکر جہر میں مشغول تھا ایک اژدہا نمودار ہوا اور سامنے آکر ٹھیر گیا۔ وہ دم بدم کھڑا ہوجاتا تھا اس طرح گرتے پڑتے مجھ سے بہت قریب ہوگیا۔ میں گھبرایا اور حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تصوّر کرنے لگا۔ اور ذکر جاری رکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ گویا حضرت قبلۂ عالم بنفس نفیس موجود ہیں۔ اور سانپ کی گردن پکڑ کر اُسے دور پھینک رہے ہیں۔ خیر میں بدستور ذکر و فکر میں مصروف رہا۔ صبح ہوئی۔ نماز فجر ادا کی۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ خیال کیا کہ اب اژدہا کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ گیا اور دیکھا تو ایک نہایت مہیب الصورت اژدہا پڑا پایا۔ جو نیم مردہ تھا۔ یہاں سے قریب ہی ایک شخص مسمّی مالی جو ہمارا پیر بھائی تھا کاشتکاری کر رہا تھا۔ میں نے اُس کو بُلایا اُس نے لکڑی سے اُس کو مار ڈالا۔

کوئی جہاں سے پکارے وہیں وہ ہیں موجود ضرورت اُن کو نہیں ہے بلانے جانے کی
شکست دیو کو دیں اژدہے کو زیر کریں یہ خاص شان ہے سادات گلّھرانے کی

Marfat.com

درد قولنج جاتا رہا | (۲) ایک مرتبہ میں مرضِ قولنج میں گرفتار ہوگیا۔ ہرچند علاج کیا گیا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ آخر مجبور ہو کر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص کو بغرض عرضِ حال روانہ کیا۔ وہ پہنچا میرا سارا ماجرا سنایا۔ حضور نے فرمایا احمد شاہ کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ قبلۂ عالم مَیں تو انہیں سخت بیمار چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ سُنکر آپ نے اپنا دستِ مبارک اُٹھایا۔ اور انگلی سے اشارہ فرماکر کہا کہ جاؤ انشاء اللہ بیماری چلی جائیگی۔ وہ شخص رخصت ہو کر عصر کے وقت گھر پہنچا تو مَیں بالکل تندرست تھا۔ عین اُسی وقت جبکہ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے خیر فرمائی تھی۔ میرے پیٹ سے ایک سخت آواز پیدا ہوئی۔ اور مجھے محسوس ہوا کہ کوئی ہاتھ میری آنتوں کے خم اور پیچ اُتار رہا ہے یہاں تک کہ مجھے شفائے کلی حاصل ہوگئی۔ یہ ہاتھ یقیناً حضرت صاحب ہی کا تھا جو باطن میں کارگر ہوا۔

سورج کی رفتار روک دی | (۳) ایک روز مَیں آستانِ عالی سے رخصت ہوا تو آفتاب قریب الغروب تھا، اور مَیں اس پس و پیش میں تھا کہ سورج تو یہیں غروب ہوا جاتا ہے گھر پہنچتے پہنچتے بہت رات ہو جائیگی جنگل کا راستہ ہے کس طرح پہنچونگا۔ حضور نے اِس خیال کو معلوم کرلیا۔ اور مجھ سے فرمایا آپ بےخوف و خطر چلے جائیں سُورج غروب ہوتے ہی گھر پہنچ جائینگے۔ مَیں حسب الحکم چل پڑا۔ لبِ دریا پہنچا تو کشتی تیار تھی۔ اور سُورج وہیں موجود تھا کشتی کنارے پر پہنچی تو بھی سورج اُسی جگہ تھا۔ دل میں خیال آیا کہ شاید اَب غروب ہو جائیگا۔ لیکن حضرت کا فرمان تسلّی بخش تھا۔ پھر چل پڑا جب مضافاتِ منزلِ مقصود میں داخل ہوا اُس وقت بھی سُورج اُسی مقام پر ٹھیرا ہوا تھا۔ اور جب عین صحنِ سکونت میں قدم رکھا تو نماز مغرب کا وقت شروع ہوگیا۔ سبحان اللہ تعالیٰ ؎

انگلی کے اِک اشارے سے دردِ جگر گیا — دیکھا اُٹھا کے آنکھ تو سورج ٹھہر گیا

جنکی نظر میں تھا اثرِ برق کیمیا — وہ لوگ کیا ہوئے وہ زمانہ کدھر گیا

خواب میں عقدہ کشائی | جناب بابو محمد امین صاحب گڈس کلرک کراچی فرماتے ہیں۔ کہ مارچ ۱۹۱۶ء میں جبکہ مَیں خاص بہاؤ الدین اسٹیشن پر ملازم تھا۔ ایڈیٹر صاحب رسالہ صوفی سے رسالہ بزمِ سخن لیکر اُس کا مطالعہ کیا۔ بجز و مطالعہ میرے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگے اور مَیں مرجانے کو سوءِ دور ہو کر بیم کے پھندے میں پھنس گیا۔ اور دل میں سوچنے لگا کہ

Marfat.com

میری نجات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اِس خیال نے طبیعت کو بیحد بے چین کر دیا یہاں تک کہ ایک شب بعد نمازِ عشا رات کو تین بجے تک نیند نہ آئی آخر کار اسی فکر و خیال میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ تشریف لائے۔ اور لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرع پڑھنے لگے ع

بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

بس یہ سُنتے ہی آنکھ کھُل گئی طبیعت خوش تھی اور یہ شعر زبان پر جاری تھا کہ ؎

مری بندگی سے میرے جُرم افزوں　　ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

سلب خنازیر | جناب سید میر حسین صاحب ساکن کھوتیاں تحصیل چکوال سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت مرض خنازیر میں مبتلا تھی۔ اُس کی گردن اور سینہ دونو خراب ہو چکے تھے مرض کی شدت تھی۔ اور مریضہ اپنی زندگی سے بیزار تھی۔ مَیں نے اُس کی حالت حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی حضور میں عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اکتالیس مرتبہ الحمد شریف پانی پر دم کر کے مریضہ کو پلا دو۔ لیکن اس طرح کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا آخری میم الحمد کے لام سے ملا کر پڑھا جائے یعنی مِلحمدُ لِلّٰہِ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور مریضہ کو خدا نے شفائے عاجل عطا فرمائی۔ اب بارہ چودہ سال ہو چکے ہیں وہ عورت بالکل تندرست ہے۔ مَیں نے حضور سے کہا کہ ایک کتاب میں یہ ترکیب درج ہے۔ مگر اس میں لکھا ہے کہ "وَلَا الضَّالِّیْنَ" کے بعد تین مرتبہ "آمین" کہنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں۔ فائدہ تو صرف تعمیل حکم شیخ میں ہے ؎

نہ کچھ تاثیر نسخے میں نہ کچھ صحت دوا میں ہے　　جو کچھ ہے کامیابی وہ فقط حکم خدا میں ہے
عقیدہ چاہیئے ہر لفظ اپنا کام کرتا ہے　　حصولِ مدعا کا راز مرشد کی دعا میں ہے

عدول حکمی کی سزا مل گئی "توشہ حقہ نوش نہ کھائیں" | یہی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک عرس کے موقع پر ہم بہت سے پیر بھائی جمع تھے۔ میاں فضل مہتمم دیوان خانہ و مہمان سرائے اور سید غلام شاہ صاحب خلیفہ کی موجودگی میں حافظ الہ دین صاحب آئے اور کہا کہ جو شخص حقہ پیتا ہے وہ الگ بیٹھ جائے۔ کیونکہ ہمیں توشہ خواجگانِ چشت تقسیم کرنا ہے۔ اور حضور کا فرمان ہے کہ کوئی حقہ نوش توشہ نہ کھائے۔ بمجرد سننے اِس علاج کے کچھ لوگ اُٹھ کر چلے گئے اور کچھ بیٹھے رہے حافظ الہ دین صاحب فرمانے لگے کہ جو آدمی باقی رہ گئے ہیں

Marfat.com

اُن میں سے حقہ نوشوں کو ہم خود علیحدہ کئے دیتے ہیں۔ حضرت قبلۂ عالم (رحمۃ اللہ علیہ) کے فیض صحبت سے اتنی صفائی قلب تو ہمیں بھی حاصل ہو گئی ہے کہ تنبا کو پینے والوں کو ہم بھی پہچان لیتے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے گوندل بار کے ایک جٹ سے کہا کہ تم یہاں سے اُٹھ جاؤ۔ وہ کہنے لگا میں حقہ تو ضرور پیتا ہوں مگر توشہ نہ چھوڑونگا اِس لئے اُٹھ نہیں سکتا۔ تم بے شک حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دے دو۔ یہ سنکر حافظ صاحب خاموش ہو گئے۔ اور حلوا توشے کا حصہ رسدی اُسے بھی تقسیم کر دیا۔ سب کی نظر اُس ضدی شخص کی طرف لگی ہوئی تھی۔ جب اُس نے نوالہ ہاتھ میں لے کر منہ میں رکھنا چاہا۔ تو فوراً اُس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ اور سر اور سارے جسم پر رعشہ طاری ہو گیا۔ نوالہ ہاتھ کا ہاتھ میں رہ گیا۔ سب لوگ روٹی اور توشے کا حلوا کھاتے رہے اور وہ دم بخود بیٹھا رہا۔ حافظ صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی کیا حال ہے تم نے توشہ کیوں نہیں کھایا؟ وہ بہت شرمسار ہوا۔ اور کہنے لگا میں نے آج سے حقہ چھوڑا اب تمام عمر اس کو منہ نہ لگاؤنگا ؎

عزت کی فکر اگر ہے تو پھر ایک کام کر مرشد کے حکم کا ادب و احترام کر
ملتا ہے خاص خاص کو بار اُس جناب میں یا مبتلائے عام ہو یا ترکِ عام کر

پھانسی کا حکم منسوخ صاحب موصوف لصدر آدی ہیں کہ ایک دفعہ میں اور سید زمان شاہ صاحب معہ چند دیگر پیر بھائیوں کے ہمسفر تھے۔ رات کو موضع ہنوٹ میں جو تمہ بہار کے غرب میں واقع ہے ٹھیر گئے۔ صبح چلے تو ایک اجنبی شخص مسمیٰ عزیز خاں ہمارے ساتھ ہو لیا۔ چونکہ بارش ہو چکی تھی ہنوٹ کے قریب نالے میں پانی بہت آ گیا تھا۔ اُس شخص نے مجھ کو اور زمان شاہ صاحب کو اپنے کندھے پر بٹھا کر نالے سے پار کر دیا۔ دوسرے لوگ خود چلے گئے۔ پانی تین فٹ گہرا اور سرد تھا۔ نالہ پار کرنے کے بعد وہ شخص کہنے لگا۔ کہ تم دونو سید اور حضرت قبلۂ عالم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جلالپوری کے مرید ہو۔ حضور میں عرض کرنا کہ میرا ہمشیر زادہ دوست محمد ایک خون کے قصاص میں حوالات میں بند ہے۔ عدالت سشن سے اُس کے لئے پھانسی کا حکم صادر ہو چکا ہے اپیل دائر ہے خدا اس کو اس مصیبت سے نجات دے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میں دوست محمد ملزم کی والدہ کو لیکر کل خود بھی بغرض حصول دعا حاضر ہونگا +

Marfat.com

دوسرے روز وہ شخص معہ اپنی ہمشیرہ کے حاضرِ حضور ہوا۔ اور اپنی مصیبت کی کہانی حضور کو سنائی۔ اور حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور بڑی دیر تک دست بدعا رہے۔ سب کو مجرم کی بریت کا یقین ہو گیا۔ پیر بھائیوں نے اس کی والدہ کو مبارکباد دی۔ کہ قبلۂ عالمؒ نے خاص توجہ اور شفقت بزرگانہ کے ساتھ دعا فرمائی ہے۔ تمہارا لڑکا ضرور بری ہو جائیگا۔ چنانچہ چند ہی روز گذرے تھے کہ دوست محمد الزام قتل سے بری ہو گیا۔ اور حاضر دربار ہو کر سلکِ غلامی میں داخل ہوا ہے

ولیوں کی دعائیں بھی کہیں جاتی ہیں خالی
حضرتؒ کی توجہ نے مری جان بچالی

دارین میں سب اُسکی مرادیں ہوئیں پوری
جس نے مرے مرشد مرے آقا سے دعا لی

طاعون بھاگ گیا

راوی موصوف فرماتے ہیں کہ جب ضلع راولپنڈی میں طاعون کی شدت تھی۔ تو میں حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اور التماس کی کہ حضور موضع آہدی تحصیل گوجرخاں میں طاعون بڑے زور سے نمودار ہے۔ لوگ مجھے بھی ازروئے اعتقاد وہاں لے گئے تھے۔ بندہ نے دم درود بہت کچھ کیا لیکن طاعون کا زور کم نہیں ہوا۔ کوئی دعا یا دوا ارشاد فرمایئے تاکہ مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچے۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ صرف خدا کا فضل ہی اُس کا علاج ہے۔ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ایک لاکھ مرتبہ پڑھا جائے تو یہ مرض دور ہو جائیگا (ترکیب یہ ہے کہ چند متدین اور متشرع آدمی اس درود شریف کو پاک مکان میں صاف ستھرے کپڑے پہنکر عطر گلاب اور دوسری خوشبوئیں استعمال کر کے پڑھیں۔ دورانِ تلاوت میں کسی سے کلام نہ کریں۔ اور زیتون کی تسبیح پر پڑھیں۔ ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جائیگی۔ قبول ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ)
اسی طرح استغفار یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے سے بھی یہی اثر ہو گا +

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر میں پھر موضع آہدی میں گیا اور حسب الارشاد تعمیل حکم کی۔ ایک ہفتہ نہیں گذرا تھا کہ طاعون اس موضع سے بالکل جاتا رہا ہے

Marfat.com

بہت اچھا یہ نکتہ مجھ کو مرشد نے بتایا ہے
درود اُن پر جو بھیجیگا، مرادیں دل کی پائیگا
تلاوت میں درودِ پاک کی مصروف جو ہو گا
مرض اُس کو زمانے میں نہ پھر کوئی ستائیگا

خالی مٹکے پانی سے لبریز صاحب کور الصدر کا بیان ہے کہ موسم سرما میں ایک دفعہ ساری رات موسلا دھار بارش رہی۔ مَیں اور سید حسین شاہ صاحب خلیفہ مجاز لاہوری ایک ہی جگہ آستانِ مبارک پر مقیم تھے۔ سردی شدت سے پڑی۔ نماز صبح کیلئے مسجد میں پانی تلاش کیا مگر کہیں نہ ملا۔ لنگر خانے میں ڈھونڈا اور دوسرے مقامات پر دیکھا مگر کہیں پانی کا پتہ نہ چلا۔ وقت تنگ تھا اور بارش تھوڑی ہو رہی تھی۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نماز صبح سے فارغ ہو کر اکیلے تشریف فرما تھے اور مسبعات کا ذکر فرما رہے تھے۔ بہ اقتضائے عمر مَیں بلا اجازت اندر چلا گیا۔ نماز کے قضا ہونے کے خیال سے دل بہت بیقرار تھا حضور کے سامنے پہنچا۔ تو آپ نے تبسم فرما کر پوچھا "کیا تلاش کر رہے ہو"؟

مَیں نے عرض کی حضور پانی کہیں نہیں ملتا۔ اور مَیں نے اور حسین شاہ صاحب نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے۔ سخت تردّد ہے۔ پانی کے گھڑے خالی پڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا جاکر دیکھو پانی ضرور ہو گا۔ مَیں نے عرض کی کہ قبلہ دو مرتبہ سب گھڑے دیکھ چکا ہوں۔ فرمایا پھر دیکھو ضرور پانی ملیگا۔ عرض کی قبلہ مَیں تو پہلے ہی دیکھ چکا ہوں فرمایا تم دیکھو تو سہی؟ مَیں واپس آیا۔ پہلا گھڑا دیکھا تو پانی سے لبریز پایا۔ ہم دونو نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ ہم وضو کر رہے تھے کہ ایک درویش آیا اور کہنے لگا۔ پانی کہاں سے لیا ہے مَیں تو سب مٹکے دیکھ چکا ہوں کسی میں ایک بوند پانی کی نہ تھی۔ مَیں نے سارا معاملہ کہہ سنایا۔ اور وہ درویش سُنکر خاموش ہو رہا ؎

نعمت شوق سے لبریز وہ کر دیتے ہیں
دل کا پیمانۂ خالی یونہی بھر دیتے ہیں
صاف کہہ دیتے ہیں جو بات ہی معلوم
دینے والے یونہی دنیا کی خبر دیتے ہیں

النجم والشجر یسجدان بروایت سید صاحب ممدوح مروی ہے کہ ایک دن ایک درویش حضور میں عرض کرنے لگا۔ کہ لنگر شریف کے باغ کے آس پاس کیکر (ببول) کے درخت بکثرت ہیں اور بہت بڑے بڑے ہیں۔ جو باغ کے پودوں کو پھیلنے نہیں دیتے میرے پاس ایک دوا ہے یہ اگر کسی درخت کی جڑ میں ڈال دی جاتی ہے۔ تو وہ درخت خشک ہو جاتا ہے حکم ہو تو ان درختوں کی جڑوں میں وہ دوا ڈال دوں۔

Marfat.com

حضورؒ نے فرمایا توبہ - توبہ - توبہ - یہ کام مسلمانوں کا نہیں - ظالموں کا ہے اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَان یہ سب درخت خدا کا ذکر کرتے ہیں! اور جاندار ہیں جاندار کو مارنا سخت گناہ ہے - پھر ایسی بات نہ کہنا - وہ درویش سخت شرمندہ ہوا ۔

حضورؒ کی توجہ سے حاکم ضلع دورہ پر آیا - درختوں کو دیکھ کر خود ہی کہنے لگا کہ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے باغ کیلئے باعث نقصان ہیں - ان کو نیلام کردو - چنانچہ وہ درخت نیلام ہو گئے! اور حضرت صاحبزادہ سید محمد مظفر شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے لنگر کی سوختنی لکڑی کے کام کے لئے اُن کو خرید کر کٹوا لیا ۔

آپ بیتی

میری ترقی کا راز اور حضور علیہ الرحمۃ کی کرامت

عجیب ہے حشم خواجہ غریب نوازؒ   بلند ہے علَم خواجہ غریب نوازؒ
مَیں خود جہان میں موجود ہوں بقید حیات   نمونۂ کرم خواجۂ غریب نوازؒ

راقم الحروف (خاکسار محمد الدین ایڈیٹر رسالۂ صوفی) دراصل موضع موٹہ کلاں تحصیل گجرات کا باشندہ ہے - یہ موضع دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے اور تین مرتبہ بقضائے الٰہی دریا بردہ ہو چکا ہے میرے آبائی مکانات بھی دریا بردہ ہو چکے ہیں اور سارا خاندان سراسیمگی کے عالم میں سرگردان اور بے خانمان مارا مارا پھرتا تھا - نہ کہیں رہنے کا ٹھکانہ تھا، نہ کوئی سبب معاش - گردش فلک نے خراب و خستہ بنا رکھا تھا آخر مَیں نے جلال پور جٹاں میں عارضی سکونت اختیار کی - پشمینے کی تجارت اور دوا سازی کا کام ہاتھ میں لیا - پہلے تو اس کاروبار میں معقول فائدہ ہؤا - مگر پھر بعض حصہ داروں کی سازش اور کارکنوں کی دراز دستیوں سے چار ہزار کا خسارہ بیٹھا! اس نقصان نے میری کمر ہمت کو اور بھی توڑ دیا ۔

کرکے آوارہ مجھے سرو بیاباں کردیا   گردش گردوں نے اس درجہ پریشاں کردیا
روتے روتے آگیا طوفان سیل چشم میں   اشک پیہم نے مجھے دریا بداماں کردیا

Marfat.com

قسمتِ برگشتہ نے کیا کیا مجھے چکر دیئے ۔۔۔ بے سروسامانیوں کا بے سروساماں کر دیا

اِنہیں ایّامِ مصیبت میں میری ناتجربہ کاری اور نوعمری کے باعث مجھ پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا اِدھر تو قرضے کا بارِ عظیم، اُدھر مقدّمے کا ناقابلِ برداشت خرچ، نیز تلاشِ معاش کی فکر، غرضکہ مَیں ایسا دل برداشتہ ہؤا کہ زندگی دوبھر معلوم ہونے لگی ؎

کہیں دنیا میں غریبوں کا سہارا نہ رہا ۔۔۔ صبر کیا کیجئے جب صبر کا یارا نہ رہا

نہ مکان، نہ زمین، نہ تجارت، نہ ملازمت، نہ شکم پُری کا کوئی ذریعہ۔ اس حالتِ مایوسی میں جب کہ سب طرف سے رشتۂ اُمید منقطع ہو چکا تھا۔ ربُّ الارباب کو میری مظلومانہ اور غریبانہ حالت پر رحم آگیا۔ اور میرے دل میں خود بخود ایک خیال پیدا ہؤا۔ جس نے میری رہنمائی کی۔ مَیں اپنے والد بزرگوار کے مرشد و ہادی حضرت مولانا خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدّس کی طرف پیادہ پا اور ننگے پاؤں چل کھڑا ہؤا۔ اُس وقت مسندِ خلافت پر حضرت خواجہ محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے۔ ایک قصیدہ اُن کی مدحت میں بھی لکھا جس کا ایک مصرعہ جو مجھے اب تک یاد ہے۔ یہ تھا۔ ؏ لاج رکھ لینا کہ حضرت آپ کا ہم نام ہوں

رات کو وہاں سویا خواب میں طالعِ خفتہ بیدار ہوئے۔ اور مجھے بشارت دی گئی۔ کہ میں جلالپور شریف حاضر ہو کر اپنی دردانگیز کہانی خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سُناؤں +

صبح بعد حصولِ دعائے خیر سیال شریف سے رخصت ہو کر عازمِ جلال پور شریف ہؤا۔ رستہ میں خواجگانِ چشت کا ایک سلسلہ منظوم کیا۔ جلالپور شریف پہنچا۔ خدمتِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں باریاب ہؤا۔ قدمبوسی کی حضور قبلہ عالم رح کی عادت مستمرہ تھی کہ سیال شریف سے ہو کر جو شخص آتا تھا۔ آپ اُس کی بے حد تعظیم و توقیر فرماتے تھے۔ میری بھی بڑی قدر افزائی کی۔ حضرت سجادہ نشین علیہ الرحمۃ اور لنگر شریف کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ آخر میں مَیں نے اپنی دردناک کہانی سُنائی۔ اور سلسلہ چشتیہ[1] منظومہ بطلبِ امداد پڑھ کر سُنانے کی اجازت چاہی حضور نے اجازت دی۔ مداس قدر پسند فرمایا کہ اُسی وقت تین مرتبہ پڑھوایا +

---

[1] یہ نظم "ندائے مسکین" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اور ہر پیر بھائی کو مفت مل سکتی ہے +

Marfat.com

اِس کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ اِس کے (میرے) لئے خاص طور پر دعا کرو جب ایک بار آمین ہو چکی تو پھر دعا فرمائی۔ غرض اسی طرح تین مرتبہ دعا فرمائی ؎

جو ہیں مظلوم اُن پر اُن کی شفقت ایسی ہوتی ہے

توجہ اس کو کہتے ہیں، عنایت ایسی ہوتی ہے

پھر مَیں نے درخواست بیعت کی جو منظور ہوئی۔ حضور نے مجھے اپنے غلاموں کے سلسلے میں وابستہ کیا۔ اور معمولی وظائف پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ مَیں نے عرض کی کوئی مکان یا زمین رہنے کو نہیں ہے۔ پنڈی بہاؤالدین میں رشتہ داری کا تعلق ہے۔ فی الحال وہیں ٹھیرا ہؤا ہوں۔ آپ نے فرمایا "خدا رحم کریگا" ؎

ابھی اُنکی زباں سے صرف لفظِ رحم نکلا تھا | کہ میری ہر مصیبت کے اندھیرے میں اُجالا تھا
اُنہیں بھی رحم آخر آ گیا سُن کر یہ افسانہ | ہماری داستانِ غم میں ایسی بلا کا تھا

تمازتِ سوزِ عصیاں کی ہوئی کافور دم بھر میں

دعا کیا تھی نسیمِ مغفرت کا کوئی جھونکا تھا

مَیں سچ عرض کرتا ہوں کہ اُسی دن سے کایا پلٹ گئی۔ اور ہر دن پہلے دن سے اچھا ثابت ہونے لگا۔ پہلے تو رشتہ داروں کے مکان میں مقیم تھا۔ پھر تین روپیہ ماہوار کے کرایہ پر مکان لیکر اُس میں رہائش اختیار کی۔ اور ساڑھے چھ ایکڑ اراضی کا ایک ٹکڑا خریدا جو تین سو روپیہ کو ملا۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے پہلے سال پانچسو روپیہ کی فصل پیدا ہوئی۔ پھر مکان کے لئے جگہ خرید لی۔ غرض ۱۹۰۶ء سے اب تک پندرہ سال کے عرصہ میں خدا کے فضل اور حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و توجہ کی وجہ سے اب مَیں اِس ضلع کے رؤسا اور بڑے زمینداران میں شمار کیا جاتا ہوں ؎

مرشد کی چشمِ مہر و کرم چال چل گئی | پہلی ہی چال میں مری قسمت بدل گئی
جسکی کھٹک نے زندگی کی تھی مری حرام | شکرِ خدا وہ پھانس بھی دل سے نکل گئی

اِس وقت خدا کا شکر ہے کہ سو ہزار بیگے سے زیادہ اراضی ہے جو نہری ہو جانے کی وجہ سے پانچ لاکھ روپیہ سے کم مالیت کی نہیں ہے۔ گھر کا سہ منزلہ مکان ہے۔ باہر دفتر اور مہمانوں کے لئے جو کوٹھی ہے اور **صوفی منزل** کے نام سے موسوم ہے۔ اُس کی

Marfat.com

تعمیر میں پچاس ہزار روپیہ لگا ہے +

حضرت سجادہ نشین صاحب ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب دام فیوضہم ودام اللہ برکاتہم کی ہمرکابی میں حج بیت اللہ شریف زیارت حرمین شریفین، دمشق، مصر، شام، بیت المقدس وغیرہ سے مشرف ہو چکا ہوں۔ رسالہ صوفی بھی حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے ہندوستان کے تمام رسالوں سے زیادہ شائع ہوتا ہے +

میرا بڑا لڑکا محمد اسلم خاں انگلستان کیمبرج یونیورسٹی میں جو وہاں کی بہترین یونیورسٹی ہے۔ انڈین سول سروس کے لئے تعلیم پا رہا ہے! اللہ تعالےٰ اس کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طفیل انڈین سول سروس کے مقابلہ میں کامیاب کرے۔ اور فائز المرام ہو کر انڈین سول سروس میں شامل ہو کر وہ اپنی قوم اور اسلام کی خدمت میں ہمیشہ کوشاں رہے آمین ثم آمین +

جب مرشد کامل نے دنیا میں میری دستگیری اس کشادہ دلی کے ساتھ فرمائی ہے وہ عقبیٰ میں میری امداد کیوں نہ فرمائینگے ؎

جب دل پہ نگ جم گئے حق الیقین کے ‫ ‫ سب کام بن گئے مرے دنیا و دین کے

موہٹہ کے دوسرے بیکس اور حضور علیہ الرحمۃ کی نوازش

چودھری الہ داد خاں بھی موہٹہ کے اُن بیکس لوگوں میں سے ایک بیکس تھے جن کے مکانات اور اراضی طغیانی چناب کی نذر ہو چکے تھے یہ بھی میری طرح سراسیمہ اور پریشان تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے پہلے جلالپور شریف پہنچکر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور اپنی حالت زار بڑے دردانگیز لہجے میں حضور کو سنائی آپ نے دعا فرمائی۔ خدائے مسبب الاسباب نے یہ سبب پیدا کر دیا کہ نہر جہلم پر ایک گھوڑی اُن کی منظور ہو گئی۔ پھر اس اراضی کی پیداوار سے دوسری گھوڑی اپنے دوسرے بھائی مراد علی کے لئے خریدی۔ پھر تیسرے بھائی سردار خاں کے لئے اس طرح سارے چار مربع زمین ہو گئی +

حضور کی زندگی میں یہ بکثرت حاضر جلالپور شریف ہوتے تھے۔ اور اب بھی درگاہ شریف میں حاضری دینے کے بہت زیادہ آرزومند رہتے ہیں۔ اوقات عزیز کا بیشتر حصہ اوراد و وظائف میں صرف ہوتا ہے آپ کی زمین پھلوال کے قریب چک ۱۱ میں ہے +

Marfat.com

اُن کے موضع میں اب تک مشہور ہے کہ اُن کی اراضی سے جو غلہ بہت اچھی اور زیادہ پیداوار ہوئی یہ حضور کی دعا اور شغل اذکار و مصروفیت یادِ خدا کا طفیل ہے چار پانچ سال ہوئے۔ بائیس ہزار روپیہ قرض لیکر آپ نے ساڑھے چار مربع زمین اور خریدی اور اب اپنے گاؤں میں سب سے زیادہ متموّل ہیں۔ خدا کے فضل سے قرض بھی ادا ہو گیا ہے۔ تینوں بھائیوں کا حادرجہ کا اتفاق ہے۔ اور یہ لوگ نہایت آرام و اطمینان سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں ؎

اِک مَیں ہی نہیں قائل اعجاز تمہارا — اوروں کو بھی معلوم ہے انداز تمہارا
انکار ہے کیوں آپ سے اِن مدّعیوں کو
شاید انہیں معلوم نہیں راز تمہارا

آیئے ہم اپنے ناظرین کے ساتھ مل کر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں طلب امداد کے لئے ایک پر جوش التجا کریں۔ اور ان کی مدحت کے ترانے اِس طرح گائیں ٭

التجاء

عجب ہے چشمۂ فیض آپ کا غریب نواز — کہ آج عام ہے جودو سخا غریب نواز
ہر اِک یہاں سے ہے زرآرہا غریب نواز — نہیں کرم کی کوئی انتہا غریب نواز
اِدھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نواز
سنو پکار غریبوں کی یا غریب نواز

تمہارے در پہ جو بیکر مراد جاتے ہیں — وہ لوگ امن مقصود بھر کے لاتے ہیں
جب آپ اپنی کرم گستری دکھاتے ہیں — تو خوب بیکس و مجبور فیض پاتے ہیں
اِدھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نواز
سُنو پکار غریبوں کی یا غریب نواز

کسی کو آپ کے الطاف سے گلہ ہی نہیں — اس آستانے سے خالی کوئی پھرا ہی نہیں
جو ٹل نہ جائے وہ ایسی کوئی بلا ہی نہیں — ہمیں تو ایسا ٹھکانا کہیں ملا ہی نہیں
اِدھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نواز
سُنو پکار غریبوں کی یا غریب نواز

Marfat.com

عجب غریب ہوں میں اور کچھ عجب محتاج | کہ پہلے تھا نہ کبھی جس طرح ہوں اب محتاج
کھڑا نہیں ہے یہاں آج بے سبب محتاج | اِس آستانے سے کرتا ہے کچھ طلب محتاج

ادھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نوازؒ
سنو پکار غریبوں کی یا غریب نوازؒ

تمہارا چشمۂ فیضان عام ہے خواجہؒ | عطائے فیض تمہارا ہی کام ہے خواجہؒ
تمہارا سارے زمانے میں نام ہے خواجہؒ | یہ شعر میرا وظیفہ مدام ہے خواجہؒ

اِدھر بھی اِک نگاہِ عطا غریب نوازؒ
سُنو پکار غریبوں کی یا غریب نوازؒ

تمہارے در سے سبھی کامگار ہو کے گئے | پیادہ آئے مگر شہسوار ہو کے گئے
شفا نصیب بہت دلفگار ہو کے گئے | غریب آئے مگر مالدار ہو کے گئے

اِدھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نوازؒ
سنو پکار غریبوں کی یا غریب نوازؒ

کرم کی چشمِ کرم کے اُمیدوار ہیں ہم | گنہگار ہیں خواجہ! گنہگار ہیں ہم
بہت ذلیل ہیں، مایوس و شرمسار ہیں ہم | پکارتے بھی دن رات بار بار ہیں ہم

اِدھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نوازؒ
سُنو پکار غریبوں کی یا غریب نوازؒ

جلال پور کے اے صاحبِ عطا خواجہؒ | ہے دُور دُور تری شہرتِ سخا خواجہؒ
تمہارے در پہ ہے صوفی پڑا ہوا خواجہؒ | اسے حصول ہو ہر در کا مدعا خواجہؒ

اِدھر بھی ایک نگاہِ عطا غریب نوازؒ
سنو پکار غریبوں کی یا غریب نوازؒ

آپ وجد میں تو سب وجد میں | موجودہ سجادہ نشینِ درگاہ حضرت ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب دام برکاتہم
فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صحنِ دربار میں مجلس سماع منعقد تھی۔ قوالی ہو رہی تھی۔ یا نعت خوانی کہ تمام لوگ سکون کے ساتھ ذوقِ سماعت سے سرشار تھے۔ کہ یکایک حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر ایک طرح کی وجدانی کیفیت محسوس ہونے لگی۔ آپ پہ یہ

کیفیت طاری ہوئی تھی۔ کہ اس محفل میں ہزاروں آدمی جو بیٹھے اور کھڑے تھے سب وجد میں آکر مستانہ دار جھومنے لگے ! اور وجدانی کیفیتیں سب کے چہروں سے نمایاں ہونے لگیں

اربابِ معرفت کو اُدھر حال آگیا
جب وجد میں وہ نیّرِ اجلال آگیا

یکھا نظر اُٹھا کے جدھر آنجناب نے
ارض و سما بھی کیف میں سب جھومنے لگے

وجدانی کیفیت کا فقدان صرف ایک نظر سے

آپ فرماتے ہیں کہ اس کے برعکس ایک مرتبہ کسی مجلس یا محفل میں مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ ممکن تھا کہ میں بے ہوش ہو جاؤں۔ مگر حضور علیہ الرحمۃ نے فوراً ایک ایسی نگاہ پر جذب سے مجھے دیکھا کہ بے خودی خود بخود دور ہوگئی۔ اور میں جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہوگیا۔ سبحان اللہ

تم نے نظر ملاتے ہی ہشیار کردیا
دیوانگی نے وار تو مجھ پر بہت کیا

جو ہو چکا تھا صرف تماشائے بے خودی
اُس بے خبر کو تم نے خبردار کردیا

الحمد للہ کہ حصہ دوم کرامات حضرت قبلہ عالم محبوب سبحانی

حضرت پیر حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری

نور اللہ مرقدہٗ

بوقتِ سعید باتمام رسید

Marfat.com

ذکرِ حبیب

حصّہ سوم

ملفوظات

از

ملک محمدالدین ایڈیٹر صوفی

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ملفوظاتِ حیدری

بنامِ جہاندارِ جاں آفریں ۔ حکیمے سخن بر زباں آفریں

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جو مردانِ خدا خُدا کے قرب و وصال سے سرفراز ہوتے ہیں اُن کی باتوں میں اسرارِ الٰہی کی جھلک بیش از بیش پیدا ہو جاتی ہے۔ اُن کے کلام میں صداقت اور روحانیت کی وہ شانیں نظر آتی ہیں جو دوسروں کے کلام میں نظر نہیں آتیں۔ یوں کہئے کہ وہ نہیں بولتے بلکہ ان کی زبان میں کوئی اور بولتا ہے ؎

قم باذنی اور انا الحق کہنے اُن کی کیا مجال
شمسؒ اور منصورؒ کے منہ میں زباں تو ہی تو تھا

اُس کلام کی جو اشارۂ الٰہی سے منشائے قدرت کے مطابق اہل اللہ کے قلوب پر صادر ہو کر اُن کی زبانوں سے ادا ہوتا ہے کئی قسمیں ہیں، جن میں سے وحی اور الہام دو بہت مشہور ہیں +

Marfat.com

وحی

وحی صرف اُن مقدس ہستیوں پر مقرب فرشتگان الٰہی کے ذریعہ سے نازل ہوئی جو تبلیغ و رسالت کے لئے خدا کی طرف سے دُنیا میں بھیجے گئے اور اس کا سلسلہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر ختم ہو گیا ۔

الہام

دوسری مشہور قسم الہام ہے ۔

اس کی تین قسمیں ہیں :- اَلہامِ محض - الہامِ بالجذب - الہامِ باالشعر - الہام محض - صرف اہل اللہ کا حصہ ہے - اور یہ سلسلہ اب تک جاری و باقی ہے - یہ ایک کیفیت ہے جو بزرگانِ دین کے قلوب پر وارد ہوتی ہے اور اکثر اُن کی زبان سے نکل جاتی ہے ۔

جو بزرگ استغراق کی حالت میں بہت زیادہ منہمک رہتے ہیں یا یوں کہئے کہ جو واصلانِ خُدا خُدا کے قُرب سے ہر وقت ممتاز ہوتے ہیں اُن کی زبان سے وہ باتیں نکلتی رہتی ہیں جو وہ خُدا سے سُنتے ہیں - یا جن کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے ۔

بعض اوقات یہ حالت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ متکلم کی زبان سے بجز کلام الٰہی کوئی دوسری بات نہیں نکلتی - اور پھر اُس کی شان یہ ہو جاتی ہے کہ ع

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

نعمتِ الہام بھی ہر شخص کو عنایت نہیں ہوتی - بلکہ یہ ایک نعمتِ ممتاز ہے جو ممتاز اہلِ دل بزرگوں کو ملتی ہے - مکاشفہ کا درجہ الہام سے کم ہے - مکاشفہ میں بعض گذشتہ بعض موجودہ اور بعض آیندہ حالات قلب پر منکشف ہو جاتے ہیں لیکن کوئی کیفیتِ ناطق صادر نہیں ہوتی - مکاشفہ کا تعلق نگاہِ بصیر

Marfat.com

اور چشمِ باطن سے بھی ہے مگر الہام کی وابستگی صرف دل سے ہے اور اُس کے بعد دماغ و زبان سے ؎

الہام بالجذب

یہ الہام کی وہ نوع ہے جو صرف مجذوبوں میں پائی جاتی ہے۔ مجذوب اپنی زبان سے کبھی کچھ نہیں کہتے مگر اُن کے قلوب ایک خاص مشاہدۂ حیرت سے ہر وقت حیران رہتے ہیں اور اُس حیرانی میں وہ جو کچھ تماشا کرتے ہیں، قوتِ ناطقہ (جو فطرتاً نچلا بیٹھنے کی عادی نہیں ہے) اُسے زبان تک لے آتی ہے۔ متکلم کو بولنے سے مطلب ہوتا ہے۔ اُس کی پروا نہیں کہ مخاطب نے سمجھا یا نہیں سمجھا۔ اکثر اوقات کوئی مخاطب بھی نہیں ہوتا مگر تکلم کی وہ ہی شان ہوتی ہے۔ ادائے مطالب، نشستِ الفاظ، ربطِ عبارت، اُن لوگوں کی بات چیت میں بالکل نہیں ہوتا۔ مگر اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ ان کی زبان وارداتِ قلب کی ایک صحیح ترجمان ہوتی ہے۔ اور وارداتِ قلب کا سلسلہ الہام سے ہم رشتہ و منسلک ہوتا ہے ؎

الہام بالشعر

شعراء جو کچھ کہتے ہیں یہ بھی الہام کی ایک قسم ہے۔ گو اُس کا درجہ مذکورۂ بالا اقسامِ الہام سے کم ہے لیکن اس کے الہام ماننے سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ فرضی و دماغی قوتیں ادراکاتِ نفس کے ساتھ بہت کچھ کام کر سکتی ہیں اور کرتی ہیں جن میں قوتِ ناطقہ معرضِ شہود میں لے آتی ہے لیکن اس قدر سڈول ایک خاص ڈھلاؤ کے ساتھ ما دراالوجود خیالات کی تنظیم۔ انسانی قوت کا نتیجہ نہیں ہے۔ شاعر وہ کہتا ہے جو دوسرے کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کی بلند خیالی اُسے عرش پرے تکان لئے پھرتی ہے اور وہ اسرارِ الٰہی وہ ملاحظہ اپنی ذہن آنکھوں سے کرتا ہے۔ یا یہ کہ ڈھکی چھپی باتیں اُس کے قلب پر صادر ہوتی ہیں اور زبانِ قلم سے نکل جاتی ہیں ؎

Marfat.com

معراج کی رات، جنابِ سرورِ کائنات، علیہ السّلام والصلوٰۃ، جب آسمانوں کی سیر میں مصروف تھے، تو روح القدس (حضرت جبریل علیہ السّلام) نے آپ کو ایک خزانہ زیرِ زمین دوز دکھایا جس کی کنجی انہیں کے پاس تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اس میں کیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس میں وہ اشعار اور خیالات ہیں جو آپ کی اُمت کے شعرا کے دماغ و دل پر منزول ہونگے اور تا قیامت ہوتے رہینگے۔ جنابِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میں نے اُن اشعار میں سے سرسری طور پر ایک شعر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ معراج شریف سے واپسی کے بعد ایک روز حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک قصیدہ سُنایا جن میں وہ شعر بجنسہٖ موجود تھا ؛

اس روایت سے اس دلیل کو زیادہ تقویت ہوگئی کہ شعرا کو بھی الہام ضرور ہوتا ہے اس وقت ہمارا مطمحِ نظر صرف اولیاء اللہ کے الہام سے ہے اس لئے ہم اس بحث کو ارادتاً نظر انداز کیے دیتے ہیں ؛

ملفوظات

ملفوظات اُن باتوں کو کہتے ہیں جو بزرگوں کی زبانوں سے نکلتی ہیں ۔ اور معتقدین کی ("Note Book") میں محفوظ ہو جاتی ہیں۔ بعد وصال اُنہیں شائع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اُن سے دوسرے لوگوں کو فیض و افادہ حاصل ہو بقول شاعر

حدیثنا او حدیث عنہ یطربنی   ھذا اذا غاب وذاک احضر
کلاھما حسنٌ عندی اُسَرُّ بہٖ   ولکن احلی ھما ما وافق النظر

بعض بزرگوں کے ملفوظات، صرف الفاظ کا انبار ہوتے ہیں اور ان میں کچھ نہیں ہوتا۔ اُن کے معتقدین اُن سے چاہے جو کچھ حاصل کر لیں مگر عام لوگوں کو اُن سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے کہ وہ بزرگوں کا کلام ہے قابلِ احترام ہے لیکن ان کی اشاعت کچھ زیادہ مفید نہیں ؛

بعض بزرگوں کے ملفوظات میں اس قدر خلط مبحث کیا جاتا ہے اور اپنی طرف سے اتنی لمبی چوڑی عبارتیں اُن میں ملا دی جاتی ہیں کہ اصل ملفوظات میں تمیز

Marfat.com

دشوار ہو جاتا ہے۔ ملفوظات کی یہ شان بھی قابلِ قبول نہیں۔ البتہ جن ملفوظات میں الہامات کی شانیں جھلکتی ہوں اور تو عیظ و پند کا رنگ نمایاں ہو وہ ضرور مستند اور قابلِ اشاعت مانے جا سکتے ہیں ؂

ملفوظاتِ حیدری، اگر سب کے سب جمع کئے جاتے تو علیحدہ ایک کتاب مبسوط کی ضرورت ہوتی لیکن ان تمام باتوں کا لحاظ کر کے اور تمام اعتراضات کو مدنظر رکھ کر تقدس مآب حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے وہ ارشادات قلمبند کئے گئے ہیں جو استناداً متعدد راویوں سے پہنچے ہیں۔ اور جن میں الہامی رنگ بجلی کی طرح جگمگا رہا ہے۔ دوسرے ملفوظات کی طرح "ملفوظاتِ حیدریؒ" میں خوش طبعی اور ظرافت کا رنگ بھی آپ کو نظر آئیگا۔ بلکہ ہر ارشاد میں تقدس و فقر کا ایک درس آپ نمایاں دیکھینگے۔ جو قبلۂ عالم کی ذات کی طرح دُنیائے ملفوظات میں ممتاز ہے ؂

ہر ارشاد کے ساتھ چند مستند راویوں کا نام موجود ہے۔ مگر محض اس لئے کہ ناظرین کی سماعت پر ایک بد فرہ بار پڑیگا ہم نے جا بجا اسے بھی نظر انداز کر دیا ہے جن لوگوں کی زبانی یہ ملفوظات ہم تک پہنچے ہیں اُن کے نام مجموعی طور پر یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

اور پہلے چند صفحے چند نام درج کرنے کے بعد اس سلسلہ کو چھوڑ دیا ہے۔

ابوالبرکات حضرت مولنا سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ جلالپور شریف دام اقبالہٗ و اجلالہٗ۔ سید غلام شاہ صاحب خلیفہ آں حضرت خواجہ صاحبؒ۔ حافظ سراج الدین صاحب مخدوم نقل نویس مظفر گڈھ۔ منشی نعمت خاں صاحب انسپکٹر پولیس۔ مولوی فتح محمد صاحب راولپنڈی۔ سید محمد شاہ صاحب خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ غریب نوازؒ۔ شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ۔ مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی ڈنگوی۔ سید میر حسین صاحب ساکن کھونھیاں۔ مولوی غلام رسول صاحب آنگوی۔ ماسٹر محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاک خانہ جات۔ برکت علی خاں صاحب صادق۔ صوفی محمد بخش وزیر آبادی۔ صوفی نور عالم صاحب لونڈ پوری مصنف نفحات المحبوب وغیرہ وغیرہ ؂

Marfat.com

۷۸۶

آغاز ملفوظات

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ حضرت بابا شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کسی شہر کے پاس سے گذرے اس شہر میں آپ کا مرید رہتا تھا اُسے اطلاع دی کہ آکر ملاقات کرے۔ وہ بے چارہ تنگ دست تھا خالی ہاتھ حاضر ہونے سے شرماتا۔ اور اپنی بیوی سے اس بات کا ذکر کیا۔ اُس نیک بخت نے اپنا دوپٹہ اُتار دیا کہ اسے بیچکر جو کچھ ملے لے آؤ۔ خوش اعتقاد مرید دوپٹہ لے گیا۔ اور بیچ کر تھوڑے جو لے آیا۔ آدھے جو پسوا کر روٹی پکوائی اور آدھے جو بطور دانہ گھوڑے کے لئے رکھ لئے۔ کچھ بغیر نمک مرچ کا بتھوے کا ساگ پکوایا۔ اور یہ سب سامان لے کر دونوں میاں بی بی حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بابا صاحب کا لنگر ہمیشہ اُن کا خاص لنگری تقسیم کیا کرتا تھا۔ مگر اُس دن آپ نے اپنے دستِ مبارک سے وہ کھانا سب کو تقسیم کیا۔ اور اُس راسخ الاعتقاد مرید کے لئے جنابِ باری میں دعا کی کہ قیامت تک اُس کی نسل میں کوئی تنگدست نہ رہے ؎

کنارے رکھ دیا جاتا ہے ہر تحفہ امیروں کا
فقیروں کو پسند آتا ہے نذرانہ فقیروں کا

ایک[2] روز ارشاد ہوا کہ خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کے دیوان میں جہاں ساقی کا لفظ آیا ہے اُس سے "پیر روشن ضمیر" مراد ہے۔ حافظ صاحبؒ کا کلام بجز اہل منزل کے کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا۔ چنانچہ دیوان مذکور کی سات شرحیں مشہور ہیں۔ جو علماء نے اپنے اپنے قیاس سے تدوین فرمائی ہیں۔ مگر مقصد اصلی کو کوئی نہیں پہنچا پھر حضرت قبلہ عالم نے حافظ صاحبؒ کا یہ شعر پڑھا ؎

مرا در منزل جاناں چہ امن عیش چوں ہر دم جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

---

[1] از رسالہ صوفی جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۴ ۔ [2] رسالہ صوفی ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۸

Marfat.com

فرمایا کہ عوام کو کیا معلوم ہے کہ یہاں جرس سے کیا مراد ہے۔ اہلِ منزل کو اپنے دل سے آوازِ جرس آتی ہے۔ اور منزلِ جاناں سے دل مُراد ہے جو شخص اس منزل تک نہ پہنچا ہو وہ ان اشعار کا مطلب نہیں سمجھ سکتا ۔

بعض علماء نے دیوانِ حافظؒ پر یہ اعتراض کیا کہ اس کے ابتدا میں خدا کی حمد اور نبی کی نعت نہیں ہے۔ لیکن اُن کو کیا معلوم کہ حافظؒ نے "ساقی" کے لفظ سے تمام مطالب حاصل کر لئے ہیں ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا ۔۔۔ کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

جس کو ساقی کے رُخِ پرتنویر کا عشق حاصل ہو گیا۔ اُسے دوسرا خیال دل میں لانے کی کیا ضرورت ہے ۔

ایک[1] مرتبہ ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی طبیعت علیل تھی۔ حضرت بابا صاحبؒ کو حکم ہوا کہ عطار کی دُکان سے جا کر نسخہ بندھوا لائیں۔ آپ بیٹھے نسخہ بندھوا رہے تھے معلوم ہوا کہ ایک بزرگ پالکی میں سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ اور منادی اُن کے آگے آگے ندا کر رہا ہے کہ جو اُن کی زیارت کریگا بہشتی ہو گا۔ لوگ جوق جوق زیارت کو جا رہے تھے۔ لیکن بابا صاحب نے التفات بھی نہ کی۔ بلکہ جب پالکی نزدیک آئی تو دُکان کے اندر گھُس گئے۔ ہر چند لوگوں نے باہر نکلنے پر اصرار کیا مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ جب پالکی گذر گئی تو آپ نسخہ لے کر خدمتِ پیر میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ دیر کی کیا وجہ ہے۔ جواب میں کُل واقعہ عرض کر دیا۔ فرمایا فریدؒ کیا تمہیں بہشت کی ضرورت نہ تھی کہ زیارت نہ کی؟ عرض کی غریب نواز ڈرتا تھا مبادا زیارت کر کے بہشتی ہو جاؤں اور حضور کا مقام خُدا جانے کہاں ہو۔ اور اس طرح قیامت کے دن شرفِ قدمبوسی سے محروم رہ جاؤں۔ میرے لئے بہشت وہ جگہ ہے جہاں حضور کی ہمنشینی کی نعمت حاصل ہو ورنہ ایسا بہشت جہاں دیدار سے محرومی ہو دوزخ سے کم نہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ یہ سُن کر کمال محظوظ ہوئے۔

[1] بروایت ماسٹر محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاک خانہ جات ۔

Marfat.com

اور جوش میں آکر فرمایا،

"فرید اُس کی زیارت کرنے سے لوگ صرف آج کے دن بہشتی ہوتے ہیں تمہارے دروازہ سے قیامت تک جو گذر جائیگا۔ وہ بہشتی ہوگا"۔ ؎

فیض اپنا عام تو نے پیر چشتی کر دیا
ڈال دی جس پر نظر اُس کو بہشتی کر دیا

ارشاد ہوا کہ ایک ولی اللہ کا انتقال ہوگیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُن کے صاحبزادے بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک صاحب باطن سے ملاقات ہوئی آپ نے وطن دریافت کرکے اُن ولی اللہ کا حال پوچھا۔ جب معلوم کیا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے اور یہ اُن کے صاحبزادے ہیں اور بعزم حج جا رہے ہیں۔ تو فرمایا بابا وہاں جاکر کیا کروگے۔ وہ تو مٹی اور پتھر کا گھر ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے پہلے اِس اس اصلی خانۂ خدا کو (یعنی جسم اور دل کو) جو اُس نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور خوبصورت روزنوں سے آراستہ کیا ہے آباد کرو اور خیال غیر سے محفوظ رکھو ؎

تیرے گھر سے ہے غرض کعبہ کی پھر تخصیص کیوں
میرے سجدوں کو میسّر کیا حریم دل نہیں

ارشاد فرمایا کہ ایک روز شیخ شبلی علیہ الرحمۃ ریش مبارک پر مہندی لگائے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص ملا۔ اُس نے اپنے گدھے کی دُم میں مہندی لگا رکھی تھی اُس نے شیخ سے سوال کیا کہ اے شبلی میرے گدھے کی دُم کا رنگ اچھا ہے یا تمہاری ڈاڑھی کا۔ آپ نے فرمایا کہ موقع آئیگا تو جواب دونگا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ کا وصال ہوگیا۔ جب لوگ جنازہ لئے جا رہے تھے تو وہ ہی شخص راستے میں مل گیا۔ جنازہ کے پاس جاکر کہنے لگا کہ میرے سوال کا جواب ہنوز باقی ہے۔ اب اس کے بعد جواب کا کون سا موقع ہوگا۔ آپ نے فوراً اُٹھ کر فرمایا کہ اب میری ریش کی رنگت بہتر ہے اس لئے کہ خداوند عالم نے میرا خاتمہ بالخیر

ؔلہ بروایت ماسٹر محمد حسین صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات وزیر آباد ۱۲

Marfat.com

کر دیا ہے ؎

اعتبار اپنی بزرگی کا نہ کرنے والے
ہائے کیا لوگ تھے اللہ سے ڈرنے والے

ایک[1] روز ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بادشاہِ وقت بیمار ہوُا۔ اور حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دُعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کسی مومن سے پانی دم کرا کے پیو۔ بادشاہ نے تمام علما، فقہا، صلحا، اور حفاظ سے پانی دم کرا کے پیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوُا۔ ناچار چارپائی اُٹھوا کر آپ کی خدمت میں روانہ ہوُا۔ آپ مع درویشوں کے خرقۂ مبارک سے جوئیں نکال رہے تھے۔ ایک درویش بادشاہ کو آتے دیکھ کر مُسکرایا۔ جب آپ کو اُس کے ہنسنے کی وجہ معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا میرا خیال تھا کہ تم نے کوئی جوُں پکڑی ہے۔ (گویا اللہ کی نظر میں بادشاہوں کی وقعت جوُں کی برابر بھی نہیں ہوتی) جب بادشاہ نے آ کر عرضِ حال کیا تو آپ نے خود پانی دم کر کے پلایا۔ بادشاہ اچھا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں مومن تو نہیں ہوں مگر دس روز تک مومنوں کی صحبت میں رہا ہوں۔ یعنی اثنائے سفر میں ایک مرتبہ میں نے چار قلندر ایک نشیبی مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھے۔ میں بھی اُن کے پاس جا بیٹھا۔ وہ بالکل خاموش تھے۔ اور اُن کا یہ معمول تھا کہ روز باری باری سے ایک آدمی جاتا اور درختوں کے پتے جمع کر کے اُبال لاتا۔ سب تھوڑا تھوڑا کھا لیتے۔ پانچویں روز کوئی نہ گیا۔ میں نے سمجھا کہ میری باری ہے۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ مجھے اُن کی صحبت میں دس روز گذر گئے۔ یکایک سخت بارش ہوئی اور اُس جگہ پانی چڑھنا شروع ہوُا۔ یہاں تک کہ پانی مُنہ تک آ گیا اور ہم کو ڈوبنے کا اندیشہ ہوُا۔ مگر وہ مردانِ خُدا اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اُس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ الٰہی کیا اب ہم ڈوب ہی جائینگے؟ خیال آتے ہی فوراً پانی نایاب ہو گیا۔ اس پر قلندر کہنے لگے کہ ہم میں سے کون ہے جس نے کارخانۂ قدرت میں دخل دیا۔ معلوم

---

[1] بروایت مسٹر محمد حسین صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات۔

Marfat.com

ہونے پر اُنہوں نے اظہارِ رنج کیا اور مجھ سے کہا کہ جاؤ تم ہماری صحبت کے قابل نہیں ہو۔ جس نے پانی کو یہ طغیانی بخشی تھی کیا وہ عود نہیں دیکھ رہا تھا کہ ہم ڈوب رہے ہیں۔ تمہیں اُس سے بھی زیادہ فکر تھی۔ میں نے صرف دس روز ان مومنوں کی صحبت حاصل کی ہے اور اُسی کی یہ تاثیر ہے ؎

متوکل جو ہؤا، فقر کا ضامن ہے وہی ۔۔۔ اُسے جس بات کا ارمان ہوا ممکن ہے وہی

اُس کو مومن نہیں کہنے جسے ہو فکر اپنی ۔۔۔ ہو جو راضی برضا اہل میں مومن ہے وہی

ارشاد ہوا کہ ایک خاندان نقشبندیہ کے ایک بزرگ بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ کسی جنگل میں مقام کیا۔ پاس ہی ایک فقیر کا جھونپڑا تھا اُس جھونپڑے سے ایک درویش باہر نکلا اور اس نقشبندی بزرگ کا جاہ وحشم دیکھ کر خیال کرنے لگا کہ میرے پیر میں اس قدر جاہ وحشم نہیں۔ اس کا کیا باعث ہے۔ نقشبندی بزرگ نے نورِ باطن سے دریافت کر کے فرمایا کہ میرا درجہ نوازش ہے اور تمہارے پیر کا درجہ گذارش ہے۔ درویش کو یہ بات ناگوار گذری اور اپنے پیر کی خدمت میں جا کر کل ماجرا عرض کیا۔ وہ خاموش ہو رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس نقشبندی بزرگ کے دل میں جنگل کی سیر کا شوق پیدا ہؤا۔ پھرتے پھرتے اُسی فقیر کے جھونپڑے پر پہنچے اشتیاق ملاقات ہؤا۔ مگر کچھ ایسی ہیبت چھائی کہ اندر جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ کچھ دیر دم بخود کھڑے رہے۔ یکایک دیکھا کہ کعبہ اُس جھونپڑے کا طواف کر رہا ہے۔ ابھی ان کی حیرت ختم نہ ہوئی تھی کہ درویش نے صدا دی فرمائے اب کس کا درجہ گذارش ہے اور کس کا نوازش ہے۔ جس چیز کے طواف کو آپ منزلیں طے کر کے جا رہے ہیں وہ اس عاجز کا طواف کرنے کے لئے خود یہاں موجود ہے ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی۔ ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ایک روز صبر کی فضیلت کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

لہ بروایت ماسٹر محمد حسین بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات ۱۲ اسلہ منہ ۱۲

سے ایک شخص نے کہا کہ اپنی والدہ کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔ آپ نے فرمایا کہ آپ اس جگہ تشریف رکھیں میں جا کر عرض کئے دیتا ہوں اندر آئے۔ والدہ مکرمہ کی خدمت میں عرض کی۔ اُنہوں نے بڑے تحمل سے فرمایا کہ مجھے منظور نہیں۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ اُس شخص کا سر جسم سے الگ پڑا ہوا ہے۔ آپ عالم تحیر میں ہوئے۔ غیب سے ندا آئی یہ اس کی گستاخی کی سزا ہے۔ تم نے اس کو صبر سے برداشت کیا۔ تمہاری والدہ نے برداشت کیا۔ اور تمہارے صبر کی تلوار اس کا گلا کاٹ گئی ؎

بشر کو صبر نہیں ورنہ یہ مثل سچ ہے
کہ چپ کی داد غفور الرحیم دیتا ہے

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجۂ اجمیری قدس سرہ العزیز دہلی تشریف لائے۔ خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ تمام مریدوں کے ساتھ استقبال شیخ کے لئے شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ سے بھی چلنے کے لئے کہا۔ آپ نے عذر خواہی کی۔ جب خواجہ صاحب کے ساتھ واپس آئے۔ اور بابا صاحبؒ کے حجرے کے پاس سے گذرے تو خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی کہ غریب نواز فریدؒ اسی حجرے میں ہے اگر اجازت ہو تو اُسے بھی اطلاع دے دوں۔ تاکہ قدمبوس ہولے۔ آپ نے اجازت دی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت بابا صاحبؒ حجرہ سے باہر تشریف لائے مگر دست بستہ اور خاموش اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ تھوڑے سکوت کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فریدؒ خواجہ غریب نواز تشریف فرما ہیں قدمبوسی کرو۔ آپ نے بڑھ کر اپنے ہی شیخ کی قدمبوسی کرلی۔ اور پھر بدستور کھڑے ہو گئے۔ حضرت خواجۂ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف التفات نہ کی۔ خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ نے مکرر کہا مگر آپ نے پھر بھی ویسا ہی کیا۔ آپ بہت پریشان اور خائف

[1] رسالہ صوفی دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ نمبر ۲۵ ؎

Marfat.com

ہوئے۔ مگر حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر اپنا دستِ شفقت حضرت بابا صاحب کی پشت مبارک پر پھیرا۔ اور فرمایا شاباش فریدؔ۔ واقعی تم فریدِ فرد ہو ؎

پیر کے آگے کسی پر بھی نظر جمتی نہیں
کم سے کم اہلِ وفا کا اعتقاد اتنا تو ہو

ایک[۹] شخص نے دریافت کیا کہ غریب نواز پیر کے نام کا ورد کیا جاتا ہے۔ اس کے بارہ میں کیا حکم ہے۔ فرمایا یہ محبت پر منحصر و مبنی ہے۔ ورنہ کوئی پیر تو کہتا نہیں کہ میرے نام کا ورد کرو۔ مگر عرض کی کہ غریب نواز اکثر لوگ اس امر کو کفر سے منسوب کرتے ہیں۔ ارشاد ہوا اگر پیر کا نام لینے سے کافر ہوتا ہے تو ہونے دو۔ پھر مندرجۂ ذیل شعر زبانِ مبارک پر جاری ہوا ؎

عشق را با کافری خویشی بود کافری خود مغزِ درویشی بود

ایک[۱۰] دفعہ مجلس میں مجذوب اور مست فقیروں کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا کہ مرید کو ان لوگوں سے احتراز لازم ہے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ اہلِ سلوک سے برسرِ پرخاش رہتے ہیں۔ مگر عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ سالک مثل بادشاہ کے ہوتا ہے۔ جس کے قبضے میں بے انتہا لشکر و سپاہ ہوتے ہیں اور مجذوب کی مثال ایک قوی ہیکل اور شہ زور پہلوان کی ہے جو بادشاہ کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کا ایک مرید ایک گاؤں سے اکثر قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔ راستے میں ایک مست کا مقام تھا۔ وہ راستے میں تمام فیض جذب کر لیتا تھا۔ اس وجہ سے وہ غریب عجیب مصیبت میں گرفتار تھا۔ ایک بار اُس نے وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا۔ مگر اُس طرف بھی اُسے موجود پایا۔ جب حاضرِ خدمت ہوا تو خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے درویش تجھے اتنے عرصے کے ایک مست

---

[۱۰] رسالہ صوفی دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ نمبر ۲۵۔ بروایت ماسٹر محمد حسین صاحب مدظلہ۔

Marfat.com

تنگ کر رہا ہے مگر تو نے اس امر کا تذکرہ تک نہ کیا۔ اُس نے عرض کی غریب نواز
خوف کی وجہ سے عرض نہ کر سکا۔ ارشاد ہُوا کہ اب اُسی راستے سے جانا۔ جب
رخصت حاصل کر کے واپس ہُوا تو دیکھا کہ وہ مست اپنے مقام پر ماہیٔ بے آب
کی طرح لوٹ رہا ہے۔ اسے دیکھتے ہی منت وزاری شروع کی۔ کہ خدا کے لئے
واپس جاؤ اور اپنے شیخ سے عرض کرو کہ میری جان تو جاتی ہے برائے خدا اتنا
کرم کریں کہ ایمان ضائع نہ ہو۔ درویش کو اُس کی حالت پر رحم آیا۔ واپس ہو کر
خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا ارے تو اُس مست کی سفارش
لے کر تو نہیں آیا ہے۔ دست بستہ کل حال عرض کیا۔ فرمایا ابھی واپس جا۔
ورنہ تیرا بھی وہ ہی حال ہوگا۔ جو اُس کا ہُوا ہے۔ اتنے وار میں نے اُس کے
برداشت کئے۔ اب وہ ایک وار رہیلے کا بھی تو جھیلے۔ واپس جا کر دیکھا تو
وُہ مست مُردہ پڑا تھا ؎

تم اک نگاہِ غضب سے بپا کرو محشر   تمہارے وار بھلا کوئی جھیل سکتا ہے

ایک[1] بار ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک
پیرِ مرد حاضر ہُوا۔ اور آہستہ آہستہ تھوڑی سی گفتگو کر کے رخصت ہو گیا۔ خادموں
نے دریافت کیا۔ فرمایا یہ ابلیس تھا۔ کہتا تھا کہ آپ مقبولِ خدا ہیں دعا فرمائیں
کہ خداوند کریم میرا قصور معاف کر دے۔ میں نے اُس کو صلاح دی تھی کہ اب
بھی آدم علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کر لے خداوند کریم غفور الرحیم ہے معاف کر دیگا
میں بھی بارگاہ رب العزت میں عرض کرونگا۔ مگر اُس کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی
اور کہنے لگا کہ اب مجھ سے ایسی شرمندگی نہیں اُٹھائی جاتی کہ جس کے روبرو سجدہ
نہ کیا اُس کی قبر پر جا کر سر جھکاؤں ؎

کیا بُری چیز ہے ضد بھی، رکھے محفوظ خدا
چھوڑ دے ضد کو تو ابلیس فرشتہ ہو جائے

---

[1] ماسٹر محمد حسین صاحب بی۔اے انسپکٹر ڈاکخانجات ۔

Marfat.com

ایک[1] مرتبہ ایک شخص نے عرض کی کہ غریب نواز مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

اہلِ دُنیا چوں سگِ دیوانہ اند   بہرِ زر آں در بدر گردانیدہ اند

اہلِ دُنیا چہ مہین و چہ کہیں   لعنت اللہ علیہم اجمعین

تو حضور دُنیا دار تو بڑے بڑے فقیر اور اہل اللہ بھی ہوتے ہیں اور غنی بھی۔ تو معاذ اللہ کیا سب اس ذیل میں داخل ہیں۔ اس میں کیا راز پوشیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب سچ فرماتے ہیں۔ اُن کی مراد ایسے دنیا داروں سے ہے جو خدا کی یاد سے غافل ہوں۔ اور ہر وقت دُنیا کی اُلفت میں مصروف رہیں۔ مولنا خود ارشاد فرماتے ہیں ؎

چیست دُنیا، از خدا غافل بُدن   نے قماش و نقرۂ و فرزند و زن

یعنی دُنیا دار اُسے نہیں کہتے جس کے پاس دولت ہو یا اُس کے اولاد یا عورت ہو۔ بلکہ دُنیا دار وہ ہے جو عبادت الٰہی میں تکاہل اور تساہل کرے۔ اور ہر وقت طلب زر میں سرگردان رہے۔ ایک اور جگہ مولنا فرماتے ہیں ؎

مال را گر بہر حق باشی حمول   نِعمَ مالٌ صالحٌ خواندش رسولؐ

آب در کشتی زوالِ کشتی ست   آب اندر زیر کشتی پشتی ست

یعنی جو مال خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ بقول رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بہت اچھا ہے۔ اس لئے اُس کا تصرف اچھا ہے۔ اگر پانی کشتی کے بیچ میں جا پڑے تو کشتی کے زوال کا باعث ہوگا اور اگر کشتی کے باہر یا اُس کے نیچے ہو تو اُس کا حافظ ہے۔ اور اُسے ڈوبنے سے بچائیگا۔ اسی طرح اگر مال بھی جمع کیا جائے تو آدمی کے زوال کا باعث بن کر اُس کی کشتی ڈبو دیتا ہے اور اُس میں بغض و حسد کی آگ سلگا دیتا ہے اور اگر مال خدا کے نام پر خرچ کیا جائے تو انسان کا محافظ، معاون، اور مددگار ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے "اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا" یعنی سخی خدا کا دوست ہے خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو اور بخیل خدا کا دشمن ہے چاہے وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت

[1] ابو البرکات حضرت صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف۔

Marfat.com

شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور غوث بہاء الحق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب منزلیں فقر کی طے کیں تو ان کو خیال آیا کہ بیعت کرنی سنّت ہے اور بیعت سے محروم رہنا امرِ ناموزون، حضرت مولٰنا رُوم فرماتے ہیں ؎

تو اے بے پیر تا پیرت نباشد ہوائے معصیت دل مے خراشد

یعنی اے بے پیر جب تک تو کسی کامل پیر کی بیعت کا شرف حاصل کریگا اس وقت تک گناہ کبیرہ غالب آتے رہینگے اور دل پر اُن کا غبار جمع ہوتا رہیگا۔ اس لئے مناسب ہے کہ کسی پیر کامل کو تلاش کر کے شرف بیعت حاصل کیا جائے۔ یہ سوچا اور توکل بخدا چل نکلے۔ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمانے میں شیخ شہاب الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے صاحب کمال بزرگ ہیں۔ جن کی نظیر ملنی محال ہے ان حضرات کو اُن کی نیازمندی کا اشتیاق ہوا اور بغداد شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب بغداد شریف کے قریب پہنچے تو اُونٹوں، بیلوں، بھینسوں، اور بھیڑوں کے گلے چرتے نظر آئے۔ جن کے گلوں میں سُنہری جھالریں پڑی ہوئی تھیں، اور کاندھوں پر کمخواب اور اطلس کے گدے پڑے تھے۔ تعجب سے پوچھا کہ یہ سب کس کی مِلک ہیں۔ جواب ملا کہ یہ شیخ شہاب الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مِلک ہیں۔ اُن کے دل میں خیال گذرا کہ جب شیخ ایسے دنیادار ہیں تو فقر کا بوجھ کس طرح اُٹھا لیا۔ ہر وقت اُن کا خیال دنیاداری میں مستغرق رہتا ہوگا۔ آگے چل کر کیا دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی منقش عمارتیں اور عمدہ عمدہ باغات ہیں۔ جیسے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سُنے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اور اُنہیں کے تصرف میں ہیں۔ اب تو یہ حضرات سخت بے اعتقاد ہوئے۔ خاص کر حضرت شہباز قلندر کو اتنی بے اعتقادی ہوئی کہ واپس جانے لگے۔ مگر پھر دل میں خیال کیا کہ شیخ صاحب کو دیکھ تو لیں جس وقت شیخ صاحب کے دروازہ پر پہنچے خادم نے جا کر عرض کی کہ اس وضع اور اس شکل اور اس نام کے تین درویش حاضری کے طالب ہیں۔ آپ نے اجازت دی۔ جب ملاقات سے فارغ ہو کر بیٹھے تو شیخ صاحب نے فرمایا صاحبان

Marfat.com

کسی کی کوئی چیز تو راستے میں گم نہیں ہوئی ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز راستے میں رہ گئی ہو تو بتاوے حضرت شہباز قلندرؒ نے عرض کی میرا عصا سو کوس کے فاصلے پر ایک جگہ رہ گیا ہے اور وہیں پڑا ہوا ہے آپ نے فرمایا چونکہ آپ لوگ میرے پاس آئے ہیں اس لئے میں آپ لوگوں کی ہر چیز کا ذمہ دار بن گیا ہوں۔ تمہارا عصا بھی میرے ذمہ ہے۔ یہ کہا اور خادم کو حکم دیا کہ فلاں مکان کے فلاں گوشے میں ایک عصا پڑا ہوا ہے اسے اُٹھا لاؤ۔ خادم بموجب حکم عصا لایا۔ آپ نے وہ عصا حضرت شہباز قلندرؒ کو دیا اور پوچھا کہ کیا تمہارا عصا یہی ہے۔ وہ پہچان کر کہنے لگے کہ ہاں حضور یہی میرا عصا ہے۔ جسے میں سو کوس کے فاصلے پر بھول آیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جو میری امارت کے متعلق راستے میں خیال کرتے آئے ہو کہ باوجود اتنی دولتمندی کے شیخ عبادت کس طرح کرتا ہوگا تو یہ خیال دل میں نہ لائیے۔ پھر فرمایا کہ "میخ زر بر گِل زدہ ام نہ کہ بر دل" یعنی میں نے دُنیا کو دل میں جمع نہیں کیا ہے بلکہ مٹی پر پھینک دیا ہے۔ اچھا آرام کرو۔ اور کھانا کھاؤ۔ شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیسرے روز کھانا ہوں پھر انتظار میں تمہیں تین روز روزہ رکھنا پڑیگا۔ بابا صاحبؒ نے عرض کی کہ اس سے پہلے میں نے بارہ سال تک فاقہ کشی اختیار کی ہے۔ یہ تو کوئی ایسی بڑی میعاد نہیں ہے جب تین روز گذر گئے تو شیخ صاحب نے حضرت بابا صاحبؒ کو بلوایا۔ آئے۔ بیٹھے۔ خادم سرپوش سر پر لئے حاضر ہوئے جو چاندی اور سونے کے تھے۔ پہلے ایک دسترخوان کمخواب کا بچھایا گیا پھر طبق اُترنے شروع ہوئے اتنے سرپوش رکھے گئے کہ سارا مکان بھر گیا۔ بابا صاحبؒ نے دل میں خیال کیا کہ خدا جانے ان سرپوشوں میں کیسے کیسے کھانے اور کیسی کیسی نعمتیں ہونگی۔ جب سرپوش اُٹھائے گئے تو ہر خوان خالی تھا۔ صرف ایک خوان میں دو روٹیاں جو کی بے نمک رکھی ہوئی تھیں۔ دونوں نے مل کر کھائیں شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا چونکہ اس مرتبہ تم نے میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے۔ اس لئے مجھ کو اس کے عوض چھ روز کا روزہ رکھنا پڑیگا۔ سچ ہے ؎

Marfat.com

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

ایک[1] دفعہ کسی شخص نے عرض کی کہ غریب نواز مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے جس قدر مشائخ اس زمانے میں ہیں سب دُکاندار ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا مرزا صاحب سچ کہتے ہیں۔ واقعی جملہ مشائخ دُکاندار ہیں۔ لیکن دُکان پر جب تک سودا نہ ہو لوگ خریداری کو کب آتے ہیں ؎

سودا بازارِ عشق کی تھی بھیڑ مصر میں حسنِ نقاب پوش تجلّی فروش تھا

منشی[2] نعمت خاں صاحب انسپکٹر پولیس راوی ہیں کہ جب میں سارجنٹ سوم تھا تو پولیس کی ملازمت سے میرا دل برداشتہ ہو گیا۔ کیونکہ اس محکمہ کے ہر کام میں جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے کے بغیر کام نہیں چلتا۔ میں نے ترکِ ملازمت کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مگر حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ضروری تھی۔ رخصت لے کر حاضرِ خدمتِ اقدس ہوا۔ یہاں ایک اور مرحلہ پیش آیا وہ یہ کہ حضرت قبلۂ عالم کے روبرو مجھے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر میری طرف سے اور پیر بھائیوں نے میرے ارادۂ ترکِ ملازمت کا ذکر حضور کے سامنے چھیڑا اس پر قبلۂ عالم نے مجھ سے اس بات کی تصدیق چاہی میں نے عرض کی غریب نواز یہ لوگ درست کہتے ہیں فی الواقع اس محکمہ کی ملازمت مجھ سے نہیں ہو سکتی اس پر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "پچھلے زمانے میں ایک بزرگ تھے جن کو مرتبۂ حضوری حاصل تھا اور وہ روزانہ دربارِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں باریاب ہوتے تھے۔ یہ بزرگ سلطانِ وقت کی طرف سے تازیانہ لگانے پر مامور تھے۔ جس مجرم کے حق میں عدالت سزائے تازیانہ تجویز کرتی اُسے یہ بزرگ تازیانے لگایا کرتے تھے۔ ایک دن ان کو خیال ہوا کہ میں کیسی بُری خدمت کی انجام دہی پر متعین ہوں۔ اللہ رازق ہے۔

---

[1] و [2] زبانی منشی نعمت خاں صاحب انسپکٹر پولیس ۱۲ منہ

Marfat.com

اگر میں یہ سفاکانہ کام چھوڑ دوں تو بھی وہ مجھے رزق ضرور دیگا۔ اِس خیال کے دل میں پیدا ہوتے ہی آپ نے ملازمت سے استعفاء دے دیا۔ اُدھر وُہ مستعفی ہوئے اُدھر حضرت سرورِ کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ کے دربار میں شرف باریابی حاصل نہ ہو سکا۔ جب تین روز متواتر حضور فخر موجوداتؐ کا نیاز حاصل نہ ہوا تو وُہ بزرگ سخت حیران ہوئے اور اس غم میں اس قدر روے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اس حالت میں جبکہ وہ سرِ سجدہ زار زار رو رہے تھے اُن کی آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ دربار نبوی صلعم منعقد ہے۔ یہ بھی حسب عادت چلے گئے۔ اور اپنی حالت عرض کی۔ حکم ہوا کہ وہ درجہ تم کو اُسی ملازمت کی بدولت عطا ہوا تھا۔ تم رحمدل تھے۔ خدا کے بندوں پر رحم کر کے اُن کو نرم سزا دیتے تھے۔ تمہاری اس رحمدلی سے خوش ہو کر اللہ سُبحانہٗ تعالےٰ نے تم کو یہ درجہ عطا فرمایا تھا اب تمہاری جگہ جو آدمی مقرر ہوا ہے وہ ایسا ظالم ہے کہ مخلوق خدا اُس کی سنگدلی سے عاجز آگئی ہے۔ اگر تم وہ ہی مرتبہ حضوری چاہتے ہو تو بر نیّت نیک اُسی سابقہ ملازمت پر چلے جاؤ۔ خواب سے بیدار ہو کر وہ بزرگ اپنے کئے پر نادم ہُوئے اور تائب ہو کر پھر اپنی سابقہ ملازمت پر چلے آئے۔

منشی نعمت خان صاحب کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات سُنی تو ملازمت ترک کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ درویش کو چاہئے کہ جہاں گردی سے پرہیز کرے۔ اور خدا پر توکل رکھے۔ تمثیلاً حضرت سعدیؒ کا یہ شعر پڑھ کر متوکل اور غیر متوکل کی کیفیت بیان فرمائی ؎

خداوند نعمت بحق مُشتغل ٭ پراگندہ روزی پراگندہ دل

جو لوگ صرف عبادت ہی کو زینۂ ولایت و عرفان سمجھتے ہیں اُنہیں یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے ؎

عبادت کے بھروسے پر عبث ہے عمر کا کھونا ٭ بجز فضل خدا ممکن نہیں ہے اولیا ہونا

Marfat.com

علمِ معرفت کا ذکر ہؤا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ طالبِ معرفت کو چاہئے کہ لوحِ دل سے خطِ علمِ ظاہری دھو ڈالے۔ ورنہ نہ علمِ ظاہری میں کامل ہوگا نہ علمِ باطنی میں تمثیلاً فرمایا کہ مدرسہ کے طالبِ علم جب تک تختی کو پہلی عبارت سے صاف نہیں کر لیتے دوسری عبارت نہیں لکھتے اگر لکھیں بھی تو نہ پہلی عبارت پڑھی جاتی ہے اور نہ مابعد کی لکھی ہوئی سبحان اللہ کیا خوب درسِ معرفت ہے ؎

بھول جا سب کچھ تو پھر یادِ خُدا کا لطف دیکھ
معرفت کہتے ہیں اِس کو، درسِ عرفان ہے یہی

ایک[1] مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اعتقادِ واثق خواہ کسی چیز پر ہو جائے حصولِ مقصد کی دلیل ہے۔ جس طرح ہندو بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور اُن سے اپنا مدعا حاصل کر لیتے ہیں ؎

آنچہ طالب را رساند بامراد   اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد

لیکن جو اعتقاد مریدوں کو پیر کی ذات پر کرنا ہے وہ بہت قلیل پایا جاتا ہے پھر فرمایا کہ ایک سوداگر نے جب حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کی شہرت سُنی تو بغداد شریف حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت آپکے ہزاروں مرید ہیں مجھے بھی زمرۂ خدام میں داخل فرمایئے۔ آپ نے فرمایا بھائی مرید ہونا بہت مشکل ہے۔ تجھ میں اتنی طاقت کہاں کہ ہمارا مرید ہو۔ اُس نے عرض کی کہ حضور آپکے لاکھوں مرید ہیں کیا اُن سب میں میں ہی بُرا اور کمزور ہوں جو مجھے بیعت فرمانے سے احتراز ہے ؎

آپ نے فرمایا اگرچہ ہمارے مرید بہت ہیں لیکن وہ سب برائے نام ہیں۔ ہمارا سچا مرید تو ایک ہی شخص ہے اُس نے عرض کی وہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارے پیچھے پیچھے چلا آ۔ بموجب حکم وہ شخص ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک شیر نظر آیا۔ اُس شخص کے دل میں سخت خوف پیدا ہؤا۔ جب وہ شیر نزدیک آیا تو وہ سوداگر اُس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے شیر پیر صاحب سے کچھ نہ کہنا میں حاضر ہوں۔

---

[1] ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین۔

Marfat.com

میں اپنی جان آپ پر قربان کرنے کو تیار ہوں۔ پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے شیر ہم کو ایک سفر درپیش ہے اگر تو ہمیں اپنی پیٹھ پر سوار کر کے لے چلے تو خُدا تجھے اجر دیگا۔ شیر نے کہا کہ میں بحکمِ خدا صرف اسی خدمت کے لئے حاضر ہؤا ہوں۔ آپ اُس پر سوار ہوئے اور ایک طرف چلے۔ رات کے وقت ایک شہر نظر آیا۔ جب اہلِ شہر نے جو آپکے مرید تھے آپ کو دیکھا تو قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہماری دعوت قبول فرمائیں۔ آپنے فرمایا جو شخص اس شیر کی دعوت بھی کریگا اُس کی دعوت ہم قبول کرینگے۔ لوگوں نے عرض کی کہ جس قدر دُنبوں کی ضرورت ہو ہم حاضر کریں اور جو حکم ہو بجا لائیں۔ آپنے فرمایا کہ ہمارا شیر دُنبے وغیرہ نہیں کھاتا جس شخص کا ایک ہی لڑکا ہو اور اُس کی شادی ہونے والی ہو وہ اپنا لڑکا حاضر کرے۔ یہ شیر اُس لڑکے کو کھائیگا۔ اور ہم بھی اُس شخص کی دعوت قبول کرینگے۔ لوگ متحیر ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ایسا کون سنگدل ہو گا۔ جو اپنے اکلوتے لڑکے کو ذبح کرنے کے لئے دے دیگا۔ خیر اُس رات آپنے فاقہ کیا۔ اور علے الصباح وہاں سے ایک سمت کو چل پڑے دوسری رات ایک اور شہر میں گذاری۔ وہاں بھی وہ ہی کل والا معاملہ پیش آیا۔ اور وہ رات بھی فاقہ ہی میں بسر ہوئی۔ تیسرے روز ایک شہر میں وارد ہوئے وہاں کے باشندے بھی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اور قبولیتِ دعوت کے لئے عرض گذرانی۔ اُن کو بھی وہ ہی جواب ملا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے یہ بات منظور ہے۔ میرا ایک ہی لڑکا ہے جس کی شادی عنقریب ہونے والی ہے میں ابھی گھر جاتا ہوں اور اپنی عورت سے بھی اجازت لئے آتا ہوں۔ یہ کہا اور گھر جا کر تمام ماجرا اپنی عورت سے بیان کیا۔ وُہ عورت بولی کہ زہے قسمت کہ ہماری دعوت پیر صاحبؒ منظور فرمائیں صرف یہی نہیں اگر ہماری اپنی جانیں بھی قبول فرمائیں تو حاضر ہیں۔ جلدی جا کر آپ کو اپنے گھر لے آؤ۔ اس نے جا کر عرض کی۔ آپ اُس کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب کھانا پیش ہوا تو آپنے فرمایا کہ ہمارا وعدہ ہے کہ اپنے شیر کو کھلا کر کھانا کھائینگے۔ اُنہوں نے فوراً اپنا لڑکا حاضر کیا اور شیر کے آگے ڈال دیا۔ شیر نے فوراً اُس کے اعضا جُدا جُدا کر دئے

Marfat.com

تمام شہر میں غل ہوگیا کہ پیر صاحبؒ نے ایسا نوجوان لڑکا شیر کی نذر کر دیا اور خونِ ناحق اپنے سر لیا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سوداگر سے فرمایا کہ دیکھو مریدی اور اعتقاد ایسا ہوتا ہے۔ اب ہمیں بھی لازم ہے کہ اپنی پیری کا حق ادا کریں۔ فوراً مقتول کی ہڈیاں جمع کر کے اُن پر اپنی ردائے مبارک ڈال دی اور سجدہ ہوئے۔ ابھی سجدہ سے سر نہ اُٹھایا تھا کہ وہ زندہ ہوگیا۔ ہر طرف سے صدائے آفرین و تحسین بلند ہوئی۔ اور لوگوں کا اعتقاد واثق ہوگیا۔ پھر آپ نے اُس سوداگر سے فرمایا کہ اگر تو بھی ایسا مرید ہے اور ایسا ہی اعتقاد رکھے تو تجھے بیعت کر سکتا ہوں۔ اُس نے عرض کی کہ جب پیر ایسا کامل ہے تو اس کا مرید بن جانے میں کیا خوف ہے۔ اُسی وقت شرف بیعت سے بہرہ ور ہوگیا۔؎

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

ایک دفعہ ایک[1] شخص نے عرض کی کہ قبلۂ عالم یہ کیا بات ہے کہ عموماً جب کوئی معزز آدمی کسی فقیر کے پاس جاتا ہے تو اُس کی مہمانداری میں زیادہ توجہ کی جاتی ہے۔ اُس کے برخلاف جب کوئی غریب آدمی آتا ہے تو اُس کی طرف چنداں التفات نہیں ہوتی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے ارشاد فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے "اَنْزِلُوا النَّاسَ عَلٰی مَنَازِلِھِمْ"۔ یعنی لوگوں کو اُن کی حیثیت کے مطابق منزلوں پر اُتارو۔ مطلب یہ ہے کہ جس آدمی جیسی حیثیت ہو اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو۔ اور ویسی ہی اُس کی عزت کرو۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطنت چھوڑ کر فقر اختیار کیا تو توکل بخدا چل پڑے۔ جب ایک جنگل میں ان کا گذر ہوا تو دیکھا کہ ایک فقیر خدا کی عبادت میں مصروف ہے۔ آپ بھی اس خیال سے کہ یہ جگہ آبادی سے دور ہے اور رفاقت کے لئے ایک فقیر موجود ہے اُس کے پاس بیٹھ گئے۔ اُس فقیر نے اُن کو للکارا اور کہا کہ اُسی وقت یہاں سے چلا جا کہیں تیری

---

[1] او سید محمد فضل شاہ صاحب سلمہ ربہ سجادہ نشین۔

Marfat.com

شامتِ اعمال سے میری عبادت میں خلل نہ پڑے - میرے لئے روزانہ غیب سے کھانا آتا ہے جس سے میرا گذر بھی مشکل ہوتا ہے - تو یہاں رہا تو بھوکا پیاسا مرجائیگا - آپ شکستہ دل ہوکر اُٹھے اور دوسری جگہ توکل بخدا جا بیٹھے - اور دل میں خیال کیا کہ جس خداوندکریم نے مجھ سے بادشاہت ترک کرائی ہے وہ سب کا رازق مطلق ہے - کیا اُس کو شرم نہ آئیگی کہ میں بھوکا مرجاؤں - یہ بات دل میں ٹھان کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوگئے - تھوڑی دیر گذری تھی کہ اُس عابد کے لئے حسبِ معمول روٹی اور پیاز غیب سے اُتری - اور آپکے پاس خوانہائے زرّین اُترنے شروع ہوئے - کسی میں حلوا تھا - کسی میں چاول کسی میں گوشت، کسی میں قیمہ کسی میں کباب کسی میں کوفتے - الغرض جو نعمتیں آپ بادشاہی میں کھاتے تھے اُن سے کئی حصّے بڑھ کر انعام ہوئیں - آپنے بھوک کے موافق کھالیا اور باقی ماندہ چیزیں اُس عابد کو پیش کیں اور کہا کہ اگر بھوکے ہوں تو تناول فرمائیے - عابد نے یہ حال دیکھا تو حسد کی آگ میں جل گیا - اور سخت پیچ و تاب کھا کر سجدہ میں گرا - خداوندکریم سے عرض کرنے لگا کہ میں چالیس سال سے تیری عبادت کر رہا ہوں اور یہ آدمی نوجوان ہے اُس نے اتنی عبادت کب کی ہوگی - بھوک کے صدمے میری طرح کیا اُٹھائے ہونگے - تعجب ہے کہ میری عبادت کے صلے میں صرف روٹی اور پیاز اور اُس کے لئے دُنیا بھر کی نعمتیں - بارگاہِ الٰہی سے خطاب ہوا کہ تو اپنی اصلیت دیکھ - تو ایک غریب کسان تھا - اور روٹی پیاز پر گذارہ کرتا تھا - اور یہ ایک بادشاہِ وقت تھا ہزاروں کھانے اس کے دسترخوان پر چنے جاتے تھے - تجھے تیری خوراک ملتی ہے اُسے اُس کی خوراک ملا کریگی - دوسرے تو ایک غریب آدمی تھا جب تو نے کوئی ذریعۂ معاش نہ دیکھا تو میرے در پر آپڑا اور وہ بادشاہ صاحب خدم و حشم تھا - اُس نے بادشاہی چھوڑ کر گدائی اختیار کی ہے

ما دروں را بنگریم و حال را ما بروں را ننگریم و قال را

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ کوٹ مٹھن میں حضرت خواجہ عاقل محمدؒ صاحب

---

[1] از سید محمد شاہ صاحب لدھیانوی ؒ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ بڑے کامل بزرگ گذرے ہیں اُن کو درجۂ فنافی الرسول حاصل تھا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ جب حجرہ سے ادائے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تو ایک ابر کا ٹکڑا آپ پر سایہ کر لیتا۔ جب عوام الناس میں اِس بات کا چرچا ہونے لگا تو آپ نے حجرہ سے لے کر مسجد تک جس قدر جگہ تھی۔ پٹوا دی تاکہ راز پوشیدہ رہے۔ یہاں حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے پاس کوئی قیمتی چیز ہو تو وہ اُسے ضرور حفاظت سے رکھتا ہے۔ مانگنے والوں کو نہیں دیتا۔ اس زمانے میں جو لوگ ظاہری تکلفات اور بناوٹیں دکھاتے ہیں وہ دروغ گو اور جھوٹے مدعی ہیں ؎

ایں مدعیاں در طلبش بے خبرانند
آں را کہ خبر شد، خبرش باز نیامد

جس چیز میں خوشبو ہے اُس کی مہک خود بخود دماغ کو معطر کر دیتی ہے۔ کیونکہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" فنافی الرسول سے فنافی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے جس میں ساری مخلوقات نظر آتی ہے اور طالب اپنی ہستی کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ اس کے بعد بقا باللہ کا درجہ ہے۔ جہاں انسانیت نہیں رہتی اور وہ بمصداق "والفقر اذا تم فھو اللہ" بندہ واصل بحق ہو جاتا ہے ؎

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہ ہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ فقیر کا گلہ کرنے سے اُس کے مراتب کی ترقی ہوتی ہے۔ اول تو اُس کا نفس عاجز ہوتا ہے دوسرے اُس کا فخر ٹوٹتا ہے۔ تیسرے خداوند کریم اُس کو عیوب سے بری کرتا ہے۔ یہاں آپنے فرمایا کہ حضرت خواجہ شیخ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ مہار شریف حاضر ہوئے۔ بعد زیارت روضہ مطہرہ آپ قضائے حاجت کی غرض سے گاؤں کی حد سے باہر تشریف لے گئے۔

[1] از سید محمد شاہ صاحب لدھیانوی ۔

Marfat.com

وہاں ایک کنوئیں پر زمینداروں کا بڑا مجمع دیکھا جہاں حقہ نوشی سے مجلس گرم تھی۔ اور حضرت قبلۂ عالم مہاروی کی غیبت ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ جب کنوئیں پر بیٹھ کر وضو فرما چکے تو اُن میں سے ایک شخص نے آپ کا نام اور مقام پوچھا۔ اور آپنے فرمایا کہ میں روضۂ شریف کی زیارت کے لئے ساہی وال ضلع شاہپور سے آیا ہوں۔ یہ سُنکر وہ لوگ آتش حسد سے جل گئے اور کہنے لگے میاں یہاں آکر تمہیں کیا حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے جواب میں فرمایا کہ ہزارہا لوگ یہاں آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ مجھے بھی شوق دامنگیر ہوا اور چلا آیا۔ اُن لوگوں نے سلسلہ کلام بدستور جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ایک اور تعجب کی بات سُنو کہ نواب بہاول خاں والئی بہاولپور نے چاندی کے طاق بنوا کر اُس پر سونے کے پھُول جڑوائے ہیں۔ جو روضے کے دروازہ پر لگائے جائینگے۔ اُن لوگوں میں ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا تھا جو آتش حسد سے بالکل کباب ہو رہا تھا کہنے لگا یارو دُعا کرو کہ میں اُن طاقوں کے لگائے جانے سے پہلے مر جاؤں اور روضہ کی یہ زینت اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں۔ بعدہٗ حضرت قبلۂ عالم نے حضرت خواجہ صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کی ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپکے محلہ میں ایک غریب آدمی رہتا تھا۔ آپنے اُس کے حالِ زار پر رحم فرما کر لنگر میں ایک روٹی اُس کے لئے مقرر کردی وہ شخص ہر اجنبی اور نووارد کے پاس حضرت قبلۂ عالم کی شکایت کرتا۔ مریدوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا اور لوگوں کو بداعتقاد کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ خادمان لنگر نے تنگ آکر حضرت کی خدمت میں اُس واقعہ اطلاع دی آپنے قاسم لنگر کو طلب فرما کر حکم دیا کہ آج سے اِس شخص کو لنگر سے دو روٹیاں دی جائیں۔ اِس حکم کے سُننے سے لنگر کے درویشوں کو سخت غصہ آیا۔ سب نے عرض کی کہ حضرت ہم اِس شخص کی غیبت سے سخت عاجز آگئے ہیں۔ یہ ہر کیا نے اور بہکانے کو بھکاتا رہتا ہے اور آپ اُس کی پرورش زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ؎

ہر کہ مارا یار نبود ایزد او را یار باد ہر کہ مارا رنج بدہد راحتش بسیار باد

آنکہ اندر راہِ ما خارے نہد از دشمنی یا الٰہی گلشن او دائما بے خار باد

ایک دن وہ شخص اپنی عادت کے مطابق اپنے گھر بیٹھا ہوا حضرت کی شان میں

Marfat.com

ناموزون کلمات کہہ رہا تھا۔ اُس کی بیوی نے کہا کہ کمبخت ایک عرصہ سے تو حضرت صاحب کا نمک خوار ہے۔ وہ تیری پرورش فرماتے ہیں۔ اور تو ایسا نمک حرام ہے۔ کہ ہمیشہ اُن کی شان میں گستاخی کرتا رہتا ہے۔ اِس تنبیہہ سے وہ شرمسار اور اپنے کیفرِ کردار پر نادم ہو کر تائب ہوا۔ حضرت کو بھی اِس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے لانگری طلب فرما کر ایک روٹی کم کر دینے کا حکم دیا۔ حاضرین کو اِس سے تعجب ہوا۔ اِس پر حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جبتک وہ ہمارا کام کرتا ہم مزدوری دیتے رہے اب چونکہ اُس نے ہمارا کام چھوڑ دیا۔ ہم نے بھی مزدوری بند کر دی۔

یہ حکایت بیان فرما کر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالےٰ جس آدمی کو عزت اور کمال عطا فرمائے اُس کے مراتب پر حسد کرنا اللہ تعالےٰ سے حسد کرنا ہے ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مصیبت آں جز بمرگ نتواں رست

ایک[1] روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد اجازت پیر کا یہ حکم ملا کہ آپ اپنے گاؤں میں نہ رہیں وہاں کے باشندے سخت ہیں۔ متلاشیان ہدایت کو تکلیف ہوگی۔ تمہاری جگہ تونسہ ہے وہاں قیام کرو۔ تونسہ شریف کے ایک معمر بزرگ کی زبانی معلوم ہوا کہ جس مقام پر حضرت کا مزار پُرانوار ہے۔ وہاں تمام بستی کا مویشی خانہ تھا۔ ایک دن ایک برہنہ تن فقیر نے وہاں آکر مویشیوں کو اُٹھا دیا۔ اور جھاڑو سے وہ جگہ صاف کر کے اُس کی حد بندی کر دی۔ تونسہ شریف کا وہ بزرگ جس نے یہ حکایت بیان کی اُس فقیر کی خورد نوش کے لئے کچھ نہ کچھ لے جاتا تھا۔ ایک دن اُس نے پوچھا کہ آپ نے مویشیوں کو یہاں سے کیوں نکالدیا فقیر نے جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ جگہ غوث کی ہے۔ اس کی عزت کرو۔ کچھ مدت کے بعد جب حضرت صاحبؒ تشریف لائے تو وہ فقیر کہیں غائب ہو گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سرکنڈوں کی ایک جھونپڑی بنالی اور اُس میں عبادت کرنے لگے۔ جب اُس علاقہ کا رئیس الف خان سلسلہ غلامی میں داخل ہوا تو اُس نے حضرت صاحبؒ کی اجازت سے ایک مکان بنوا دیا۔ جب آپ کا فیض عام ہو گیا۔ اور لوگ جوق جوق شرف بیعت سے مشرف

---

[1] از سید غلام شاہ صاحب ساکن میرہ شریف۔

Marfat.com

ہونے لگے تو نواب بہاول خان والئی ریاست بہاولپور بھی سلسلہ خدام میں داخل ہوئے اور تعمیر مسجد کے لئے چند ہزار روپیہ خدمت اقدس میں بھیجے۔ حضرت صاحبؒ نے وہ روپیہ حسب دستور لنگر کے درویشوں میں تقسیم کر دیا۔ جو بچا وہ مسکینوں اور محتاجوں کو بانٹ دیا پھر دوبارہ روپیہ بھیجے۔ وہ بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ غرضکہ کئی بار یہ معاملہ ہوا۔ آخر الامر کسی نے نواب صاحب سے کہا کہ آپ صاحبزادہ الہ بخش صاحبؒ کو روپیہ بھیجئے تاکہ وہ مسجد تعمیر کرا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے اس روپیہ سے اینٹ، پتھر، چونہ، سرخی، لکڑی اور دیگر عمارتی سامان منگوا کر جمع کر دیا۔ جب حضرت صاحبؒ ادائے نماز کو تشریف لائے تو سامان کے انبار ملاحظہ فرما کر استفسار فرمایا کہ یہ کس لئے ہے۔ خدام نے عرض کی کہ نواب صاحب نے اب کی دفعہ تعمیر مسجد کے لئے روپیہ براہ راست صاحبزادہ صاحب کے پاس بھیجا تھا اور انہوں نے یہ سامان جمع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا "واہ او بھیڑیا جے میرے کول گھل دوں تے کتنیاں مسجداں تیار کرا دیندا" یعنی کاش وہ بدنصیب میرے پاس روپیہ بھیجتا تو میں بھوکوں، پیاسوں، اور محتاجوں میں روپیہ تقسیم کر کے اس کے واسطے کئی مسجدیں قائم کرا دیتا۔ بعد وصال حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ روضۂ مقدس کی تعمیر شروع ہوئی جو دیوار بنائی جاتی وہ گر جاتی۔ خادمانِ دربار کو سخت تشویش لاحق تھی۔ رات کو الف خان ہر درویش کو خواب میں نظر آتے کہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں جس نے میرا تعمیر کردہ مکان گرایا اس کی گردن اڑا دوں گا +

اسی موقعہ پر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالویؒ تونسہ شریف تشریف لے گئے صاحبزادہ الہ بخش صاحبؒ نے تمام ماجرا آپ سے بیان کیا۔ اور فرمایا کہ آپ حضرت خواجہ صاحبؒ کے قائم مقام ہیں۔ عرض کر کے وجہ دریافت فرمائیں۔ حضرت مولانا سیالویؒ نے رات کو عرض کی تو حضرت قبلۂ عالم تونسوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ جس بات سے الف خان راضی ہو وہ ہی کرو۔ آپ نے دوبارہ عرض کی۔ پھر بھی وہ ہی حکم ملا۔ تیسری مرتبہ درخواست کرنے پر آپ نے فرمایا کہ الف خان والے مکان کی چھت بدستور اٹھا لو اور سامنے دوسرا مکان تیار کر کے اس پر رکھ دو اور پھر روضہ کی تعمیر شروع کرو۔ جب ایسا کیا گیا تو پھر دیوار نہیں گری۔ اور روضۂ

Marfat.com

شریف مکمل ہو گیا +

یہاں حضرت غریب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ الٰہ بخش رح صاحب تونسوی نے اُس مکان کو ایسا آراستہ کیا جس کی نظیر روئے زمین پر مشکل سے ملتی ہے۔ سُبحان اللہ جانشین ہو تو ایسا ہو سے

مکیں جیسا ہو ویسا ہی مکان بھی چاہئے اُس کو
دلِ پُر آرزو میں وہ تمنا بن کے بیٹھے ہیں

ایک[1] دفعہ آپ کی حضور میں محبت الٰہی کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بڑے دولت مند اور غنی صاحب اولاد سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ اُس کے سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم کوہِ طور کی طرف خداوند کریم سے ہمکلام ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ اُس نے عرض کی کہ آپ براہِ نوازش بارگاہ خداوندی میں میری طرف سے بہ ادب عرض کیجئے کہ فلاں شخص عرض گذار ہے کہ مجھے اپنی دوستی اور محبت میں قبول فرما اور کیف عشق سے مدہوش سرشار رکھ۔ حضرت موسےٰ علےٰ نبینا و علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں اُس شخص کی درخواست گذرانی ارشاد ہوا اُس سے کہدو کہ ہم نے تجھے اپنی محبت میں مقبول و منظور کیا۔ تجھے بھی لازم ہے کہ ہماری دوستی میں ثابت قدم رہے۔ اور تکالیف دُنیوی سے نہ گھبرائے۔ حضرت موسےٰ علےٰ نبینا و علیہ السلام نے حکم ایزدی سے اُس شخص کو اطلاع دی۔ وہ دل میں بہت خوش ہوا۔ پھُولا نہ سمایا اور خیال کیا کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک غلام دوڑا ہوا اور سر نوچتا ہوا آیا اور فریاد فریاد پکار کر کہنے لگا کہ ایک شیر نے جو جنگل کی طرف سے شہر میں آیا کہ آپ کے تمام مویشی گھوڑے بیل بھینس الغرض سب جانور مار ڈالے ہیں۔ اُس نے دل سے مشورہ کیا کہ خداوند کریم کی محبت کوئی خالہ جی کا گھر نہ تھا۔ بلکہ وہاں تو ایسا عدیم المثل اور عدیم الشان ہے جس سے دوستی کرنی بہت دشوار ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

خیر جو ہُوا سو ہوا۔ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔ اب یہ کام محبت کا نہیں کہ اُسکے

---

[1] از ابو البرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین سلمہ ربہٗ۔

Marfat.com

افعال کی ناشکری کی جائے۔ اور حضرت الحبیب زہیب" کی خلاف ورزی اختیار کیجائے
الشکر والحمدللہ کہہ کر خاموش ہوگیا +

تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ معلوم ہوا کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی۔ غریب بدحواس اور پریشان ہو کر گھر کی طرف دوڑا تو پتہ لگا کہ گھر کا تمام اسباب اور اثاثہ معہ عورت اور بچوں کے جل کر خاکستر ہوگیا ہے اور ایک تنکا بھی باقی نہیں بچا ہے۔ سخت مجبور ہو کر اپنے پُرانے دوستوں، رفیقوں، مونسوں اور غمگساروں کے گھر کی طرف چلا۔ کہ شاید میری خستہ حالی پر کسی کو رحم آ جائے۔ اور میرے لئے کوئی صورت تسکین کی نکل آئے۔ لیکن اُس کی حالت سب کو معلوم ہو چکی تھی کہ یہ اب نادار اور مفلس ہوگیا ہے اور اِس کے پاس ایک پائی بھی نہیں رہی ہے کسی نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ بیگانہ وار اُسے اپنے پاس سے الگ کر دیا۔ اور بیوفا بن گئے۔ وہ نا اُمید ہو کر چلا آیا اور بھیک کے ٹکڑوں پر بسر کرنے لگا۔ آخر بیمار ہوگیا۔ اور جذام اُس پر ایسا غالب ہوا کہ اُس کے تمام جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ ہر شخص اُس سے نفرت کرنے لگا۔ کوئی اُس کے پاس سے نہ گذرتا نہ اُسے اپنے پاس آنے دیتا۔ لیکن اُس ہمت مردانہ پر آفرین وتحسین ہے کہ اُس نے کبھی اُف تک نہ کی۔ صبر کے ساتھ تکالیف کو جھیلتا تھا۔ تاکہ بے صبروں اور ناشکر گذاروں میں اُس کا شمار نہ ہو۔ اور وہ خدا کی دوستی ومحبت سے خارج نہ ہو جائے +

ایک روز کوچہ میں بیٹھا تھا کہ غل ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا مست ہاتھی چھوٹ گیا ہے جو شخص اُس کے سامنے آتا ہے وہ اُسی کو چیر ڈالتا ہے۔ ہاتھی بالکل قریب آگیا دوکاندار دوکانوں میں چھپنے لگے۔ یہ غریب بھی خوف کے مارے ایک دوکان میں گھس گیا۔ چونکہ یہ کریہہ منظر اور بدصورت تھا۔ دوکاندار نے نفرت کرکے دھکا دیا اور وہ مستِ محبتِ الہٰی باہر آگرا۔ گرتے ہی ہاتھی نے سونڈ سے اُٹھا کر دو ٹکڑے کر دیئے +

بعد چندے حضرت موسےٰ علےٰ نبیّنا وعلیہ السّلام کے دِل میں خیال گذرا کہ اُس عاشقِ الہٰی کا حال دریافت کرنا چاہیئے۔ اور اُس کی خبر لینی چاہیئے جسے خداوند کریم جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے اپنی دوستی میں قبول فرمایا تھا۔ جا کر تلاش کیا۔ تو اُس پر جو کچھ گذرا

Marfat.com

تھا لوگوں نے کہہ سُنایا۔ یہ سُن کر آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔ لیکن بفحوائے "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ" دم نہ مارا کہیں خداوند کریم کی ناراضگی کا باعث نہ ہو۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عالی شان باغ ہے۔ جس کی چار دیواری مرصع اور منقش جواہرات سے جگمگا رہی ہے۔ اندر جا کر دیکھا تو باغ ایک بے نظیر و لاثانی مقام ہے "لا عین رأت ولا اذن سمعت" آدمی کی عقل اُس کی حقیقت سمجھنے میں دنگ تھی۔ خدا کی قدرت نظر آ رہی تھی۔ آگے بڑھے تو جواہرات کا ایک تخت نظر آیا۔ جس پر وہ عاشق الٰہی اور مست محبت خداوندی جس نے دنیا کی تکالیف سنجیدہ پیشانی برداشت کی تھیں بیٹھا ہوا زار زار رو رہا تھا۔ آپ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور قدموں میں گر کر رونے لگا۔ حضرت موسےٰ علیہ و علےٰ نبیّنا الصّلوٰۃ والسّلام نے پوچھا کہ خدا نے تجھ پر اس قدر اکرام فرمایا ہے اور ایسا لاثانی باغ رہنے کو دیا ہے پھر تیری گریہ و زاری کا کیا سبب ہے۔ اور یہاں تجھے کیا تکلیف ہے۔ تجھے تو ان انعامات کے بعد خدا کا شکر کرنا چاہیئے۔ وہ شخص عرض کرنے لگا کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں بجا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جس وقت مجھے ہاتھی نے دو ٹکڑے کیا تھا بعجز و نکلتے روح کے مجھے خداوند کریم نے اپنے دیدار پُرانوار سے مشرف فرمایا تھا۔ اور اُس دیدار کی ایسی حلاوت نصیب ہوئی تھی۔ جس کا اندازہ محال بلکہ ناممکن ہے۔ اب اگرچہ خداوند کریم نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ مجھے جنّت عطا فرمائی ہے۔ لیکن کہاں جنّت اور کہاں اُس کا دیدار ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

اب میں رو رو کر بار بار خداوند کریم سے التجا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ پھر مجھے دُنیا میں واپس بھیجے اور ویسے ہی اولاد و جاہ و مال بخشے اور پھر سب جل کر خاکستر ہو جائیں پھر میرے جسم میں کیڑے پڑیں اور ہاتھی مجھے دو ٹکڑے کر دے۔ تاکہ مجھے خدا کریم و رحیم کا دیدار دوبارہ میسّر ہو۔ اور میں اُس کی حلاوت کے مزے لوٹوں ۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبّت الٰہی کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ "ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم" ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ؎

اِس عشق میں کسی کا اجارہ نہیں ہے داغ   پروردگار جس کو یہ نعمت عطا کرے

اِیں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک[1] مرتبہ حاضرینِ بارگاہ میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ جو لوگ خداوندکریم کی عبادت کرتے ہیں اور ہر وقت اُس سے خائف رہتے ہیں وہ طرح طرح کی دنیوی تکالیف میں کیوں مُبتلا رہتے ہیں اور شہرت عامہ انہیں کیوں حاصل نہیں ہوتی۔ برخلاف اُن کے جو لوگ ہر وقت عیش دنیوی مصروف رہتے ہیں۔ اور اطاعت الٰہی سے رو گردان رہتے ہیں۔ نیز جھوٹے دعاوی دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اُن پر کوئی سختی اور مُصیبت نازل نہیں ہوتی۔ اور مخلوق الٰہی اُن کی طرف کھنچی چلی آتی ہے۔ جیسا کہ آجکل بعض مذاہب باطلہ کے وعویداروں کو دیکھا گیا ہے۔ جو مخلوق کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ مگر فروغ یاب ہیں۔ آخر اِس کی کیا وجہ ہے۔ حضُور پرنور علیہ الرّحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ اِس میں کئی راز پوشیدہ ہیں۔ اوّل یہ کہ جو چیز نقارے کی طرح اندر سے خالی ہوگی اُس کی آواز دُور تک سُنائی دے گی۔ اور جو چیز اندر سے ٹھوس ہے اُس کی آواز سامعت نواز نہ ہوگی۔ اِسی طرح جس آدمی میں کوئی کمال نہیں ہوتا بلکہ اُس کا دل یادِ الٰہی سے غافل اور اُس کا جسم انوارِ تجلیاتِ ایزدی سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اور وہ نقارے کی مانند خالی ہوتا ہے تو اُس کا شہرہ دُور دُور تک پہنچ جاتا ہے برخلاف اس کے جس کا دل انوارِ الٰہی سے معمور ہوگا۔ اور تلطفات الٰہی اُس پر مستولی ہوں گے تو اُس کا آواز بہ نسبت جھوٹے مدعی کے بہت کم سُنائی دے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سچا اور راست گو ہوگا تو وہ مریدوں کو روزہ نماز حج و زکوٰۃ نماز کی تعلیم دے گا۔ فحش اور لغو بیانی سے روکے گا۔ بہتان لگانے سے اور عیب جوئی سے منع کرے گا۔ چوری سے باز رکھے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے کا درس دے گا۔ یہ دیکھ کر لوگ اُس کی بیعت سے جو نجاتِ ابدی کا وسیلہ ہے گریز کرینگے۔ اور جب مذاہب باطلہ کا کوئی رہبر اُنہیں حکم دے گا۔ کہ نماز صرف ایک ہی کافی ہے۔ روزہ

[1] از ابو البرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین ؛

Marfat.com

ایک ہی بدت ہے، زکوٰۃ دینا فرض نہیں ہے۔ حج کو جانا ضروری نہیں۔ شراب خواری اور فحش گوئی مباح نہیں۔ چوری کرنی ثواب میں داخل ہے۔ پھر قرآن شریف کی تاویلیں کریگا اور کہے گا کہ (نعوذ باللہ) رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سمجھ میں قرآن شریف کے معنی نہ آئے۔ صرف میں ہی قرآن شریف کے معنوں سے واقف ہوں۔ تو جاہل اور بے سمجھ لوگ اُسے خدا رسیدہ اور حدود شرعی سے متجاوز سمجھ کر اُس کی اطاعت کرنے لگیں گے اور خسر الدنیا والاخرۃ کا بدنما دھبہ اپنے اعمال میں لیں گے۔ آجکل اِس قسم کے جھوٹے مدعی بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ خداوند کریم مومنین کو اُن کے شر سے بچائے۔ آمین ؂

تیسری وجہ یہ ہے کہ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو عالم آخرت اور عالم ظاہری دونوں میں کامیاب رہیں۔ اِس قسم کے انسان بہت کم ہوتے ہیں دوسرے وہ کہ جن کو عالم ظاہری میں طرح طرح کی تکالیف اور صدمات کا سامنا ہو اور آخرت میں ہمیشہ نعماتِ الٰہی سے بہرہ ور ہوں۔ اِس قسم میں چار گروہ باقی ہیں ؂

(۱) انبیا علیہم السّلام و اصحاب کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ؂

(۲) اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم ؂

(۳) صلحائے کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ؂

(۴) علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ؂

تیسرے وہ کہ جو عالمِ ظاہر میں بہ آرام و آسائش اور عالم آخرۃ میں مبتلائے عذاب رہیں بانیٔ مذاہب باطلہ اور اُن کے پیرو انہیں لوگوں میں داخل ہیں ؎

یہ جہاں آخرت کی کھیتی ہے
جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا

ایک[۱] روز صوفیائے کرام کے اخلاق و عادات کے متعلق تذکرہ ہو رہا تھا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ عموماً حضرات صوفیا کی یہ عادت بتائی جاتی ہے۔ کہ مِل گئی تو روزی نہیں تو روزہ" یعنی اِن کو کچھ مِل جاتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں شکر بجا لاتے ہیں۔ اور

[۱] زبانی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ ؂

Marfat.com

کچھ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔ لیکن بنظرِ غور دیکھا جائے تو یہ امر باعث فضیلت نہیں۔ کیونکہ یہ عادت تو کتوں کی بھی ہے۔ اگر انہیں اُن کا آقا کھانے کے لئے کچھ ڈال دے تو روکھا سوکھا ٹکڑا یا ہڈی جو کچھ ہو بصد شکر قبول کر لیتے ہیں۔ اور اگر آقا کچھ نہیں دیتا تو بھی اُس کا آستانہ چھوڑ کر کہیں نہیں جاتے۔ اُسی کے دروازہ پر صبر و توکل کے ساتھ پڑے رہتے ہیں۔ اگر صرف یہی عادت باعثِ فضیلت ہے تو کُتے بطریق اولیٰ فضائل سے متحلّی قرار دیئے جا سکتے ہیں +

اصل یہ ہے کہ صوفیائے کرام رضوان اللہ عنہم جو ادنیٰ منزل پر ہوں اُن کی یہ عادت ہوتی ہے کہ اگر انہیں کچھ نہ ملے تو شکر کرتے ہیں اور جو کچھ ملجاتا ہے تو ایثار کرتے ہیں بقول شخصے "کمینہ آنکہ مراد خاطر یاران بمصالح خود مقدم دارد" حضور کے اس ارشاد میں قرآن شریف کی آیۃ "ویوثرون علے انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ" کی تفسیر مضمر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو (اپنے بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں ؎

نیم نانے گر خورد مرد خدا بذلِ درویشاں کند نیمے دگر

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ شاہپور اور سیال شریف کے راستے میں حضرت یوسف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک دور سے نظر آتا ہے۔ آپ ایسے صاحب کمال تھے۔ کہ ایک دن کوئی چور آپ کی گھوڑی چرانے کیلئے آیا۔ جب اگلی رسّی کھولتا تھا تو پچھلی رسّی بندھ جاتی تھی اور پچھلی رسّی کھولتا تو اگلی بندھ جاتی۔ اسی طرح ساری رات گذر گئی۔ صبح آپ اُس چور کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ایک نگاہِ لطف سے اُسے قطب بنا دیا ؎

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنا روضہ اپنی زندگی ہی میں تعمیر کرا لیا تھا۔ ایک معمار کو بلا کر آپ نے خدمتِ تعمیر پر مامور فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ میرا روضہ میرے پیر کے روضے کے نمونے پر بنایا جائے۔ اُس نے کہا کہ اگر کسی طرح کی غلطی یا فروگذاشت ہو جائے

---

[1] از شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ +

Marfat.com

تو کیا کروں آپ نے فرمایا آنکھیں بند کر لینا اُس روضہ کی زیارت ہو جائے گی۔ چنانچہ اسی سے آپ کا روضہ مکمل ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک سوداگر کی عورت حاملہ تھی۔ جب وہ بغرضِ تجارت سفر کو جانے لگا تو دعا کی یا الٰہی جو امانت اس عورت کے پیٹ میں ہے اسے میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو اُس کا حافظ ہے۔ سوداگر کے چلے جانے کے بعد وہ عورت دردِ زہ کی تکلیف سے مر گئی۔ کچھ مدت کے بعد وہ سوداگر واپس آیا تو دیکھا کہ مکان ویران پڑا ہے۔ جب رات کو مکان کی چھت پر سونے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ قبرستان میں ایک چراغ روشن ہے۔ لوگوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جس دن سے تمہاری بیوی کا انتقال ہوا ہے یہ چراغ اسی طرح روشن رہتا ہے جب کوئی شخص دریافت حال کے لئے پاس جاتا ہے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ جب سب لوگ سو گئے تو وہ سوداگر اپنی بیوی کے قریب گیا۔ دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور لڑکا کھیل رہا ہے۔ اُسی وقت اُس کے کانوں میں غیب سے ایک صدا آئی کہ جو امانت تو نے ہمارے سپرد کی تھی اُسے سنبھال لے۔ اگر تو اپنی عورت کو بھی ہمارے حوالے کر دیتا تو آج یہ واقعہ پیش نہ آتا۔ سُبحان اللہ ؎

حفاظت میں خدا کی دیدیا جس نے امانت کو
خدا کے ہاتھ بڑھ جاتے ہیں خود اُسکی حفاظت کو

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک جگہ پر استقامت اور قناعت صرف خاندانِ اہلِ چشت میں باقی ہے ورنہ تمام مشائخ سیر و سفر میں پھرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ مخلوق کی فیض رسانی کے لئے سفر کریں تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن جب حضورِ دولتِ دُنیا مدِ نظر ہو تو سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں۔ چلنے پھرنے والے پیر اگرچہ سونا چاندی اور نقد و جنس کے بے شمار صندوق جمع کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کے مال

ؔ از رسالہ صوفی اپریل ۱۹۵۱ء صفحہ نمبر ۲۵ ؔ از ابو البرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین دام برکاتہم

میں برکت نام کو بھی نہیں ہوتی۔ درویش جو پابند استقامت نہیں ایک طالب ہے مگر خام۔ کیونکہ بغیر حصول استقامت منزلِ کمال کو پہنچنا۔ ایک امید موہوم اور خیال باطل ہے۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ جن اولیائے کرام نے سفر کئے انہوں نے حصول درجات کے ابتدائی منازل میں سفر کئے۔ جب بیعت شیخ کر کے مطمئن ہوئے۔ تو ایک جگہ کے ہو گئے۔ کیونکہ سو سال کی عبادت اور سفر سے بھی حرص دنیوی دل سے دور نہیں ہوتی۔ اور جب مرشدِ کامل کی صحبت ایک گھڑی بھر کے لئے بھی حاصل ہو گئی تو پھر قانع ہو گیا ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک[1] دن کسی مرید نے عرض کی کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے تمام اہل دنیا کو ملعون کہا ہے۔ اور کسی میں امتیاز نہیں رکھا۔ فرماتے ہیں ؎

اہلِ دنیا چہ کہیں وچہ مہیں　　لعنت اللہ علیہم اجمعین

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ ؎

مال را کز بہر حق باشی حمول　　نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسول

آب در کشتی زوالِ کشتی است　　آب اندر زیر کشتی پشتی است

اس پر حضرت خواجہ صاحب جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرما کر حضرت لال شہباز قلندر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت غوث بہاء الحق قدس سرہٗ اور حضرت شیخ شہاب الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ملاقات کا ذکر فرما کر فرمایا (پورا تذکرہ کہیں پہلے درج ہو چکا ہے) کہ دل کو لذات نفسانی سے یکسو رکھنے کا نام قناعت ہے ؎

ترکِ دنیا گیر تا سلطاں شوی　　ورنہ ہمچوں چرخ سرگرداں شوی

ایک[2] روز ارشاد ہوا کہ اگلے وقتوں میں کوئی شخص بارادۂ حج گھر سے چلا، اور

---

[1] ابوالبرکات حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین دام برکاتہم [2] از ابوالبرکات حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین سلمہ ربہٗ۔

Marfat.com

دورانِ سفر میں حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دولت کدہ پر ٹھہرا۔آپ نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اس نے عرض کی کہ حضرت فلاں شہر سے آرہا ہوں۔آپ نے پوچھا اُس شہر کے فلاں ولی کو جانتا ہے۔ کہنے لگا میں اُن کا لڑکا ہوں۔آپ نے فرمایا۔ حج کو کیوں جاتا ہے۔ جواب دیا کہ وہ خانۂ خدا ہے۔اُس کی زیارت فرض ہے۔ ارشاد فرمایا کہ خانہ خدا تو تمہارا دل ہے۔ جسے خود خدا نے بنایا ہے۔اُس کی زیارت کرو اور غیر خدا کو اُس میں دخل نہ دو۔ کعبہ میں جانے کی کیا ضرورت ہے وہ تو خلیل ابن آذر کی تعمیر کردہ عمارت ہے ؎

دل گذرگاہِ خلیل اکبر است کعبہ بنگاہِ خلیل آذر است

کعبہ کی زیارت سے تجھے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ وہ تو تمام عالم کی گذرگاہ ہے۔ واپس جا اور اپنے دل کی حفاظت کر اِس طرح کہ اُس میں ماسوا کا خیال بھی نہ آسکے۔جوان کو آپ کے کلام سے تسکین ہوئی اور واپس چلا گیا ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی جس آدمی کو سو سال کی اطاعت اور متعدد حج ہائے بیت اللہ شریف سے جمعیت خاطر اور اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہوتی۔ بسا اوقات خاصانِ خدا کی ایک گھڑی کی صحبت سے یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ اکثر لوگ ہزارہا روپیہ خرچ کرکے حج کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی طمع نفسانی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اِس کیلئے سب سے اول کام دِل کی نگاہداشت ہے۔جب دل پر قابو ہو گیا، حج اکبر کا ثواب مل گیا ؎

کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں
کہ لیلےٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

ایک[۲] دن بھیرہ کے ایک مولوی صاحب نے جو حضور میں حاضر تھے۔ بعض پیر بھائیوں کو زمین بوسی کرتے دیکھا تو از روئے طعن کہا کہ یہ لوگ جو پیروں کو سجدہ کرتے ہیں کافر ہو جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عالم فقیرانہ لباس میں تونسہ شریف میں رہتا تھا اور آستانۂ روضہ شریف کو بوسہ دیا کرتا

---

[۱] صوفی اگست ۱۹۱۱ء صفحہ نمبر ۲۸ ←

تھا۔ اور دونوں رخسارے سنگِ در پر ملتا تھا۔ ایک اور عالم نے یہ حال دیکھ کر اُس سے کہا کہ "غیر خدا کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ تو اِس کام سے باز آ۔ یہ سُن کر اُس دیوانہ محبت عالم نے یہ آیتہ پڑھی "واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا" اور خود آستانۂ روضۂ مقدسہ پر سجدہ میں گر پڑا اور پھر اُٹھ کر انگشتِ سبابہ سے اشارہ دوسرے عالم کی طرف کیا۔ اور کہا "الا ابلیس" اسی طرح چند مرتبہ کیا پھر آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ سجدہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سجدہ عبادت جس میں پیشانی کو زمین پر رکھا جاتا ہے۔ اور یہ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے۔ دوسرا سجدہ تحیۃ جو بادشاہ اسلام ماں باپ اُستاد اور پیر کے لئے جائز ہے۔ اور یہ صرف زمین بوسی اور رخساروں کو زمین پر ملنے سے ادا ہوتا ہے۔ سجدہ تحیّت اصل میں سجدہ نہیں ہے کیونکہ زمین پر ماتھے اور ناک کے رگڑنے کا نام سجدہ ہے۔ اِس کو خاک بوسی یا زمین بوسی کہتے ہیں ؎

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں

ایک[۱] روز ارشاد ہوا کہ عشق و توحید کا جتنا ذوق و شوق بلھا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ اتنا پنجاب میں بہت کم لوگوں کو ملا ہے۔ یہ بات اُن کے کلام سے ظاہر ہے کہتے ہیں کہ ایک دن بلھے شاہ صاحبؒ سے اپنے پیر و مرشد کے صاحبزادے کی کچھ بے ادبی ہوگئی جس کی وجہ سے اُن کی حالت قبض ہوگئی اور ذوق و شوق جاتا رہا۔ کلام میں تاثیر نام کو نہ رہی۔ ایک مدت تک اسی حال میں سراسیمہ اور حیران پریشان پھرتے رہے۔ اظہارِ عجز و نیاز میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ مگر مطلب حاصل نہ ہوا۔ اِس موقعہ پر فرماتے ہیں ؎

گھونگٹ اوہلے نہ لک سہنیاں میں مشتاق دیدار دیاں
بیٹھے اُ تھے دو ہی جہانی ہیں بانذی دلبر یار دیاں
بازی مُوذی کانذی جاندی دل نیسا جند اینوں چلاتی
الکدم ہجر نہیں میں سہندی ہیں بلبل اِس گلزار دیاں

الغرض جب صدمہ ہجر برداشت کرنے کی آپ میں طاقت نہ رہی تو قوالوں کے

---

[۱] مولوی نور عالم صاحب لنڈپوری +

ایک طائفہ کے ساتھ آپ پیر کی خدمت میں پہنچے۔ اور یہ درد انگیز کافی پڑھی[۱] کافی۔

بھنی ڈھلک پئی میرے چرخیدی نیہوں لگیا نہ جا   ہن ون چڑھیا کدہو وے میلو پیارا منہ دکھاوے

ترکلے نوں ول پے جاندے کون لوہار سدہاوے

جب مرشد نے یہ بات سنی فرمایا بلھا اے۔ عرض کی نہیں سرکار بھلا اے۔ مرشد نے دریافت کیا کہ یہ قبض کس طرح واقع ہوا۔ عرض کی راز کی بات ایک نامحرم سے کہدی اگرچہ بات حق تھی مگر اس کی شانِ بے نیازی سے بعید تھی ؎

بھر واساکی آشنائیدا   ڈر لگدا بے پروائیدا

ابراہیم چِخہ وِچ پائیو   بھجھ سلیمان نوں جھکائیو

یونسؑ مچھلی توں نگلائیو   پھر یوسف مصر وکائیدا

بھر واساکی آشنائیدا

ذکریا سر کروت چلائیو   صابر دے تن کیڑے پائیو

صفاں گل زنار پوائیو   کتے الٹا پوش لہائیدا

بھر واساکی آشنائیدا

اس کے بعد آپ نے تجدید بیعت کی۔ اور مرشد کی توجہ سے آپ کا قصور معاف ہوا۔ اس پر جامے میں پھولے نہ سمائے اور کہنے لگے ؎

مرلی باج اٹھی ہن گھاتاں[۲]   سن کے بھل گیا سب باتاں

بلھا شوہ ہن بیں برلائی   جدہ کی مرلی کاہنہ بجائی

باوری ہو تساں ول آئی   کھوجی کتول وست براتاں

مرلی باج اٹھی ہن گھاتاں   سن کے بھل گیا سب باتاں

ایک روز ارشاد ہوا کہ اگر نذر معینہ سے ایک دانہ بھی خیانت کیا جائے تو نذر ادا نہیں ہوتی۔ بعض لوگ نذر کو خود بھی کھاتے ہیں اور اپنے آل و عیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ اگر وجہ پوچھی جائے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں اپنا حصہ زیادہ ڈال دیا تھا۔

---

[۱] حضرت بلھے شاہ علیہ الرحمۃ کی کافیاں ۱۲ ہیں دفتر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات (پنجاب) سے طلب فرمایئے۔ [۲] رسالہ صوفی اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ نمبر ۳۵ ؎

Marfat.com

لیکن زور آوروں کے مال میں شرکت کرنے سے کیا مطلب ہے۔ یعنی ایسا نہ کرنا چاہیے +

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کو جذبۂ عشق رسول اللہ صلعم میں یہاں تک کمال حاصل ہوا کہ سفر مدینۂ منورہ میں پہلو کے بل لوٹتے ہوئے گئے۔ تاکہ عاشق اور دوسرے لوگوں میں فرق ظاہر ہو۔ آخر جنگل کی جلتی ہوئی ریت اور ببول کے کانٹوں سے آپ کا بدن مجروح و سوختہ ہوگیا۔ اور آپ فرمانے لگے ؎

مارا بجفا کشتہ پشیمان شدہ باشی
خونِ دلِ ما ریختہ حیران شدہ باشی

اُسی وقت حضور سرورِ کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ کے حکم سے جناب علیؓ کرم اللہ وجہٗ نے جواب ارشاد فرمایا ؎

در کشمکشِ خارِ مغیلان رہ دوست
از آمدنِ کعبہ پشیمان شدہ باشی

اِس میں یہ رمز بھی کہ آپ کعبہ سے مدینۂ منورہ کی زیارت کو نہیں گئے۔ بلکہ کعبہ شریف ہی سے گھر واپس چلے آئے۔ اور پھر گھر سے سیدھے مدینۂ منورہ زیارتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلّم کو تشریف لے گئے۔ کیونکہ محبوب کی زیارت بطفیلِ حج ادا کرنے کو آپ نے بے ادبی خیال فرمایا تھا۔ اللہ اللہ۔

ایک[2] روز ارشاد ہوا کہ ایک خدا رسیدہ شخص دُنیا کے لوگوں سے تنگ آکر کسی پہاڑ میں چھپ کر یادِ خدا میں مصروف رہنے لگا۔ جب روزہ افطار کرنے کا وقت ہوتا تو کسی پاس کے گاؤں میں جاکر حاجتِ نفس کو پورا کر لیتا۔ ایک دن حسبِ معمول اُس نے کسی کے مکان پر جاکر آواز دی صاحبِ خانہ اندر سے نکلا۔ سوال سُنا اور تین روٹیاں اُس کے حوالے کیں۔ درویش روٹیاں لے کر رخصت ہُوا تو مالکِ مکان کا ایک کُتا بھی اُس کے ساتھ ہولیا۔ درویش نے ایک روٹی کُتّے کے آگے ڈال دی، مگر وہ کھاکر بھی اُس نے درویش کا پیچھا نہ چھوڑا۔ درویش نے دوسری روٹی بھی کُتّے کو دیدی، مگر اُس نے پھر بھی تعاقب نہ چھوڑا۔ تیسری روٹی بھی فقیر نے کُتّے کے آگے پھینکدی

[1] رسالہ صوفی اکتوبر ۱۹۳۰ء صفحہ نمبر ۳۵۔ [2] از صوفی نومبر ۱۹۳۰ء صفحہ نمبر ۴۰ +

Marfat.com

اور کہا اے بے صبرا ہٹو واپس جا۔ کیا تیرا مالک تجھے کچھ کھانے کو نہیں دیتا۔ جو تو دوسروں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ خدا نے کُتے کو طاقتِ گویائی عطا فرمائی اور وہ بولا کہ اے فقیر تو مجھ سے زیادہ بے صبر ہے۔ کہ مالکِ حقیقی کے دروازہ کو چھوڑ کر ایک نامحرم کے پاس آیا ہے۔ میں ایک کمینہ کتا ہوں۔ جس دن سے اپنے مالک کے گھر آیا ہوں۔ اُس کے مال اور گھر کی پاسبانی کرتا ہوں۔ اب بوڑھا ضعیف اور بیکار ہو گیا ہوں۔ تو بھی کسی اور کے گھر نہیں جاتا۔ تو باوجود اِس یقین کے کہ تیرا مالک کریم ہے اوروں کے پاس روٹی کے چند لقموں کے لئے آتا ہے۔ شرم کر اور آئندہ تائب ہو۔ درویش نے توبہ کی اور چلا گیا ؎

ہر کہ بر خود در سوال کشاد تا نہ میرد نیازمند بود
آز بگذار و بادشاہی کن گردنِ بے طمع بلند بود

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ اور ایک وزیر میں علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ بادشاہ علمائے دین کو خرقہ پوش فقرا پر فضیلت دیتا تھا۔ اور وزیر کی رائے اِس کے خلاف تھی آخر الامر دونوں نے یہ تجویز کی کہ ایک دن علما اور فقرا کی دعوت کر کے اِس جھگڑے کا فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ دونوں طبقوں میں دعوت دی گئی۔ علیحدہ علیحدہ مکانوں میں اُن کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ پہلے علماء سے دریافت کیا گیا کہ آپ میں سب سے اچھا اور فاضل شخص کون ہے؟ ہر ایک نے فی نفسہٖ اپنی قابلیت، علمیت اور فضیلت کی داستان چھیڑ دی۔ اور خود کو اوروں سے بہتر و برتر ثابت کرنا چاہا۔ پھر درویشوں کی باری آئی۔ مگر اُن میں سے ہر ایک نے اپنی کسرِ نفسی کا اظہار کیا اور دوسروں کی عظمت و فضیلت بیان کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کے ہاتھ ایسی ترکیب سے باندھ دیئے جائیں کہ کوئی شخص اپنے مُنہ تک لقمہ نہ لے جا سکے۔ گروہ فقرا نے ایک دوسرے کے منہ میں نوالہ دے کر پیٹ بھر لیا۔ مگر علماء اپنی خودی اور تکبّر کی وجہ سے بھوکے رہے ؎

---

[1] از صوفی نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ نمبر ۲۴ +

Marfat.com

نہ بیند مدعی جز خویشتن را   کہ دارد پردۂ پندار در پیش
گرت چشم خدا بینی بہ بخشند   نہ بینی ہیچ کس عاجز تر از خویش

ایکؒ روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص شاہی ملازم تھا۔ اثنائے ملازمت میں ہمیشہ دیانت دار اور نیک بخت رہا۔ اُسے شوق درویشی پیدا ہوا۔ ملازمت چھوڑ کر ایک شیخ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجاہدہ اور ظاہری صلاحیت کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد ہی خلافت عطا ہو گئی۔ اور ایک بڑے بارونق شہر میں اقامت کی اجازت مل گئی خلیفہ صاحب اتقا، ورع، پاکیزگی و طہارت میں بہت مشہور تھے۔ لنگر بھی جاری کر دیا گیا۔ لوگوں کی آمد رفت بھی شروع ہو گئی۔ لیکن امتحاناً جو مشکلات ابتداءً پیش آیا کرتی ہیں۔ وہ خلیفہ صاحب کو بھی پیش آئیں۔ آمدنی کم تھی اور خرچ زیادہ۔ آخر روپیہ قرض لینا پڑا۔ قرض وقت پر ادا نہ ہوا تو قرضداروں نے تقاضے شروع کئے اہل و عیال کی غور پرداخت اور اُن کی تربیت و پرورش کا خیال علیحدہ تھا۔ جو آسودگی ملازمت میں حاصل تھی۔ اُس کا عشر عشیر بھی اب حاصل نہ رہا۔ اور خود بدولت اِس شعر کے مصداق بن گئے کہ ؎

شب چو عقد نماز بر بندم   چہ خورد بامداد فرزندم

یہ واقعات امتحانی تھے جیسے کہ درویشوں کو عموماً اور مشائخ کو خصوصاً پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اِن تمام نفسانی مشکلات پر غالب آکر درجۂ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر خلیفہ صاحب بھی اِس وقت استقامت کا جوہر دکھاتے اور "الاستقامت فوق الکرامۃ" کا نمونہ بن جاتے تو تمام مشکلیں حل ہو جائیں اور دُنیا اُن کے پیچھے سایہ کی طرح پھرتی۔ جس لنگر کا انہوں نے بیڑا اٹھایا تھا اُس کے چلانے والا اور ضروریات کا بہم پہنچانے والا تو خدائے رازق مطلق تھا۔ جس کی مخلوق کے لئے لنگر جاری کیا گیا تھا۔ مخلوق کی روزی لنگر میں بھیجنے کا ذمہ خود ذات باری تعالےٰ کا تھا۔ خلیفہ صاحب تو محض لانگری تھے۔ مگر خلیفہ صاحب نے اِس راز کو نہ سمجھا اور استقامت کو چھوڑ کر تبدیل مکان کے لئے مرشد کی خدمت

ؒ صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی۔

Marfat.com

میں درخواست کر بیٹھے شیخ صاحب نے کچھ دنوں تو ٹالا لیکن متواتر تقاضوں کے بعد نقل مکان کی اجازت دے دی۔ خلیفہ صاحب دوسری جگہ چلے گئے۔ لیکن عدم استقامت کی وجہ سے وہاں بھی جس قسم کی فتوحات کے آرزومند تھے۔ حاصل نہ ہوئیں۔ اور پھر پہلی جگہ واپس آنا پڑا۔ غرض کہیں جم کر نہ بیٹھے اور فضیلت استقامت کو جو اعلےٰ ترین درسِ درویشی تھا حاصل نہ کر سکے۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ملنا چاہیئے تھا۔ وہ خلیفہ صاحب کو بھی ملا۔ نہ دنیوی رجوعات ہوئی۔ اور نہ دینی کمال حاصل ہوا۔ جو برادران طریقت اُن کے بعد بیعت شیخ سے مشرف ہوئے تھے۔ وہ عزتِ دارین میں بڑھ گئے۔ غرضیکہ استقامت درویشی کی جڑھ ہے جب جڑھ ہی مضبوط نہ ہوگی تو درخت درویشی کی پائیداری معدوم۔ ع

درخت اے پسر باشد از بیخ سخت۔

فقیر درویش کے لئے طریق استقامت پر چلنا خطرات جسمانی ہواجسِ نفسانی سے بچاتا ہے ۔؎

ہے گذرگاہِ طلب میں احتیاج احتیاط

یہ وہ منزل ہے ابھی جس کی حدیں کامل نہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولوی احمد دین صاحب ایک دن حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا مولوی صاحب کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو واصل بخدا کر دیا جائے۔ عرض کی قبلہ ازیں چہ بہتر۔ حکم دیا اچھا بیوی کو طلاق دے دو مولوی صاحب نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر پیش کر دیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب کو چند کتابیں پڑھنے کا حکم دیا۔ جب وہ تمام ہوگئیں تو ایک دن دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ فرمایا مولوی صاحب پھر آپ نے عرض نہ کی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ غلام کا کام تعمیل ارشاد تھا۔ آئندہ جو حضور کی مرضی۔ چنانچہ ایک ہی نظر فیض اثر میں مولوی صاحب کا کام بنا دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس نئے خلیفہ کو وہ عروج حاصل ہوا کہ ہر طرف سے لوگوں کی آمد و رفت

لے صوفی دسمبر ۱۹ء صفحہ نمبر ۳۷ ۔

Marfat.com

بکثرت شروع ہو گئی۔ لنگر جاری ہو گیا۔ کھانا ایک وقت گوشت اور ایک وقت چاول ملنے لگا۔ اور لوگوں کی حاجتیں خاطر خواہ پوری ہونے لگیں۔ حاسدوں نے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں شکایت کی کہ یا حضرت مولوی صاحب کا لنگر حضور کے لنگر سے بڑھ گیا ہے۔ وہاں لوگوں کی حاجتیں بھی جلد پوری ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہماری دال روٹی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر بیٹا لائق ہو تو اس میں باپ کی عزت ہے۔ ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

ایک روز[1] حضرت قبلۂ عالم خواجہ صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ مثنوی معنوی کے مضامین اعلےٰ اور دقیق کا ذکر فرماتے تھے۔ کہ چونکہ یہ کتاب واصل "ہست قرآن در زبانِ پہلوی" کی مصداق ہے۔ اس لئے اس کے سمجھنے کے لئے علم قرآن وحدیث کے علاوہ اصول تصوف سے واقفیت عامہ اور قواعد تصوف کا عامل ہونا ضروری ہے۔ اور مطالعہ کے لئے غور و فکر عمیق کے ساتھ کچھ مدت بھی درکار ہے۔ ہمارے حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کے ہر شش دفاتر عرصہ بارہ سال میں مطالعہ کئے ہیں اور سب کا خلاصہ مطلب پیر کی خدمت و اطاعت سمجھا ہے ؂

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول　　ہم خدا در ذاتت آمد ہم رسولؐ

یعنی پیر بمنزلہ معلم یا حکیم روحانی کے ہے۔ جس کے اعمال و افعال اور حرکات و سکنات سے شریعت کے قالب سے گذر کر اور منازل طریقت کو طے کر کے طالب معرفت و حقیقت کی معراج پر پہنچ جاتا ہے۔ اور رضا و تسلیم کے تفرج گاہ میں سیر کرتا ہے ؂

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

---

[1] صوفی کرم الٰہی ڈنگوی +

Marfat.com

ایک[1] دفعہ حضور خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ تعلیم کا ذکر ہو رہا تھا حضور قبلۂ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بغیر تعلیم و فیض مرشد فایدہ حاصل نہیں ہو سکتا اور شعر مندرجہ ذیل پڑھا ؂

ہیچ ہر چیزے ز خود قادر نشد   ہیچ آہن خود بخود خنجر نشد

فیض باطنی کا ذکر فرماتے ہوئے حضور قبلۂ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مشہور حکایت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مریدی کی بیان فرمائی۔ کہ مولانا رومؒ فاضلِ اجل تھے۔ اور حکومت کی طرف سے قاضی تھے۔ اور حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہری سے عاری ایک دن حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ مولانا رومؒ کے پاس سے گذرے۔ کتابوں کے ڈھیر دیکھے۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ مولانا نے جواب دیا کہ یہ علوم معقول و منقول کی کتابیں ہیں۔ تم بے علم ہو تمکو اس قیل و قال سے کیا تعلق ہے۔ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام کتابیں مسجد کے حوض میں ڈالدیں۔ مولاناؒ چلانے لگے کہ افسوس یہ کیا کیا۔ اس قدر نایاب اور قیمتی کتابیں ضائع ہو گئیں۔ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے مولاناؒ کے اضطراب کو دیکھ کر حوض میں ہاتھ ڈالدیا اور تمام کتابیں صحیح و سالم باہر نکال لیں۔ ابتو مولانا بہت حیرت زدہ ہوئے۔ اور پوچھا یہ کیا ماجرا تھا۔ حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ذوق و وصال ہے۔ تم کو اس سے کیا تعلق۔ مولانا پر حیرانی چھا گئی۔ اور دلی عقیدتمندی سے مرید راسخ الاعتقاد ہو گئے۔ اور پیر کے فیض تعلیم سے اس قدر کمالِ روحانی پیدا کیا کہ آج اسلامی دُنیا میں صوفیائے کرام آپ کے کلام منجز نظام کے دلدادہ اور فریفتہ ہیں اس سے بہتر اور عمدہ کوئی کتاب دُنیائے تصوف میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ اور نہ آیندہ ہونے کی اُمید ہے۔

یہ کتاب فلسفہ تصوف کی جان ہے۔ کسی پیر کامل سے بعیت اور علم تصوف سے واقفیت ہو تو مثنوی مولانا رومؒ سے اچھا رفیق اور اُستاد نہیں مل سکتا۔

حضرت[2] قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت قبلہ خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] صوفی کرم الٰہی ڈنگوی [2] از صوفی کرم الٰہی ڈنگوی

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ یہ جو مشہور ہے کہ ملتان میں حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ مرشد حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی قبر ہے غلط ہے۔ آپ کے مزار مبارک کا نشان کہیں نہیں ملتا۔ (نوٹ) اُس وقت خیال گذرا تھا۔ کہ حضور کا ارشاد عام روایت کے مطابق نہیں۔ عام طور پر بھی مشہور ہے کہ مولانا رومؒ کے مرشد حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ملتان میں ہے اور لوگوں نے بچشم خود وہاں مزار شریف کی زیارت کی ہے۔ لیکن حضور پرُ نور کے ارشاد کی صداقت اس طرح ہوگئی۔ کہ مسلم یونیورسٹی کے چندہ کے لئے ہز ہائینس سر آغا خان کا مسلم کمیونٹی میں شہرہ ہوا اور ہر مسلمان کو سر آغا خان کے نسب نامے کی تلاش ہوئی تو اخباروں میں اُن کا نسب نامہ چھپا۔ اُس سے معلوم ہوا کہ شمسؒ ملتانی آغا خان صاحب کے مورث اعلےٰ ہیں۔ تمام نسب نامے پر غور کرنے کے بعد اور ہز ہائینس سر آغا خان صاحب کے شیعہ اسماعیلیہ ہونے سے یقین ہوگیا کہ جس بزرگ شمسؒ کی قبر ملتان میں ہے وہ شیعہ اسماعیلیہ تھے اور ہر فرقہ کے عقائد کے لحاظ سے مولانا رومؒ اور دیگر حضرات صوفیہ کے عقیدے کے موافق نہیں ہیں۔ عہد مولانا رومؒ میں فرقہ شیعہ اسماعیلیہ اہل سُنت والجماعت کے جس میں سے حضرات صوفیائے کرام اور خود مولانا رومؒ گذرے سخت مخالفانہ روش رکھتا تھا۔ اِس لئے مولانا رومؒ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بنی فاطمہ شیعہ اسماعیلیہ میں سے نہیں ہے۔ اور نہ اُن کی قبر حسب ارشاد حضور قبلۂ عالم جلالپوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملتان میں ہے)۔

آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا رومؒ گو قاضی سلطان تھے اور بکثرت آمدنی رکھتے تھے۔ مگر خواجہ شمس تبریزؒ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوتے ہی سب تعلقات چھوڑ بیٹھے۔ آمدنی بند ہوگئی۔ اور متعلقین کو عسرت لاحق ہوئی۔ مولانا رومؒ کے صاحبزادے نے ارادہ کیا کہ چونکہ حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے میرے باپ کو بگاڑا ہے اور ہمارے خاندان کو مفلس کردیا ہے بہتر یہ ہے کہ اُنہیں قتل کرکے مولانا کو اُن کے پنجے سے چھڑایا جاوے۔ شاید حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا کی حالتِ سابقہ عود کر آئے۔ اور خاندان کی عزّت و حرمت بدستور

ے صوفی کرم الہٰی ڈنگوی ÷

Marfat.com

سابق برقرار ہے۔ فرزند مولانا رومؒ نے یہ ارادہ کر کے چند اوباشوں کی معیت میں اِس خلوت گاہ کو جا گھیرا جہاں حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ حقائق روحانی کا ورد کر رہے تھے۔ اور تعلیم تصوف کا درس ہو رہا تھا۔ فرزند مولانا نے خلوت کے باہر کھڑے ہو کر بے ادبانہ الفاظ میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کو مخاطب کیا۔ اور باہر نکلنے کے لئے کہا وہ عارف باللہ فوراً نکل آئے قاتلوں نے تلواروں کے وار کرنے شروع کر دیئے۔ مگر چند قطرات خون کے سوا قاتل و مقتول کے لاشوں کا کچھ نشان نہ ملا۔ ایسی حالت میں قبر کس کی بنائی جاتی۔ حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بالکل بجا تھا۔ مولانا رومؒ نے خود اِس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

فتنۂ آشوب و خونریزی مجو　　بیش ازیں از شمس تبریزیؒ مگو

جب کبھی رفع مشکلات و مصائب کے لئے درخواست کی گئی تو بعد دعا ارشاد فرمایا کہ جو وظائف مقررہ ہیں وہ ہرگز ناغہ نہ ہوں مداومت وظائف سے مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ مصائب کٹتے ہیں چراغ روح روشن ہوتا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے خاص نسبت پیدا ہوتی ہے اور روحانی امداد پہنچتی ہے آپ نے فرمایا کہ وظیفہ "مُسبعات عشر" دشمنوں سے نجات پانے کے لئے مجرب وظیفہ ہے اِس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک شخص "مُسبعات عشر" کا عامل تھا۔ لیکن جہاں جہاں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ابتدا میں پڑھنی چاہیئے تھی وہاں نہ پڑھتا تھا۔ اور اس وظیفہ کو کبھی اُس نے ناغہ نہیں کیا تھا۔ ایک دن جنگل میں جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں نے آگھیرا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور جان لینے کے درپے ہوئے۔ دفعتاً چند سوار شمشیر بکف وہاں وارد ہوئے ڈاکوؤں کو فوراً بھگا دیا۔ اور مسافر کو معہ مال و اسباب بچا لیا۔ وہ جملہ سوار بے سر تھے۔ کسی کے جسم پر سر نہ تھا۔ مسافر متعجب تھا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ بے سر سواروں نے کہا کہ ہم "مُسبعات عشر" ہیں۔ جو تیری مدد کو آئے ہیں۔ چونکہ تو بغیر بسم اللہ کے یہ وظیفہ پڑھا کرتا تھا۔ اِس لئے ہم سب بے سر ہیں۔ یہ رجال الغیب تھے۔ جو مُسبعات عشر" کے اثر

ﻟﮧ صوفی کرم الٰہی ڈنگوی۔

Marfat.com

سے متوجہ امدادِ مسافر ہوئے اور اُس کو غارت گردں سے صاف بچالیا +

ایک[1] شخص نے حضور قبلۂ عالم سے تصوّر کے بارہ میں پوچھا کہ بعض اس کو شرک کہتے ہیں۔ حضور نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ وہ مجبور ہیں۔ اس راستے سے ناواقف ہیں۔ تصوّر کا عمل کسی مرد کامل کے ذریعہ سے کرتے تو اُس کے فوائد سے واقف ہوتے اور شرک و توحید کے مسائل سے علم حاصل کرتے۔ تصوّر خیالات کی یکسوئی کے لئے ایک آلہ ہے۔ جس کا تصوّر کیا جاتا ہے۔ اُس کو محبوب کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے۔ الوہیت کی صفات اُس میں اعتقاد نہیں کی جاتیں جو خاصۂ ذاتِ الٰہی ہیں۔ صرف ایک خیال و تصوّر سے مشرک کس طرح بن سکتا ہے۔ عام طور پر لوگ اگرچہ باقاعدہ طور پر تصوّر نہیں کرتے اور اُس کو تصوّر صوفیانہ نہیں کہہ سکتے تاہم انسان بقول۔

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال

عالم تصوّر خیال میں انسان، حیوانات، مکانات، اشجار، بحر و بر وغیرہ کا خواب یا بیداری میں کچھ نہ کچھ تصوّر کر ہی لیتا ہے۔ تو کیا وہ مشرک ہو جاتا ہے؟۔ اگر یہ شرک ہے تو کوئی انسان اس شرک سے بچ نہیں سکتا۔ پس تصوّر جو روحانی فضائل کے حصول کا ایک سبق ہے۔ اُس کو شرک کہنا درست نہیں ہے ؎

تصوّرات کی محفل میں کر تلاش اُس کو
تحیّرات کی دُنیا میں کیوں بھٹکتا ہے

ایک[2] دن کسی نے فقیر کے معنی پوچھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جس کے بارہ میں حدیث "الفقر فخری" وارد ہے۔ یعنی ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر خود فخر کرتی ہے۔ یہی فقر ہے کہ جملہ سلاسل مشائخ میں مروج ہے۔ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ اسی فقر کے دلدادہ اور آرزومند تھے۔ اور یہی راہ حق ہے۔ جو بغیر اتباعِ سنّت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حاصل نہیں ہو سکتی۔ظاہر میں قرآن کریم اور حدیث شریف کی پابندی اور باطن میں مشاغل روحانی سے صفائی باطن کا نام فقر ہے۔ اور یہ گروہ قلیل ہے۔ خدائے تعالےٰ انہیں لوگوں کے متعلق فرماتا ہے

---

[1] صوفی کرم الٰہی ڈنگوی۔ [2] از صوفی کرم الٰہی ڈنگوی ۱۲ +

Marfat.com

"وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْر" دوسرا گروہ فقرا کا وہ ہے جو محض گداگری اور فقر و فاقہ میں مُبتلا ہوتا ہے۔ شکم پروری کے لئے کاسۂ گدائی لئے پھرتے ہیں۔ فضیلت صبر و شکر نہیں رکھتے اور "عبادی الشکور" میں داخل نہیں ہوتے۔ ایسے فقرا کے بارہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے "الفقر سواد الوجہ فی الدارین" کہا ہے۔ یعنی فقر گدایانہ دونوں جہان کی رسوائی ہے۔ دُنیا میں یہ سبب گداگری و افلاس کے ذلیل اور آخرت میں صبر و شکر اور زہد و قناعت سے عاری ہونے کی وجہ سے مایوس و ناکام۔ ایسے فقرِ ذلیل کو حقیقی فقر سے کوئی نسبت نہیں ہے ؎

کہیں فقیر کا دستِ سوال بڑھتا ہے
فقیر وہ ہے جسے حاجتِ سوال نہیں

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ طالبِ صادق کو بمصداق یک در گیر و محکم گیر بہ استقامت ایک کا ہو کر رہنا چاہیئے۔ ورنہ کامیابی ممکن نہیں۔ بُلبُل کی طرح آوارگی اچھی نہیں۔ کہ جہاں شگفتہ پھول دیکھا وہیں جا بیٹھی ؎

وفاداری مجو از بلبلاں چشم
کہ ہر روز سے بدیگر گل سرائید

طالب جہاں بیٹھے وہیں اپنی ذات کو طلب میں فنا کردے۔ تاکہ محبوبِ حقیقی کا وصل حاصل ہو ؎

اے مرغِ سحر عشق زِ پروانہ بیاموز	کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

ایک[2] روز حکیم ہادی حسین صاحب دولت پوری نے عرض کی کہ مشائخ متقدمین کا یہ دستور تھا۔ کہ بعض لوگوں کو جو بہ ارادۂ بیعت اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کسی اور شیخ کی طرف رہنمائی فرماتے تھے اور کہہ دیتے تھے۔ کہ تیرا حصہ فلاں بزرگ کے پاس ہے۔ آجکل کے پیر ایسا نہیں کرتے اور جتنے لوگ اُن کے پاس آتے ہیں۔ سب کو بیعت کر لیتے ہیں۔ حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کام قسمت پر منحصر ہے۔ اس زمانہ میں بھی ایک آدمی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُسے دوسری

[1] از مولوی غلام رسول صاحب کلرک دفتر صوفی [2] ایضاً منہ ۱۲

Marfat.com

جگہ بھیجدیا۔ اسی طرح پشاور سے ایک ضعیف العمر شخص بارادہ بیعت آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تیری عمر اس قدر تکلیف برداشت کرکے یہاں تک آنے کے قابل نہ تھی۔ پشاور ہی میں فلاں بزرگ موجود ہیں اُن سے بیعت کرلے۔ آپ نے فرمایا کہ ارادتِ شیخ ارادۂ ایزدی کے تابع ہے۔ جہاں خدا کی مرضی نہ ہو وہاں شیخ کا خیال بھی نہیں ہوتا اور موانع بیش از بیش پیش آجاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کسی بزرگ کے انتقال کا وقت قریب ہوا۔ خدام نے دریافت کیا کہ آپ کے بعد سجادہ نشین کون ہوگا جو خلقِ خدا کو تعلیم و تلقین کرے گا۔ اُس بزرگ نے کہا میں مختار نہیں کہ کسی کو اپنی جگہ بٹھادوں۔ لیکن مجھ کو یہ ایما ہوا ہے کہ کوئی بُت پرست میری جگہ بیٹھے گا یہ کہا اور وہ بزرگ جان بحق تسلیم ہوئے۔ بعد ازاں ایک گبر رقص کرتا اور کلمۂ شریف پڑھتا ہوا وہاں آیا اور سجادہ پر بیٹھ گیا۔ اور اس طرح تلقین شروع کی کہ گویا وہ پہلے ہی سے عارف تھا۔ پھر فرمایا کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب الٰہی کی ذات پر عاشق تھے۔ اور وہ بھی اُن پر جان و دل سے فدا تھے۔ وقتِ وفات حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ موجود نہ تھے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امیر حاضر ہے؟ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے عرض کی نصیر حاضر ہے۔ چونکہ آپ کی مرضی نہ تھی خاموش ہوگئے۔ دو تین مرتبہ آپ نے پھر پوچھا امیر حاضر ہے؟ جواب ملا نصیر حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ نظام الدینؒ تو امیر کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نصیر کو۔ اُسی وقت خرقۂ خلافت حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا ؎

دلم خواہد کہ بسپُرد سوئے یاراں ۔۔۔ دوالِ من بدستِ بازداراں

ایک[1] روز ارشاد ہوا کہ حضرت سرمد علیہ الرحمۃ کو اورنگ زیب عالمگیر نے غلط فہمی سے قتل کرادیا۔ آپ ہمیشہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکر فرماتے تھے۔ بادشاہ اور قاضی نے کہا کہ اس سے آگے بھی کہئے۔ آپ نے فرمایا اس سے آگے کچھ نہیں چند مرتبہ اصرار ہوا مگر سرمدؒ اپنی ضد پر قائم رہے۔ اِس لئے حکم بادشاہ سے قتل کئے گئے۔ قتل کے بعد حضرت سرمدؒ شہید کے سرِ مبارک سے آواز آئی ؎

[1] از مولوی غلام رسول ساکن کالو والی ضلع گجرات۔

Marfat.com

سر در قدم یار فدا شد چہ بجا شد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ این بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد

پھر آپ کے جسم مبارک نے "کلمہ لا الٰہ الا اللہ" اور سر نے "محمد رسول اللہ" کا ورد شروع کیا۔ یہ حال دیکھ کر بادشاہ اور قاضی حیران، خالق شرمسار ہوئے۔

پھر فرمایا کہ حضرت منصور شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی عالمان وقت نے غلطی سے دار پر کھنچوا دیا۔ کسی کو اُن کی منزل کا علم نہ تھا، کہ اُن کو اس حال سے آگاہ کرتا۔ حضرت شبلیؒ بھی صوفیٔ وقت تھے اُس وقت شاید منزل منصورؒ سے بے خبر ہوں۔ وہ تو گروہ مشائخ سے تھے۔ بعض اوقات انبیاء علیہم السلام پر بھی ایسا وقت آتا ہے۔ جس کی نسبت حضرت رسول مقبول صلعم (روحی فداہ) فرماتے ہیں۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل۔ مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت فرماتے ہیں ؎

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شمیدی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہانست ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ دمے پیدا و دیگر دم نہانست
گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم
اگر درویش بر یک حال ماندے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ سر دست از دو عالم بر فشاندے

پھر فرمایا کہ ایک دیوانہ بالکل برہنہ گدھے پر سوار حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراقبیں سرنگوں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوانے نے کہا تم کس کو دیکھتے ہو میں تو یہ کھڑا ہوں آپ نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف غور سے دیکھا۔ وہ گدھے سے اُتر آیا۔ کپڑے پہنے۔ بدن ڈھکا۔ نماز پڑھی اور اپنے گدھے کو لیکر چلا گیا۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دیوانہ بھی منزل منصورؒ میں تھا۔ لیکن اب ہوش میں آگیا۔ اگر منصورؒ بھی ہمارے زمانے میں ہوتا تو ہرگز سولی پر نہ چڑھایا جاتا۔

ا؎ از مولوی غلام رسول ساکن کالووالی ضلع گجرات۔ ۲؎ ایضاً منہ ۱۲

Marfat.com

ایک[1] روز عبداللہ درویش کی طرف منہ کر کے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عبداللہ بھی ایک دفعہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا تھا۔ عورت نے پوچھا تو کون ہے عبداللہ نے کہا میں تیرا عاشق ہوں۔ اُس نے کہا مجھے کیا دیکھتا ہے۔ میرے پیچھے میری ہمشیرہ آ رہی ہے جو مجھ سے کئی درجہ زیادہ حسین ہے اُسے دیکھ عبداللہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اُس عورت نے زور سے اِس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا میرے عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر دوسروں کی طرف دیکھتا ہے عبداللہ شرمندہ ہوا۔ پھر فرمایا کہ یہ بلبل کا عشق ہے جہاں پھول کھلا ہوا دیکھا اُڑ کر وہیں جا بیٹھی۔ اسی درجہ سے اُس کا عشق ناقص خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ پروانہ جب شمع کے پاس آتا ہے تو بدوں حصول مرتبۂ فنا فی العشق اور بغیر اپنی جان فدا کئے نہیں جاتا ؎

بلبل و پروانہ میں ہے فرق اے اہلِ نظر
وہ تڑپ کر رہ گئی اور یہ تڑپ کر مر گیا

ایک[2] دن حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے استغراق کا تذکرہ تھا۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ آخری ایام میں آپ کے استغراق کی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ ایک درویش نماز کے وقت پہلے آپ کو وضو کراتا۔ پھر نماز کی نیت اور تعداد رکعت بتاتا۔ اور آہستہ آہستہ نماز کے الفاظ پڑھتا جاتا۔ اس حال میں ایک دن میاں روشن دین آ گئے۔ پوچھا کون ہے۔ عرض کی روشن دین ہوں۔ پوچھا کون روشن دین کہا وہی جو ہر وقت حاضر خدمت رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تو تو وہی روشن دین ہے مگر میں وہ شمس الدین نہ رہا ؎

ہر کوئی راہِ طلب میں ٹھوکریں کھاتا رہا
آپ جس کو مل گئے وہ آپ سے جاتا رہا

ایک[3] دن نیک لوگوں اور صالحین کا ذکر تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں ایک درویش رہتا تھا۔ جسے عرصہ دراز تک حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی

---

[1] از مولوی غلام رسول ساکن کالو والی ضلع گجرات [2، 3] ایضاً سنہ ۱۲ +

Marfat.com

خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہوچکی تھی۔ وہ اکثر رات کو میرے پاؤں دبایا کرتا تھا۔ اور جب کبھی میں تھک جاتا یا کسی اور وجہ سے میری طبیعت ناساز ہوتی۔ تو اُس مردِ صالح کے پاؤں دابنے سے معاً آرام حاصل ہوجاتا۔ ایک دن اُس شخص نے رات کو پاؤں داب کر تونسہ شریف جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے کہا وہاں جاکر کیا کروگے یہیں رہو۔ مگر اُس نے اصرار کیا تو میں نے اجازت دیدی۔ بعد ختم اوراد وظائف صبح تڑکے وہ شخص آیا۔ میں نے پوچھا تم گئے نہیں۔ کہنے لگا رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ صاحب تونسوی اور حضرت خواجہ صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں پتھر کی ایک پٹڑی پر تشریف فرما ہیں۔ دریافت کیا تو جواب ملا کہ ہم لوگ یہیں جلال پور شریف میں مقیم ہیں۔ اِس لیئے میں نے تونسہ شریف جانے کا ارادہ ملتوی کردیا +

ایک[۱] روز حاضرین مجلس میں سے کسی نے عرض کی کہ غریب نواز سید غلام شاہ ہرنپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جو مشہور ہے۔ کہ آپ کے پاس "سندان" چلکر آگئی تھی کیا یہ واقعہ دُرست ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ واقعہ صحیح ہے، میں نے خود شاہ صاحب سے دریافت کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اِس میں میری کوئی کرامت نہیں۔ صرف حضرت خواجہ غریب نواز تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تصور کا تصرف ہے۔ مدعی کے اِس سوال پر کہ میں سندان کو حرکت دے [illegible] میں نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کیا۔ تھوڑی دیر میں سندان نے حرکت کی اور میرے قدموں میں آگئی۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب کو تصور میں کمال حاصل تھا۔ یہاں تک کہ رفع حاجت کے وقت آپکو منہ پر پردہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی تھی ؎

تصور ہے عجب شے اجتمک من حیث التصور ہو
چلے آتے ہیں لاکھوں کوس سے سرکار خلوت میں

ایک[۲] روز ارشاد ہوا کہ سائل کا سوال حتی الامکان رد نہ کرنا چاہیے۔ حسب توفیق

---

[۱] از جناب ماسٹر محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات سب ڈویژن جہلم [۲] ایضاً منہ ۱۴ +

اُس کی مطلب براری کر دینی چاہئے۔ گو بعض سوالی ضدی ہوتے ہیں اور بے حد تنگ کرتے ہیں تاہم حتی الوسع سائل کو خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حضرت بابا فرید الحق والدین کی خدمت میں چار فقیر قلندر صورت حاضر ہوئے۔ اور گستاخانہ طریقہ سے مکلف کھانے کا مطالبہ کیا۔ حضرت بابا صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ اِس وقت جو ماحضر لنگر میں موجود ہے اُسی پر اکتفا کیجئے۔ شام کو حسب خواہش پر تکلف کھانے تیار کرا دیئے جائیں گے۔ مگر وہ لوگ سختی کے ساتھ مُصِر ہوئے۔ اور جب کسی طرح اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ تو حضرت بابا صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ کل جنگل میں جو مُردار کھایا تھا کیا وہ بھُول گئے ہو جو مُکلف کھانوں کے لئے اِس قدر اصرار کرتے ہو۔ یہ سُن کر وہ فقیر بہت نادم ہوئے اور معافی مانگی ۔

آپ[۱] نے فرمایا کہ بعض اوقات سائل کی صورت میں خدائے تعالےٰ بھی اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے۔ چنانچہ حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے کسی درویش کا ذکر کیا۔ کہ اُن کی خدمت چار درویش آئے۔ آپ نماز میں مشغول تھے نو وارد درویش کمرہ کا تمام اسباب اور سامان سمیٹ کر گٹھڑیاں باندھ کر لے گئے حاضرین نے اُن سے تعرض کرنا چاہا مگر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر منع فرمایا اور خاموش ہو رہے۔ تیسرے روز وہ لوگ بدستور گٹھڑیاں واپس لے آئے۔ اور سب اسباب چھوڑ گئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اِس طرح درویشوں کے صبر اور حوصلے کی آزمائش کی جاتی ہے ۔

ایک[۲] روز توکل کے متعلق ذکر فرماتے ہوئے ایک مردِ متوکل کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اور گھر والوں کو تنگیٔ معاش کی شکایت تھی۔ حتیٰ کہ فاقہ کشی کی نوبت پہنچی۔ ایک روز گھر والوں کے اصرار سے تلاشِ معاش میں نکلے۔ کنارِ دریا پر جا کر خیال گیا کہ اِس قدر عمر تو خدا کی مزدوری میں صرف کی۔ اب کسی غیر کے دروازے پر جاؤں تو حیف ہے چلو آج بھی اُسی کی مزدوری

---

[۱] از جناب ماسٹر محمد حسین صاحب۔ انسپکٹر ڈاک خانہ جات سب ڈویژن جہلم۔ [۲] ایضاً منہ ۱۲

کریں۔ یہ سوچ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ شام ہوئی۔ گھر واپس آئے۔ اہل خانہ کے استفسار پر یہ بہانہ کر دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے اُس نے کل مزدوری دینے کا وعدہ کیا ہے۔ دوسرے روز پھر جا کر بدستور سابق تمام دن عبادت الٰہی میں صرف کیا۔ شام کو خالی ہاتھ گھر آئے۔ اور وہی بہانہ کر کے وقت ٹالا۔ تیسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ مگر شام کو واپسی کے وقت یہ صاحب توکل بزرگ سخت حیران تھے۔ کہ دو روز تو حیلہ سازی سے کام چل گیا۔ آج بڑی مشکل ہو گی۔ اس لئے کنارِ دریا سے کچھ ریت کپڑے میں باندھلی۔ اور گھر آئے۔ اندر پہنچے تو دیکھا کہ گھر والے خوشی خوشی کھانا پکانے میں مصروف ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص آکر کچھ نقدی دے گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ تمہارا شوہر ہمارے یہاں مزدوری کرتا ہے یہ اُس کا معاوضہ ہے۔ بلکہ کئی دن کی مزدوری پیشگی دے گیا ہے۔ وہ درویش خدا کا شکر کرنے لگا۔ ریت کی جو گٹھری آٹے کے بہانے سے رکھی ہوئی تھی۔ باہر پھینکنے کے لئے کھولی تو اُس میں بھی بجائے ریت کے زرِ خالص نکلا۔ سبحان اللہ ؏

خدا خود میرِ سامانست ارباب توکل را

ایک[1] مرتبہ ایک پیر بھائی نے اجمیر شریف کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ عجب بارونق دربار ہے۔ کہ وہاں ہر فرد بشر "معین معین" پکارتا ہے۔ حتیٰ کہ جاروب کش مہتر بھی گلیوں میں صبح کے وقت معین معین ہی کہتے پھرتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تصرف اولیاء اللہ اور ہیبت الٰہی ہے ؎

ہیبت حق است ایں از خلق نیست
ایں کرامتہائے صاحب دلق نیست

ایک[2] مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ توکل کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل یہ کہ کام کرے اور اُس کا ثمرہ حق تعالےٰ کے سپرد کر دے۔ کام پر بھروسہ نہ کرے۔ یہ توکل شریعت ہے۔ دوم تمام تعلقات سے دل کو فارغ کر کے حق تعالےٰ سے مشغول ہو۔ حتیٰ

---

[1] از ماسٹر محمد حسین صاحب مذکور۔ [2] ایضاً منہ ۱۲

کہ واصل ہو جائے۔ یہ توکل طریقت ہے۔ سوم اپنی وہمی ہستی کو بالکل مٹا دے کہ سوائے ذات کے کوئی شے باقی نہ رہے۔ اور ہر جگہ ہر حال میں وہ ہی وہ نظر آئے۔ یہ توکل حقیقت ہے +

نیز[1] ارشاد فرمایا کہ صوفیوں کی کاشتکاری اہل دُنیا کے طریقوں کے خلاف ہوتی ہے۔ اہل دُنیا مال اور غلہ کی فراہمی کے لئے کاشتکاری کرتے ہیں۔ مگر صوفی ملامت کے سبب سے کرتے ہیں۔ تاکہ اہل دُنیا کے نزدیک دُنیا داروں میں شمار ہوں۔

ایک[1] شخص نے عرض کی کہ ملازمت کی کوئی صورت نہیں۔ دعا فرمایئے بعیال کی معاش سے تنگ ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اکثر لوگ ملازمت کا سودا سر میں رکھتے ہیں۔ اور ملازمت کو رزق کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ خالق مطلق نے لوگوں کا رزق اپنے ذمے لے لیا ہے۔ اور اُن کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ مگر عالم اسباب میں چارہ لازمی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مشاغل روزی پیدائش کی اصلی غایت اور عبادت الٰہی میں خارج نہ ہوں +

پھر[2] ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت موسےٰ علیہ السّلام کو درد چشم لاحق ہوا بارگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ الٰہی صحت چشم کے لئے کچھ ارشاد فرما۔ حکم ہوا کسی طبیب سے دوا پوچھ۔ عرض کی خداوندا تیرے سوا میں کسی کو حکیم نہیں جانتا۔ ارشاد ہوا یہ درست ہے مگر دُنیا عالم اسباب ہے۔ جو کوئی اسباب دُنیا کے مطابق عمل پیرا ہوتا ہے میں اپنی عادت کے موافق اُس کا کام کر دیتا ہوں۔ پس حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے کسی طبیب کا علاج کیا۔ اللہ تعالےٰ نے صحت عنایت فرمائی +

پھر[3] آپ نے ارشاد فرمایا کہ توکل صوفیائے کرام کے لئے فرض ہے۔ سالک کو لازم ہے کہ ہر حال میں توکل کرے اور روزی کا مدار پیشے پر نہ سمجھے +

---

[1] از ناصر محمد حسین صاحب مذکور ۱۲ [2] ایضاً منہ ۱۲ [3] ایضاً منہ ۱۲ +

Marfat.com

ارشاد ہوا پیر وہ ہے جو مرید کو غنائے قلبی بخشے۔ اور حبِ دنیا سے مستغنی کر کے محبتِ الٰہی میں مستغرق کرے۔ نہ کہ محبتِ دُنیا میں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو مُردار سے تعبیر کیا ہے۔ اور دوستانِ خدا نے بھی اس سے پرہیز کیا ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں پیر وہ ہے جس کا دل اوصاف مذمومہ سے پاک ہو۔ اور اوصافِ حمیدہ سے منور۔ پیر کی متابعت ہر حال میں لازم ہے ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

سالک کو چاہیے کہ اوصاف باطن کے حصول میں سعی کرے۔ ظاہر کچھ بھی ہو۔ درویشی لباسِ ظاہری پر موقوف نہیں ہے ؎

درویش صفت باش و کلاہ تتری دار
حاجت بہ کلاہ برکی داشتنت نیست

ایک شخص نے سوال کیا کہ لباسِ ظاہری میں متابعت پیر کی ضرورت ہے یا نہیں ارشاد فرمایا متابعت بہتر ہے۔ مگر زیادہ ضروری متابعت افعال، اقوال، اور اشغال پیر کی ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن بعدِ غسل ملازم آپ کی خدمت میں بلا سنجاف کی ٹوپی لایا۔ حضور نے واپس کر دی کہ یہ میرے پیر کی سُنت کے خلاف ہے مغزی دار ٹوپی لاؤ۔

ارشاد فرمایا فنافی الشیخ یہ ہے کہ صورت پیر میں ایسا محو ہو کہ اپنی حرکات و سکنات سے بے خبر ہو جائے بلکہ پیر اور مرید کی صورت ایک ہو جائے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اگر مرید کو کوئی حاجت درپیش ہو۔ تو پیر کی خدمت میں عرض کرے۔ یا نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ مرید صادق کو اظہار حال کی ضرورت نہیں۔ پیر کی مدد خود بخود شاملِ حال ہوتی ہے ؎

ملف و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ یہ سب مضامین ماسٹر صاحب مذکور سے ہیں ۱۲

Marfat.com

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ارشاد فرمایا مرید کو لازم ہے کہ تصوّرِ شیخ کرے۔ تاکہ صورتِ حقیقی اُس سے جلوہ گر ہو۔ اگر طالب خدا ہے تو پیر کی صُورت کا عاشق ہو۔ تاکہ ذاتِ حق جلوہ نمائی کرے ؎

گر بجوئی ذاتِ حق را صورتِ مرشد ببیں
عاشقے شو ذاتِ حق را اندراں روشن ببیں

جب صوفی کو پیر کا تصوّر کامل حاصل ہو جاتا ہے تو پھر وہ کسی گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔ نیز رفعِ خطرات کے لئے تصوّرِ شیخ نافع ہے ؎

تصوّرِ شیخ ہی کا رہبرِ راہِ طریقت ہے فنا ہو شیخ میں یہ زندگی جانِ محبت ہے

ارشاد ہوا مرید کے لئے جو کچھ ہے پیر کی ذات ہے۔ جب پیر کا دیدار حاصل ہو گیا تو دوسروں کی طرف التفات کرنا بھی غیرت ہے۔

خداوند کریم ہر گناہ کو معاف کر دے گا۔ مگر شرک کو معاف نہ کرے گا۔ خدا کے رسُول بھی شرکتِ اغیار کے مخالف تھے۔ آپ نے فرمایا ہے جو دوسروں کی ... کو تیری صحبت پر اور اوروں کی محبّت کو تیری محبّت پر ترجیح دے۔ وہ تیرا (دوست نہیں) اُس کی محبّت سے کنارہ کش ہو۔ جو مرید اپنے پیرِ طریقت کے سوا کسی کا دم بھرے وہ مرید نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ جب آدمی اپنے معشوق و مطلوب میں کسی غیر کی شرکت گوارا نہیں کر سکتا۔ جب ایک شیر نہیں چاہتا کہ اُس کے جنگل میں دوسرا شیر آئے تو ایک پیر کی غیرت اِس امر کو کس طرح گوارہ کر سکتی ہے۔ کہ اُس کی محبّت میں کوئی دوسرا شریک کیا جائے ؎

طالبِ کُل ہو کے فوت اکل کی محرومی نہ لے
ایک کا ہو جا تو پھر سب کچھ ترا ہو جائے گا

؎ از ماسٹر محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ جات ۱۲

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب تک تصوّر شیخ قلب مرید میں متحقق نہ ہو منزل فنافی الشیخ کا حاصل ہونا نا ممکنات سے ہے۔ درجۂ فنافی الرسولؐ و فنافی اللہ کے حصول کا پہلا زینہ منزل فنا الشیخ ہے۔ جب تک تصور شیخ کامل نہ ہو قدم آگے نہیں چلتا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ حضور جب تک دل سے تصورات اور اوہام زائل نہ ہوں فنافی اللہ کس طرح متحقق ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی بادشاہ کسی ملک میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوتا ہے تو اس ملک کو درہم و برہم کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین کو ذلیل کر دیتا ہے۔ خداوند کریم خود ارشاد فرماتا ہے۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تصورات وہمی بھی شیطانی وسوسہ سے پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ شیطان کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شبیہ یا صورتِ شیخ سے مشابہ ہو سکے پس یہ دونوں تصور عین مشاہدہ حق ہیں جیسے نقش حباب جو پانی سے پیدا ہوتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر پانی میں مل جاتا ہے اس کی نسبت یہ وہم نہیں ہوتا کہ پانی اور شے ہے اور حباب اور شے، البتہ اس قدر فرق ضرور ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے ایک شکل پانی سے نمودار ہو جاتی ہے۔ ورنہ وہ ہی پانی ہے اور وہی حباب ہے

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت صاحبزادہ محمد الدین صاحب سیالوی نے ایک بار حضرت شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے بارہ سال کے بعد ایک غرق شدہ کشتی کو معہ مسافروں کے صحیح و سالم نکال لیا تھا۔ یہ ممکنات سے ہے یا نہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ بارہ سال کا عرصہ زیادہ ہوتا ہے یا سو سال کا۔ کیا تم نے قرآن شریف میں حضرت عزیرؑ کا قصہ نہیں پڑھا جس کا ذکر سورہ بقر کے رکوع ۳۵ میں آیا ہے۔ مفسرین

Marfat.com

لکھتے ہیں۔ کہ بخت نصر شہنشاہ شام بیت المقدس میں آگ لگا کر اور شہر کو اُجاڑ کر بنی اسرائیل کو پکڑ کر لے گیا۔ حضرت عُزیر علیہ السلام اس ویرانی کے وقت بیت المقدس سے گذرے اور تعجب سے کہنے لگے کہ یہ شہر کس طرح آباد ہو گا۔ ؎

ایسے اُجڑے کبھی بھی بستے ہیں

اللہ تعالٰے کو انہیں اپنا نمونہ قدرت دکھانا منظور تھا۔ اسی جگہ اُن کی رُوح قبض ہوئی سو برس تک مرے پڑے رہے۔ نوشک فارسی نے بیت المقدس کو پھر آباد کیا۔ اور حضرت عُزیر علیہ السلام زندہ کیئے گئے۔ اُن کا گدھا بھی اُن کی نظروں کے سامنے زندہ کیا گیا۔ خدا نے اُن کے کھانے پینے کی حفاظت کی۔ یعنی وہ کھانا جو قبل از قبض رُوح اُن کے پاس تھا۔ بُسا تک نہیں۔ عزیر علیہ السلام کو صرف اسی قدر حیرت تھی۔ کہ خدا خلافِ عادت قدرتوں کو کس طرح نافذ کرتا ہے۔ خدا نے زندہ کر کے اُن سے پوچھا کہ تم اس حالت میں کتنی مُدت رہے ہو گے۔ عرض کی ایک دن یا اس سے بھی کم فرمایا نہیں بلکہ تم سو برس تک اسی حالت میں رہے ہو۔ اب آپ کے کھانے اور پینے کی چیز کو دیکھو کہ کوئی بُسی تک نہیں ہے۔ اور اپنے گدھے کی طرف بھی نظر کرو جس پر تم سوار تھے۔ اُتنے دنوں تک مردہ رکھنے اور پھر جلا دینے سے مقصود یہ ہے کہ تم کو لوگوں کے لیئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنائیں۔ اور گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کرو۔ کہ ہم کیسے ان کو جوڑ کر ان کا ڈھانچ بنا کھڑا کرتے ہیں۔ اور پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب حضرت عُزیر علیہ السلام پر قدرت الٰہی کا یہ کرشمہ ظاہر ہوا تو کہنے لگے اِنَّ اللّٰہ علیٰ کُلِّ شیئٍ قدیر ؎

حضرت صاحبزادہ محمد الدین صاحب رح نے عرض کی کہ اللہ تعالٰے تو ہر چیز پر قادر ہے مگر کشتی کا معاملہ تو حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پیر صاحب علیہ الرحمۃ صاحب منزلِ بقا باللہ تھے۔ جو بزرگ اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں وہ اوصاف الٰہی سے متصف ہو جاتے ہیں۔ صورتِ بشری کا ایک پردہ درمیان حائل رہ جاتا ہے۔ ورنہ ہر ایک فعل جو اُن سے سرزد ہوتا ہے اس میں وہ اختیارات ربانی سے مختار ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے وما رمیت اذ رمیت

Marfat.com

ولٰکن اللہ رمیٰ (سورۂ انفال پارہ ۹ رکوع ۲) یعنی اے محمدؐ جب تم نے کنکر پھینکے تو تم نے کنکر نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے کنکر پھینکے تھے۔ یہ جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے جب شدت جنگ ہوئی تو حضرت نے ایک مٹھی کنکریوں کی لشکر کفار کی طرف پھینکی اور ارشاد فرمایا کہ تم پر پریشانی غالب ہو۔ حکیم بن خزام کا قول ہے کہ ہم فوج قریش کی طرف سے بہت سرگرمی سے لڑ رہے تھے۔ کہ ہمیں سنگ ریزے گرتے ہی آسمان سے ایسی آواز آئی کہ گویا پتھر کسی طشت میں گر رہے ہیں۔ کہ یکایک ہمارے بڑوں کو شکست ہوئی۔ اور پیچھے ہٹنے شروع ہوئے۔ غرض خداوند کریم سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ کنکریاں اور سنگریزے پیغمبر کے ہاتھ سے نہیں پھینکے گئے بلکہ وہ خود ہم نے پھینکے تھے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ما رمیت اذ رمیت گفت حق — کارِ حق بر کارہا دارد سبق

ماچو تیر انیم پرآں از قضا — ما کمان و تیر اندازش خدا

ایک روز محبوبان الہٰی کی کرامت کا ذکر تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے محبوبوں کا سوال ردّ نہیں فرماتا۔ چنانچہ بابا صاحب حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مردے زندہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایک دن ایک مرید معتقد آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اُس کے چہرہ سے ملال کے آثار برس رہے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ خلافِ معمول آج غمگین کیوں ہے۔ پہلے تو جب آتا تھا بخندہ پیشانی آتا تھا۔ اُس نے عرض کی حضور اپنے ایک برادرِ عزیز کو حالتِ نزع میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ جب اُس کی جانکنی مجھ سے نہ دیکھی گئی تو حضور کی خدمت میں بھاگا ہوا چلا آیا۔ آپ نے یہ سُنتے ہی فرمایا کہ جا تیرا بھائی اچھا ہو گیا۔ وہ شخص اپنے گھر واپس آیا دیکھتا کیا ہے کہ اُس کا بھائی پہلے کی طرح تندرست اپنی قوت سے بیٹھا ہوا ہے اور روٹی کھا رہا ہے۔ گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔ وہ شخص بہت حیران ہوا اور بابا صاحبؒ کی خدمت میں آکر سب حال سُنایا۔ اور کہا کہ میرے بھائی کے جینے کی اُمید بالکل منقطع ہو گئی تھی۔ مگر اب وہ بالکل تندرست ہے گویا بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ فریدؒ کئی مرتبہ مرا اور کئی مرتبہ زندہ

Marfat.com

ہُوا ہے۔ پس اگر اُس نے ایک دفعہ مُردے کو جلا دیا تو کیا تعجب ہے؟ ؎

یہ مرگِ عشق بھی اک معجزہ ہے اک کرامت ہے
جو تجھ پہ جان دیتے ہیں وہ مُردوں کو جلاتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ میں باہم ارتباط بے حد رہے۔ دونوں رشتے دار بھی تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ بابا صاحب رحؒ ملتان تشریف لے گئے غوثؒ صاحب کے پاس ایک کنیز بھی جو بہت زیادہ خوبصورت تھی اور جس سے آپ کو محبت تھی۔ لیکن آپ نے بنظرِ باطن لوحِ محفوظ پر دیکھا تھا کہ وہ کنیز شقی ازلی ہے اور داغ شقاوت اُس کی پیشانی پر ثبت ہو چکا ہے اُس کی شقاوت دور کرنے کے لئے ہر چند بارگاہ الٰہی میں دُعا مانگی مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر اُس کنیز کو آپ نے بابا صاحبؒ کے پاس بھیجا کہ بھائی فرید الدینؒ آئے ہوئے ہیں اُن کے وضو کے لئے پانی لے جاؤ۔ کنیز نے کہا کہ میں نامحرم کے سامنے کس طرح جاؤں۔ مبادا وہ مجھ پہ مُبتلا ہو جائیں۔ فرمایا کہ وہ فقیر ہیں تیری طرف التفات نہ کرینگے۔ کنیز پانی لے گئی۔ اور تمام پانی آپ کے ہاتھوں پر بہا آئی۔ بابا صاحبؒ اُس کے مُنہ کی طرف دیکھتے رہے۔ کنیز چین جبیں ہو کر واپس آگئی اور کہنے لگی دیکھئے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ مجھ پر فریفتہ ہو جائینگے فرمایا دوسری صراحی پانی کی لے جاؤ۔ وہ لائی اور پھر ہاتھوں پر تمام پانی لنڈھا کر چلی گئی۔ حضرت غوث صاحبؒ نے فرمایا کہ تیسری صراحی اور لے جاؤ۔ وہ لے گئی جب تک آدھی صراحی کا پانی ختم ہوا حضرت بابا صاحبؒ اُس کی طرف دیکھتے رہے، اُس کے بعد آدھی صراحی سے وضو تمام کیا۔ اور اُس کے چہرہ پر جو داغ شقاوت تھا مٹا دیا۔ اب کنیز واپس آئی تو تمام واقعات بیان کئے۔ حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ نے بنظرِ باطن دیکھا تو داغِ شقاوت کا پتہ بھی نہ تھا۔ خدا سے عرض کی کہ مجھے تو نے غوث کا مرتبہ دیا اور فریدؒ کو قطب کا۔ میں نے ہر چند کوشش اور دعا کی مگر اُس کی بدبختی کا نشان زائل نہ ہوا اور اُس شخص نے صرف ایک نظر سے لوحِ محفوظ کی تحریر مٹا دی حالانکہ درجہ میں وہ مجھ سے کمتر ہے۔ الہام ہوا۔ کہ

Marfat.com

بے شک ہم نے تم کو غوث کا مرتبہ دیا ہے لیکن اجابت دعا کا وعدہ نہیں کیا ہے۔ اور فریدؒ سے ہم نے وعدہ کر لیا ہے کہ تو جو چاہے گا وہی ہو جائے گا۔
سُبحان اللہ ؎

تجھے معلوم ہے حالِ نظر اہلِ نظر لوحِ محفوظ کی تحریر مٹا دیتے ہیں
تو نے خاص حقیقت میں نہیں حاصل کئے اک نظر ڈال کے مُردوں کو جلا دیتے ہیں

بعد ازاں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زہد کا تذکرہ ہُوا تو فرمایا۔ کہ حضرت بابا صاحبؒ کو الہام ہُوا کہ میرا عشق ایک بلا ہے تم اُسے اُٹھا سکتے ہو؟ بابا صاحبؒ نے عرض کی کہ الٰہی اگر تیری توفیق شاملِ حال ہوئی تو کیا مشکل ہے۔ پس خدا کے حکم سے ایک ہوا چلی جو اِس قدر گرم تھی کہ آپ کا تمام گوشت اور پوست گل گیا۔ اور زمین پر گر پڑے۔ پھر صرف ہڈیاں اور رگیں آپ کے جسم مُبارک میں رہ گئیں۔ اِس کے بعد ایک اور ہوا چلی۔ کنکریاں اور سنگریزے زمین سے اڑتے تھے اور آپ کی ہڈیوں اور رگوں میں جا پڑتے تھے۔ مگر اللہ رے استقامت کہ پائے استقلال کو لغزش نہ ہوئی۔ پس دوسری مرتبہ الہام ہوا کہ اے فریدؒ آفرین ہے، تو نے ہمارے عشق کا بار خوب اُٹھایا ؎

عشق بازی طفل بازی نیست اے دل سرباز
زانکہ گوئے عشق نتواں زد بچوگانِ ہوس

آپ نے فرمایا کہ جب فقیر کو درجہ معشوقی و محبوبی حاصل ہو جاتا ہے۔ تو وہ جو کچھ خدا سے مانگتا ہے مِل جاتا ہے +

ارشاد ہُوا کہ حضرت پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی کی بھی ایسی بہت سی کرامتیں ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کے لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں۔ کوئی لڑکا نہ تھا۔ جب اُس کی عورت حاملہ ہوئی تو لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ شوہر اُس عورت سے بیزار ہو گیا۔ اور کہا کہ چلی جا میری طرف سے تجھے جواب ہے۔ میں اِس قدر بچوں کے لئے روٹی کہاں سے لاؤں۔ وہ غریب

Marfat.com

عورت پیر صاحبؒ کی خدمت میں روتی چلاتی حاضر ہوئی اور کہنے لگی حضور دعا فرمائیں کہ ان لڑکیوں کو خدا موت دے تاکہ مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا خدائے تعالیٰ ان کی جان لینے ہی پر قادر ہے اس پر قادر نہیں ہے کہ ان سب کو لڑکا بنا دے۔ آپ کی زبان سے الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ وہ سب لڑکیاں لڑکے ہو گئیں ؎

زبانِ اہلِ دل میں خاص اک ہوتی ہے قوت بھی
بدل دیتے ہیں قسمت بھی، بدل جاتی ہے فطرت بھی

ارشاد ہوا کہ حضرت منصور علیہ الرحمۃ کو جب قید کر کے جیلخانے میں بھیجا گیا اور حکم ہوا کہ دوسرے دن ان کو سولی دی جائے۔ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جیل خانے پہنچے۔ دیکھا کہ قید خانہ خالی پڑا ہوا ہے۔ لوہے کی زنجیریں ادھر اُدھر بکھری پڑی ہیں۔ اور حضرت منصورؒ تنہا قید خانے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا۔ فرمایا چونکہ میں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور وہ سب بھاگ گئے۔ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ پھر آپ بھی کیوں نہ بھاگ گئے فرمایا کہ واہ شبلی! کیا ابھی عقل کے برتنے پر مجھے نصیحت کرتے تھے۔ بھلا خدا کہیں بندوں کے خوف سے بھاگا کرتا ہے؟
آپ نے فرمایا کہ حضرت شبلیؒ دیکھ رہے تھے کہ قید خانے کی دیواریں ٹوٹ گئی ہیں۔ اور قیدی باہر بھاگ رہے ہیں۔ مگر انہیں کوئی دیکھ اور پہچان نہیں سکتا تھا

ارشاد فرمایا کہ بعض خدا کے محبوب خاص و عام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں حضرت خضر علیہ السلام ایک جنگل سے گزرے دیکھا کہ ایک شعلۂ نور زمین سے آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ آپ اُس کے پیچھے روانہ ہوئے۔ معلوم کیا کہ ایک درویش نماز میں مصروف ہے۔ انتظار کیا کہ جب وہ نماز سے فارغ ہو تو اُس سے گفتگو کریں۔ درویش نے جب سلام پھیرا تو پھر نماز شروع کر دی۔ خضر علیہ السلام نے کہا اے درویش میں تیری ملاقات کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور تو میری طرف

Marfat.com

التفات بھی نہیں کرتا۔ میں خلقت میں تجھے شہرت دوں گا۔ کہ اس صفت کا ایک درویش فلاں جگہ موجود ہے لوگ تیرے درپے ہوں گے اور خدا کی عبادت سے تجھے باز رکھیں گے۔ جواب دیا کہ میں انہیں تمہارا پتہ بتا دوں گا کہ خضرؑ یہ ہے۔ یہ کہا اور نظر سے غائب ہو گیا۔ حضرت خضرؑ کو بڑی حسرت ہوئی کہ ایک خدا کا محبوب بندہ ملا تھا۔ افسوس وہ بھی ہاتھ سے گیا۔ ایک مدت تک اس کی تلاش میں سرگرم رہے کہ شاید پھر کہیں نظر آ جائے۔ اتفاقاً پھر دیکھا کہ شعلۂ نور آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اس کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ ایک ضعیفہ سو رہی ہے، واقعہ سابق یاد تھا۔ جگا نہ سکے کہ شاید یہ بھی خفا ہو جائے۔ اور اس درویش کی طرح ہاتھ سے جائے پھر ارادہ کیا کہ جگائیں۔ عتابِ الٰہی ہوا کہ اے خضرؑ خبردار۔ ادب کرو۔ میرے محبوب میری غیرت میں مستور ہیں۔ انہیں بیدار نہ کرو کہ مجھے غیرت آتی ہے ؎

بلے سلطانِ معشوقاں غیور است

حکم الٰہی ہوا کہ ہم نے اپنے محبوبوں کو نظرِ اغیار سے پوشیدہ رکھا ہے ان کا ادب کرو اور کچھ نہ کہو حضرت خضر علیہ السلام عرض کی کہ الٰہی کیا کوئی تیرے محبوبوں میں سے ظاہر نہیں ہے ارشاد ہوا ہاں۔ ایک ہمارا محبوب سیّد عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) مشہور ہے۔ پس خضر علیہ السلام حضرت پیر صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے خضرؑ جس علم کے متعلق تم نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ کیا اُس علم کے متعلق مجھ سے گفتگو کرنے آئے ہو۔ خضر علیہ السلام یہ سنتے ہی خاموش ہو کر ایک طرف بیٹھ گئے ؎

رسم دنیا ہے تحیر خامشی ہے خامشی ہے یہاں دستور جو بولا وہی مارا گیا

ایک روز اعتقادِ مرشد کے متعلق تذکرہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ ایک عالم شخص خدمتِ شیخ میں گیا اور تنگیٔ معاش کی شکایت کی۔ شیخ نے فرمایا کہ یا رخ یا تخم پڑھا کرو۔ وہ چلا گیا اور اسمِ یاحی یاقیوم پڑھتا رہا مدتِ معہود میں اُسے کوئی نفع نہ پہنچا۔ بلکہ عسرت کچھ اور بڑھ

Marfat.com

گئی۔ پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اب تو تنگی اور بھی بڑھ گئی۔ شیخ نے پوچھا کیا پڑھا تھا۔ کہا "یا حیّ یا قیوم" فرمایا تو نے ہمارا حکم نہ مانا بلکہ صحیح اور غلط کے چکر میں پڑ گیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر جا اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے وہ ہی پڑھ۔ وہ شخص محجوب ہو کر واپس آیا اور جو الفاظ شیخ نے بتائے تھے انہیں کا وظیفہ پڑھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں فراغدست ہو گیا۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو کچھ ہے پیر ہے۔ پیر ہے۔ پیر ہے ؎

پیر ہے جو کچھ ہے دُنیا میں مُریدوں کے لئے
پیروی کر پیر دی، تجھ کو خدا مل جائے گا

ارشاد ہوا کہ جس کی عمر تیس برس سے کم ہو ذکر جہر اُسے نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لئے کہ اُس کے جسم میں جوانی کی حرارت ہوتی ہے جس میں حرارت ذکر شامل ہو جاتی ہے۔ مادہ رقیق ہو کر پیشاب کے راستے بہنے لگتا ہے اور اُسے بیکار کر دیتا ہے۔ تیس برس کی عمر کے بعد اعضا سرد ہو جاتے ہیں۔ اور پھر حرارت ذکر نقصان نہیں کرتی۔ بلکہ فائدہ پہنچاتی ہے +

ایک دن میاں محمد اشرف نے حضور میں عرض کی کہ میں نے ایک شخص محمد شاہ نامی کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جو خاندان نقشبندیہ میں بیعت ہے۔ لیکن اُسے حصولِ ملازمت سے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ یعنی وہ ایک بات ایسی کہہ دیتا ہے کہ تمام خلقت پریشان ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا ؎

زمینِ شور سنبل بر نیارد
درو تخمِ عمل ضایع مگرداں

پھر آپ نے فرمایا کہ اس طرح ایک چودھری فلاں گاؤں کا رہنے والا جو حج کر آیا ہے ہمارے ایک پیر بھائی کو طعنے دیا کرتا تھا۔ کہ تم ہر سال اپنے پیر کی خدمت میں جاتے ہو مگر تمہیں کچھ فیض نہیں پہنچتا۔ اُس شخص نے کیا اچھا جواب دیا کہ ہمارے

Marfat.com

پیر کا فیض مثل بارش ہے۔ مگر نقص ہمیں میں ہے۔ بارش ہر زمین پر ایک سی ہوتی ہے مگر زمین کا کوئی حصہ پانی سے لبریز ہو جاتا ہے، کوئی تر ہو کر رہ جاتا ہے اور کوئی بالکل خشک۔ اگر تمہاری طبیعت میں کبر و غرور نہ ہوتا تو تمہیں بھی حج کرنے سے کوئی فیض ضرور پہنچتا۔ لیکن غرور طبیعت کے سبب سے تم خدا کے گھر سے بھی خالی پھرے حالانکہ خدا کا گھر پیر کے گھر سے چند حصے بہتر ہے ؎

خرِ عیسےٰ اگر بمکہ رود　　چوں بیاید ہنوز خر باشد

پھر ارشاد ہوا کہ ایک شخص حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا رہا تھا۔ اثنائے سفر میں موضع للہ کی ایک مسجد میں ٹھیرا اور گوشہ نشین ہوا۔ وہاں مولوی غلام نبی صاحب کے ایک خلیفہ مریدوں کو حلقے میں بٹھا کر توجہ ڈال رہے تھے خلیفہ صاحب نے اس رہ گیر سیال شریف سے پوچھا تم کہاں جاؤ گے۔ اس نے کہا سیال شریف، تو کہنے لگے کہ مولوی صاحب کی بیعت اختیار کرو۔ اس لئے کہ یہ مثل سمندر ہیں۔ اور مشائخ مثل دریا ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا میں نے سنا ہے کہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے، وہ نہ پیا جاتا ہے نہ اس سے پیاس بجھتی ہے بلکہ نقصان کرتا ہے اور دریا کا پانی میٹھا ہوتا ہے جس سے سب فائدہ اٹھاتے ہیں خلیفہ صاحب یہ جواب لاجواب سنکر متحیر رہ گئے +

ایک دن مولانا مولوی محمد عبد الرحیم صاحب نے دریافت کیا کہ غریب نواز مفتی صاحب کہتے ہیں کہ تیس سال کے بعد مرید بے شبہ خلافت کا مستحق ہو جاتا ہے پیر کو چاہیے کہ اسے تیس برس کے بعد خرقہ خلافت پہنا دے۔ ارشاد فرمایا کہ ان کی نظر علوم ظاہری تک محدود ہے۔ تصوف کی کتابوں میں جو لکھا ہوا ہے کہ "الصوفی بعد الثلثین بارد" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سالک صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ تیس برس چلتا ہے اسے تبرید حال ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کی آگ سرد ہو جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے۔ جو مفتی صاحب نے سمجھایا۔ تمہیں یاد ہوگا حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستان میں "جدال سعدی با مدعی" لکھی ہے حضرت

Marfat.com

سعدیؒ فرماتے تھے "الفقر سواد الوجہ فی الدارین" اور وہ کہتا تھا "الفقر فخری والفقر منی" اُس کے متعلق سمجھنے والوں کو ضرورتِ امتیاز ہے پہلے فقر سے مُراد گرسنگی اور فاقہ کشی ہے اور دوسرے فقر سے وہ فقر مراد ہے جس میں معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن دونوں حدیثوں کا فرق گلستان میں دکھایا ہے +

اسی ذکر میں حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے صبر و محنت کا ذکر آگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہؒ صاحب موصوف ابتدائے عمر میں حضرت مولانا صاحب مکھڈوی سے علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مگر روٹی مانگنے کبھی شہر میں نہ جاتے تھے۔ چونکہ درویشوں کی عادت اکثر کاہلی اور حسد کی ہوتی ہے جو کچھ روٹی کے ٹکڑے شہر سے مانگ کر لاتے تھے اُس میں سے خواجہ صاحب کو کچھ نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ درویش دورہ کرنے نہیں جاتا۔ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو زیادہ بھوک لگتی تو آپ دریا کے کنارے تشریف لے جاتے، وہاں سبزی فروش ترکاریاں دھویا کرتے تھے۔ اور کچھ شلجم کے پتے وغیرہ رہ جاتے تھے وہ کھا لیتے۔ اور کسی پر یہ بات ظاہر نہ فرماتے مگر مشک کی خوشبو کبھی چھپی نہیں رہتی۔ رفتہ رفتہ مولانا صاحب کو خبر ہوگئی کہ یہ درویش بہت صابر ہے۔ مولوی صاحب امیر کبیر تھے۔ جب اصلی حقیقت معلوم ہوگئی تو ان کی دوامی عادت ہوگئی کہ جب تک حضرت خواجہ صاحب تشریف نہ لاتے آپ بھی کھانا نہ کھاتے۔ خواجہؒ صاحب نہ آتے تو انہیں طلب کیا جاتا تھا۔ جب وہ آجاتے تو پھر ایک چارپائی پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا۔ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوگئی۔ اور وہاں کے باشندوں کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتقاد ہوگیا +

جب حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اپنے گھر سے چلکر دوسرے روز تونسہ شریف میں پہنچتے تھے۔ سیال شریف اور تونسہ شریف میں تخمیناً دو سو کوس کا فاصلہ ہے۔ سا...

Marfat.com

رات سفر کرتے اور دوسرے دن حصولِ نیاز کرتے۔ چالیس برس تک متواتر اسی طرح آئے اور گئے۔ عام راستے پر نہ چلتے تھے۔ کبھی کسی سے روٹی وغیرہ نہ مانگتے تھے آپ کے جلدی جلدی، روز روز اور بکثرت آنے جانے سے ایک دوسری سڑک بن گئی تھی چالیس برس کے بعد آپ کو خرقہ خلافت ملا۔ اور آپ نے ہزاروں لاکھوں کو فیضیاب کیا۔ پھر فرمایا کہ جو چیز محنت سے حاصل ہوتی ہے وہ بہت پائیدار ہوتی ہے +

ایک روز ارشاد ہوا ایک شخص نے غوثِ زمان حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اولیاء متقدّمین تو ایک نگاہ سے منوّر کر دیا کرتے مگر آپ بہت سی تکالیف کے بعد مستفیض فرماتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ ہمارے خاندان کی مثال کسانوں کی محنت کشی کے مانند ہے جو حصول گندم کیلئے محنت کرتے ہیں۔ اور دوسرے خاندانوں کی مثال خربوزہ بونے اور حاصل کرنے کی مانند ہے کہ مقدم الذکر دیرپا ہوتی اور موخر الذکر پادرہوا +

ایک روز ارشاد ہوا کہ آج کل فقرا کی عزت کم ہوگئی ہے۔ سجّادہ نشینوں نے فقر کو ارزاں کر دیا ہے حصولِ شہرت کے لئے ہر کسی کو خلافت دے دیتے ہیں تاکہ اُن کا نام مشہور ہو۔ خلیفہ وہ ہو سکتا ہے جو خلافِ عادت کام کرنے لگے۔ جب اُس کے کام خلافِ عادتِ سابقہ ہونے لگتے ہیں۔ تو وہ خلافت کا مستحق ہو جاتا ہے نہ اس میں تیس ۳۰ برس کی قید ہے نہ چالیس ۴۰ کی +

"بزرگی بعقل است نہ بسال تونگری بدل است نہ بمال"

ایک روز ارشاد ہوا کہ بلھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے پہلے جب اپنے پیر کی خدمت میں بغرض بیعت گئے تو اُن کے پیر سبزی فروش تھے دیکھا کہ تنباکو کے پودے ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگا رہے ہیں بلھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں وہم ہوا کہ یہ شخص تو قائم شدہ چیز کو اکھاڑ رہا ہے ہمیں اس سے کیا حاصل ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی واپس چلے۔ پیر صاحب ولی کامل تھے۔ نورِ باطن سے سمجھ گئے آواز دی

Marfat.com

اور فرمایا ؎

بلہیا رب داکی پانا ں ایدروں پٹناں اوہدر لا ناں

آپ نے فرمایا اِس میں یہ اشارہ تھا کہ جو ایک سمت کو چھوڑ کر دوسری سمت اختیار کرتا ہے خدا کو پالیتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی کہ غریب نواز میں نے سُنا ہے کہ ایک عورت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میرے کوئی لڑکا نہیں ہے۔ دعا کیجئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ آواز آئی کہ اس عورت کی قسمت میں لوحِ محفوظ پر کوئی لڑکا لکھا ہوُا نہیں ہے۔ پھر عرض کی۔ پھر یہی آواز آئی۔ غرضکہ سات مرتبہ اسی طرح عرض اور دُعا کی مگر منظور نہ ہوئی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے نازِ محبوبی اختیار کیا۔ اور کہنے لگے کہ اگر ہماری دعا منظور نہیں ہوتی تو ہمیں اِس گلیم فقیری کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کہا اور ایک بُت خانے میں چلے گئے۔ پھر روحِ جنابِ رسول مقبول علیہ السّلام آئی اور کہا کہ اے عثمانؓ ایسا نہ چاہیئے۔ آپ باہر چلے آئے۔ اور پھر آپ کی دعا قبول بھی ہوگئی"۔ خواجہ غریب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حکایت اِس طرح نہیں ہے۔ بلکہ یوں ہے کہ ایک بڑا سخی بادشاہ تھا۔ ایک دن اُسے خیال آیا کہ دُنیا فانی ہے۔ یہ دولتِ شاہی میرے کس کام کی ہے مرنے کے بعد کسی دوسرے کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ یہ سوچ کر ایک مکان تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اُس میں چار دروازے بنوائے جب تیار ہوگیا تو اُس میں چاندی سونے کے ڈھیر لگا دیئے۔ اور خود تخت پر بیٹھ کر حکم دیا یہ تمام خزانہ مساکین کو تقسیم کر دو۔ اتفاقاً ایک صاحبِ دل درویش کا وہاں گذر ہوا۔ نورِ باطن سے معلوم کیا اور کہا کہ یہ بادشاہ بڑا سخی ہے مگر دولتِ ایمان سے محروم ہے۔ بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اُس درویش سے حصولِ ایمان کامل کے لئے طالبِ دعا ہوا۔ درویش نے کہا کہ مجھے اتنی طاقت نہیں ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا حال عرض کر۔ بادشاہ خواجہ علیہ الرّحمۃ کی خدمت میں آیا۔ تمام حال بیان کیا۔ آپ نے درگاہ الٰہی میں نعمتِ ایمان کیلئے درخواست کی۔ ہاتف نے آواز دی

Marfat.com

کہ اس کی قسمت میں ایمان نہیں ہے۔ پھر عرض کی کہ اے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ یہ میرے گھر سے خالی اور محروم نہ جائے۔ ندا آئی کہ اے میرے محبوب روزِ ازل سے اسکی قسمت میں دولتِ ایمان نہیں لکھی گئی۔ پھر مکرر سہ کرر عرض کی۔ مگر دعا قبول نہ ہوئی۔ دریافت کیا کہ الٰہی ایمان مجھ میں بھی ہے یا نہیں، ارشاد ہوا ہاں تم ولی کامل ہو تمہارا ایمان بھی کامل ہے۔ عرض کی یارب میرا ایمان اس سائل کو دیدے۔ میں تجھے یاد کرتا ہوں۔ پھر مسجد میں یاد کروں یا مندر میں۔ غرض تو تیری یاد سے ہے۔ ایسا ہی ہوا کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان اس بادشاہ کو دے دیا گیا۔ اور حضرت اپنا کمبل اس کے کندھوں پر ڈال کر بُت خانے کی طرف تشریف لے گئے۔ ایک ہی رات کے بعد حق تعالےٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ میرا محبوب سخت رنج میں ہے اس سے کہدو کہ ہم نے تمہیں از سرِ نو خلعتِ ایمان سے سرفراز فرمایا اور پہلے سے زیادہ منظور و مقبول کیا ۔

اس وقت ایک شخص نے کہا کہ حضور خدا کو اپنے محبوبوں سے بھی غیرت آتی ہے آپ نے اُسے منع کیا اور کہا پھر کبھی ایسا سخت لفظ نہ کہنا۔ محبوبانِ الٰہی کیلئے لفظِ ازمائش بولا جاتا ہے غیرت بہت بُرا لفظ ہے غیرتِ الٰہی باغیانِ الٰہی پر ہوتی ہے +

پھر فرمایا کہ اثنائے جنگ میں ایک دفعہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو محاربۂ عظیم درپیش ہوا۔ اور کفار حد سے زیادہ گرنے اور مرنے لگے۔ حق تعالےٰ نے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلّم) سے ارشاد فرمایا کہ جب میں اپنی جبّاری و قہاری پر آتا ہوں تو پھر کسی کو نہیں پہچانتا۔ اب میری شانِ جبّاری جوش پر ہے تم بھی مقتولین کی صفوں میں لیٹ جاؤ۔ تاکہ تم بھی مقتول گنے جاؤ۔ تو یہ غیرت نہ تھی بلکہ آزمائش تھی۔ لفظِ غیرت کا استعمال اس موقعہ پر کبھی نہ کرنا چاہیئے +

ایک مرتبہ مولوی سید نیک عالم شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضور اس شعر کے کیا معنی ہیں ؎

تہید ستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل　　کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ اصل میں یہاں مُراد اعتقاد سے ہے۔ اس لئے کہ دلوں کا جذب کرنا خدا کا کام ہے۔ یعنی جب خدائے تعالےٰ کسی کے دل کو مرشد کی طرف جذب نہیں کرتا اُس کا اعتقاد اُس رہبر کے حق میں درست وراست نہیں ہوتا۔ یہی تہیدستی کا سبب ہو جاتا ہے چاہے وہ مرشد رہبرِ کامل کیوں نہ ہو۔ اور جس کی قسمت یاوری کرتی ہے اور وہ مرشد کے پاس آکر معتقد ہو جاتا ہے۔ تو اپنے اعتقاد کے مطابق فایدہ اُٹھاتا ہے ؎

نامراداں را رساند بامراد
اعتقاد ست اعتقاد ست اعتقاد

آپ نے اعتقاد و فہمید کا فرق بیان فرمایا۔ کہ ایک شخص کا اعتقاد ہے کہ اگر قسمت میں نہیں ہے تو رہبرِ کامل سے کچھ فایدہ نہیں ہو سکتا اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ مجھے پیر ہر شے سے بہتر ہے۔ پس یہ سمجھنے کا فرق ہے ؎

ہر رُٹھے گور پھیر مناوے، اگر روٹھے نہیں ٹھور
بھیکا وہ نر کور ہیں جو گور کو جانیں اور

اِسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم تونسہ شریف میں تھے۔ اور ایک گلی میں عورتیں کسی کی شادی کی تقریب میں گا رہی تھیں ✣

"گوری نوں ونگاں چڑاوی یار"

ہماری مجلس میں ایک عالم بھی موجود تھے۔ کہنے لگے کہ اِن عورتوں کو اس بیہودہ گوئی سے کیا فایدہ اور بہت خفا ہوئے۔ میں نے کہا یہ کچھ بیہودگی نہیں ہے وہ تو درود شریف پڑھ رہی ہیں۔ پوچھا کہ یہ درود کیونکر ہو گیا۔ میں نے کہا گوری سے مُراد حضرت سرورِ کائنات علیہ السّلام والصلوٰۃ ہیں۔ اِس لئے کہ درحقیقت گوری وہ ہے جس کا رنگ خود بھی سُرخ و سفید ہو اور جو دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ سکے۔ جو دوسروں کو سفید اور روشن نہ بنا سکے وہ گوری نہیں ہے۔ غرضکہ "گوری" اسم مجازی نہیں ہے۔ ونگاں سے مُراد وہ زیور ہے جسے ہندی میں "چوڑا" کہتے ہیں۔ چنانچہ

Marfat.com

یہ بات مشہور ہے کہ فلاں کو بہت چوڑے میسر ہیں یعنی اُس کے ہاتھ بہت دولت آگئی ہے۔ اور یہاں چوڑ سے مُراد درود شریف ہے۔ جس کے معنی رحمت کے ہیں۔ "یاد" سے مُراد حق تعالےٰ ہے۔ پس اِس فقرہ کے معنی یہ ہوئے کہ۔

"اے اللہ پیغمبر صلعم پر رحمت نازل فرما"

اُس مرد عالم نے یہ تاویل سُنی تو دنگ رہ گیا اور کہنے لگا کہ ہم نے علم بے فایدہ پڑھا اور عمر ضائع کی ؎

نگاہِ فکر سے دیکھ اے معلّم سادہ لفظوں کو
کہ ہر نقطہ ہے اِک خورشید اسرارِ الٰہی کا

ایک روز مراتب پیر و مرید کے متعلق گفتگو تھی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر اور مرید کے چار درجے ہیں۔ پہلے درجہ میں مرید مثل میت ہوتا ہے اور مرشد مانند غسال، میت کو کوئی اختیار نہیں ہوتا نہ کوئی حرکت ہوتی ہے۔ غسال جس طرح چاہتا ہے اُسے اپنے حسب مرضی دھوتا ہے اور غسل دیتا ہے۔ جس طرف سے چاہتا ہے اُس کے جسم کو اُٹھا لیتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے پانی ڈال دیتا ہے۔ غرضکہ طہارت بذمۂ غسال ہوتی ہے۔ دوسرے درجہ میں مرید مثل بچے کے ہوتا ہے۔ اور پیر مثل مادر مہربان۔ بچّے کا بھروسہ اور دارومدار تمام ماں پر ہوتا ہے۔ اور اُسے کسی دوسرے کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ میت کے برخلاف روز نجاست و بول ماں کے بدن پر کرتا ہے اور ماں اُسے دھوتی ہے۔ وہ میت کے برخلاف شست وشو کے وقت روتا بھی ہے۔ اور اگر وہ کسی تکلیف سے روتا ہے تو اُس کی دوا وغیرہ بھی ماں کے علم و تشخیص پر موقوف ہوتی ہے۔ جو دوا بچے کے حق میں مُفید ہوتی ہے ماں وہی دوا دیتی ہے۔ ماں چونکہ ابتدا سے اُس کے حال سے واقف ہوتی ہے اِس لئے اگر تمام دُنیا کے حکما بھی جمع ہو جائیں تو اِس کی طرح اُس بچہ کے مرض کی تشخیص نہیں کر سکتے۔ بچہ جب عالم خواب میں روتا ہے۔ یا اُس کے بھوک لگتی ہے تو دودھ کے جوش سے ماں کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اُسے دودھ پلا کر سیر کر دیتی ہے۔ تیسرے درجہ میں مرید مثل مریض ہوتا ہے۔ اور مرشد

Marfat.com

مثل حکیم۔ حکیم کو مریض کے حق میں ہمیشہ دو باتوں کا خیال رکھنا پڑھتا ہے۔ ایک تو پرہیز اشیائے مخالف سے دوسرے اپنے علم کے مطابق دوا دینا۔ بیمار کے حق میں جو تدبیر نفع پہونچانے والی نظر آتی ہے وہ کی جاتی ہے (اس جگہ کسی نے پوچھا کہ حضور اگر دو چیزیں مریض کے لئے مفید ہوں۔ اُن میں سے ایک افضل ہو اور ایک ناقص، جیسے لعابِ جو اور سکنجبین۔ دونوں دافع صفرا ہیں۔ اور قوت بخشتی ہیں حکیم لعاب جو دیتا ہے اور سکنجبین لعاب سے افضل ہے تو مریض سکنجبین حکیم سے طلب کرے یا نہ کرے۔ فرمایا سکنجبین کی خاصیت ہے کہ وہ ریزش بڑھا دیتی ہے مریض کے حق میں مفید نہیں ہوتی) چوتھے درجہ میں مرید مثل امیر اور آقا کے ہوتا ہے اور مرشد مثل خادم کے جو جگہ دھونے کیلئے کہتا ہے مرشد وہی دھوتا ہے اور جہاں پانی ڈالنے کا اشارہ کرتا ہے وہیں پانی ڈالتا ہے۔ اُس کے کہنے سے زیادہ کوئی کام نہیں کرتا۔ (چونکہ اس درجہ میں پہنچکر مرید صاحب اختیار ہوتا ہے اس لئے پیر اُس کے تمام کاموں کو اپنے ذمہ نہیں لیتا۔ جتنا وہ کہتا ہے اُتنا ہی کام کرتا ہے)۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دو مرید اپنے مرشد کی خدمت میں چلے ایک نے راستے سے مسواک لے لی جب خدمتِ شیخ میں پہونچے تو ایک نے سو روپیہ نذر کئے اور دوسرے نے وہی مسواک۔ لنگر تقسیم ہونے کا وقت ہوا تو کھانا بھی اِن دونوں کو تفاوت سے ملا۔ یعنی جس نے سو روپیہ دیئے تھے اُسے زیادہ اچھا اور بہتر کھانا دیا گیا اُس دوسرے مرید نے اپنے دل میں کہا کہ مرید میں بھی ہوں اور یہ بھی۔ مجھے تو خشک روٹی دی۔ اور اُسے اچھے کھانے۔ شیخ نے نورِ فراست سے یہ بات معلوم کر لی اور کہا کہ تفاوت تم لوگوں میں ہے مجھ میں نہیں۔ تو نے راستے سے ایک مسواک اُٹھا لی اور مجھے نذر کی دوسرا شخص بخارے ہے۔ دو برس کے بعد آیا ہے۔ روزانہ مزدوری میں سے دو تین پیسے ہمارے لئے الگ رکھ لیتا تھا۔ جب سو روپیہ ہو گئے تو نذر کر دیئے۔ مگر اتنے عرصہ تک اپنے ہر کام اور ہر حال میں ہمارا خیال اُس نے ضرور رکھا۔ اب ہم کیا اُس کا اتنا بھی لحاظ نہ رکھیں۔ جتنا تو نے ہمیں یاد کیا۔ ہم نے بھی تجھے یاد کر لیا۔ (معلوم ہوا کہ اعتقاد مرید میں کمی ہو سکتی ہے۔ عطائے پیر میں

نہیں ہو سکتی *

ارشاد ہوا کہ قناعت کم کھانے اور پہننے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو نفس کے حق میں بخیلی ہے۔ قناعت یہ ہے کہ امرِ حق کی پیروی کرے اور نہی سے پرہیز کرے نفس اور خواہشوں کے کہنے میں نہ آئے۔ عَزَّ مَنْ قَنِعَ وَذَلَّ مَنْ طَمِعَ سے مراد ہے یعنی جس نے قناعت کی اُس نے عزت پائی اور جس نے طمع کی وہ ذلیل و خوار ہوا جب بندہ صبر و قناعت میں مستحکم ہو جاتا ہے تو درگاہِ الٰہی میں منظور کر لیا جاتا ہے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے ساتوں آسمانوں پر منادی کر دیں کہ یہ بندہ ہماری درگاہ میں مقبول ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ اب زمین پر جا کر ندا کریں تاکہ اہلِ دل ہر جانب سے آ کر اُس کی زیارت کریں۔ جو لوگ اس ندائے غیب کو نہیں سُنتے وہ اُس بندہ مقبول کی زیارت سے محروم رہتے ہیں ؎

شیر نر بوسد بلبہا پائے مردِ قانع | مادہ سگ خاید بدنداں پائے مردِ ہر درے

ارشاد ہوا درویش کو چاہئے کہ جلالِ الٰہی سے خائف رہے اور اُس کے فضل سے اُمید رکھے۔ الایمان بین الخوف والرجا۔ (ایمان خوف اور اُمید کے بین بین ہے) خدائے تعالیٰ بے نیاز ہے۔ کبھی بیگانوں کو دوست بنا لیتا ہے ؎

گہ آرد خلیلے ز بُت خانہ | کند آشنائی بہ بیگانہ

اور کبھی یگانوں سے بیگانہ ہو جاتا ہے ؎

ہکسے حرف یگانے کولوں بیگانہ ہو جاندا | ہکسے نقطے مجرم تھیندا محرم تُو ہے بھاندا
مجرم محرم ہکو صورت ہیں مراں اِس نادی | مت او وہ نکتہ مجرم و المحرم دے نہ آوے

ارشاد ہوا کہ ہر کمال کو اندیشہ زوال ہے اور ہر زوال کو اُمید کمال۔ پھر فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ یعنی ہر تکلیف کے بعد آرام کی اُمید ہے۔ یہ واقعات قضائے الٰہی سے ہیں۔ جو ہر شخص پر وارد ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ واقعہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی جنگِ اُحد میں وارد ہوا تھا۔ کہ اُن کا دندانِ مبارک شہید ہو گیا۔ اور حجاب کیا۔

Marfat.com

میں تفرقہ پڑ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زمین پر لٹا دیا اور تھوڑی دیر بعد پھر سوار کر دیا۔ پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اس میں کیا حکمت تھی عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ اُس وقت اُسی حال میں قائم رہتے تو حادثہ قضائے الٰہی آپ پر بھی وارد ہو جاتا۔ لیکن جب آپ مقتولین میں ہو گئے تو وقت نکل گیا۔ عجز و انکسار عصمت و رحمت کا وسیلہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ جو کچھ اپنے اختیار و تدبیر سے کرتا ہے وہ وسوسہ ہے ؎

یَفعَلُ اللہُ مَا یَشَاءُ چوں خواندہ　　　پس چرا اور وسوسہ درماندہ

بندہ کو کیا خبر کہ کوئی کام اُس کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ جب حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی طالب دعا ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے۔

"تینکو مینکو اللہ آپے واوں کرے"

ارشاد ہوا کہ بندہ نقشِ حباب کے مانند ہے۔ جہاں سے پیدا ہوا ہے پھر وہیں جانا پڑے گا۔ اِس لئے کہ حباب گو تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہوتا ہے مگر سرکش ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کا دم بھرنے لگتا ہے لیکن پھر پانی میں گم ہو جاتا ہے۔ پھول جب تک شاخ میں قائم رہتا ہے وہ شاخ اُس کی ہستی ہوتی ہے اور جب شاخ سے ٹوٹتا ہے تو یہ اُس کی فنا ہوتی ہے چنانچہ مولانا نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خدمتِ مرشد میں رہ چوں برگ گل ہمراہ قند
فیض صحبت کب اُٹھے جبتک نہ ملئے ٹوٹ ٹوٹ

فرمایا کہ پھول پہلے شاخِ ہستی سے ٹوٹتا ہے پھر اُس کے پتے جُدا کئے جاتے ہیں پھر اُن پتوں کو قند میں ملا کر ملتے ہیں۔ پھر چالیس روز تک دھوپ میں رکھتے ہیں۔ جو اُس کا چلہ ہوتا ہے۔ اِس کے بعد پھر کوئی انہیں قند سے جُدا نہیں کر سکتا۔ دو رنگی اُٹھ جاتی ہے اور اسم و صفت دونو ملکر ایک ہو جاتے ہیں۔ اِس طرح رابطۂ یگانگی پیدا ہو جاتا ہے۔ فنافی الشیخ اور فنافی الرسول یہی ہے کہ بندہ اپنی ہستی کو جو اُس کی بشریت کے عادات اوصاف کا مرکز ہے تبدیل کر دے اور اُس کی عادتوں میں سے کوئی عادت باقی نہ رہے ؎

Marfat.com

بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز　　کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

پھر فرمایا کہ دریا اگرچہ سبے بہا ہے تاہم ممکن نہیں کہ وہ اپنے طریقۂ روانی کو بدل سکے اسی طرح یہ بہت ہی مشکل ہے کہ انسان اپنی خودی اور عادات میں تبدیلی کرلے۔ حدیث شریف ہے اَلْعَادَتُ لَا یُرَدُّ اِلَّا بِالْمَوْتِ اُس کی موت یہی ہے کہ وہ اپنی عادت سے پھر جائے۔ پھر اُس وقت اگرچہ وہ دوسروں کی نگاہوں میں اپنی شکل و ہستی سابقہ پر نظر آتا ہے لیکن وہ زبان حال سے خود کہنے لگتا ہے۔ ؏

میں ہویا من ہو ہن مینوں کون پچھانے

اسی طرح لوہا ہے کہ جب اُس کو آگ میں پگھلاتے ہیں اور نرم کردیتے ہیں پھر اُسے کوٹتے ہیں تو اُس سے جو چیز چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں۔ اگر ٹھنڈے لوہے کو کوٹیں تو اُس سے کچھ فایدہ حاصل نہ ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا بندہ کو چاہیے کہ اپنے تمام کام خدا کے سپرد کردے اس لئے کہ خدا اپنے بندوں کے کام خود بہتری کے ساتھ انجام دیتا ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔ امن و آرام صرف تسلیم میں ہے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را　　تو دانی حساب کم و بیش را

سعی کی زحمتیں نہ لے بفکر حصول کار سے　　کام سب اپنے چھوڑ دے قبضۂ کارساز میں

ایک روز کسی نے عرض کی کہ حضور متاخرین کی کتابیں جو تصوف میں لکھی گئی ہیں جب ایک بار دیکھ لی جاتی ہیں تو پھر دیکھنے کو جی نہیں چاہتا مگر متقدمین کی کتابیں جتنی مرتبہ دیکھی جاتی ہیں اُتنی ہی مرتبہ نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ متقدمین کی باتیں دیدہ ہیں نہ کہ شنیدہ۔ شنیدہ باتوں کی مثال یہ ہے کہ روزہ دار غسل کرے، یا کلیاں کرے، یا کپڑا تر کرکے جسم پر ملے تو اُس کی پیاس نہیں بجھ سکتی وہ بدستور پانی کا محتاج رہے گا۔ اور جو خود محتاج ہوگا۔ دوسروں کو بے احتیاج کس طرح کرسکے گا۔ ہاں شنیدہ

Marfat.com

دیدار کا باعث ہوتی ہے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کیں دولت از گفتار شود

جس نے وصال کا آبِ صاف پی لیا اُس کی تشنگی جاتی رہی پھر اُسے مطالعہ کتب کی ضرورت نہیں ؛

ارشاد ہوا کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں دو درویش آئے اور کہنے لگے ہمیں ایک مسئلہ میں اختلاف ہے فیصلہ کر دیجئے - باباصاحبؒ نے سلطان المشائخؒ اور ایک اور درویش کو بھیجا کہ اِن کا فیصلہ کر دو - پس وہ دونوں درویش ادب اور نرمی کے ساتھ باہم گفتگو کرتے رہے - جس سے جوش و تعصب کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوتا تھا - ایک بولا کہ میں نے اُن کی خدمت میں یوں عرض کیا - دوسرا بولا میں نے یوں کہا - بس دو باتوں میں اُن کا فیصلہ ہو گیا - اور وہ واپس چلے گئے - یہ دونوں درویش باباصاحبؒ کی خدمت میں واپس آئے - اور پوچھا کہ یہ فرشتے تھے یا انسان - فرمایا یہ صوفی تھے تعلیم ادب کے لئے تمہارے پاس آئے تھے

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا   ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

آپ نے ارشاد فرمایا صوفی وہ ہے کہ جوش و تعصب کا اثر اُس کے چہرہ سے ظاہر نہ ہو - اور اُس کے گلے کی رگیں نہ پھولیں یعنی ہر بات میں نفس اور طبیعت مغلوب رہیں ؛

ارشاد ہوا کہ جسے نعمت فقر مل گئی اگر اُس نے صبر و شکر کے ساتھ اس کی حفاظت کی تو اُس میں زیادتی ہوگی اور اعتقاد قوی ہوتا چلا جائے گا - اور جس نے اپنی نعمت کو برباد کر دیا اور دوسروں کے دروازے کھٹکھٹانے لگا اُسے کوئی کچھ نہ دے گا

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت   بھر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اس لئے کہ بیٹا وراثتِ پدری میں حصہ گیر ہو سکتا ہے نہ یہ کہ جہاں مال و دولت کا انبار دیکھے وہیں زبردستی کرنے لگے ؛

ایک دن ارشاد ہوا شیطان کا کام ہے کہ نفع دنیا کے فریب میں مبتلا کر دیتا ہے اور غلط راستے دکھا کر انسان کو لغزش میں ڈال دیتا ہے - پھر نہ دین رہتا ہے نہ دُنیا

Marfat.com

ملتی ہے۔ اور جب دین کی نعمت زائل ہوگئی تو دنیا کیا کام آسکتی ہے ؎

ملک دُنیا را بقاے نیست انتم غافلون
جہد کن تا تو نمانی در صفِ لایعلمون

اسی موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ بہت سے خاندان جنھوں نے شیاطین کا راستہ بند نہ کیا خراب ویران اور برباد ہو گئے۔ اُن کی تمام شان و عزت میں فرق و زوال آگیا۔ جیسا کہ شاہ صاحب رتڑ چھتڑ والہ کا خاندان بہت ہی بڑا خاندان تھا۔ پختہ مکانات کوسوں تک بنے ہوئے تھے۔ بیشمار عمارتیں اور شتر خانے موجود تھے۔ پردہ کا یہ حال تھا کہ حقیقی بھائی ایک دوسرے کے گھر نہیں جاتے تھے۔ روضۂ شریف نہایت عالیشان تھا، ہر قسم کی عزت اور بزرگی بے حد و نہایت تھی۔ پس یہ لوگ دوسروں کے کہنے سننے میں آگئے۔ جائیداد کی وجہ سے بھائیوں بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ ایک دوسرے پہ دعویٰ کر بیٹھے، وکلاء وغیرہ کا خرچ حد سے بڑھ گیا یہاں تک کہ جائیداد گرو ہوگئی قرض بڑھ گیا۔ قرضداروں سے منہ چھپانے لگے۔ غرضیکہ زوالِ نعمت لاحق ہوا۔ اور وہ تمام عزت و شان نابود ہوگئی ؞

ارشاد ہوا کہ ایسا ہی حال ایک اپنے برادر طریقت کا ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب سیالوی کی جیسی خدمت اُس نے کی کسی نے نہ کی ہوگی۔ سیال شریف میں بنگلے بنوائے ایک عجیب باغ لگایا۔ ہر سال دس بارہ مانی غلہ لنگر شریف میں بھیجتا رہتا تھا۔ سرائے کی عمارت شروع کرائی تھی۔ خرچ کی ضرورت ہوئی تو یہاں آیا۔ کسی بنیئے نے اُس کو قرض نہ دیا۔ دو روز تک ہماری مسجد میں پریشان پڑا رہا۔ آخر اپنی عورت کا زیور گرو رکھ کر روپیہ لئے اور سرائے کی عمارت پوری کی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب سے اُس کا رسوخ بڑھ گیا۔ چھوٹے صاحبزادہ صاحب کو گمان ہوا کہ یہ شخص کہیں ہم بھائیوں بھائیوں میں فساد برپا نہ کردے۔ اُس سے بیزار ہو گئے۔ ہرچند اُس نے عاجزی اور منت و زاری کی اور تین سو روپیہ نذر بھی دیئے لیکن اُن کا خیال نہ بدلا۔ جب چھوٹے صاحبزادے

Marfat.com

اُسے کوئی خط لکھتے تو سطروں پر ایک خط کھینچ دیتے تھے جس سے نشانِ رنجش ظاہر ہوتا تھا۔ آخر شخص مذکور کہیں سفر میں مر گیا۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اُس کی قبر کس ویرانے میں ہے تاکہ کوئی اُس پر فاتحہ تو پڑھ دے۔

زکوٰۃ کبریتِ احمر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ایک مکان اور ایک وقت اس کے لئے درکار ہے۔ غسل باطہارتِ کامل اور باسواک و احتیاط کرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ غسل کرتے اور پڑھتے وقت کوئی دیکھ لے سارے جسم کے لئے صرف ایک چادر کافی ہے تین گز کی جانماز، پانچ گز کا صافہ۔ ہونا چاہیئے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یہ بھی از قسیم احرام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ احرام حاجیوں کے احرام پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ جو فوائد اِس احرام میں حاصل ہوتے ہیں وہ اُس میں حاصل نہیں ہوتے۔ پھر جس کے وضو میں کوئی خلل نہیں پڑتا اُسے بڑی لذت حاصل ہوتی ہے۔

ایک روز حافظ دین محمدؒ صاحب ڈرہاوی کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ صاحب کہتے تھے "میں آٹھ برس حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا ہوں۔ اِس زمانے میں آپ کے جسم مُبارک کو صاف کرتا اور مالش کرتا تھا۔ وہاں ہر کام پر ایک فقیر مقرر تھا۔ چنانچہ ایک صرف تہ بند پاک کیا کرتا تھا خللِ بول کی وجہ سے حضرتؒ صاحب ہر نماز کے وقت نیا دُھلا ہُوا تہ بند استعمال فرماتے تھے۔ اِس آٹھ سال کے زمانے میں میری گذارش صرف یہی تھی کہ "عشق کا ایک قطرہ عنایت کر دیجئے" ایک دن حضرت صاحبؒ خوش تھے۔ میں نے پھر عرض کی۔ فرمایا میرے پاس آؤ۔ میں قریب پہنچا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر کھینچا اور زبانِ مُبارک سے ارشاد فرمایا تھی ویسی یعنی تو عاشق ہو جاوے گا"۔

آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب موصوف جب ہمیں سوتا دیکھتے تو کہتے کہ خیریت ہے اور بدن ملنے لگتے۔ پھر کہتے کہ اِن دونوں ہاتھوں کو ایک خواجہ بزرگ کا جسم ملنے کا شرف حاصل ہے کیا اِن کی برکت سے کسل رفع نہ ہو گا۔ ایسا ہی ہوتا

Marfat.com

اُن کے مالش کرنے سے بدن چست ہو جاتا۔ اُن کی عادت تھی کہ تجارت کے بہانے سے جابجا پھرتے رہتے تھے۔ چونکہ انہیں حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے اذکار بے حد یاد تھے اس لئے ہم اُن سے کہتے کہ آپ یہیں رہا کریں کہیں جایا نہ کریں وہ کہتے کہ ہماری طبیعت ایک جگہ نہیں لگتی۔ ایک دفعہ سفر کا ارادہ کیا۔ ہم نے منع کیا۔ مگر نہ مانے دوسرے دن خود آئے اور کہنے لگے کہ اب ہم سفر کو نہ جائینگے ہم نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت صاحبؒ تونسوی اور حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ یہاں ان پتھروں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم سے پوچھتے ہیں تو یہاں کب آیا ہے ہم نے کہا ہم تو یہیں رہتے ہیں۔ فرمایا کہ اچھا یہیں آرام کرو۔ پھر ہم نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں تو فرمایا کہ یہی جگہ ہماری بھی ہے +

پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے از روئے ادب اُن دونوں پتھروں کو بنیادِ مسجد میں چھپا دیا ہے تاکہ کوئی اور اُن پر نہ بیٹھے۔ حافظ صاحب موصوف نے ایک مدت کے بعد سفر حج کا ارادہ کیا۔ ہم نے کہا کہ حضرت صاحبؒ کی اجازت کے بغیر حج کے لئے جانا مناسب نہیں۔ پس وہ تونسہ شریف پہنچے۔ وہاں جا کر ارادہ حج ان کے دل سے نکل گیا، جب تونسہ شریف سے لوٹے تو خوشاب پہنچے۔ وہاں بیمار ہوئے اور مر گئے۔ بڑے نیک مرد اور حضرت صاحب قدس سرہٗ کے سچے عاشق تھے +

ارشاد ہوا کہ مولوی احمد الدین تونسوی خلیفہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو استغراق بدرجۂ کمال تھا۔ اور گانا بھی سُنتے تھے۔ اور وحدانیت مشہود کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی ادنیٰ عورت بھی سامنے آتی تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ایک دن مولوی صاحب کے مکان پر لڑکے غزلیں گا رہے تھے۔ اور ان کے مریدوں میں سے ایک نواب صاحب بھی اُس مجلس میں حاضر تھے۔ حاسدوں نے اِس بات کی شکایت کی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے پوچھا کیا ہے۔ کہا مولوی صاحب کے مکان پر شریعت کی بے حرمتی ہوتی ہے کہ لڑکے رباب پر غزلیں گاتے ہیں۔ پس حضرت خواجہ صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کو غیرت آئی اور آپ کی زبان سے

Marfat.com

یہ کلمے نکل گئے ہ

مولوی اندھا ھئی گیا و نواب پگلا ھئی گیا

یعنی مولوی اندھا ہو گیا اور نواب دیوانہ ہو گیا۔ ادھر تو یہ کلمات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی زبان سے نکلے اُدھر مولوی صاحب نابینا اور نواب صاحب دیوانے ہو گئے۔ لباس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ لیکن اور کسی قسم نقصانات سے محفوظ رہے البتہ یاغستانی مخلوقات کی رجوعات کم ہو گئی۔ اور لنگر موقوف ہو گیا۔ تاہم اُن کے مرنے کے بعد یاغستانی ابتک تونسہ شریف میں آکر اُن کا عرس کرتے ہیں +

ارشاد ہوا درویش کو چاہئے کہ مجرد رہے۔ اور حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ درویش اور سپاہی کو کمر بستہ سونا چاہیئے۔ سپاہی جب ہتھیار بدن سے جدا کر کے سوئے گا تو غنیم کو اُس پر قابو پانے کا موقعہ ملجائے گا۔ اور ہلاک کر ڈالے گا۔ اسی طرح اگر درویش کمر کھولدے گا اور برہنہ سا شغل میں مشغول ہو گا تو دشمن اُس پر قوی ہو جائے گا۔ اور پھر بڑی کوششوں کے بعد اپنی حالت سابقہ پر لوٹ سکے گا +

ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرتؒ صاحب درویشوں کا نکاح پسند نہیں فرماتے تھے۔ جو درویش وہاں مقیم تھے وہ سب مجرد تھے، ایک درویش تھا، مہدی، اُس نے اس قدر ریاضت و مجاہدہ کیا تھا کہ بارہ برس تک کھانا نہ کھایا تھا۔ جنگل میں درختوں کے پتے کھاتا تھا، ایک غار میں چھ مہینے کا چلہ کرتا تھا۔ اتفاقاً رئیس شہر کی لڑکی اُس پر عاشق ہو گئی۔ اور پیچھے پڑ گئی۔ مہدی نے امتحاناً اُس سے کہا کہ اپنے سر کے بال کاٹ ڈال، منہ سیاہ کر، اور میرے ساتھ چلی آ۔ اُس لڑکی نے ایسا ہی کیا مہدی نے کہا میں کھانا نہیں کھاتا ہوں اگر تو نے مانگا تو کہاں سے لاؤں گا۔ لڑکی نے کھانا بھی ترک کر دیا۔ چھ مہینے تک کچھ نہ کھایا۔ اب درویش کو اطمینان ہو گیا کہ ہم دونوں جہاں کہیں جا نکلینگے بے کھائے پیئے رہ سکیں گے۔ اُس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اُس کی یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: نسہرا (کمینہ) تمام عمر روزہ

رکھا اور عصر کے وقت توڑ ڈالا“ *

آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نکاح نہیں کیا تھا، مگر جب آپ کی ریش مبارک سفید ہو گئی۔ تو اُن کی والدہ ماجدہ نے حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت مانگی۔ اور کہا کہ میرا ایک اکلوتا لڑکا ہے۔ مگر اُسے شادی کا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ میں بڑھیا ہو گئی ہوں۔ بغیر عورت کے گھر ویران ہے۔ مہمانوں کی خدمت بغیر عورت کے نہیں ہو سکتی۔ پس حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے شادی کی۔ پھر جب وہ فوت ہو گئیں تو لوگوں نے نکاح ثانی کا تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے پہلی شادی بھی اپنی خوشی سے نہ کی تھی۔ حضرت صاحبؒ کے حکم و اجازت سے کی تھی۔ اب بھی ہمیں خواہش نہیں ہے *

ایک روز قاضی دین محمد صاحب نے عرض کی کہ میرا بھائی سید میر دانتوں کے درد میں مبتلا ہے میں نے سُنا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اُس کا ثواب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رُوح کو بخشے تو درد دور ہو جاتا ہے۔ میاں محمد اشرف نے کہا کہ میں نے تمام عمر یہ نماز پڑھی ہے میرے سب دانت ٹوٹ گئے ہیں لیکن کبھی مجھے درد دندان کی شکایت نہیں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا جُبّہ مبارک حضرت عمر اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم کو دیا اور فرمایا کہ قرن میں اویس رضی نامی ایک شخص ہے اُسے تلاش کر کے یہ جُبّہ دیدینا۔ اور میرا سلام کہنا۔ اور کہنا کہ جُبّہ پہن کر آمرزش اُمت کے لئے دعائے خیر کرے۔ بعد وفات سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ یہ دونوں اصحاب ولایت یمن میں پہنچے اور باشندگان قرن سے اویس رضی کا نام و نشان پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ اِس نام کا یہاں ایک دیوانہ ہے جو اُمرائے قرن کے اونٹ وادیوں میں چرایا کرتا ہے۔ لیکن کسی سے بات چیت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ دونوں اصحاب اُس وادی میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک شخص کنارِ آب نماز میں مصروف ہے اور اونٹ اُس کے اردگرد چر رہے ہیں۔ اُس کے پاس پہنچے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دیا اور پھر نماز میں

Marfat.com

مشغول ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد یہ لوگ بولے کہ اے مردِ خدا ہم لوگ اصحاب رسولؐ سے ہیں۔ تیری ملاقات کو آئے ہیں۔ اویسؓ نے کہا میں نے تمام عمر رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے ایک دفعہ مدینہ منورہ گیا تھا۔ وہاں آنحضرت صلعم سے ملاقات نہ ہوسکی، میری ماں نے دیر کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔ محروم نیاز چلا آیا۔ اپنے تمام دانت دکھائے جو ٹوٹے ہوئے تھے۔ کہنے لگا کہ مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کون سا دندانِ مبارک شہید ہوا ہے اس لئے میں نے اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔ تمہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ ہے پھر تم نے یہ سنّت ادا کیوں نہ کی؟ پھر کہا کہ اچھا کوئی اور نشان دکھاؤ۔ اصحابِ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جُبّۂ مُبارک اُس کے سامنے رکھدیا۔ اور دعائے آمرزش اُمّت کا پیام جو جناب رسُولِ مُقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اُسے سنایا۔ پس جناب اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ جُبّۂ مُبارک پہن لیا۔ اور سربسجدہ ہوکر دعا کی۔ اصحاب رسُول اللہ صلعم نے کہا ہمارے لئے بھی دعا کیجئے فرمایا دعائے نماز میں تم بھی شامل ہو۔ پھر جُبّۂ مُبارک اتار دیا۔

آپنے فرمایا یہی وجہ ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز نفل کا ثواب اُن کی روح کو پُہنچاتا ہے دانتوں کے درد سے محفوظ رہتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ جاکر واپس آگئے۔ تو آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگوں میں سے کسی نے اس شکل وصُورت کا آدمی مدینے میں دیکھا ہے لوگوں نے انکار کیا۔ آپنے فرمایا تم میں سے جس کسی نے اُسے دیکھ لیا ہوگا وہ بخشا جائے گا اور اُس پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے مقبولِ خدا اور مردِ عاشق مزاج تھے۔ اُن کے بہت سے اشعار مقبول ہیں اور یہ رباعی تو انکی بہت ہی منظور و مُقبول ہے ؎

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ۔ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ ۔ صَلُّوا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

Marfat.com

جب کبھی پڑھتے تھے بار بار جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے حکم ہوتا تھا کہ خوب کہا ہے، پھر پڑھو۔ فرمایا کہ وہ صورت پرست تھے۔ جہاں کہیں کوئی خوبصورت لڑکا نظر آتا اُس پر عاشق ہو جاتے لیکن اپنا چہرہ برقعہ میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ ایک دن حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے ملتان تشریف لائے۔ غوث صاحبؒ نے آنے کا سبب پوچھا۔ کہنے لگے میں نے سُنا ہے آپ کا نواسہ بہت خوبصورت ہے اُس کے دیدار کے لئے آیا ہوں۔ پس غوث صاحبؒ نے اپنے نواسہ کو فہمائش کی کہ اپنا منہ اس درویش سے چھپائے رکھنا۔ جب وہ خواہش دیدار ظاہر کرے تو کہنا کہ پہلے تم اپنی صورت دکھاؤ پھر ہم دکھائیں گے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے کہا ایک جگہ خالی کر دو۔ کی گئی۔ اور آپ نے برقعہ چہرہ سے ہٹا لیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ رخسارہ کا گوشت گھُل گیا ہے اور پانی کے دو چشمے آنکھوں سے جاری ہیں۔ اور ہڈیوں میں ایک وحشت ناک صورت نظر آ رہی ہے۔ غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی صورت دیکھ کر ایک حالت طاری ہو گئی۔ کھڑے ہو گئے۔ اور چلانے لگے کہ میں نے آج ایک عاشق خدا کا منہ دیکھا ہے جو شخص بارہ دن تک میرا منہ دیکھ لے گا آتش دوزخ اُس پر حرام ہو جائیگی ؎

نگاہیں مرتعش، لب پر فغاں اور آنکھ میں آنسو
تمہارے چاہنے والوں کی صورت ایسی ہوتی ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ یہ شعر کس قدر اچھا ہے ؎

نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی

آپ نے فرمایا کہ جب حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بغرض سلام حاضر ہوتے تو جوابِ سلام بہ آواز آپ کو ملتا تھا جسے سب سنتے تھے پھر جب رخصت کے وقت روضۂ مطہرہ پر جاتے تو یہ بیت فرماتے ؎

سیدی مرجعی و مولائی
بسفر میروم چہ فرمائی

Marfat.com

اِس کا جواب آپ کو روضۂ شریف سے اِس طرح ملتا ہے

بسفر رفتنت مبارک باد

بسلامت روی و باز آئی

آخری رخصت کے وقت یہ مصرع آخری جواب میں نہیں سُنا گیا۔ آپ حج بیت اللہ شریف کے طفیل میں کبھی زیارت مدینہ منورہ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ حج سے واپس گھر آتے تھے اور مدینہ منورہ کی زیارت کو پھر گھر سے جاتے تھے۔ اس لئے کہ کسی دوسری ضرورت کے تحت میں زیارتِ محبوب کرنے سے خلوصِ عشق نہیں رہتا۔

ارشاد ہوا کہ سید جلال بخاری جب مدینہ منورہ پہنچے تو ساکنانِ حرم نے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا میں سید ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ سید کا رنگ سرخ و سفید ہوتا ہے سیاہ نہیں ہوتا۔ بعد تکرار آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ مگر لوگ مجھے سید کہتے ہیں۔ خادمانِ روضہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ جبتک آپ کے سید ہونے کی گواہی روضۂ شریف سے نہ سُن لیں گے ہم آپ کو نہ چھوڑیں گے۔ پس حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ روضۂ مُبارک پر پہنچے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر میں سچا ہوں تو مجھے اُن لوگوں کے ہاتھ سے رہائی دیجئے اور اگر جھوٹا ہوں متنبہ کیجئے تا کہ پھر کبھی سید ہونے کا دعوے نہ کروں۔ روضۂ انور سے ندا آئی کہ یہ مرد میری اولاد سے ہے اور سید ہے جس کسی کے کان میں یہ آواز پہنچی ذوق شوق سے بیہوش ہوگیا۔ پھر تو سب لوگ مرید و مطیع ہونے لگے۔ اور سید جلال رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہوئے۔ ایک مدت کے بعد پھر مدینہ شریف میں گذر ہوا تو خادمانِ حرم حسب سابق اُن کے پیچھے پڑ گئے کہ وہی ندا پھر سنوا دیجئے۔ آپ نے عذر کیا۔ کہ شاید مجھ سے کوئی گناہ ہوگیا ہو اور پھر اُس خطاب سے میں مشرف نہ ہوسکوں۔ اور اس طرح عظمتِ سابقہ بھی ہاتھ سے جائے۔ مگر لوگوں نے نہ مانا۔ آخر آپ نے التجا کی۔ اور بدستور سابق پھر اُسی خطاب سے مشرف ہوئے۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ جو فنا فی اللہ کا دعویدار ہو اور اُس کا قدم طریق شیخ پر ثابت

Marfat.com

نہ ہو تو اُس کی کچھ اصل نہیں۔ اس لئے کہ جو شخص اوپر چڑھتا ہے اُس کا پایۂ زیرین مضبوط ہونا چاہیئے۔ لکھنوال کے فتا نامی ایک درویش نے عرض کی کہ ایک شیعہ نے آپ کے متعلق شکایت کی۔ میں نے ہر چند اُسے منع کیا مگر نہ مانا۔ آخر میں نے ایک لکڑی اُس کی گردن پر رسید کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ جلال پوری نے فرمایا کہ تمہیں کچھ نہ کہنا چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ وہ ہر شخص جو دوسرے کو بُرا کہتا ہے خود بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔ حدیث شریف ہے کہ "اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰۃُ الرَّحْمٰنِ"۔ یعنی انسان خدا تعالےٰ کا آئینہ ہے۔ اور آئینہ کی خاصیت ہے کہ اُس میں ہر شکل بحالہ نظر آتی ہے۔ اگر کتے کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ اپنی شکل اُس میں دیکھے گا اور چلائے گا۔ حالانکہ کتے کو آدمی کی صورت آئینہ میں نظر نہیں آتی۔ غرضیکہ آئینہ میں ہر کوئی اپنی صورت دیکھتا ہے پھر فرمایا کہ فقیر اگر بدی اور ملامت پر صبر کرے تو اُس کے حق میں تعریف سے بہتر ہے اس لئے کہ تعریف سے نفس مغرور ہوتا ہے اور ملامت سے اندوہگین۔ بجز صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ کہ خود خدائے تعالےٰ اور اُس کے پیغمبر بھی ملامت سے نہ بچ سکے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا   مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا

قِیْلَ اِنَّ الْاِلٰہَ ذُوْ وَلَدٍ   قِیْلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَہَنَا

ترجمہ۔ خدا اور رسولؐ زبانِ خلق سے نہ بچ سکے تو ہم کون ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ خدا صاحب اولاد ہے اور کہتے ہیں کہ تحقیق رسولؐ ساحر ہے۔ حقیقت حال یہ نہیں ہے مگر اس میں حکمت یہ ہے کہ اُن کا درجہ آخرت میں کم نہ ہو ؎

بزہد و توبہ از عذاب بتوان بہت   وے از زبانِ مردم نتوان رست"

یعنی زہد اور توبہ کی وجہ سے عذاب سے چھٹکارا پانا ممکن ہے لیکن لوگوں کی زبان سے چھٹکارا پانا مشکل۔

پھر فرمایا کہ ایک دن ابوجہل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ناشائستہ الفاظ سے یاد کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس وقت موجود تھے۔ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

Marfat.com

ایک آفتاب ہیں کہ موجودات کا ذرہ ذرہ عرش سے تحت الثریٰ تک آپ کے نور سے فیضیاب اور بہرہ مند ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو بھی سچ کہتا ہے۔ حاضرین نے عرض کی کہ حضور دونوں کے کلام ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر آپ نے دونوں کو سچ کہہ دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آئینہ ہوں۔ اور جیسی جس کی صورت ہوتی ہے ویسا ہی اُسے دکھائی دیتا ہوں۔ ابوجہل نے اپنی صورت مجھ میں دیکھی اور اپنی تعریف کی۔ صدیق رضؓ نے اپنی صورت مشاہدہ کی اور اُس کی تعریف کرنے لگا۔ پس دونوں نے سچ کہا۔ میں جھوٹا کسے کہوں +

پھر فرمایا کہ یہ بدگوئی و ملامت ابتدا سے چلی آتی ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے جہاں پھول ہے وہاں کانٹا ہے۔ اور جہاں خزانہ ہے وہاں سانپ ہے ؎

بلائے خمار است در عیش مُل　　سلحدار خار است بر شاہِ گُلُ

جو فقیر ملامت سے محفوظ ہو سمجھ لو کہ اُس کے فقر میں ابھی نقص باقی ہے۔ ایک عالم قصد بیعت سے کسی درویش کی خدمت میں گیا راستے میں ہر شخص سے اُس درویش کی تعریف سُنتا تھا۔ اُسے سخت تعجب تھا۔ کہ ملامت بھی تو فقیر کے لئے لازمی ہے مگر کوئی اُس درویش کی بُرائی نہیں کرتا۔ جب قریب پہنچا تو بھی سوائے تعریف کے اور کچھ نہ سُنا ناچار لوٹ پڑا۔ کسی نے اُس سے پوچھا کہاں گیا تھا۔ کہا فلاں درویش کے پاس گیا تھا۔ اُس نے کہا وہ مرد فقیر نہیں ہے اور طرح طرح کی مذمتیں کیں۔ یہ سُنا تو وہ عالم پھر اُس درویش کے پاس حاضر ہؤا اور بیعت کرلی +

ارشاد فرمایا حضرت خواجہ صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ نے اپنے ملفوظات میں ارشاد فرمایا ہے ؎

ہر کہ ما را رنجہ دارد راحتش بسیار باد　　ہر کہ ما را یار نبود ایزد اورا یار باد
ہر کہ او در راہ ما خارے نہد از دشمنی　　ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

ایک روز آپ وظائف میں مشغول تھے کہ عباس خاں درویش اور مراد بخش راچہ حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ بقالوں کی ایک ایک رقم ادا کر دی گئی۔ مگر فلاں شخص

Marfat.com

کے حساب میں مغالطہ ہے۔ یہ قرض حضرت قبلۂ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا تھا۔ آپ نے فرمایا ہوش رکھنا چاہیئے۔ کہ اس وقت جس سے ہو سکے فرق نہ رہنے دے پھر فرمایا کہ بندہ کے مقدر میں حفاظت ظاہری ہے۔ لیکن دلوں کی کدورت کون صاف کرے۔ اسی لئے شریعت کو مقدم رکھا ہے۔ کہ اگر معاملات ظاہری صاف نہ ہوئے تو صفائی باطن کسی کام کی نہیں ؎

ایک روز ایک شخص جو جلال پور شریف کا رہنے والا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور خوشامد اور چاپلوسی کی باتیں کرنے لگا شاید اُس کا دل اندر سے صاف نہ تھا، آپ کیلئے اور مواعظ و نصائح فرمانے لگے۔ ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کی ہزیمت کا سبب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مخالفت رکھتے ہیں۔ دوسری قومیں باہم متفق ہوتی ہیں۔ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ طرفِ ثانی کو ہزیمت دیدیتا ہے فِی الجماعۃِ برکۃٌ۔ ظاہری معاملات میں بھی اتفاق سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ خونریزیاں بھی اتفاقِ قوم کے سبب سے چھپ جاتی ہیں اور مقدمات کا راغ نہیں لگتا ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را

کسی نے پوچھا حضور اس کی کیا وجہ ہے کہ دوسری قومیں اتفاق رکھتی ہیں اور مسلمان اس نعمت سے محروم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خطرہ ہمیشہ پاکیزگی کو ہوتا ہے۔ یعنی جو چیز کہ پاک ہے اُس میں نقصان کا خطرہ ہے اور اُس کی نگاہداشت مشکل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام چونکہ ایک پاک مذہب ہے اس لئے ہر جانب سے اُسے نقصان کا خطرہ ہے پلید کو پلید سے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ پھر مسکرا کر فرمایا ؎

گر آبِ چاہِ نصرانی نہ پاکست ٭ جہودے مُردہ می شویم چہ باکست

فرمایا کہ تمام خطرات اور نقصانات صحبتِ بد سے پیدا ہوتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہ ہر دستے نہ باید داد دست

اور جو شخص بُرائی کی طرف رہنما ہو وہ بھی شیطان ہے۔ چاہے انسان کی صحبت میں کیوں نہ ہو اور یہ دُنیا والے ایک دوسرے کے شیطان ہیں ؎

Marfat.com

اہلِ دُنیا چوں سگِ دیوانہ اند | دُور شو زیشان کہ بس بیگانہ اند
اہلِ دُنیا چہ کہیں وچہ مہیں | لعنۃ اللہ علیہم اجمعین

پھر فرمایا کہ شیطان میں بھی یہ قدرت ہے کہ انسانی شکل میں رہبری کرے۔ لیکن جو شخص بزرگ کی صحبت حاصل کرتا ہے وہ اُس کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک عالم تھا۔ جو اُن سے شرف بیعت رکھتا تھا۔ ایک دن راستے میں ایک مردِ وجیہہ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے، سبز کپڑے پہنے ہوئے اُن سے ملا۔ اور پوچھا کہاں جاتے ہو جواب دیا خدمتِ شیخ میں جا رہا ہوں۔ وہ بولا کہ مجھے تم سے کچھ کام ہے چند مسئلے ہیں جو کسی سے حل نہیں ہو سکے ہیں۔ تم انہیں حل کر دو۔ مردِ عالم نے کہا بتاؤ۔ اُس نے چند ادق مسئلے بیان کئے جنہیں خدا کے فضل سے اُس عالم نے حل کر دیا۔ اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا کہ حقیقت میں تم ایسے عالم ہو کہ تمام دُنیا کے علماء کو تمہارے علم سے فایدہ اُٹھانا چاہئے تم باوجود اس قدر علم کے اِس قدر سبک خیال ہو اور ایسے شخص کے پاس جاتے ہو جس میں اتنا علم نہیں ہے اُس عالم نے سوچا کہیں یہ وسوسۂ شیطانی تو نہیں ہے۔ یہ سوچ کر لاحول پڑھی۔ وہ شخص کچھ دُور ہٹ گیا۔ پھر لاحول پڑھی پھر کچھ اور دُور ہٹ گیا۔ تیسری مرتبہ لاحول پڑھی تو بالکل غائب ہو گیا۔ جب وہ خدمت شیخ میں پہنچا تو تمام ماجرا بیان کیا۔ شیخ نے کہا عصمت نے تیری یاری کی۔ اور تو ہماری صحبت کی وجہ سے اُس کے اثر سے بچ گیا۔ اور اُسے بھگا دیا ورنہ علم ظاہری کی مدد سے کوئی اُس کو دُور نہیں کر سکتا۔

یک زمانے صحبتِ با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیر صاحبؒ کو آسمانِ چہارم پر ایک نور نظر آیا۔ سمجھے کہ یہ نورِ الٰہی ہے اِسے سجدہ کرنا چاہئے۔ مگر پھر سوچنے لگے کہ کہیں یہ وسوسۂ شیطانی نہ ہو۔

Marfat.com

لاحول پڑھی۔ نور چھپ گیا اور ایک آواز آئی کہ تیری تقدیر بلند تھی۔ بچ گیا ورنہ چار سو
اولیاءے کامل کو میں نے اس مقام میں کافر کر دیا ہے۔ حضور غریب نوازؒ نے فرمایا کہ خدا
جس کو ہدایت کرتا ہے وہ بزرگوں کی برکت سے محفوظ رہتا ہے۔ آپ یہاں تک پہنچے تھے
کہ ایک شخص بولا اور کہنے لگا کہ بغیر علم کے ان خطرات سے نجات پانا ناممکن ہے۔ اس لئے
کہ عالم مثل چرواہے کے ہوتے ہیں۔ جو گلّے کو کھیتوں یا خطرناک مقاموں سے بچا لیتے
ہیں۔ آپ نے اس کی تردید کی اور فرمایا یہ بھی تو ممکن ہے کہ چرواہا سو جائے اور گلہ کو بھیڑیا
پھاڑ ڈالے۔ یا چرواہا گلّے کو تلخ پانی کی طرف مائل کر دے اور میٹھے اور مفید پانی سے
ہٹا دے۔ اور پھر اسے گلّے کی ہلاکت کا سبب معلوم نہ ہو۔ فرمایا یہ گلہ بانی عالم ہی پر منحصر
نہیں ہے بلکہ ہر قوم اور ہر فرقہ کا ایک گلہ بان ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے
کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ۔ چنانچہ والدین اپنی اولاد کے گلہ بان
ہیں۔ لیکن اگر وہ اپنی اولاد کو گمراہی میں ڈالیں۔ یا ایسے کام میں لگا دیں جس سے حقوق
الٰہی میں نقصان پیدا ہو یا اُن کے سبب سے نماز روزے میں فرق آئے پس اُن کے کہنے
پر عمل کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ چاہے وہ رنجیدہ خاطر ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ پھر
فرمایا کہ والدین اور اولاد میں اگرچہ بہت زیادہ یکجائی رہتی ہے لیکن وہ ایک دوسرے
کو مدد نہیں پہونچا سکتے یہاں تک کہ کسی کا دردِ سر بھی دور نہیں کر سکتے۔ اور اگر اس جہان
میں کچھ مدد پہنچا بھی سکتے ہیں تو اُس جہان میں (عقبیٰ میں) کچھ بھی مدد نہیں پہنچا سکتے ٭

پھر ارشاد ہوا کہ عشق و محبت ایسی چیز ہے کہ ذاتِ حق اور ذاتِ پیر کے علاوہ کسی
دوسری ذات پر راست نہیں آتا۔ یہاں تک کہ ماں باپ پر بھی۔ عشق بغیر اللہ اور
پیر کے وبال ہو جاتا ہے اور والدین کی ذات پر بھی درست نہیں آتا۔ چنانچہ ارشاد باری
ہے لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو خدا اور اُس کے
رسول کے گرویدہ ہو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ تمہیں ایسی حالت میں دوست
رکھیں کہ تم کفر پسند کرو اور خدا اور رسول سے منحرف ہو جاؤ۔ اگر تم میں سے کوئی انہیں
دوست بنائے گا تو وہ زیانکاروں میں سے ہے ٭

Marfat.com

پھر فرمایا کہ خدا اور پیر دونوں جہان میں دوست اور مددگار ہوتے ہیں۔ وہ بجز مرید کی خیر خواہی کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ والدین کا حق اگرچہ بزرگ ہے لیکن اُن پر عاشق ہونا مناسب نہیں ہے اور اُن کے حقوق بے شک زیادہ ہیں۔ اسی لئے دو رکعت نفل ترتیب دیئے گئے ہیں کہ جو شخص دو رکعتیں حق الوالدین کی پڑھ لے گا وہ اُن کے حقوق سے بری ہو جائے گا۔

میاں محمد مظفر ولد میاں محمد اشرف لونڈ پوری نے نفل حقوق الوالدین کے پڑھنے اور وقت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔ اور یہ دوگانہ اشراق کے نفلوں میں ہے۔ افضل وقت یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے قریب پڑھا جائے۔ لیکن جس درویش کو وظائف پڑھنے ہوں وہ بعد وظائف پڑھ سکتا ہے۔ اس کے بعد شخص مذکور نے پھر سوال کیا کہ جب علم نہ ہو گا تو ہدایت کس طرح حاصل کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا ہدایت بہر صورت بہتر ہے۔ علم ہو یا نہ ہو۔ اگر ہدایت نہ ہوگی تو علم کسی کام نہ آئے گا۔ بلکہ موجب وبال ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ زیادتی علم سے بجائے ہدایت خطرات اور فاسد خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر جو بے علم ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْھُہُمْ یعنی جنت والے سادہ ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ ایک عالم کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے "یفعل اللہ ما یشاء ویھدی من یرید" یہ سوچ کر احکام فرایض کو بے فایدہ اور کتب سماوی کو فضول سمجھ کر ترک کر دیا۔ عالموں نے اُس سے بحث کی تو اُن سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک بزرگ کے سامنے یہ ماجرا بیان کیا گیا۔ حکم دیا کہ علماء اور اُمرا کی ایک مجلس منعقد کرو۔ اور مجھے اُس میں بلاؤ۔ پس صدر مجلس نے بعد قیام مجلس اُس بزرگ کو بُلایا۔ اُس نے مجلس میں آنے میں تاخیر کر دی۔ جب آئے تو وہ عالم مذکور بہت جھنجھلایا کہ آپ نے صاحب امر کی اطاعت سے کیوں اعراض کیا۔ وہ

Marfat.com

بزرگ بولے کہ معاف کیجئے میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ میرے صومعہ میں ایک بہت بڑا دریا جاری تھا، اُس کے کنارہ پر ایک درخت پیدا ہوا۔ اور گھڑی بھر میں بہت زیادہ بلند اور بڑا ہو گیا۔ ناگہان اُس سے کشتی پیدا ہوئی۔ اور بے ملاح دریا میں خود بخود ہر جانب پھرنے لگی۔ اُس عالم کو اور بھی غصہ آیا اور کہنے لگا کہ آخر آپ اس قدر جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔ اُس بزرگ نے کہا کیا خدا اُس پر قادر نہیں ہے۔ وہ عالم بولا کہ قادر ضرور ہے۔ مگر مسبب الاسباب ہے۔ جو باتیں اس وقت آپ نے کہیں ان سب کو کسی سبب کے ساتھ ظاہر کر سکتا ہے۔ وہ بزرگ کہنے لگے کہ جب تم خدا کو مسبب الاسباب جانتے ہو تو شریعت پیغمبر نماز روزہ، اور دیگر احکام سے جو اُس کے افعال واسباب ہیں منحرف اور منکر کیوں ہوتے ہو۔ اس لئے کہ یہ سب مثل کشتی کے ہیں جو گمراہی کے دریا سے لوگوں کو نکالتے ہیں۔ وہ عالم کہنے لگا کہ بے شک یہ بات صحیح ہے۔ اور لاجواب ہوا۔ اسی وقت ایک شخص نے تلوار سے اُس کی گردن اڑا دی کہ مبادا اس کے بعد پھر گمراہ ہو جائے اور کافر مرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہدایت علم پر منحصر نہیں ہے۔ یفعل اللہ ما یشاء و یہدی من یرید۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ درویش کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے نفس کو ملامت اور سرزنش کرتا رہے تاکہ وہ ذلیل و خوار نظر آنے لگے ؎

ملامت شحنۂ بازار عشقت ملامت صیقل زنگار عشقت

پھر فرمایا ملامت ایسی چیز ہے کہ کوئی اُس پر صبر نہیں کر سکتا۔ مگر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھتر والا کو میں نے سُنا ہے کہ وہ بڑے صاحبِ کمال تھے۔ اگر کوئی کہتا کہ فلاں شخص نے آپ کی شکایت کی ہے تو آپ فرماتے مجھے اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ مجھے بدی کے ساتھ یاد کرے گا۔ اور شکایت کرنے والے کی بے حد تعریف کرتے کہنے والے سے کہتے کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی جب شاکی کو اس امر کی اطلاع ہوتی تو وہ عذر کرتا اور مرید ہو جاتا۔ اس طرح شاہ صاحب مخلوق الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اور مطیع بنا لیتے تھے۔

پھر ارشاد ہوا کہ فقیری چار چیزوں میں ہے:۔

(۱) قلۃ الطعام

Marfat.com

(۲) قِلّۃ المنام

(۳) قِلّۃ الکلام

(۴) قِلّۃ الصحبۃ مع الانام

اور اسباب ظاہری فقر کے منافی نہیں ہوتے۔ بعض اولیاء انبیا ایسے ہوئے ہیں جن کے مال و اسباب کا کچھ حساب نہ تھا۔ چنانچہ نقل ہے کہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کا ایک پرانا کرتا تین سو روپیہ میں ہدیہ ہوا تھا +

ایک دفعہ ہنگامۂ عرس میں میاں محمد اشرف کی چھتری کوئی چرا کر لے گیا۔ انہوں نے از روے خوش طبعی عرض کی کہ بعض فقرا نے کشف و کرامت کے زور سے انگوٹھی چرانے والے چور کا پتہ لگایا ہے میں بھی منتظر ہوں کہ چور میری چھتری بھی واپس دے جائے حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہنسے اور فرمایا کہ وہ لوگ صاحبِ کشف تھے، جو چور کو راستے سے واپس لے آئے۔ اگر تمہیں بھی کشف ہوتا تو چور واپس آجاتا۔ میاں محمدؐ اشرف نے عرض کی کہ مجھ میں قوت کشف نہیں ہے لیکن یہاں میں حضور کو صاحبِ کشف سمجھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا میں حیران ہوں اُن فقیروں سے جو پوشیدہ خبریں ظاہر کر دیتے ہیں۔ شاید انہیں پوشیدہ حالات معلوم ہو جاتے ہیں کسی نے پوچھا کہ حضور اس کی کیا وجہ ہے کہ بعض کو پوشیدہ حالات معلوم ہوتے ہیں اور بعض کو نہیں، فرمایا اس میں حکمت ہے +

شاعروں کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ شعر کہنا بھی امداد غیبی سے تعلق رکھتا ہے۔ کبھی تو فوراً طبیعت رواں ہو جاتی ہے اور کبھی ایک مصرع میں بہت سا وقت گذر جاتا ہے۔ مصنف شاہنامہ فردوسی، جس کے اشعار مشکل ہیں، ایک مدت اس مصرع پر اٹکا رہا۔ ع

بفرمود شہ اسپ را زین کنند

دوسرا مصرع اُس کی زبان پر نہ آتا تھا، اس کی لڑکی نے اس کو بار بار سُنا تو دوسرا مصرع یوں لگا دیا۔ ع

Marfat.com

دُم اندر دُم نائے زریں کنند

ایک دن ارشاد فرمایا کہ درود مستغاث کی زکوٰۃ کے زمانے میں روزہ رکھنا چاہئے۔ وقت اور مکان ایک ہونا چاہئے، مسور کی دال اور گوشت نہ کھائے۔ کہ ان چیزوں سے حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ لہسن اور پیاز کو ترک کر دینا چاہیے کہ ان کی بُو ناگوار ہوتی ہے درود مستغاث پہلے روز ایک مرتبہ پڑھے۔ گیارہ دن تک ایک ایک بڑھاتا جائے پھر کمی کرے اور اکیسویں روز ختم کر دے۔ میاں امیر بخش ملتانی نے عرض کی کہ میں درود شریف میں لفظ "سیّدنا" زیادہ کر لیتا ہوں۔ یعنی یوں پڑھتا ہوں۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ محمّد وَعلیٰ آلِ سیّدنا محمّد وبارک وسلم

فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس درود شریف کی سند یہی ہے کہ صرف بلا سیّدنا پڑھا جائے اور جس چیز کی سند ہوتی ہے اس میں کمی بیشی کی گنجایش نہیں ہوتی۔ اور اس درود شریف کو خضری کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب یہ درود پڑھا جائے تو اُس وقت پیغمبر صلعم کو سیدھے کاندھے کی جانب حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ نظر سے اُنہیں دیکھنا ممکن نہ ہو۔ اس لئے خدا کو بھی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ لیکن وہ ہر جگہ ہر حال میں ہر وقت حاضر و ناظر ہے ⁂

ارشاد ہوا مرید کی توبہ اُس وقت قبول ہوتی ہے جبکہ وہ توبۃ النصوح کرے۔ الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ جس گناہ سے اُس نے توبہ کی ہے پھر اُس کی خواہش اُس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا میں نے ملفوظات میں دیکھا ہے علامت قبولیت توبہ کی یہ ہے۔ کہ جب توبہ کرنے والا خاک کی مٹھی بھرے تو وہ اُس کے ہاتھ میں سونا ہو جائے ⁂

میاں عمر دین نے عرض کی کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے ایک دن کچھ عورتیں دف بجاتی اور شعر گاتی حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے حجرہ مبارک کی طرف سے گذریں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وجد ہوا۔ فوراً جبریل علیہ السلام

Marfat.com

نازل ہوئے اور کہا خبردار یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز اپنی جگہ سے جنبش نہ کھائیےگا ورنہ آسمان زمین پر گر پڑے گا۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ بادشاہ دارا جب لڑائی میں مقتول ہُوا اور سکندر اپنی ران پر اس کا سر رکھ کر بیٹھا تو نزع کے وقت اُس نے کہا ع

مجنباں مرا تانہ جنبد زمین

یعنی مجھے حرکت نہ دے ایسا نہ ہو کہ زمین ہلنے لگے۔ پس جب دُنیا کے بادشاہ کا ایسا حوصلہ اور ایسی دلیری تھی تو جو سلطانِ کونین ہو اُس میں کہاں تک یہ قوت نہ ہوگی +

ایک دن ارشاد ہوا کہ جس وقت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی ملاقات کو تشریف لے گئے تو اُن کے سامنے کھانا لایا گیا۔ فرمایا نمک کہاں ہے۔ بے نمک یعنی بغیر سرود میں کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ ایک شخص پُرانا چنگ اُٹھا لایا اور بجانے لگا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حالت طاری ہوئی۔ آپ کا جسم مُبارک گداز پذیر ہُوا اور چادر کے نیچے پانی مثلِ چشمہ نظر آنے لگا۔ اُس وقت جناب غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز اپنے دونوں ہاتھ جانبِ آسمان بلند کئے ہوئے تھے۔ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ حالتِ اصلی پر آ گئے مصاحبین نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ بلند کرنے کی حقیقت دریافت کی۔ فرمایا کہ ولی کامل جب وجد میں آتا ہے تو آسمان بھی ہلنے لگتا ہے۔ میں اُس وقت اِس اندیشہ میں تھا کہ کہیں آسمان نہ گر پڑے +

پھر ارشاد فرمایا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حالتِ سماع میں وصال فرمایا ہے۔ قوال جب اِس مصرع کو پڑھتے تھے۔ ع

"کشتگانِ خنجرِ تسلیم را"

تو جان جسم سے نکل جاتی تھی۔ پھر جب دوسرا مصرع پڑھتے تھے۔ ع

"ہر زماں از غیب جانے دیگر است"

تو آپ پھر زندہ ہو جاتے تھے۔ آخر بتقدیرِ الٰہی قوال دوسرا مصرع بھول گئے۔ اور خواجہ قطب صاحبؒ شہید ہو گئے +

Marfat.com

پھر ارشاد فرمایا کہ قدرت الٰہی نے اُن کی روح کو لباسِ بشری میں پیدا کیا تھا۔ لیکن کس کو خبر ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہ کیا تھے۔ سالک کو چاہیئے کہ فقیر کو جس لباس میں بھی دیکھے اعتراض نہ کرے کیا معلوم کہ اُس کے اندر کیا ہے ؎

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میاں محمد اسماعیلؒ لاہوری جو میاں وڈا کے نام سے مشہور ہیں ہمیشہ درویش اُن سے پوچھتے رہتے تھے کہ اُنہیں اولیاے اللہ کی زیارت کرا دیں۔ ایک دن ایک قلندر دو کتے کے پلّے بغل میں دبائے اور بھنگ گھوٹنے کی لکڑی ہاتھ میں لئے مسجد میں چلا آیا۔ اور کہنے لگا میاں وڈا کہاں ہیں۔ وہ اُس کی آواز سُن کر باہر نکلے تو کہنے لگا بھنگ لا دیجئے۔ میاں صاحب نے جلدی سے بھنگ پیس کر پیش کی۔ پی اور چلا گیا۔ درویشوں نے پوچھا کہ یہ کون تھا۔ فرمایا یہ قلندر کہتا ہے کہ میں خدا کا ولی ہوں۔ درویشوں نے کہا معاذ اللہ کہیں اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں۔ دوسرے دن ایک شخص مسجد کے پاس سے چنگ بجاتا ہوا نکلا۔ وہ چنگ بجاتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ ع

مجھے قبول نہیں ہے مجھے قبول نہیں

میاں صاحب نے فرمایا کہ جب خصم بُلاتا ہے تو قبول کیوں نہیں کرتا۔ درویشوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے فرمایا یہ بھی کہتا ہے کہ میں خدا کا ولی ہوں۔ درویش کہنے لگے سُبحان اللہ جو شخص نامشروع ہوتا ہے وہی ولی ہونے کا دعویدار ہے۔ چند روز کے بعد ایک شخص بصورت متقی مسجد میں آیا۔ اور کہا دو درویش میرے ہمراہ کر دیجئے تا کہ ایک میت کی تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھا دیں۔ دو درویش ساتھ کر دیئے گئے۔ وہ شخص آگے آگے روانہ ہوا۔ جب مکان کی دہلیز پر پہنچا تو درویشوں سے کہا کہ میں اندر جاتا ہوں تم ذرا دیر میں آنا۔ تھوڑی دیر بعد یہ بھی اندر پہنچے۔ دیکھا کہ وہ شخص تختے پر لیٹا ہوا ہے اور مرا پڑا ہے۔ میت کا تمام سامان، کفن، خوشبو، صابن، غسالوں کا محنتانہ سب تختے پر رکھا ہوا ہے۔ درویشوں کو یقین آگیا کہ یہ شخص ضرور کوئی

Marfat.com

ولی اللہ تھا۔ تجہیز و تکفین کی، اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ پھر تمام واقعہ میاں صاحب کے سامنے بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ یہ شخص وہ ہی قلندر ہے جو ایک دن بھنگ پی گیا تھا اور دوسرے دن چنگ بجاتا ہوا نکلا تھا۔

میاں عمر دین نے دریافت کیا کہ حضور کیا حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں اب بھی لنگر جاری ہے۔ آپنے فرمایا دو لنگر جاری ہیں۔ ایک زمین ہے جو فقرا کے لئے خریدی گئی تھی اس کے غلہ اور آمدنی سے فقرا کا خرچ چلتا ہے۔ دومی سلطان روم نے بھی وہاں لنگر جاری کر رکھا ہے۔ میاں مذکور نے پھر کہا کہ انکی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ مثلاً ڈوبی ہوئی کشتی کا بارہ برس کے بعد معہ آدمیوں کے نکلنا اور اس زمانے میں بھی اُن کی بکریوں کو جو پیر صاحب کی نذر کی گئی تھیں۔ مہاراجہ جموں کے شیروں نے نہ کھایا بلکہ سونگھ کر چھوڑ دیا۔ آپنے فرمایا صحیح ہے۔ اُس بڑھیا عورت کی اولاد اب تک بغداد شریف میں موجود ہے اور بہت مالدار ہے۔

حضرت سجادہ نشین درگاہ شریف تونسہ کی کراماتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپنے فرمایا کہ اُنہوں نے پختہ عمارتیں اثنائے سفر میں بنوادی ہیں۔ چنانچہ مہار شریف اور پاک پٹن شریف کے راستوں میں اپنے ہی بنوائے ہوئے مکانات میں لوگ مقیم ہوتے ہیں۔ اور لنگر کے اسباب سے لدے ہوئے اونٹ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اُن کے مرید جہاں کہیں بھی رہتے ہیں اپنی املاک اُن پر فدا کرتے ہیں اور اُن پر مفتون ہیں۔ مہار شریف پہنچنے سے پہلے دعوت کے لئے جلانے کی لکڑیوں کے انبار اور غلے سے بھرے ہوئے اونٹ بھیجدیتے ہیں۔ چنانچہ امسال مہدی خاں مرحوم کے رشتہ داروں نے بکریاں، اور دودھ دینے والی گائیں، لکڑیوں کے انبار، آٹا اور دوسری ضروری چیزیں اپنے پہنچنے سے پہلے پاکپٹن شریف بھیجدی ہیں۔ اور اُن کی طرف سے یہ دعوت ہمیشہ پہلے ہوتی ہے۔ جبتک مہدی خان زندہ تھے، دس من گھی، ہر سال تونسہ شریف کی نذر کرتے تھے۔ جواب بھی مقرر ہے۔ لنگر کے درویش ہر ملک میں گھی وغیرہ خریدنے کے لئے مقرر ہیں۔ اُن سب کو تنخواہ ملتی ہے۔ بعض مویشیوں کی پاسبانی کرتے ہیں،

Marfat.com

بعض لنگر کا گودام خریدتے ہیں۔ بعض متفرق کاموں پر مامور ہیں۔ اس لئے کہ وہاں کا کارخانہ بہت بڑا ہے۔ یہاں تک کہ موذّن کو بھی تنخواہ ملتی ہے۔ اور امام اور معمار و مزدور وغیرہ تونسہ شریف کا روزانہ خرچ تخمیناً پانچ سو روپیہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور عمارت کسی طرح ختم نہیں ہو چکتی۔ روز ایک نئی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ اس لئے دُور و نزدیک کے مرید اپنے وطن سے معہ آل و عیال ہجرت کر کے تونسہ شریف میں مدتوں مقیم رہتے ہیں اور اپنے اسباب وغیرہ کے ساتھ مقررہ حویلیوں میں ٹھہرتے ہیں۔ وہاں کے مکانات عجیب اور بے نظیر ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک مکان میں داخل ہو تو ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ پر چلا جائیگا اور راستہ بھُول جائے گا اُسے یہ خبر نہیں رہتی کہ وہ کون سے دروازہ سے داخل ہؤا تھا۔ اور کون سے دروازہ سے باہر آیا ہے۔ ایک دن میں تمام مکانات کی سیر بھی نہیں ہو سکتی *

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک مرد خاص اولاد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بغداد سے اِس ملک میں آیا تھا۔ ہر علم کا عالم اور ہر فن میں کامل تھا۔ فقہ، حدیث، تفسیر اور شاستر وغیرہ علوم میں اُسے درک حاصل تھا ہر علم کی بحث میں ہر گروہ پر غالب آ جاتا تھا۔ برہمن اور پنڈت جو شاستر کے اُستاد تھے وہ سب اُس کے آگے سرنگوں ہو کر اُس کے خدمت گذار ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے حقہ بھر کر اُسے دیتے تھے، اور علمائے اسلام نے بھی اُس کے آگے سرِ تسلیم جھکا دیا تھا۔ چنانچہ سارنگی اور طنبورے کی آواز سُننا اُس کے نزدیک مسجد میں جائز تھا۔ جب کوئی بحث کرتا تو وہ کہتا کہ نماز صوری مسجد میں جائز ہے تو نماز معنوی جائز کیوں نہیں ہے۔ تمام علماء کو عاجز کر دیا تھا۔ اور صفائے باطن اُس کو اس درجہ حاصل تھی کہ جس شہر میں پہونچتا اُس شہر کی تمام مخلوق چھوٹے اور بڑے بغیر بُلائے اُس کے استقبال کو شہر سے باہر نکل آتے۔ وہ مخلوق کا دل صفائے باطن سے جاذب کر اپنی طرف کھینچتا تھا اور اپنے وجود کی صفائی بمجاہدہ ظاہر اس قدر رکھتا تھا کہ دولاب چاہ کے درمیان تختے پر لیٹ کر لوٹوں کا پانی منہ سے کھینچتا تھا اور نیچے کی راہ سے باہر بہا دیتا تھا یعنی پانی ناودان کی طرح اُس کے اندر سے جاری ہوتا تھا، اتفاقاً اُس کا گذر تونسہ شریف

میں ہؤا۔ حضرت صاحبؒ کے متعلق فرمایا کہ یہ مرد وجودی ہے۔ حضرت صاحبؒ سے لوگوں نے عرض کی کہ ایک شخص ایسا ایسا آیا تھا اور یہ کہہ کر چلا گیا۔ اُس کے بعد امیر نے علما کو اُس کے مباحثہ کے لئے جمع کیا۔ اثنائے بحث میں معلوم ہؤا کہ وہ کسی سے مغلوب نہیں ہوتا۔ افغانی قوم کے ایک عالم نے ایک تپانچہ اُس کے منہ پر مارا۔ اُس نے ہر چند کہا کہ میں مسافر ہوں لیکن سب اُس کو مارنے اور نکالنے میں مشغول ہوگئے۔ بعد ازاں جہاں کہیں گیا گوشمالی پائی۔ اور اُس کی عزّت وعظمت سب جاتی رہی۔ اُس کے بعد ایک دن سیال شریف آیا۔ اور حضرت صاحبؒ سے مُلاقات کی۔ ایک الگ مکان اُس کے رہنے کے لئے دے دیا گیا۔ پس وہ قوت وہمت باطنی سے حضرت صاحبؒ کے جذب کرنے میں مصروف ہؤا۔ لیکن ہرگز ہرگز کوئی نشان اور خبر اُسے نہ ملی۔ جس وقت کہ وہ وجود حضرت صاحبؒ پر اپنی ہمت اور توجہ صرف کر رہا تھا حضرت صاحبؒ کے ایک دوشِ مُبارک کو قدرے حرکت ہوئی۔ اِس کے بعد وہ شخص خود بخود قدموں میں آگرا۔ سجدہ میں گر پڑا۔ ڈاڑھی مونڈلی اور عذر خواہی کرنے لگا کہ میں نے اپنی اِس ہمت سے کسی بنی نوع انسان کو بلاکشش وجذب کسی ملک میں نہیں چھوڑا۔ لیکن یہاں میں نے اپنی تمام ہمت صرف کردی اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ کا مقام کہاں ہے۔ اِس وقت مولوی فضل الدین صاحب چاچڑانوالہ بیعت وارادت کے لئے حضور میں حاضر تھے۔ جب اُس شخص نے حضرت صاحبؒ کو سجدہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ اسے مرد کافر ہوتا ہے سجدہ نہ کر دہ خاموش اپنے مکان کو چلا گیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت آپ نے بھی اُسے منع نہیں کیا۔ کہ یہ کار غیر مشروع ہے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اِس سے پہلے میں نے یہ کب کہا تھا کہ ڈاڑھی مونڈلے۔ وہ کام بھی اُس نے خود ہی کیا اور یہ بھی۔ پھر مولوی صاحب مذکور کہنے لگے کہ میں بارادۂ بیعت آیا تھا لیکن اب میرا عقیدہ درست نہیں رہا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا یہ تمہاری مرضی ہے بیعت کرو یا نہ کرو۔ مگر اُس مرد کے سامنے نہ جانا۔ کہ تم اہلِ علم ہو اور وہ اہلِ خدا ہے اور بیباک، مبادا تمہیں ذلیل کرے۔ اِس لئے کہ تم نے اُس کی تکفیر کا حکم لگا دیا ہے۔ مولوی صاحب چپ چاپ چلدیئے۔ نہ معلوم ہمارے لحاظ سے کچھ نہ کہا یا کسی اور سبب سے۔ آپ نے فرمایا کہ قضارا مولوی صاحب اُس وقت

Marfat.com

اُس کے مکان ہی کی طرف ہو کر نکلے۔ وہ غصہ میں تھا۔ مولوی صاحب سے گفتگو کرنے لگا تقریر اور حدیثیں جو اُس کو یاد تھیں روانی کے ساتھ سُنانے لگا۔ مولوی صاحب کے ہوش اُڑ گئے۔ اور طاقتِ جواب مسلوب ہو گئی۔ آخر اُس کے سامنے سرِ تسلیم جھکا دیا۔ یہاں تک کہ وہ جہاں کہیں جاتا تھا مولوی صاحب بھی اُس کے پیچھے لگے پھرتے تھے اور شاید کلمۂ "انت الحق" بھی کہتے تھے، وہ کہتا تھا مولوی صاحب ہوش کی باتیں کرو۔ کافر ہوئے جاتے ہو۔ غرض یہ کہ مولوی صاحب کو ہوش نہ تھا کہ اُس سے پیچھا چھڑاتے اور وہ مردِ بغدادی کہتا تھا کہ میں تمام ملک میں پھرا ہوں اور ہر انسان کو مطیع و مغلوب کیا ہے۔ لیکن حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایک لفظ گُستاخی کا کہدیا تو میری تمام عزت و عظمت خاک میں مِل گئی۔ اور بے حد خواری و رسوائی اُٹھانی پڑی پس یہاں آکر میں نے اپنی تمام ہمت صرف کر دی اور شرمندہ ہؤا۔ ڈاڑھی بھی مونڈ لی کہ شرمندگی کا نتیجہ بھی یہی تھا۔ تم میرا پیچھا چھوڑو اور اُن سے (حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے) عذر خواہی کرو اِس لئے کہ تم نے گُستاخی کی ہے پس مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں آئے اور بیعت کی۔ لیکن جبتک جیئے ہوش میں نہ آئے۔ اور بجز نماز کوئی وظیفہ بھی نہ پڑھ سکے ✽

پھر ارشاد ہؤا کہ وہ مردِ بغدادی خاص اولادِ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، انگریزوں نے بہانے اور چاپلوسی کر کے اُسے اِس مُلک سے روانہ کر دیا ✽

ایک روز بہت سے لوگ حاضرِ مجلس تھے۔ کہ میاں عمر دین آئے۔ جوش کی حالت اُن پر مستولی تھی۔ حضرت خواجہ صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مستانہ وار گفتگو کرنے لگے کہنے لگے کہ خدائے تعالیٰ بھی عبادت کرتا ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کیا کہتے ہو۔ کیا خدا نماز پڑھتا ہے فرمایا کہ وہ مقدس اور بے نیاز ہے لیکن بندہ کی عبادت بھی اُسی سے ہے اِس لئے کہ خدا کی صفات کاملہ اپنی کلّیت و اطلاق کی وجہ سے جمیع صفات انسانیہ کی جامع ہے اِس طرح کہ اُس کی صفتیں صفاتِ انسان کے ضمن میں عین صفات انسان ہو گئیں۔ مثلاً حیات، علم، ارادت، قدرت، سماعت، بصارت، اور کلام، اور

Marfat.com

اُس کی تمام صفات کے بالجملہ ایک صفت یہ ہے کہ اوج کلیت و اطلاق سے تنزل کر کے جزئیت کے انحطاط میں تجلّی کی۔ ورنہ دیکھتے ہو کہ بعض انسانوں کے کان ہوتے ہیں۔ لیکن شنوائی نہیں ہوتی، آنکھ ہوتی ہے مگر بصارت نہیں ہوتی، زبان ہوتی ہے۔ مگر کلام نہیں ہوتا۔ اِس لئے کہ یہ سب اسباب ہیں۔ اور خدائے تعالےٰ سمیع ہے مگر بغیر کانوں کے۔ بصیر ہے مگر بغیر آنکھوں کے۔ متکلم ہے مگر بغیر زبان کے۔ پس بندہ کا فعل و قدرت اُس کی صورت پر ظہور الٰہی کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ اُن کی وجہ سے۔ اِس سے پہلے فرمایا تھا کہ بجائے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" اَنَا بِکَ نَعْبُدُ وَ اَنَا بِکَ نَسْتَعِیْنُ" بھی جائز سمجھتے ہیں۔ پھر میاں عمر دین نے کہا کہ خدا آگے پیچھے اوپر نیچے ہر جگہ اور ہر طرف موجود ہے تو پھر دعا کے لئے ہاتھ آسمان کی طرف کیوں اُٹھائے جاتے ہیں۔ اِس سے تو معلوم ہُوا کہ خدا آسمان پر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالےٰ تمام تعینات، جہات، اور اشارات سے منزّہ و مبرّا ہے اُس کے لئے کوئی مقام اور جگہ مخصوص نہیں کی جا سکتی۔ مگر کوئی جگہ اُس کے تصرف سے خالی بھی نہیں ہے۔ دعا کے لئے آسمان کی طرف جو ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ نزولِ رحمت آسمان سے ہوتا ہے۔ اور کتب انبیا نیز قرآن مجید آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ اور پھر عرش و کرسی لوح محفوظ بہشت ارواح اور فرشتے بھی سب آسمانوں پر ہیں۔ صرف زمین نیچے ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج بھی آسمان پر ہوئی ہے۔ میاں عمر دین نے پوچھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہمارے وجود کی مانند نہ تھا۔ ؟

همہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش

فرمایا کہ وجود رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مثل آنکھ کے تھا۔ کہ آپ ہمہ تن جمال حق کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ اور اِس جہان میں بھی آگے پیچھے ایک سا دیکھتے تھے۔ پھر میاں عمر دین نے پوچھا کہ پیغمبروں کی تمام کتابیں خدا کا کلام تھیں پس اُن کتابوں کو کیوں منسوخ کر دیا گیا۔ اور قرآن شریف کا حکم کیوں باقی ہے۔ حضور پر نور علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ حکم کرنا بادشاہ کا کام ہے۔ وقتاً فوقتاً جو کچھ مصلحت مخلوق کے مناسب سمجھتا ہے حکم کرتا ہے۔ اور قرآن شریف کے باقی رہنے کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک خاتم الانبیا تھی اور اُن کی کتاب (قرآن شریف) بھی تمام پہلی آسمانی کتابوں کا ناسخ تھا۔ پس جب اُن نبیوں کی نبوت ختم ہوگئی تو ان کی کتابوں کے اجراء کا حکم بھی منسوخ ہوگیا۔ بلکہ قرآن شریف بھی اپنی ذات کی حد میں ناسخ و منسوخ ہے اور اُس کی تمام آیتوں پر حکم جاری نہیں ہے +

اِس موقعہ پر ایک شخص نے کہا خدا فرماتا ہے مَا نَنسَخ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا یعنی جو کچھ ہم منسوخ کر دیتے ہیں قرآن کی آیتوں میں سے یا بھلا دیتے ہیں دلوں سے تو اُس آیت منسوخہ سے بہتر آیت لے آتے ہیں یا مانند اُس کے۔ پس میاں صاحب نے بنظر جوش اُس کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو نے خدا کو دیکھا ہے؟

حضور پر نور حضرت خواجہ صاحب جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی طرف جواباً ارشاد فرمایا کہ وجود انسان میں تین سو ساٹھ اعضا ہیں۔ اور کوئی جگہ روح کے لئے معین نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے درآنحالیکہ کوئی عضو اُس کے تصرف سے خالی نہیں ہے اگر ایک عضو زخمی ہوتا ہے تو تمام بدن بے آرام ہو جاتا ہے۔ اور کسی نے نہیں دیکھا ہے کہ روح کہاں ہے۔ بلکہ وہ تمام وجود پر محیط ہے۔ اور اُس کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ +

میاں صاحب نے کہا میں نے لکھا دیکھا ہے کہ بعض اولیاء اللہ نے خدا کو خواب میں دیکھا ہے ارشاد فرمایا کہ ہاں بزرگوں نے لکھا ہے۔ مگر یہ کام بہت مشکل ہے۔ اِس لئے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روح مبارک نے ایک نور مشاہدہ کیا سمجھے کہ یہ خدا کا نور ہے ارادہ کیا کہ سجدہ کریں مگر پھر بحکم شریعت لاحول پڑھی وہ نور غائب ہوگیا۔ اور آواز آئی کہ عصمت نے مددگاری کی ورنہ چار سو اولیائے کامل کو میں نے اِس مقام پر کافر بنا دیا ہے +

پھر ارشاد ہوا کہ سیدنا عیسےٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک عابد تھا جو تمام عمر اپنے گرجے میں عبادت کرتا رہا تھا اور ایک فاسق تھا جس نے تمام عمر فسق و فجور میں صرف کی تھی۔ ایک دن حضرت عیسےٰ علیہ السلام اُس عابد کے پاس آئے اور بیٹھے

Marfat.com

گئے۔ اُس فاسق نے جب دیکھا کہ عابد کو صحبت پیغمبر نصیب ہے تو توبہ کرنے لگا اور طلبگار آمرزش ہُوا۔ سوچا کہ میں گناہوں کی وجہ سے نیکوں کے قرب سے محروم ہوں۔ اور کہنے لگا کہ الٰہی مجھے بھی نیکوں کے ساتھ بہشت میں لے جانا۔ اِس وقت اُس عابد کی نظر اُس فاسق پر جا پڑی۔ اور شیطان نے اُس کو تعجب میں ڈال دیا۔ کہ یہ فاسق ہمارے پاس کیوں کھڑا ہے۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ یا حضرت دعا کیجئے یہ کم نصیب آخرت میں ہمارے ساتھ نہ ہو۔ عیسےٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی ہم نے دونوں کی دُعا قبول کی۔ اُس بدکار شخص نے توبہ کر کے مغفرت چاہی ہے۔ اِس لئے ہم نے اُسے بہشت میں جگہ دی۔ اور اِس عابد نے اُس سے دور رہنا چاہا ہے اِس لئے ہم نے اُس کو دوزخ دیا۔ غرض یہ ہے کہ وسوسہ عجب کاملیں کو بھی ہوتا ہے۔ اور خواب میں خدا کا دیکھنا امر یقینی نہیں ہے ÷

پھر میاں عمر دین نے کہا کہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی کرامتیں تمام اولیائے سے برتر و بیشتر صادر ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ حضور نے مردان علی شاہ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ شہر جموں میں وہ شیروں کا قصہ کس طرح ہوا ہے؟ مردان علی شاہ نے کہا کہ میں نے سُنا ہے مہاراجہ کے پیادے شیروں کے لئے ہر گاؤں سے بکریاں پکڑ زبردستی لے آتے تھے۔ ایک دن گلے سے ایک موٹی سی بکری پکڑی۔ بکری والے نے فریاد کی کہ یہ بکری میں نے پیر صاحب کو نذر کر دی ہے۔ اُس کو نہ لو۔ لیکن مہاراجہ کے سپاہی نہ مانے اور زبردستی اُس بکری کو بھی لے گئے۔ جب اُس بکری کو شیر کے پنجرے میں داخل کیا۔ تو شیر اُسے سونگھ کر علیحدہ ہو گیا۔ مہاراجہ صاحب اُس روز سے مُسلمانوں کی زیادہ حمایت کرتے ہیں۔ اور مُسلمان بہت دلیر ہو گئے ہیں۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا اسی وجہ سے جبتک راجہ زندہ رہے اُن کے اقبال میں فرق نہ آسکا ÷

فرمایا کہ مہاراجہ مسلمان رئیسوں کے ساتھ جو اُس کی مجلس میں بیٹھے تھے اکثر مذاق کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ لحم خنزیر بہت اچھا ہوتا ہے۔ بہت سے امراض میں مفید ہے۔ پس غیرت اسلام کی وجہ سے ایک دن حکیم نورالدین صاحب بھیروی کھڑے ہو گئے

Marfat.com

اور کہنے لگے کہ عرصہ ہوگیا حضور کی بیماری کسی دوا سے نہیں جاتی۔ اگر بے ادبی معاف ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ بچہ گاؤ کا گوشت اُس مرض کے لئے بے حد مفید پڑیگا مہاراجہ نے یہ بات سُنی تو فوراً اُٹھ کر چلا گیا اور کچہری برخاست کر دی +

ایک روز ایک مجمع کثیر حاضرِ خدمت تھا کہ ایک سادہ لوح شخص ملک بار کے دیہات سے حاضر ہوا بیٹھا اور کہنے لگا کہ میں بھی "حضور کا ہاتھ پکڑنے کے لئے آیا ہوں" حضور نے تبسم فرمایا کہ میں تو اپنا ہاتھ بہت پہلے دے چکا ہوں۔ اہلِ مجلس نے اُس کو سمجھایا کہ یوں کہو "میں ہاتھ دینے آیا ہوں" پس جب اُس نے یہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ وضو کر کے آجاؤ۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ مہتر شاہ یوسف علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ "میں بھی مرشد بننے کے لئے آیا ہوں" شاہ یوسف علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ مرید بننے آیا ہے یا مرشد۔ مہتر نے پوچھا کہ اِن دونوں میں سے کونسی بات بہتر ہے آپ نے فرمایا مرشد ہونا بہتر ہے وہ کہنے لگا کہ بس تو میں وہی بات چاہتا ہوں جو بہتر ہے پس شاہ یوسف علیہ الرحمۃ نے اُس کے حال پر توجہ کی۔ اُس کا کام ہوگیا۔ چنانچہ وہ مہتر ولی کامل ہوگیا۔ اور اُس کا روضہ عالی شان بنا ہوا ہے +

کسی گاؤں کا ایک امام قدم بوس ہوا اور کہنے لگا کہ حضور گاؤں کے آدمیوں نے میرے لڑکے کو بہت مارا ہے اور مجھے بھی گالیاں دی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو اہلِ دُنیا کی خوشامد اور چاپلوسی کرتا ہے اُس کا یہی حال ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دُنیا مثال سایہ کے ہے۔ جب کوئی سایہ کی طرف منہ کرتا ہے تو سایہ آگے بھاگتا ہے۔ اور اگر سایہ کی طرف پشت کرتا ہے تو سایہ اُس کی طرف آتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر دُنیا کو ترک کر دو تو دنیا تمہاری طرف دوڑے گی اور اگر تم اُس کی طرف دوڑو گے تو وہ تم سے بھاگے گی ؎

ہے حصولِ آرزو کی وجہ ترکِ آرزو
میں نے دنیا چھوڑ دی تو مل گئی دُنیا مجھے

Marfat.com

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک مرید اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر تھا تین کبوتر آگے پیچھے ہوا میں اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ شیخ نے مرید سے پوچھا تم جانتے ہو کہ یہ کبوتر کون ہیں۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا یہ کبوتر جو سب سے آگے ہے فقیر ہے۔ جو پیچھا جاتا ہے درمیان میں جو کبوتر ہے وہ دنیا ہے۔ جو فقیر کے پیچھے لپکی ہوئی چلی جا رہی ہے سب سے پیچھے والا کبوتر اہل دنیا ہیں جو دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ پس یوں سمجھ لو کہ فقیر دنیا سے بھاگتا ہے اور دنیا دنیا والوں سے +

منشی غلام قادر ساکن شہر سیالکوٹ سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز خفتن کے بعد یہ عا ستر مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یَا شَفِیْقُ یَا رَفِیْقُ نَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ۔ اور درود مستغاث وسلسلہ قلمی کو پڑھا کرو۔ اِس لئے کہ مطبوعہ درود مستغاث میں سند کچھ زیادہ لکھا ہوا ہے۔ سند وہ ہے جو سینہ بسینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ تہجد کی سند یہ ہے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ دوسری میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ اور پھر ہر رکعت میں دس رکعتوں تک ایک مرتبہ سورۂ اخلاص بڑھاتا جائے تاکہ پچپن (۵۵) مرتبہ ہو جائے +

پھر فرمایا جو وظیفہ سند سے کم زیادہ پڑھا جاتا ہے وہ بجائے نفع کے نقصان پہنچاتا ہے۔ چنانچہ نماز شام کی سند تین رکعت ہے۔ اگر دو یا چار رکعت پڑھیگا تو گنہگار ہوگا۔ مسبعات جو ایک وظیفہ بزرگ ہے۔ ہر خاندان میں پڑھا جاتا ہے سند اُس کی یہ ہے کہ بعض آیتیں اور دعائیں معہ بسم اللہ اور بعض بغیر بسم اللہ کے پڑھی جاتی ہیں +

ایک شخص تھا جو سب کو بغیر بسم اللہ کے پڑھتا تھا اُس کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ پہلے گذر چکا ہے) غرض یہ ہے کہ مرشد جس طرح بتائے وہ ہی سند ہے اور اُسی سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ ہر شخص کتابیں دیکھ کر وظیفہ پڑھنے لگے اور مقصد تک پہنچ جائے۔ چنانچہ اب مرقع وکشکول وغیرہ کتابیں طبع ہو گئی ہیں اگر کوئی شخص بلا اجازت شیخ اُن سے تعویذ وغیرہ لکھ کر لوگوں کو دے تو فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے +

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اُن کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ ناگاہ ایک بڑا دریا راستے میں پڑا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ "فرید فرید" کہتا ہوا میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔ اور حضرت بابا صاحب قدس سرہ العزیز "اللہ اللہ" کہتے ہوئے چلے۔ مرید نے جب اُنہیں "اللہ اللہ" کہتے ہوئے سُنا تو خود بھی "اللہ اللہ" کہنے لگا۔ اللہ کہتے ہی دریا میں ڈوبنے لگا۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ وہ ڈوب رہا ہے تو فرمایا کہ اے کمبخت "فرید" کہہ تاکہ خلاصی پائے۔ تو اللہ کو نہیں جانتا ہے۔ اور ناواقف کی فریاد پر مدد نہیں کرتا۔ میں اللہ کو پہچانتا ہوں اور اس لئے وہ میری مدد کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کام ارادت کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ فائدہ رساں نہیں ہوتا۔ بلکہ نقصان پہنچاتا ہے اس لئے کارِ ارادت اور کارِ اجازت میں بہت فرق ہے۔ اِس لئے کہ اجازت ہی سند ہے اور بغیر سند کے کوئی کام مفید نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد ہوا کہ اگرچہ لکھا ہے "اَلْعِلْمُ فِی الْکُتُبِ لَا فِی الصُّدُوْرِ" یعنی علم کتابوں میں ہے سینوں میں نہیں ہے۔ لیکن یہاں اَلْعِلْمُ فِی الصُّدُوْرِ لَا فِی الْکُتُبِ یعنی علم سینوں میں ہے کتابوں میں نہیں ہے۔ سمجھنا چاہئے۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ حکما نے لکھا ہے تین شخص صحت یاب نہیں ہوتے۔ ایک بے توفیق۔ دوسرے بے یقین۔ تیسرے بدپرہیز۔ یہاں بے توفیق سے مراد تو فرمان ہے۔ اور حکیم علم ہے کہ ہر شخص بقدر توفیق دوا کرتا ہے۔ غلام قادر ایک نو مرید نے عرض کی کہ اگر مرید دنیا سے پرہیز نہ کرے تو زنگار اُس کے دل سے صاف نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا خیر تجرد اہلِ تعلقات کو میسّر نہیں ہوتا

نمی گویم کہ از عالم جدا باش	ولے ہر جا کہ باشی با خدا باش

اس لئے کہ انبیا اور اولیا رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بھی صاحب معاملہ تھے۔ یہ پرہیز تو اُس کے لئے مناسب ہے جو بالکل تعلقات دنیوی سے جدا ہو جائے۔ غلام قادر مذکور نے پھر کہا کہ قاضی صاحب اعوان والا نے اپنے دو ایک مریدوں سے

اُن کی بیویوں کو طلاق دلوادی ہے۔ اور اس لئے دوسرے لوگ اُن سے متنفر ہوگئے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کا سبب گرسنگی ہے۔ اس لئے پیر جب تک خود شکم سیر نہ ہوجائیگا یعنی بیماری سے بے خطر نہ ہوجائیگا۔ دوسروں کو ہر چیز کھانے پینے کی اجازت دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ سیپی سمندر میں جب تک گرسنہ رہتی ہے منہ کھُلا رکھتی ہے۔ اور سطحِ آب پر پھرتی رہتی ہے۔ مگر کوئی اُسے نہیں اُٹھاتا۔ پھر جب قطرۂ باران اُس میں جا پڑتا ہے تو سیر و بامقصد ہوکر قعرِ آب میں جاکر آرام کرتی ہے۔ اور مخلوقِ خدا اُس کی طلب میں غوطے لگاتی ہے۔ اور پاتی ہے۔ اور کبھی اپنی جان بھی دے دیتی ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

فرمایا کہ بعض صلحاء کے پیچھے خلقت کا بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ اور اُن کی شہرت بہت ہوتی ہے۔ حال یہ ہے کہ جب تک فقیر کی توجہ خلقت کی طرف ہوتی ہے خلقت بھی اُس کے پیچھے لگی رہتی ہے۔ اور جب وہ خلقت کی شہرت سے سیر ہوجاتا ہے یعنی کمال کو پہنچ جاتا ہے اور مستغنی ہوجاتا ہے تو اُس کی تمام توجہ خدا کی طرف مبذول ہوجاتی ہے۔ اور خلقِ خدا سے کوئی غرض نہیں رہتی۔ کم آئیں یا زیادہ۔ پھر فرمایا کہ قاضی صاحب عوان والے یہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے سُنا کہ وہ کسی کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ بلکہ کسی کے سامنے بھی نہیں کھاتے اگر کھاتے ہیں تو چھپ کر بیٹھتے ہیں۔ کھانے کا وقت آیا تو ہم نے اُن کو کہا کہ یہ قبض نفس ہے اسے دُور کیجئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیے پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ بھی نہ ہوا۔

ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ یہاں ایک ہندو رہتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ اب دنیا میں کرامات نہیں رہی ہے۔ مگر ملاقات باقی ہے یعنی کرامات تو کبھی کبھی ہوتی ہے۔ اور ملاقات روز روز ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا۔ جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ ملاقات اُسی کے لئے ہے اور یہی ہمارے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی شان ہے۔ نیک خلقی دلوں کے خوش کرنے کا نام ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است | از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است | دل گذرگاہ جلیل اکبر است

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "قُلُوبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللہِ تَعَالیٰ" یعنی مومنین کے دل اللہ تعالےٰ کے عرش ہیں ؛

دوسری حدیث میں آیا ہے۔ خلق اللہ تعالیٰ ملك سبعون الف جناح فی کل جناح سبعون الف راس وفی کل راس سبعون الف وجہ فی کل وجہ سبعون الف فم فی کل فم سبعون الف لسان کل لسان یستغفرون اللہ تعالیٰ سبعین الف لغات الی یوم القیمۃ ویکتب اللہ لہ ثواب ذٰلك کلہ **ترجمہ** مومن کا دل خوش کرنے سے خدائے تعالےٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں۔ ہر بازو میں ستر ہزار سر ہوتے ہیں۔ ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہوتے ہیں۔ ہر چہرہ میں ستر ہزار مُنہ ہوتے ہیں۔ ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں ہر زبان (اُس خوش کرنے والے کے لئے) خدا سے طلب آمرزش کرتی ہے۔ ستر ہزار اصطلاحوں میں قیامت تک۔ اور اللہ تعالےٰ اس استغفار کا تمام ثواب اُس خوش کرنے والے کے حق میں لکھ دیتا ہے ؛

امیر بخش ملتانی نے عرض کیا کہ حضور میں نے کسی اخبار میں دیکھا ہے کہ نواب صاحب رامپور نے اجمیر شریف کی درگاہ کے لئے خالص سونے کا کلس بنوایا ہے۔ پہلا سونے کا کلس جو شاہجہان بادشاہ غازی (نور اللہ مرقدہٗ) نے چڑھایا تھا وہ اتار کر خزانے میں داخل کیا جائیگا۔ اور نواب صاحب کا کلس اُس کی جگہ لگایا جائیگا ؛ حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ والئے ہندوستان ہیں جسے اللہ نیک کام کی توفیق دیتا ہے وہ کرتا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ حضور نظام والئے

Marfat.com

حیدر آباد دکن نے سنگِ مرمر سے مجلس خانہ تیار کرایا ہے۔ اس میں صرف کثیر ہوا ہے اور نذر مانی ہے کہ دروازہ چاندی کی جگہ سونے کا دروازہ لگاؤنگا۔ دروازہ چاندی جو اکبر بادشاہ نے بنوایا تھا۔ وہ خزانے میں رکھ لیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب شوق و عشق ہے۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ عالی عجیب شان رکھتا ہے۔ وصال کے وقت حضرت خواجہ بزرگ کی پیشانی نورانی پر قدرت الٰہی سے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے گئے۔ هٰذَا حَبِيبُ اللّٰهِ مَاتَ فِي حُبِّ اللّٰهِ یعنی یہ مرد خدا کا دوست ہے اس نے خدا کی محبت میں جان دی ہے، پس خواجہ صاحب کی کرامت و بزرگی پر ہر شخص کو اعتقاد ہو گیا۔

چنانچہ ملک زمان مہدی دارا پوری جو وہاں گئے تھے۔ کہتے تھے کہ طلوع آفتاب سے غروب تک اس کثرت سے زائر آتے ہیں عموماً ہنود کہ انسان کو دروازہ سے گذرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اور ہر طرف سے شیرینی سے لبریز طشتوں کا پرتو نظر آتا ہے۔

ایک وزار ارشاد ہوا کہ تونسہ شریف کا قاعدہ یہ ہے کہ جو لوگ آتے ہیں وہ پہلے روضہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔ پھر دوسری زیارتیں کرتے ہیں۔ اور حوالی روضہ شریف میں طواف گاہ مثل کھلے ہوئے برآمدے کے ہے۔

ارشاد ہوا کہ مناقب المحبوبین میں بہت سی سندوں کے ساتھ اُستاد، والدین، بادشاہ اسلام، اور پیر کے لئے سجدہ تعظیم کرنا جائز ثابت کیا گیا ہے لیکن طریقہ شریعت کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

چوہدری قدم الدین نمبردار نے کہا کہ سجدہ کی حرمت بتوں کیلئے آئی ہے نہ کہ آدمی کیلئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں آدم خدا کا بھید ہے۔ آدمی اور بُت میں بہت فرق ہے ؎

گر نبودے سرِ حق اندر وجود ٭ آب و گل را کے ملک کردے سجود

Marfat.com

مسئلہ وحدت وجود کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کا ذکر اس شعر میں ہے ۔

چوں مدد پیر مرا گشت یار — نیست مرا حاجت آمرزگار

پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اس شعر کا آخری لفظ "آموزگار" ہے یا "آمرزگار"۔ آپ نے فرمایا "آمرزگار" ہے۔ عرض کی معنی اس کے کیا ہوئے۔ فرمایا ثابت کرو جو چیز ایک انسان کو دوسرے انسان کی طرف کھینچتی ہے وہ کیا ہے۔ عرض کی وہ خدا کا کام ہے۔ آپ نے فرمایا جب کار الٰہی جوشش ہے وجود پیر سے ظاہر ہوئی۔ تو پھر آمرزگار کی کیا حاجت رہی۔ اور یہی مقصود تھا جس نے وجود پیر سے ظاہر ہو کر بندہ کو اپنی ذات میں جذب کر لیا۔

ایک دن ارشاد ہوا نہ تو اعتقاد کی حد ہے نہ بے اعتقادی کی۔ وہ تو کام بے حد و نہایت ہیں۔ پھر فرمایا دیکھو عرس بابا صاحب حضرت فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے موقعہ پر دیہاتی آدمی ایک گھر میں چاہے ایک ہو یا دو جہاں کہیں ہوتے ہیں بے تامل پاک پٹن شریف روانہ ہو جاتے ہیں۔ مال اور مویشی کو بغیر نگہبان کے چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں کچھ پروا نہیں ہوتی۔ کہ ان کے مویشیوں کی خبرگیری کون کریگا اور اگر کسی کو حاکم کے سامنے جانا ہوتا ہے تو ہزار طرح کے اندیشے کرنے پڑتے ہیں مراد یہ ہے کہ یہ کشش غیبی خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ کہ خواہ مخواہ بے تامل کھچے چلے جاتے ہیں۔

کشتئے کہ عشق دارد نگذاردت بدینساں
بجنازہ گر نہ آئی بہ مزار خواہی آمد

کسی نے کہا حضرت جامی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کو ایک کتاب میں لکھا ہے ابتدائے ولایت انتہائے نبوت ہے۔ اور پھر اسی جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ابتدائے نبوت انتہائے ولایت ہے۔ آخر قول اول کی تاویل کیا ہے حضور نے پوچھا کتاب میں دربارہ تاویل کیا لکھا ہے۔ عرض کی۔ کہ نبوت کی انتہا اس وقت ہوئی جب کہ

Marfat.com

خداوند عالم نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی جب تک کہ تمام احکام قرآن شریف کی اوّل سے آخر تک پیروی نہ کی جائے۔ ولایت کا آغاز نہیں ہوتا حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہاں مطلب کچھ اور ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ یعنی شیخ اپنی قوم میں نبی وقت ہوتا ہے۔ اور اس نبی یعنی شیخ کا اتباع سلوک ہے۔ دوسرا قول بھی اسی قول سے منسوب ہے۔ قدم الدین نمبردار نے تعجب سے کہا کہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ حدیث ہے یا قول آپ نے ارشاد فرمایا حدیث ہے۔ اس لئے کہ قوم اور امت کے ایک ہی معنی ہیں۔ نبی کا کام مخلوق کی راہبری ہے۔ اور شیخ کا کام بھی راہبری ہے۔ بلکہ یہ کام بہ نسبت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء اللہ سے زیادہ ظہور میں آتا ہے۔ جیسے کہ حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کہ ہزارہا مخلوق خدا نے اُن سے فیض پایا ہے۔ جن کا کچھ شمار نہیں ہوسکتا ۔

ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور میرے عقیدے کی درستی کیلئے دعا فرمائیے حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ مسلمانوں کا ایمان بھی اعتقاد ہے جب کسی کے اعتقاد میں فرق ہوتا ہے۔ تو پہلے وہ فقرا کی کرامات سے انکار کرتا ہے پھر پیغمبروں کے معجزوں سے اور پھر خدا کے وجود سے۔ پھر کہنے لگتا ہے کہ یہ جہان اور گردش آسمان ایک عادت مستمرہ ہے جو خود بخود جاری ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ یعنی وہ خناس جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ وسوسہ ایسی سخت بیماری ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ مثلاً پانی جب کم ہوتا ہے تو بند ہوجاتا ہے اور جب دریا کی برابر ہوجاتا ہے تو بند نہیں ہوسکتا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ انسان کا خون پہلے غلیظ ہوتا ہے۔ پھر پیپ بنتا ہے، پھر کیڑ بنتا ہے اور گوشت کھانا شروع کردیتا ہے پھر ہڈیاں بھی کھا جاتا ہے اور جس کی عقل بہت زیادہ ہوتی ہے وہ ہی زیادہ وسوسہ میں مبتلا ہوجاتا ہے ۔

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ آپ نے خدا کو کس طرح پہچانا۔ حالانکہ آپ کا کوئی اُستاد نہ تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے خدا کو اس طرح پہچانا کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی کے موافق کرتا ہے اور میری مرضی کے خلاف۔

ایک درویش فتح دین نامی (جو سیال شریف میں بیعت تھا) حاضر خدمت ہوا اور عرض کی دعا کیجئے کہ بے ہوش رہوں۔ فرمایا جب تو نے دنیا کے کام چھوڑ دئیے۔ اور یادِ خدا میں مشغول ہو گیا۔ تو مقصد بے ہوشی کی تکمیل ہو گئی۔ کہنے لگا غریب نواز میں جب گھر جاتا ہوں۔ تو لذتِ قلب کم ہو جاتی ہے فرمایا تو گھر سے پھر روانہ ہو جایا کر عاشقوں کا یہی کام ہے۔ پھر تبسم کر کے فرمایا کہ نجم الدین نامی خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ دہلی کی کسی مسجد میں درس لیا کرتا تھا اُسی مسجد کے قریب ایک امیر کا مکان تھا۔ جہاں وہ درویش بیٹھا کرتا تھا اُسی کے سامنے اس مکان کا ایک بڑا روزن تھا ایک دن اُس امیر کی لڑکی نے روزنِ دیوار سے اُس درویش کو دیکھ لیا۔ دونو آپس میں عاشق ہو گئے۔ وہ لڑکی روزن کے پاس آکر بیٹھ جاتی اور دونو ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے۔ ایک دن اُس لڑکی نے اپنی کنیز کو بھیجا کہ فلاں درویش سے کہنا میرے سر میں درد ہے دعا کریں۔ اِس خبر کے سُنتے ہی وہ درویش تونسہ شریف روانہ ہو گیا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کی کہ میرا معشوق بیمار ہے دعا کیجئے۔ اور پھر دہلی واپس چلا آیا۔ ہمیشہ اُس کا یہی کام رہا۔ کہ طالبِ دعا ہوتا تو سہ شریف میں رات کو نہ ٹھیرتا۔

ایک دفعہ عصر کا وقت تھا۔ اور وہ تونسہ شریف سے باہر جا رہا تھا حضرت سجادہ نشین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا کہ اِس وقت کہاں جاتے ہو۔ عرض کی میرا مطلب دعائے خیر سے تھا اب رخصت ہوتا ہوں۔ ہر چند روکا مگر وہ چلا گیا بعد ایک مدت کے لڑکی کے باپ کو اس بات کی اطلاع ہوئی اُس نے اس درویش کو شہید کروا دیا۔ اور پوشیدہ طور پر دفن کرا دیا۔ ایک ہفتہ میں وہ لڑکی بھی چل بسی

Marfat.com

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک مرید اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر تھا۔ تین کبوتر آگے پیچھے ہوا میں اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ شیخ نے مرید سے پوچھا تم جانتے ہو کہ یہ کبوتر کون ہیں۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا یہ کبوتر جو سب سے آگے ہے فقیر ہے۔ جو چلا جاتا ہے درمیان میں جو کبوتر ہے وہ دنیا ہے۔ جو فقیر کے پیچھے پیچھے ہوئی چلی جا رہی ہے سب سے پیچھے والا کبوتر اہل دنیا ہیں جو دنیا کے پیچھے دوڑے ہیں۔ پس یوں سمجھو کہ فقیر دنیا سے بھاگتا ہے اور دنیا دنیا والوں سے ✦

منشی غلام قادر ساکن شہر سیالکوٹ سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز خفتن کے بعد یہ ستر مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یَا شَفِیْقُ یَا رَفِیْقُ نَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ۔ اور درود مستغاث وسلسلہ قلمی کو پڑھا کرو۔ اِس لئے کہ مطبوعہ درود مستغاث میں کچھ زیادہ لکھا ہوا ہے۔ سند وہ ہے جو سینہ بسینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا چلا آرہا ہے۔ چنانچہ تہجد کی سند یہ ہے کہ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ دوسری میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ اور پھر ہر رکعت میں دس رکعتوں تک ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا جائے تاکہ پچپن (۵۵) مرتبہ ہو جائے ✦

پھر فرمایا جو وظیفہ سند سے کم زیادہ پڑھا جاتا ہے وہ بجائے نفع کے نقصان پہنچاتا ہے۔ چنانچہ نماز شام کی سند تین رکعت ہے۔ اگر دو یا چار رکعت پڑھیگا تو گنہگار ہوگا۔ مسبعات جو ایک وظیفہ بزرگ ہے۔ ہر خاندان میں پڑھا جاتا ہے سند اُس کی یہ ہے کہ بعض آیتیں اور دعائیں معہ بسم اللہ اور بعض بغیر بسم اللہ کے پڑھی جاتی ہیں ✦

ایک شخص تھا جو سب کو بغیر بسم اللہ کے پڑھتا تھا (اُس کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ پہلے گذر چکا ہے) غرض یہ ہے کہ مرشد جس طرح بتاوے وہ ہی سند ہے اور اُسی سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ ہر شخص کتابیں دیکھ کر وظیفہ پڑھنے لگے اور مقصد تک پہنچ جائے۔ چنانچہ اب مرقع وکشکول وغیرہ کتابیں طبع ہوگئی ہیں اگر کوئی شخص بلا اجازت شیخ اُن سے تعویذ وغیرہ لکھ کر لوگوں کو دے تو فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے ✦

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اُن کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ ناگاہ ایک بڑا دریا راستے میں پڑا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ "فرید فرید" کہتا ہوا میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔ اور حضرت بابا صاحب قدس سرہ العزیز "اللہ اللہ" کہتے ہوئے چلے۔ مرید نے جب اُنہیں "اللہ اللہ" کہتے ہوئے سُنا تو خود بھی "اللہ اللہ" کہنے لگا۔ اللہ کہتے ہی دریا میں ڈوبنے لگا۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ وہ ڈوب رہا ہے تو فرمایا کہ اے کمبخت "فرید" کہہ تاکہ خلاصی پائے۔ تو اللہ کو نہیں جانتا ہے اور ناواقف کی فریاد پر مدد نہیں کرتا۔ میں اللہ کو پہچانتا ہوں اور اس لئے وہ میری مدد کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کام ارادت کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ فائدہ رساں نہیں ہوتا بلکہ نقصان پہنچاتا ہے اس لئے کارِ ارادت اور کارِ اجازت میں بہت فرق ہے۔ اس لئے کہ اجازت ہی سند ہے اور بغیر سند کے کوئی کام مفید نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد ہوا کہ اگرچہ لکھا ہے "اَلْعِلْمُ فِی الْکُتُبِ لَا فِی الصُّدُوْرِ" یعنی علم کتابوں میں ہے سینوں میں نہیں ہے لیکن یہاں اَلْعِلْمُ فِی الصُّدُوْرِ لَا فِی الْکُتُبِ یعنی علم سینوں میں ہے کتابوں میں نہیں ہے۔ سمجھنا چاہئے۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ حکما نے لکھا ہے تین شخص صحت یاب نہیں ہوتے۔ ایک بے توفیق۔ دوسرے بے یقین۔ تیسرے بدپرہیز۔ یہاں بے توفیق سے مراد نافرمان ہے۔ ورنہ حکیم علم ہے کہ ہر شخص بقدر توفیق دوا کرتا ہے۔ غلام قادر ایک مرید نے عرض کی کہ اگر مرید دنیا سے پرہیز نہ کرے تو زنگار اُس کے دل سے صاف نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا خیر تجرد اہلِ تعلقات کو میسر نہیں ہوتا

نمی گویم کہ از عالم جدا باش — دلے ہر جا کہ باشی با خدا باش

اس لئے کہ انبیا اور اولیا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی صاحب معاملہ تھے۔ یہ پرہیز تو اُس کے لئے مناسب ہے جو بالکل تعلقات دنیوی سے جدا ہو جائے غلام قادر مذکور نے پھر کہا کہ قاضی صاحب اعوان والا نے اپنے دو ایک یدوں سے

Marfat.com

اُن کی بیویوں کو طلاق دلوادی ہے۔ اور اس لئے دوسرے لوگ اُن سے متنفر ہوگئے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کا سبب گرسنگی ہے۔ اس لئے کہ پیر جب تک خود شکم سیر نہ ہو جائیگا یعنی بیماری سے بےخطر ہو جائیگا۔ دوسروں کو ہر چیز کھانے پینے کی اجازت دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ سیپی سمندر میں جب تک گرسنہ رہتی ہے منہ کھلا رکھتی ہے۔ اور سطح آب پر پھرتی رہتی ہے۔ مگر کوئی اُسے نہیں اُٹھاتا۔ پھر جب قطرۂ باران اُس میں جا پڑتا ہے تو سیر و با مقصد ہو کر قعرِ آب میں جا کر آرام کرتی ہے۔ اور مخلوق خدا اُس کی طلب میں غوطے لگاتی ہے۔ اور پاتی ہے۔ اور کبھی اپنی جان بھی دے دیتی ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم

نے پئے کشف و کرامت آمدیم

فرمایا کہ بعض صلحا کے پیچھے خلقت کا بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ اور اُن کی شہرت بہت ہو جاتی ہے۔ حال یہ ہے کہ جب تک فقیر کی توجہ خلقت کی طرف ہوتی ہے خلقت بھی اُس کے پیچھے لگی رہتی ہے۔ اور جب وہ خلقت کی شہرت سے سیر ہو جاتا ہے یعنی کمال کو پہنچ جاتا ہے اور مستغنی ہو جاتا ہے تو اُس کی تمام توجہ خدا کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اور خلق خدا سے اُسی غرض نہیں رہتی۔ کم آئیں یا زیادہ۔ پھر فرمایا کہ قاضی صاحب عوان والے یہاں تشریف لائے تھے میں نے سُنا کہ وہ کسی کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ بلکہ کسی کے سامنے بھی نہیں کھاتے۔ اگر کھاتے ہیں تو قے کر دیتے ہیں۔ کھانے کا وقت آیا تو ہم نے اُن سے کہا کہ یہ صرف وسوسہ ہے اسے دور کیجئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیے پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ بھی نہ ہوا ؛

ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ یہاں ایک ہندو رہتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ اب دنیا میں کرامات نہیں رہی ہے۔ مگر ملاقات باقی ہے۔ یعنی کرامات تو کبھی کبھی ہوتی ہے۔ اور ملاقات روز ہو سکتی ہے ؛

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا ۔ جس کے اخلاق اچھے ہیں ۔ ملاقات اُسی کے لئے ہے اور یہی ہمارے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی شان ہے ۔ نیک خلقی دلوں کے خوش کرنے کا نام ہے ؎

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است — از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیلِ آزر است — دل گذرگاہ جلیلِ اکبر است

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی" یعنی مومنین کے دل اللہ تعالے کے عرش ہیں ۔

دوسری حدیث میں آیا ہے ۔ خلق اللہ تعالیٰ ملک سبعون الف جناح فی کل جناح سبعون الف راس وفی کل راس سبعون الف وجہ فی کل وجہ سبعون الف فم فی کل فم سبعون الف لسان کل لسان یستغفرون اللہ تعالیٰ سبعین الف لغات الی یوم القیمۃ ویکتب اللہ لہ ثواب ذلک کلہ **ترجمہ** مومن کا دل خوش کرنے سے خدائے تعالے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں ۔ ہر بازو میں ستر ہزار سر ہوتے ہیں ۔ ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہوتے ہیں ۔ ہر چہرہ میں ستر ہزار مُنہ ہوتے ہیں ۔ ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں ہر زبان (اُس خوش کرنے والے کے لئے) خدا سے طلب آمرزش کرتی ہے ۔ ستر ہزار اصطلاحوں میں قیامت تک ۔ اور اللہ تعالے اس استغفار کا تمام ثواب اُس خوش کرنے والے کے حق میں لکھ دیتا ہے ۔

امیر بخش ملتانی نے عرض کیا کہ حضور میں نے کسی اخبار میں دیکھا ہے کہ نواب صاحب رامپور نے اجمیر شریف کی درگاہ کے لئے خالص سونے کا کلس بنوایا ہے ۔ پہلا سونے کا کلس جو شاہجہان بادشاہ غازی (نور اللہ مرقدہ) نے چڑھایا تھا وہ اتار کر خزانے میں داخل کیا جائیگا ۔ اور نواب صاحب کا کلس اُس کی جگہ لگایا جائیگا ۔

حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ والئے ہندوستان ہیں جسے اللہ نیک کام کی توفیق دیتا ہے وہ کرتا ہے ۔ کوئی کہتا تھا کہ حضور نظام والئے

Marfat.com

حیدر آباد دکن نے سنگ مرمر سے مجلس خانہ تیار کرایا ہے۔ اس میں صرف کثیر ہوا ہے اور نذر مانی ہے کہ دروازہ چاندی کی جگہ سونے کا دروازہ لگاؤنگا۔ دروازہ چاندی جو اکبر بادشاہ نے بنوایا تھا۔ وہ خزانے میں رکھ لیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب شوق و عشق ہے لیکن حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ عالی عجیب شان رکھتا ہے۔ وصال کے وقت حضرت خواجہ بزرگ کی پیشانی نورانی پر قدرت الٰہی سے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے گئے۔ ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ یعنی یہ مرد خدا کا دوست ہے اس نے خدا کی محبت میں جان دی ہے، پس خواجہ صاحب کی کرامت و بزرگی پر ہر شخص کو اعتقاد ہو گیا ✦

چنانچہ ملک زمان مہدی دارا پوری جو وہاں گئے تھے۔ کہتے تھے کہ طلوع آفتاب سے غروب تک اس کثرت سے زائر آتے ہیں عموماً ہنود کہ انسان کو دروازہ سے گذرنے کی طاقت نہیں ہوتی! اور ہر طرف سے شیرینی سے لبریز طشتوں کا پر تو نظر آتا ہے ✦

ایک روز ارشاد ہوا کہ تونسہ شریف کا قاعدہ یہ ہے کہ جو لوگ آتے ہیں وہ پہلے روضہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔ پھر دوسری زیارتیں کرتے ہیں۔ اور حوالی روضہ شریف میں طواف گاہ مثل کھلے ہوئے برآمدے کے ہے ✦

ارشاد ہوا کہ مناقب المحبوبین میں بہت سی سندوں کے ساتھ استاد، والدین، بادشاہ اسلام، اور پیر کے لئے سجدہ تعظیم کرنا جائز ثابت کیا گیا ہے لیکن طریقہ شریعت کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے ✦

چوہدری قدم الدین نمبردار نے کہا کہ سجدہ کی حرمت بتوں کیلئے آئی ہے نہ کہ آدمی کیلئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں آدم خدا کا بھید ہے۔ آدمی اور بت میں بہت فرق ہے ؎

گر نبودے سر حق اندر وجود ✦ آب و گل را کے ملک کردے سجود

Marfat.com

مسئلہ وحدت وجود کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کا ذکر اس شعر میں ہے ۔ ؎

چوں مد و پیر مرا گشت یار ۔۔۔ نیست مرا حاجت آمرزگار

پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اس شعر کا آخری لفظ آموزگار ہے یا آمرزگار ۔ آپ نے فرمایا آمرزگار ہے ۔ عرض کی معنی اس کے کیا ہوئے ۔ فرمایا ثابت کر دو جو چیز ایک انسان کو دوسرے انسان کی طرف کھینچتی ہے وہ کیا ہے ۔ عرض کی وہ خدا کا کام ہے ۔ آپ نے فرمایا جب کار الٰہی جو کشش ہے وجود پیر سے ظاہر ہوئی ۔ تو پھر آمرزگار کی کیا حاجت رہی ۔ اور یہی مقصود تھا جس نے وجود پیر سے ظاہر ہو کر بندہ کو اپنی ذات میں جذب کر لیا ۔

ایک روز ارشاد ہوا نہ تو اعتقاد کی حد ہے نہ بے اعتقادی کی ۔ دونو کام بے حد و نہایت ہیں ۔ پھر فرمایا دیکھو عرس بابا صاحب حضرت فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے موقعہ پر دیہاتی آدمی ایک گھر میں چاہے ایک ہو یا دو جہاں کہیں ہوتے ہیں بے تامل پاک پٹن شریف روانہ ہو جاتے ہیں ۔ مال اور مویشی کو بغیر نگہبان کے چھوڑ دیتے ہیں ۔ انہیں کچھ پروا نہیں ہوتی ۔ کہ ان کے مویشیوں کی خبر گیری کون کریگا اور اگر کسی کو حاکم کے سامنے جانا ہوتا ہے تو ہزار طرح کے اندیشے کرنے پڑتے ہیں مراد یہ ہے کہ یہ کشش غیبی خدا کی طرف سے ہوتی ہے ۔ کہ خواہ مخواہ بے تامل کھچے چلے جاتے ہیں ۔ ؎

کششے کہ عشق دارد نہ گذاردت بدینساں
بجنازہ گر نہ آئی بہ مزار خواہی آمد

کسی نے کہا حضرت جامی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کو ایک کتاب میں لکھا ہے ابتدائے ولایت انتہائے نبوت ہے ۔ اور پھر اسی جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ابتدائے نبوت انتہائے ولایت ہے ۔ آخر قول اول کی تاویل کیا ہے ۔ حضور نے پوچھا کتاب میں دربارہ تاویل کیا لکھا ہے ۔ عرض کی ۔ کہ نبوت کی انتہا اس وقت ہوئی جب

Marfat.com

خداوند عالم نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی جب تک کہ تمام احکام قرآن شریف کی اوّل سے آخر تک پیروی نہ کی جائے۔ ولایت کا آغاز نہیں ہوتا حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہاں مطلب کچھ اور ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ یعنی شیخ اپنی قوم میں نبیِ وقت ہوتا ہے۔ اور اس نبی یعنی شیخ کا اتباع سلوک ہے۔ دوسرا قول بھی اسی قول سے منسوب ہے۔ قدم الدین نمبردار نے تعجب سے کہا کہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ حدیث ہے یا قول آپ نے ارشاد فرمایا حدیث ہے۔ اس لئے کہ قوم اور امت کے ایک ہی معنی ہیں۔ نبی کا کام مخلوق کی راہبری ہے۔ اور شیخ کا کام بھی راہبری ہے۔ بلکہ یہ کام بہ نسبت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء اللہ سے زیادہ ظہور میں آتا ہے۔ جیسے کہ حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کہ ہزارہا مخلوقِ خدا نے اُن سے فیض پایا ہے۔ جن کا کچھ شمار نہیں ہو سکتا۔

ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور میرے عقیدے کی درستی کیلئے دعا فرمائیے حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ مسلمانوں کا ایمان بھی اعتقاد ہے جب کسی کے اعتقاد میں فرق ہوتا ہے۔ تو پہلے وہ فقرا کی کرامات سے انکار کرتا ہے پھر پیغمبروں کے معجزوں سے اور پھر خدا کے وجود سے۔ پھر کہنے لگتا ہے کہ یہ جہان اور گردشِ آسمان ایک عادت مستمرہ ہے جو خود بخود جاری ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ یعنی وہ خناس جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ وسوسہ ایسی سخت بیماری ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ مثلاً پانی جب کم ہوتا ہے تو بند ہو جاتا ہے۔ اور جب دریا کی برابر ہو جاتا ہے تو بند نہیں ہو سکتا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ انسان کا خون پہلے غلیظ ہوتا ہے۔ پھر پیپ بنتا ہے، پھر گمبیر بنتا ہے اور گوشت کھانا شروع کر دیتا ہے پھر ہڈیاں بھی کھا جاتا ہے۔ اور جس کی عقل بہت زیادہ ہوتی ہے وہ ہی زیادہ وسوسہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ارشاد ہُوا کہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ آپ نے خدا کو کس طرح پہچانا۔ حالانکہ آپ کا کوئی اُستاد نہ تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مَیں نے خدا کو اس طرح پہچانا۔ کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی کے موافق کرتا ہے اور میری مرضی کے خلاف۔

ایک درویش فتح دین نامی (جو سیال شریف میں بعیت تھا) حاضرِ خدمت ہُوا اور عرض کی دعا کیجئے کہ بے ہوش نہ ہوں۔ فرمایا جب تو نے دنیا کے کام چھوڑ دئے۔ اور یادِ خدا میں مشغول ہوگیا۔ تو مقصد بے ہوشی کی تکمیل ہوگئی۔ کہنے لگا غریب نواز مَیں جب گھر جاتا ہوں۔ تو لذتِ قلب کم ہوجاتی ہے فرمایا تو گھر سے پھر روانہ ہوجایا کر۔ عاشقوں کا یہی کام ہے۔ پھر تبسم کرکے فرمایا کہ نجم الدین نامی خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ دہلی کی کسی مسجد میں درس لیا کرتا تھا اُسی مسجد کے قریب ایک امیر کا مکان تھا۔ جہاں وہ درویش بیٹھا کرتا تھا اُسی کے سامنے اس مکان کا ایک بڑا روزن تھا۔ ایک دن اُس امیر کی لڑکی نے روزنِ دیوار سے اُس درویش کو دیکھ لیا۔ دونو آپس میں عاشق ہوگئے۔ وہ لڑکی روزن کے پاس آکر بیٹھ جاتی۔ اور دونو ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے۔ ایک دن اُس لڑکی نے اپنی کنیز کو بھیجا کہ فلاں درویش سے کہنا میرے سر میں درد ہے دعا کریں۔ اس خبر کے سُنتے ہی وہ درویش تونسہ شریف روانہ ہوگیا۔ اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کی کہ میرا معشوق بیمار ہے دعا کیجئے۔ اور پھر دہلی واپس چلا آیا۔ ہمیشہ اُس کا یہی کام رہا۔ کہ طالبِ دعا ہوتا تو تونسہ شریف میں رات کو نہ ٹھہرتا۔

ایک دفعہ عصر کا وقت تھا۔ اور وہ تونسہ شریف سے باہر جارہا تھا۔ حضرت سجادہ نشین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا کہ اِس وقت کہاں جاتے ہو۔ عرض کی میرا مطلب دعائے خیر سے تھا۔ رخصت ہوتا ہوں۔ ہر چند روکا مگر وہ چلا گیا بعد ایک مدت کے لڑکی کے باپ کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ اُس نے اس درویش کو شہید کروادیا۔ اور پوشیدہ طور پر دفن کرادیا۔ ایک ہفتہ میں وہ لڑکی بھی چل بسی

Marfat.com

اُس کا جنازہ دوسری جگہ لے گئے۔ اِس لئے کہ اُن کی رسم یہی تھی کہ اپنے مُردہ کو ایک مقررہ جگہ دفن کرتے تھے۔ اتفاقاً موقعہ قبر پر جنازہ کھولا گیا۔ وہ درویش اُس لڑکی سے ہم آغوش نظر آیا۔ بہتیرا جدا کیا مگر نہ ہؤا۔ آخر جنازہ اُسی طرح دفن کر دیا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اُسی وقت ایک مرید حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ پوچھا کہ ہمارے نجم الدین کا کیا حال ہے۔ اِس مرید نے ماجرائے [illegible] وت و دفن تمام تر بیان کیا۔ حضرت صاحبؒ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ دہلی سے کون آیا ہے۔ ہمارے نجم الدین کا حال پھر کہے۔ اسی طرح کچھ دیر خاموش رہکر پھر یہی فرماتے تھے۔ اور وہ عرض کرتا تھا۔ آخر حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمارا نجم الدین ایسا ہی تھا۔

ایک روز حضورؒ نے غلام محمد میرپوری سے دریافت کیا کہ عبدالقادر درویش میرپور میں رہتا ہے؟ عرض کی جی حضور رہتا ہے۔ پوچھا نماز پڑھتا ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا او کمبخت۔ غلام محمدؐ نے کہا کہ ایک دن مولوی عبداللہ صاحب نے اُس سے کہا کہ اے عبدالقادر جس راستے پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیاء اللہ چلے ہیں وہ یہی نماز ہے۔ [illegible] راستہ جس پر فقرا بغیر نماز کے چلتے ہیں کیا ہے۔ تو عبدالقادر نے کہا کہ نماز عام لوگوں کا راستہ ہے خاص لوگوں کا راستہ اور ہے۔ حضورؒ نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا ؎

خلاف پیمبرؐ کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پھر فرمایا کہ درجۂ مجذوب درجۂ سالک کی نسبت ہیچ ہے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ مجذوب کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی لاہور جانا چاہے۔ اور آنکھیں بند کر کے خود کو وہاں دیکھنے لگے۔ اور سالک کی مثال یہ ہے کہ ہتھیار لے اور تمام راستہ اپنے پاؤں سے طے کرے۔ اور راستے کی تکلیفیں اور مشقتیں اٹھا کر راستہ طے کرے۔ ؎

کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

دوسری مثال یہ ہے کہ سالک اپنے راستے میں قافلے کے ہمراہ ہوتا ہے یعنی امانت مشائخ

Marfat.com

اُس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور مجذوب بے راہی میں تنہا ہوتا ہے۔ پھر جو تنہا ہے وہ خطرہ میں ہے۔ فرمایا کہ عبدالقادر نفس کش آدمی تھا۔ ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور برہنہ سر مسجد کا پانی بھرتا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مادہ گاؤ جو حضرت قبلۂ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کی جاتی ہے اُس کی قیمت چھ روپیہ مقرر ہے جو بجز اُن کی اولاد کے کسی کو سزاوار نہیں ہے۔ اور دنبہ یعنی گوسفند حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال ہے۔ طعام بیماران اور طعام میّت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ کھانا جائز ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا منع نہیں ہے۔ لیکن مرنے کی نسبت کے پاس یا سامنے نہ کھانا چاہئے۔ اِس لئے کہ وہ مقامِ عبرت ہے۔ مردہ کے گھر والوں کا کھانا تین روز نہ کھانا چاہئے۔ اور اہلِ بیت جو چوتھے روز کھانا کھلاتے ہیں اُس کی وجہ یہی ہے۔

کسی نے پوچھا کہ بعض لوگ نذر معیّن کرتے ہیں مگر تقسیم میں کمی بیشی کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یکساں دینا چاہئے۔ ورنہ نذر ادا نہ ہوگی اِس لئے کہ نذر نذر کو اب اُس کی ملک نہیں رہتی۔ کہ بعض لوگوں کا لحاظ کر کے اُس میں کمی بیشی کرے۔

پھر پوچھا کہ بعض لوگ اپنے نام اور شہرت کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ فرمایا "اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ" یعنی وجودِ عمل نیت پر موقوف ہے۔ اور فرمایا کہ ریاکار کے عمل کی مثال ایسی ہے کہ جیسے نڑکا پانی میں اُگتا ہے۔ مگر اُس سے کسی سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور نیشکر (گنّے) سے قند، مصری، شکر جو چاہیں بنا سکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ثمرہ عمل نیت پر موقوف ہے۔ اور نیت کی مثال زمین ہے کہ زمین کی حیثیت سے کھیتی پیدا ہوتی ہے اور پھل دیتی ہے۔

فرمایا کہ نواحِ کشمیر میں ایک زمین ہے جس سے زعفران پیدا ہوتی ہے۔ اور اُس پر پہرا لگا رہتا ہے۔ لیکن ہر زمین سے زعفران پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض زمینیں ایسی ہیں کہ اُن پر سوائے کانٹوں کے اَور کچھ اُگتا ہی نہیں وَالَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَکِدًا۔ (اور جو زمین ناپاک اور شور ہوگئی اس میں گھاس

Marfat.com

پیدا نہیں ہوتی مگر تھوڑی) جس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا +
پھر ارشاد ہوا کہ اَلنَّائِیُ کَالْقَرِیْبِ یعنی دور مانند نزدیک کے ہے جیسے کہ نماز میں پیچھے کھڑے ہونے والے اقتدا میں آگے والوں کے برابر ہوتے ہیں مطلب ہے کہ خلوص نیت تقصیر عمل کو چھپا لیتا ہے +

ایک دن نذر پیر کے متعلق ذکر تھا، حافظ الہ دین صاحب نے ذکر کیا کہ مرید خواہ کیسا ہی تنگ دست ہو۔ اگر اُس کا دل مستقیم ہے تو پیر کی نیت سے جو چاہیگا دیگا مل جائیگا۔ ارشاد فرمایا کہ دل گذرگاہِ حق ہے۔ فرہاد نے استقامت کے ذریعہ سے پہاڑ کا دل توڑ ڈالا تھا۔ جب انسان اس حد کو پہنچ جاتا ہے۔ تو فرشتے اُس کے ساتھ معاون کار ہو جاتے ہیں۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ اس مصرع میں۔
"دل بدست آور کہ حج اکبر است"
اپنے دل سے مراد ہے یا غیر کے۔ ارشاد ہوا کہ اہل شریعت کے نزدیک دل غیر سے مراد ہے اور طریقت والے اپنے دل سے مراد لیتے ہیں۔ "دل ہاتھ میں لانے" سے مراد "دل میں مشاہدہ حق کا حاصل کرنا" ہے ؎

جب خدا آیا تو بندہ پھر کہاں   آفتاب آیا تو سایہ پھر کہاں

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں میر بخش مرحوم بڑے سچے عاشق تھے۔ کہتے تھے کہ ایک دن میں نے نیت کی کہ جس وقت حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضور میں جاؤنگا۔ تو پانچ روپیہ نذر کرونگا۔ حالانکہ ہر جمعہ کو وہاں پہنچتے تھے۔ روانگی کے وقت دو روپیہ موجود تھے۔ تین روپیہ میسر نہ آئے۔ کہنے لگے کہ حسب عادت میں اپنے بزرگ خویش کی قبر پر فاتحہ کے لئے گیا اور چار دیواری کے پتھر جو ادھر اُدھر پڑے ہوئے تھے درست کرنے لگا۔ تو تین روپیہ تین پتھروں کے نیچے سے مل گئے۔ تینوں کے سن مختلف تھے۔ حرص کی وجہ سے اور بہت سے پتھر اٹھائے مگر کچھ نہ ملا۔ ارشاد فرمایا کہ سناروں کے کہنے کے مطابق اُن روپیوں کی چاندی بے مثل تھی +

Marfat.com

فتانامی درویش نے عرض کی کہ حضور چھ برس میں نے تنہائی میں گذارے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو اب نکاح کر لوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں سے زیادہ مردوں کو گمراہ کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ زہر بھی کھانے کے بعد اثر کرتا ہے۔ مگر یہ عورتیں ایسی زہر قاتل ہوتی ہیں کہ ایک نظر پڑتے ہی قتل کر ڈالتی ہیں۔

در راہ خدا اگر رہ زنانند — آں راہ زناں ہمیں زنانند

ایک روز ارشاد فرمایا بعض اوقات فقر خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور یہ اظہار فرشتے کرتے ہیں۔ جس طرح مشک کی خوشبو پردہ میں بھی مہک اُٹھتی ہے لیکن اگر کوئی شخص بذاتہٖ اظہار فقر کرے تو یہ مذموم ہے۔ امیر بخش نے کہا یہ جو لوگ پا برہنہ حضور میں آتے ہیں۔ اِس میں بھی اظہار فقر ہے۔ فرمایا کہ یہ ادب ہے۔ اظہار فقر کے لئے کوئی اس قدر تکلیفیں برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کہ اظہار ادب و فقر نیت پر موقوف ہے۔ کسی نے عرض کی ادب غیب اور موجودگی میں یکساں ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ادب میں جلدی نہیں ہے۔ حق تعالےٰ عزّ اسمہٗ جس وقت چاہتا ہے خود ادب کی تعلیم کر دیتا ہے۔ اور اُس سے عجیب و غریب افعال ادب صادر ہونے لگتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مزار کے قریب جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ گاہ پر تشریف لیجاتے تھے تو ہتھیلیوں اور زانو کے بل چلتے تھے۔ اِس خیال سے کہ میرے مرشد بھی یہاں پاؤں سے چلتے تھے میں کس طرح چلوں۔ پھر فرمایا کہ اس ادب کی کوئی حد نہیں ہے۔ چنانچہ فضل درویش جنڈو الکئی کردہ اس جگہ سے بیٹھ کے رُخ پر چلا تھا۔

فرمایا بعض لوگ قسم قسم کی بے ادبیاں کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ اُنہیں صاحب درجہ سمجھیں۔ چنانچہ برابری کا اظہار کرکے اپنے پیرزادوں کے ساتھ چارپائی پر

Marfat.com

سوتے ہیں ۔

ارشاد ہوا ایک بزرگ نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی کہ جب تو حج کو جائے تو جو چیز عرب شریف میں ملے اُس کا ادب کرنا ۔ اور اُسے اچھا سمجھنا ۔ وہ گیا اور واپس آیا ۔ پوچھا عرب میں کیسی چیزیں دیکھیں ۔ کہا میں وہاں کی ہر چیز کو عزیز سمجھتا تھا ۔ لیکن وہاں کے کتے بہت ہی خراب تھے ۔ اُس بزرگ نے کہا کہ پھر تجھے حج سے کوئی فائدہ نہ ہوا ؎

نسبتِ خود بسگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

ارشاد فرمایا ۔ ظاہری علما کے ادب میں مجھ کو صرف اس قدر معلوم ہے کہ آپ مولویوں کا بہت ادب اور تعظیم کرتے ہیں ۔ اور مولوی لوگ جب آپ کو ملتے تھے اور قدمبوس ہوتے تھے تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے ۔ علیٰ ہذا القیاس رخصت کے وقت بندہ بھی جب قدمبوس ہوتا تھا اور رخصت ہوتا تھا ۔ تو سید ھے کھڑے ہو جاتے تھے ۔ اور ایک روز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے خاندان میں تین آدمیوں کا ادب ضروری ہے ایک سید دوسرا چشتی ۔ تیسرا مولوی ۔ ان کا ادب کرنا ضروری ہے ۔ حضرت صاحب سیالوی بھی ان تینوں کا بہت ادب کرتے ہیں ۔ میں بھی اُن کا ادب کرتا ہوں ۔

ارشاد ہوا کسی بزرگ سے ایک لڑکے نے کہا کہ مجھے بھی راہ فقر کی ہدایت کیجئے ۔ اُس بزرگ نے لڑکے کو چلہ میں بٹھا دیا ۔ بعد ازاں مجلس علما میں بحث کے لئے بھیجنے لگا ۔ وہ بھی علما کی طرح تقریریں کرتا تھا ۔ پھر اُس سے کہا کہ ایک چلہ اور کھینچ کھینچا ۔ اور پھر کسی مجلس میں گیا ۔ تو تقریر کی وہ حالت نہ تھی ۔ تیسرا چلہ اور کھینچا تو مجلس علما میں تقریر نہ کر سکا ۔ اور بجز خاموشی کچھ اور نہ کہہ سکا ۔ وہ بزرگ سمجھ گئے کہ اب تاثیر ادب اور فقر کی پوری ہوگئی ۔ مطلب یہ ہے کہ تکمیل ادب اس وقت ہوتی

Marfat.com

ہے۔ جب کہ کوئی حرکت وجود سے سرزد نہ ہو۔

قرآن کتاباں سمجھ پھڑیوں اکثر پھڑ بوٹی ہارن
جنہاں ہکو ہارن پھڑیا آپ ترن تے گل لوں تارن

ایک روز خدا بخش مجذوب کچھ مانگنے کیلئے آئے۔ حضور نے انگلی کے اشارہ سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ باہر بیٹھ گئے۔ اور ذکر "سُبْحَانَ اللهِ" جو ہر وقت کیا کرتے تھے کرنے لگے۔ (یہ مجذوب پریشان بال اور دیوانوں کی طرح جلال پور شریف سے جانب مغرب ایک غار میں رہا کرتے تھے) اہل حلقہ میں سے کوئی کہنے لگا کہ یا اتنی روٹیاں جو لیجاتا ہے کھاتا بھی ہے یا نہیں۔ مولوی فقیر محمد نے کہا کہ کل میں نے توشہ کا حلوا اُس کے منہ میں دیا تھا مگر اُس نے نہ کھایا۔ خدا بخش مجذوب کہنے لگے کہ اگر نہیں دیتے ہو تو میں جاتا ہوں۔ یہ کہا اور چلے گئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا؟

گر خوری یک لقمۂ از نانِ نور خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

فقیر محمد نے کہا حضور اس نے ناک اور کان کے سوراخ مٹی سے بند کر لئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا۔

چشم بند و لب بند و گوش بند گر نہ بینی سِرِّ حق بر من بخند

ارشاد ہوا کہ جوگی نیپالی ایک مدت تک موسم سرما میں ٹلہ کی پہاڑی پر برہنہ پھرا کیا ہے اُس نے تمام دوسرے ملکوں کی سیر کی ہے جب یہاں آیا تو خوب بحث و تکرار کرنے لگا آخر ہم نے اُس سے کہا کہ کجروی چھوڑ، سیدھا ہو کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو جا۔ پھر فرمایا کہ حاجتمندوں میں سے ہر کوئی نقدی وغیرہ اُس کے پاس لے جاتا ہے۔ مگر اُسے کچھ لالچ نہیں ہے۔ جو شخص سب سے پہلے کھانا لے آتا ہے۔ اُسی کا کھانا کھا لیتا ہے۔ باقی لانے والوں کو واپس کر دیتا ہے۔ اگر دو تین روز کھانا نہ ملے تو کسی سے سوال نہیں کرتا۔

دو فقیروں کے مجاہدے اور ریاضت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

کہ ایک فقیر برہنہ نے سردیوں کے جاڑے میں چھ مہینے ہماری مسجد کے پیچھے گذارے تھے۔ ایک دوسرے فقیر کا ذکر فرمایا کہ اُس نے ہر نماز پڑھنے پر، اور ہر نبی کی غار میں چلہ کھینچا تھا۔ اور ہر چوتھے روز روزہ افطار کرتا تھا۔ ایک سرزمین میں اس کو روزی میسر نہ ہوئی۔ پس بموجب الہام سانپ کھانے پڑے۔ اس لئے کہ اُس سرزمین میں سانپ بہت تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سانپ کا گوشت لوٹے میں رونما کر استعمال کرتا تھا۔ آخر یہاں آیا۔ پڑھنے کیلئے وظیفہ پوچھا۔ اور شہر سیالکوٹ میں ایک چلے کے اندر مر گیا ✦

حضرت قبلہ عالم نے ایک وزارشاد فرمایا کہ بزرگوں کے نزدیک فقیر کو ابتدائے سلوک میں کشف قبور اور کشف قلوب کی منزل بھی طے کرنی ہوتی ہے۔ لیکن یہ دونوں کشف مذموم ہیں۔ کیونکہ سالک کو ان سے بہت سے خطرات میں گرفتار ہو جانے کا احتمال ہے۔ اور بسا اوقات یہ دونوں کشف بندش سلوک کا باعث ہوتے ہیں۔ قبروں میں بعض آدمیوں کو دیکھتا ہے۔ جن کے اعمال صالح تھے اور وہ قہر الٰہی سے معتوب مقہور ہو رہے ہیں۔ بخلاف اس کے گنہگار خدا کے فضل وکرم سے خوشیاں منا رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر اکثر اعتقاد و اتباع اسلام و سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا قول ہے۔ کہ "کشف را کفش کن و بر سر نفس بزن" ✦

ہمارے حضرت قبلہ عالم کا درجہ اس منزل سے بہت بالا تھا۔ اور وہاں ان خطرات نفس کا وہم و گمان بھی محالات سے تھا۔ آپ نے خود کبھی اپنی بزرگی جتانے کیلئے کسی کے دل کا بھید نہ بتایا۔ ہاں جب دنیاداروں نے اپنی عام عادت کے مطابق آپ کی ولایت کا امتحان لینا چاہا۔ تو ایسی طرح اُن کی بات کا جواب دے دیا۔ کہ صرف وہی آدمی آپ کی رمز کو سمجھ سکے۔ اور دیگر حاضرین کو اس کا پتہ نہ لگے ✦

کتاب لطائف سیریہ سے آپ نے نقل بیان فرمائی کہ قبلۂ عالم خواجہ نور محمدؒ

Marfat.com

مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک شخص حج کے لئے گیا۔ اونٹ پر سوار تھا۔ جب عرفات پر پہنچا۔ تو وہاں حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کو تلاش کرنے لگا اِس لئے کہ اُس نے سُنا تھا کہ وہ زمانۂ حج میں عرفات پر حج کے لئے آتے ہیں ناگاہ اس کی نظر قبلۂ عالم پر جا پڑی۔ دیکھا کہ ایک بزرگ برقعہ پوش آگے آگے جا رہے ہیں۔ وہ مرید اونٹ سے اُترا۔ قدمبوسی کی اور پوچھا کہ یہ برقعہ پوش کون بزرگ ہیں۔ فرمایا کہ یہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں اُس مرید نے عرض کی میری طرف سے التماس کیجئے کہ مجھے بھی اپنا جمال جہان آرا دکھائیں۔ وہ کہتا ہے بموجب استدعائے قبلۂ عالم حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا برقعہ اٹھالیا۔ مَیں نے دیکھا کہ پیشانی مبارک آفتاب کی طرح درخشان ہے۔ ابروئے مبارک کے بال یاقوت کی طرح چمکدار اور دندانِ مبارک سفید تھے۔ دوسرے آثار ایسے تھے جو حدِ بیان سے باہر ہیں۔ پھر مجھ سے قبلۂ عالم نے فرمایا۔ کہ جلدی اپنے مقام کو واپس چلا جا۔ کہ یہ مقامِ خوف ہے۔ پس مَیں نے قدم چومے اور اپنے اونٹ کی طرف آیا۔ تاریخ مہینہ دن اور وقت لکھ لیا۔ جب مَیں ہندوستان لوٹا اور موضع کچھی متصل بہاولپور میں پہنچا تو مجھے معلوم ہُوا کہ حضرت قبلۂ عالم رح اس وقت اور اس دن ایک خاص جگہ سورہے تھے ٭

ارشاد ہُوا کہ مریدانِ قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک مرید کہ واصل باللہ تھا۔ حج کے لئے گیا۔ اور پھر وہاں سے مدینہ منورہ پہنچا۔ رات کے وقت جب کہ لوگوں کو حرم شریف سے نکالکر حرم شریف کے دروازہ میں قفل لگا دیا جارہا تھا قبلۂ عالم کا یہ مرید نخیل میں چھپ گیا۔ آدھی رات کے بعد روضہ شریف کا دروازہ کھُلا۔ دو برقعہ پوش حرم میں ٹہلتے ہوئے اُس نخیل کے پاس آئے۔ ایک نے کہا کہ آدمی کی خوشبو آتی ہے اور لوٹ گیا۔ جب دوسرا نزدیک آیا تو یہ مرید قبلۂ عالم رح جست لگا کر اس کے قدموں میں گر پڑا۔ وہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ فرمایا کہ اے شخص تیرا پیر خوش تھا؟ (یعنی حضرت قبلۂ عالم رح مہاروی) پھر فرمایا کہ جب تو واپس جائے تو ہمارا سلام اُن سے کہنا۔ جو برقعہ پوش

Marfat.com

پکڑ کر علیحدہ ہو گیا تھا۔ وہ جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالے عنہا تھیں +

اِس کے بعد اُسی کتاب سے ایک نقل فرمائی۔ کہ ہر شخص کہتا ہے کہ فلاں کا لنگر جاری ہے۔ دیکھو حضرت حکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لنگر کے معنی کیا لیئے ہیں ایک شخص اُن کے لنگر کے کھانے سے سیر ہو کر باآواز بلند دعا دینے اور کہنے لگا کہ اللہ تعالے ہمیشہ اِس لنگر کو جاری رکھے۔ تاکہ ہم سے فقیر سیر ہوں۔ آنحضرت رض کے گوش مبارک میں آواز پہنچی۔ جوش آگیا اور فرمایا کہ یہ کیا دعا ہے کہ لنگر کے نام سے تو نے کی۔ لنگر تو اُس چیز کا نام ہے جو چلتی کشتی کو دریا میں روک دیتا ہے۔ غرض یہ کہ بندش و بُخل اس راستے میں بُری بات ہے +

ارشاد ہوا فوائد الفوائد میں سلطان المشائخ رضی اللہ تعالے عنہ سے نقل ہے کہ ایک بزرگ کہتے تھے۔ اوراد و اذکار اور نوافل مثل مصالحے کے ہیں۔ اوران چیزوں سے شوربا درست نہیں ہوتا۔ جب تک دیگ میں گوشت نہ ہو۔ اور اُسے شوربا نہ کہتے ہیں۔ اور جب گوشت ہوتا ہے تو شوربا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ گوشت مراد ترک دنیا سے ہے۔ اور ترک دنیا یہ نہیں ہے۔ کہ کپڑے نہ پہنے یا کھانا نہ کھائے۔ بلکہ ضرور پہنے اور ضرور کھائے۔ لیکن جو کچھ سامنے آئے اُسے جمع نہ کرے۔ اور آب رواں کی طرح رکھے۔ اور اُن میں سے کسی چیز کے ساتھ اپنے دل کو نہ لگائے ؎

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

ہرچہ داری صرف کن در راہِ او

اِس لئے کہ درویش کو مقام اعلٰے اُس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ وہ ہر حاصل شدہ چیز کو صرف کر ڈالے۔ اور اپنے دل کو فارغ بنالے +

بہاول بخش قصاب جو خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہے بیان کرتا تھا کہ میں چکوال سے روانہ ہوا۔ راستے میں مجھے خیال آیا کہ خواجہ شمس العارفین رح نے دنیا سے تو مجھے بے پرواہ کر دیا کہ پانچ روپیہ روزانہ مل جاتے ہیں۔ مگر ... دین کی رسید

بھی نہ دی۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جب مَیں حضرت محبوبِ سُبحانی خواجہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تو آپؒ نے فرمایا بہاول بخشا! خدا نے جو کچھ دیا ہے اُس پر شکر کرنا چاہیئے پھر اُس کی داشت کرنی چاہیئے۔ جس نے ایک پیسے کو نگاہ رکھا اس کا اعتبار زیادہ ہوُا۔ اور حق تعالےٰ اس کو دو پیسے دیتا ہے۔ اگر دو پیسے کی نگاہداشت کرے تو تین پائے یعنی فضول صرف نہ کرے۔ اور جو اس خصوص میں پختہ کار نہیں ہے۔ اُسے دین کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ کہتا ہے مَیں نے عرض کی ایک دن ہمارے حضرت صاحبؒ نے کسی کتاب سے ایک مسئلہ بیان فرمایا تھا۔ کہ اِس پیسے کو پتے کی مانند بنایا ہے تاکہ رواں رہے جمع کرنے کے لئے نہیں بنایا ہے۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص طالب لعل تھا چھ برس تک جنگلوں میں لعل کا طالب رہا مگر نہ ملا۔ اس کے بعد چھ برس تک دریاؤں میں لعل تلاش کیا۔ مگر وہاں بھی ناکام رہا۔ آخر شکست اور بیکار ہو گیا۔ جب غور کیا اور اپنی ذات میں دیکھا تو جس لعل کی طلب تھی وہ لعل خود ہی تھا۔ فرمایا بہاول بخشا! جب یہ نعمت ملے۔ تو اُس کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ دیگِ خام کی طرح جوش میں آکر باہر نہ نکال دینا چاہیئے۔ مَیں نے عرض کی کہ دیگ بیچاری مجبور و عاجز ہے۔ کیا کرے اس کا مُنہ چوڑا ہے۔ چھپا نہیں سکتی یہ تو پکانے والے کے اختیار میں ہے جس طرح چاہے مہربانی کرے۔ تاکہ شوربا پختہ ہو۔ فرمایا ہاں یہ سچ ہے ٭

کسی نے دریافت کیا کہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرع کے کیا معنی ہیں۔ ع

ذکر خاص الخاص اندر سر بود

ارشاد فرمایا کہ بندی جب حبسِ نفس کرتے ہیں۔ اور نفس کے تمام مخرج، سوراخ بینی کان اور مُنہ بند کر دیتے ہیں۔ تو آخر نفس دماغ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور دماغ میں جرس اور نَے کی طرح آوازیں پیدا ہونے لگتی ہیں ؎

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند   گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

کسی نے کہا کہ نفس بالکل بند نہیں ہوتا بلکہ مسامات کی راہ سے خروج کرتا ہے ارشاد

Marfat.com

فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ جب گھر کے تمام دروازے بند کر لئے جاتے ہیں تو دھوئیں کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ اگرچہ باریک رستوں سے تھوڑا نکلتا رہتا ہے۔ مگر قلیل کے لئے معدوم کا حکم ہے یعنی النادر کالمعدوم حالانکہ آگ اُس گھر میں برابر جلائی جاتی ہو +

پھر ارشاد ہوا کہ تین سو ساٹھ رگیں جو وجود انسان میں ہیں اور گوشت ہڈی اور پوست حبس نفس کے وقت سب جُدا گانہ ذکر کرنے لگتے ہیں۔ ع

ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زُنّار نیست

اور فضیلت اِس ذکر کو زبان اور ہاتھ پاؤں کے ذکر پر اِس لئے ہے کہ ہر وقت لگاتار جاری رہتا ہے۔ صاحب ذکر کے اِمکان میں نہیں۔ کہ اُسے بند کر دے۔ زبان کے ذکر میں وقفہ اور مُہلت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ صاحبِ ذکر زبان۔ ذکر نفس سے خبردار نہیں ہوتا۔ اور نہیں جانتا کہ میرا نفس جس کی قید دخول و خروج ہر وقت میرے اختیار میں ہے کیا کام کرتا ہے۔ حالانکہ وہ صاحب ذکر سر کے علم میں خود بخود ذاکر ہے ؎

کیف مئے الست تھا نغمۂ نے نواز میں
ہوگیا نیستانِ خموش ایک نوائے راز میں

دوسرے فقرا کی خدمت میں جانے کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا ؎

شیر نر و سد یک ہا پائے مرد قانع ‏ ‏ ‏ مادہ سگ خار بد بدنداں پائے مرد ہر در کے

پھر فرمایا "وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ" یعنی جو چیز ایک ہی جگہ میسّر آجاتی ہے اُس پر شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ کہ آرام سے ایک جگہ بیٹھیں اور یقین کریں خدا تعالےٰ قادر ہے اگر چاہے تو یہیں سے دے دے۔ ورنہ ہر دروازے پر جانے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا ؎

غیر کے آگے ہے مشکل ہاتھ پھیلانا مجھے
ہے جو قسمت میں وہ تو دیدے میرے مولا مجھے

Marfat.com

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے صدہا خلفاء ان کے وصال کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے زمانۂ حیات میں پوشیدہ تھے بے شک چاند میں اگرچہ بڑی روشنی ہوتی ہے۔ تاہم آفتاب کے مقابلہ میں وہ بے نور رہتا ہے۔ ہمارے حضرتؒ کا نور بے شک بمنزلہ آفتاب تھا۔ کہ اپنے زمانے میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ۔

کرم داد نامی ایک شخص ہمارے پیر بھائیوں میں سے تھا حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف سرود مزامیر سنتا تھا اور جہاں جاتا تھا مخلوق کو بیعت کرنا شروع کر دیتا تھا۔ اس کی خبر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دی گئی۔ جب ایک مدت کے بعد سیال شریف آکر قدمبوس ہوا تو لوگوں نے عرض کی کہ حضرت یہ وہ ہی کرم داد ہیں جو لوگوں کو بیعت کیا کرتے ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے فلاں آفتاب کے سامنے شمعیں نہ جلا۔ اس لیئے کہ وہ کبھی روشن نہ رہینگی ۔

ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تو ہر شخص پر ذکر عشق عام فرما دیتے تھے مگر ہمارے حضرت صاحبؒ اس قدر صاحب حوصلہ و حلم تھے کہ کبھی کوئی بات ظاہر نہ فرماتے تھے۔ لوگ حضرت کے چاروں طرف غل شور مچاتے رہتے تھے۔ مگر حضرت صاحب خاموش تشریف رکھتے تھے۔ آپؒ نے کبھی گانا اور باجا نہیں سنا۔ اب بھی یہ معمول ہے کہ مجلس عرس کے موقعہ پر ہرگز مزامیر نہیں لائے جاتے تھے۔ حالانکہ تونسہ شریف کا معمول یہ ہے کہ روز صبح کے وقت قوال معہ مزامیر کے چوکی کرتے ہیں۔ اور حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کے عرس کے دن تمام قوالوں کی چوکیاں جو مشاہرہ ماہانہ پر ملازم ہیں۔ سرود نوازی کرتے ہیں۔ دراصل اولیاء اللہ کے اپنے اپنے طریق کار ہوتے ہیں۔ گو ان کی حقیقت ایک ہوا کرتی ہے ۔

ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے صاحب جمال وکمال تھے جس طرح کہ جناب رسول کریم صلعم فخر الانبیا تھے۔ اسی طرح آپ بھی فخر الاولیا

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ کسی نے عرض کی میں نے مناقب المحبوبین میں لکھا دیکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ دفن کے روز کسی فقیر نے ظاہر دیکھا کہ آج تمام اولیا کی روحیں اُن کے جنازہ پر آئی ہیں۔ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی و حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رحمہم اللہ علیہم اجمعین آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہے ہیں۔ اور غمخواری کر رہے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی رح فرما رہے ہیں۔ کہ آج فخر سلسلہ چشتیان نے دار البقا کی طرف رحلت کی۔ اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ فخر چشتیاں نہیں بلکہ چاروں سلسلوں کے فخر تھے۔

حضرت خواجہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں کیا شک ہے اس لئے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاروں سلسلوں میں مخلوق الٰہی کو بیعت فرماتے تھے، کہنے والے نے کہا کہ میں نے اُسی کتاب میں دیکھا ہے کہ لاش مبارک کو جب دفن کیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی روح کا ہاتھ آپؒ کے سر پر تھا۔ اور روح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا، اور پاؤں پر روح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے۔ گویا ان حضرات نے اپنے ہاتھوں سے لحد میں اُتارا تھا (نوّر اللہ مرقدہٗ و بسط اللہ برہانہٗ الیٰ یوم القیٰمۃ) +

ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ سب کچھ صحیح ہے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی صاحب کمال تھے +

پھر فرمایا کہ سجادہ نشین تونسہ شریف حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کی بھی کوئی حد نہیں۔ جب وہ مخلوق کثیر کے ہنگامہ میں بیٹھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سر آسمان سے جا لگا ہے۔ عادت آپ کی اس قدر سادہ ہے کہ ہر وقت آپ کا لباس مبارک میلا سا رہتا ہے۔ اور جو لباس پہن لیتے ہیں وہ ہرگز نہیں دُھلتا۔ جب تک کہ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔ بدن سے جدا نہیں کرتے۔ اور زمین پر بیٹھتے ہیں۔ اگر کوئی اطلس وغیرہ کا فرش بچھا دیتا ہے۔ تو اُسے لپیٹ کر زانو کے نیچے دبا لیتے ہیں +

Marfat.com

پھر ارشاد فرمایا کہ درویشانِ حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرتؒ کی کرامات اور برکات کا ذکر خیر آپس میں کر رہے تھے۔ ایک رئیس بھی وہاں موجود تھا جس کی بیعت سجادہ نشین صاحبؒ سے تھی وہ کہنے لگا کہ ہمارے حضرتؒ صاحب اپنے جدِّ بزرگوار سے بھی فوقیت لیگئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تبسّم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ سب کو اپنا محبوب دوسروں سے اچھا نظر آتا ہے۔ مریدانِ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو جھڑکا کہ ایسا نہ کہو۔ اوّل تو یہ کہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن کے جدّ تھے۔ دوسرے ان کی بیعت بھی انہیں سے تھی اور اپنے جدِّ امجد ہی سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ کہنے لگا کہ اگر مجھے وقت ملا تو ضرور جواب دونگا۔ اتفاقاً ایک زن فاحشہ تھی اس کے مالک اُسے قتل کرنے کے ارادہ سے اُٹھے۔ وہ مفرور ہو کر حرم خانۂ حضرت سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہو گئی اس خیال سے کہ یہاں مجھے کوئی قتل نہ کریگا۔ حضرت سجادہ نشین صاحبؒ نے عذر کیا کہ گو یہ زن فاحشہ ہے لیکن اُس نے ہمارے گھر میں پناہ لی ہے۔ اس لئے ہماری خاطر سے اسے چھوڑ دو۔ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر بے حیائی پر کمر بستہ ہو کر دعوائے اغوائے حضرت سجادہ نشین صاحبؒ پر کر دیا۔ عدالت سے پروانہ طلبی پہنچا۔ اس خبر سے آپ غمگین ہوئے۔ اس اثنا میں تاریخ طلبی سے پہلے اُس رئیس کی ایک عرضی تونسہ شریف میں آئی۔ لکھا تھا کہ اطلاع دو ہمارے حضرت صاحبؒ کو کیا حادثہ درپیش ہے۔ کہ چند روز سے میرا دل بہت بے قرار اور غمزدہ ہے۔ تمام واقعات اُس رئیس کو لکھ کر بھیجدئے گئے۔ پس دُوسری عرضی آئی کہ میں اپنی جان کو برائے خدا بعوض حضرت صاحب قربان کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے کوئی یہ اطلاع دے کہ حضرتِ جدِّ اعلےٰ کے مریدوں میں سے کسی نے اپنی جان اپنے پیر پر فدا کی ہے؟

غرض یہ ہے کہ ہمارے سجادہ نشین صاحبؒ ایسے صاحب کمال ہیں کہ اُن کے مُریداُن پر جان فدا کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے +

اس اثنا میں عدالت میں بہت سی سفارشیں پہنچ گئیں اور عدالت آپ کو طلب کرنے پر مصلحتاً مجبور ہوئی۔ آپ کی طلبی کی موقوفی کی عدالت سے اطلاع

Marfat.com

آ گئی ۔ اور اُسی وقت یہ خبر بھی پہنچی ۔ کہ وہ عاشق شیخ رئیس فوت ہو گیا ہے
چونکہ اُس نے صدق و اخلاص کے ساتھ اپنی جان قربان کی تھی ۔ خدا تعالےٰ نے
اس کی جان کو قبول کر لیا ۔ اور حضرت سجادہ نشین صاحبؒ کے سر سے جواب ہی ٹل گئی
اِس طرح اُس رئیس کی صداقت نفس کو اللہ تعالےٰ نے ظاہر کر دیا ۔

ایک دفعہ آپؒ نے دریافت فرمایا کہ روضہ حضرت حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ قبلہ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کیسا ہے ۔ میاں امیر بخش ملتانی نے جواب دیا ۔
کہ زیادہ بلند و فراخ نہیں ہے ۔ بلکہ اوسط درجہ کا بنا ہؤا ہے ۔ ایک قبر مہدی خاں
مرحوم کی علاوہ تربت حافظ صاحبؒ کی بنی ہوئی ہے ۔ اور اُس میں کوئی اور
قبر نہیں ہے ۔ کہتے ہیں کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں سپاہیوں
کی طرح ہتھیار بند رہا کرتے تھے ۔ اور سوار ہؤا کرتے تھے ۔ اب اُن کے مرید بھی
اسی صورت سے جاتے ہیں ۔ اور تاریخ مقررہ پر حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس
کرتے ہیں ۔ پھر حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ
کا روضہ کیسا ہے ۔ کہا کہ وہ بھی درمیانہ ہے ۔ لیکن اُن کے نواسے شاہ رکن عالم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ بڑا عالیشان اور فراخ ہے ۔ کہ اُن کی اولاد سے سو قبریں
اُس کے اندر بنی ہوئی ہیں ۔ اُن کی وفات کے دن سندھی ملتان سے آتے ہیں
اور اُن کا عرس کرتے ہیں ۔ اور لنگر بھی جاری ہے اور حضرت غوث صاحبؒ
کے مزار پر اور شاہ رکن عالم صاحبؒ اور اُن کی اولاد کے مزاروں پر جا بجا نذریں
چڑھاتے ہیں ۔

حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ اُن کی اولاد مہمانوں کو کھانا نہیں کھلاتی
میاں امیر بخش نے کہا غریب نواز معلوم ہؤا ہے کہ نذریں لیتے ہیں اور نذر ہی کے
کے لنگر سے خود بھی کھانا کھاتے ہیں ۔ اِس پر حضور پُر نور علیہ الرحمۃ نے تبسم
فرمایا اور خاموش ہو گئے ۔

علاقہ سئون سے ایک شخص حاضر ہؤا اور عرض کی کہ علمائے ظواہر تصور شیخ سے

Marfat.com

مریدوں کو منع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بُت پرستی ہے اس کا کیا سبب ہے؟
ارشاد ہوا جسے علم سینہ سے خبر نہیں ہے وہ بجز انکار کے اور کیا کر سکتا ہے۔
یہ علما اگرچہ اہل علم ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو نصیحتیں کیا کرتے ہیں تاہم علم سینہ سے
اُن کو بہرہ نہیں ہوتا۔ اور فرق یہ ہے کہ اہل علم ظاہر پر تعلیم و اظہار واجب ہے۔
اور فقیر کو علم سینہ کی پوشیدگی لازم ہے +

پھر ارشاد ہوا کہ سیال شریف میں ایک عالم آیا تھا۔ وعظ و نصیحت شروع کی
خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے درویشوں نے جو سب صاحب فضیلت تھے۔ اُسے
منع کیا۔ اور کہا کہ یہ کیا محل وعظ و نصیحت ہے۔ مگر وہ عالم اپنے کام سے باز نہ آیا
مولوی فضل الدین صاحب سکنہ چاچڑ انوالہ کو جوش آگیا۔ کہنے لگے اے مدعی علم تُو تو الف
اور بے کے معنی بھی نہیں جانتا۔ اور یونہی نصیحتیں کرنے لگا ہے۔ غرض یہ کہ اُس کو
عاجز کر دیا۔ غمگین ہو کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور رونے لگا
ارشاد ہوا ہم بھی وہاں موجود تھے۔ دونو فریق کا معاملہ حضور میں پیش ہوا۔ حضرت
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب اُسے اِس قدر پریشان حال دیکھا۔ تو اُس کی طرف
داری کرنے لگے۔ اور فرمایا اُس نے کیا بُرائی کی ہے۔ جو تم لوگ اس کے پیچھے
پڑ گئے ہو۔ مخلوق کو وعظ و نصیحت کرنا کوئی ناجائز کام تو نہیں ہے۔ بلکہ بہتر
ہے۔ پھر اس کی دلجوئی فرمائی اور رخصت کر دیا۔ آپؒ نے فرمایا حضرت صاحبؒ
اِس قدر پردہ پوش، بہادر اور صفا کیش تھے۔ کہ جب کبھی کسی کا غلبہ دیکھتے
تھے تو ہمیشہ مغلوب کی طرف داری فرمایا کرتے تھے +

ارشاد ہوا کہ سیال شریف میں مجروح نامی ایک درویش تھا، غلبہ عشق کی
وجہ سے آگ کے تنور میں جلکر مر گیا۔ ایک دن اُس نے مسجد شریف میں پیشاب پھیر دیا
درویشوں نے اُسے مُلامت کی کہ تو نے مسجد کو خراب کر دیا۔ کہنے لگا کہ مسجد مسلمانوں
کی ماں ہے۔ اور مائیں بچوں کی نجاست کو خود دھو ڈالتی ہیں۔ اور کسی پر ظاہر
راز نہیں کرتیں۔ اب کہ ماں (مسجد) نے میری پردہ پوشی کی ہے اور کچھ نہیں
کہا ہے تمہارا کیا نقصان ہے جو تم میرا پردہ فاش کرتے ہو +

Marfat.com

آپ نے ارشاد فرمایا کہ درویشی ایسی پردہ پوشی ہے کہ معراج کی رات خدا تعالےٰ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کو ایک ردا عنایت فرمائی اور فرمایا کہ جو پردہ پوشی کا وعدہ کرے اُسے دیدینا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز فجر کے وقت اپنے چاروں اصحابؓ سے اُن کے اعمال وکردار کے متعلق سوالات کئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مَیں ہر کام میں صداقت اور عبادت الٰہی کا خیال رکھتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی مَیں عدل و انصاف کرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مَیں فقیروں میں سخاوت کرتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کہا کہ مَیں درویشی اور پردہ پوشی اختیار کرتا ہوں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے وہ چادر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو عنایت فرمائی۔ اِس لئے کہ خدا کا حکم تھا جو اس قسم کا جواب دے۔ اسی کو چادر دی جائے۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ مسجد میں ایک مرد اور ایک عورت فعل شنیع میں مصروف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو بھیجا کہ تحقیق کریں جناب علی کرم اللہ وجہہٗ نے سوچا کہ اگر مَیں مسجد میں نہیں جاتا ہوں تو فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوتی ہے اور جاتا ہوں تو بندگان خدا کی پردہ دری ہوتی ہے۔ آخر آپؓ نے آنکھوں پر پٹی باندھلی اور ایک لکڑی ہاتھ میں لیکر اُسے کھٹکھٹاتے ہوئے مسجد میں پہنچے مطلب یہ تھا کہ لکڑی کی آواز سنکر یہاں اگر کوئی ایسا شخص ہوگا۔ تو بھاگ جائیگا۔ پھر آپؓ نے آواز دی مسجد میں کون ہے۔ کوئی آواز نہ آئی۔ واپس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں علیؓ تم نے کسی کو مسجد میں دیکھا؟ عرض کی حضور مَیں نے تو اپنی آنکھوں سے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔

پردہ پوشی مشرب درویش ہے ـــ مائل پردہ دری بدکیش ہے

ارشاد ہوا۔ فی زمانہ لوگوں کا اعتقاد بہت ناقص ہوگیا ہے۔ جب اُن کے کام اُن کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں تو اعتقاد بھی قایم رہتا ہے۔ اور اگر کوئی کام خلاف

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ تو اُسی وقت اعتقاد رخصت ہو جاتا ہے۔ آج کل پیر بھی اثبات اعتقاد کے لیئے مریدوں کی طرفداری کرتے ہیں۔ اگر حق گوئی اختیار کریں تو غالباً کسی کا بھی اعتقاد باقی نہ رہے ✦

ارشاد ہوُا اعتقاد ایک ایسی چیز ہے کہ بغیر ظاہر ہوئے نہیں رہتا۔ اگرچہ اعتقاد کا دعوٰے سب کرتے ہیں۔ مگر جب امتحان کا موقعہ آتا ہے تو اکثر ناکام رہتے ہیں ✦
فرمایا یہ کام مثل گیند کے کھیل کے ہے کہ ہر شخص گیند لیجانا چاہتا ہے۔ لیکن گیند لے جانا صرف ایک ہی شخص کی قسمت میں ہوتا ہے۔ اور دوسرے لوگ خالی رہ جاتے ہیں ؎

عشق بازی طفل بازی نیست اے دل سُر باز
زانکہ گوئے عشق نتواں زد بچوگانِ ہوس

جس کسی کا خاتمہ اعتقاد کے ساتھ ہوتا ہے یہ گیند اسی کی قسمت میں ہوتی ہے ✦

ارشاد ہوُا کہ ایک بزرگ کے بہت سے مرید تھے جو سب اُس کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک شتر سوار آیا۔ سلام کیا۔ اور چلا گیا۔ مریدوں نے تعجب کیا۔ کہ بڑا بےادب تھا۔ اونٹ سے نیچے بھی نہ اُترا اور چلا گیا۔ اُس بزرگ سے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ فرمایا یہ بھی میرا مرید ہے۔ عرض کی بہت بیباک ہے۔ فرمایا کہ تم جیسے ہزاروں میں وہ ایک فاضل ہے۔ مریدوں کا شک اور بھی بڑھ گیا۔ فرمایا تم میں سے کوئی ایک اُس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ شیخ کو ایک حاجت درپیش ہے۔ ایسا کیا گیا۔ جب اُس نے یہ بات سُنی تو کوٹھے پر کھڑے ہو کر آواز دی کہ میں اپنی تمام جائداد بیچنا چاہتا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ سستا بیچنے اور مہنگا خریدنے میں دیر نہیں لگتی۔ غرض وہ تمام جائداد بیچکر اور اپنے بچوں کو ساتھ لیکر شیخ کی خدمت میں فوراً حاضر ہوُا۔ اور کہا کہ میں نے ان لڑکیوں کو نہیں بیچا ہے اس لئے کہ شاید یہ کام آپ کی مرضی کے موافق نہ ہو۔ پس بزرگ موصوف نے اپنے مریدوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم میں سے کسی کا اعتقاد ایسا ہے؟ اور کوئی اس طرح اپنا مال و اسباب

Marfat.com

میری حاجت کیلئے قربان کر سکتا ہے۔ سب نے سر جھکا لئے ؛
ارشاد ہؤا اعتقاد کے معنے یہ ہیں کہ جب کوئی حکم پہنچے۔ تو اس کی تعمیل میں دریغ نہ کرے۔ چاہے جان اور مال سب پر بن جائے۔ نہ یہ کہ اپنی غرض اور حاجت کے وقت معتقد ہو جائے۔ اور مصیبت کے وقت منحرف ؛

ارشاد ہؤا کہ مشائخ کی خلافت کا حق وصی کو پہنچتا ہے۔ اگرچہ وہ صاحب اولاد ہو۔ اولاد کے چھوٹے بڑے ہونے کو اس میں دخل نہیں۔ اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ پھر فرمایا کہ یہاں خانقاہ میراں شاکر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مجاور رچھو شاہ تھا اور اور اس کی اولاد خانقاہ کا نذرانہ لیتی تھی۔ پیر عمر شاہؒ ڈھیری والے نے جو شاکر شاہؒ کی اولاد سے تھے دعوےٰ کیا کہ خانقاہ کی آمدنی میرا حق ہے۔ حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہم یہ مسئلہ کتاب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ خلافت کا حقدار وصی ہوتا ہے۔ پس ہم منتظر رہے کہ دیکھیں اس مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ پس عدالت نے فیصلہ لکھا کہ پیر عمر شاہ اگر خانقاہ پر آئے گا تو پچاس روپیہ جرمانہ دینے کا مستحق ہوگا۔ آمدنی خانقاہ کے مستحق مجاور ہیں ؛

ایک دفعہ ارشاد ہؤا کہ حضرت بابا شیخ فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ جب پاکپٹن شریف میں آئے تو ایک عورت کا لڑکا کھو گیا تھا۔ اُس نے خدمت شریف میں آکر عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ بھی کھو گیا۔ دعا کیجئے کہ مل جائے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا دیکھا کہ وہ لڑکا اطراف گجرات میں گائیں چرا رہا ہے۔ ہمت باطن سے اُس کا بازو پکڑا اور گھر پہنچا دیا۔ پھر عورت سے کہا کہ گھر جاؤ وہ گھر گئی دیکھا تو لڑکا موجود ہے۔ پھر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ پانچ کنال زمین حضور میں نذر کرتی ہوں۔ فرمایا زمین ہمارے کس کام کی ہے۔ عورت نے پھر بصد عجز کہا کہ میں نے زمین نیت صادق سے نذر کی ہے قبول فرما لیجئے۔ اور اس کے اجر سے مجھے محروم نہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تیری روزی کا ایک ہی حیلہ ہے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ خیر ہم اس شرط پر قبول کرتے ہیں کہ دو نو وقت ہمارے لنگر

Marfat.com

سے کھانا قبول کر۔

ارشاد فرمایا کہ وہ عورت اور اُس کا لڑکا تمام عمر لنگر سے کھانا کھاتے رہے۔ اُن دونو کے مرنے کے بعد مدعیوں نے دعوے کیا کہ زمین ہماری حقیت ہے اِس فقیر نے اسے بجبر لے لیا ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلب ہوئے۔ فرمایا ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم عدالت میں جائیں۔ طلبی پھر ہوئی۔ فرمایا ہم تو اس جگہ سے نہ ہلینگے۔ مگر اُس گردن شکستہ سے کہو کہ جواب دعوے خود زمین سے مانگے۔ اور پوچھے کہ وہ کس کی ملک ہے۔ آخر حاکم کو موقعہ پر آنا پڑا۔

آپ نے ایک درویش کو بھیجدیا۔ حاکم نے درویش سے کہا کہ زمین سے پوچھو اور جواب لو۔ درویش نے انکار کیا اور کہا کہ مدعی خود پوچھ لیں۔ مدعیوں نے بھی منہ کیا۔ آخر حاکم نے درویش سے التجا کی کہ وہ خود دریافت کرے۔ درویش نے کہا اے زمین میں باباصاحبؒ کا بھیجا ہوا ہوں۔ خدائتعالے کے حکم سے بول اور مجھے بتا کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ جواب آیا۔ کہ میں بیچاری پانچ کنال زمین ہوں میری کیا ہستی ہے۔ مشرق سے مغرب تک تمام زمین حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملک ہے۔ حاکم نے جب یہ جواب سُنا متحیر ہو گیا۔ اور رخصت ہوا۔ ابھی اِس زمین متعوبہ کی حد سے نہ گذرا تھا کہ گھوڑے سے گرا اور گردن ٹوٹ گئی۔ (آپ نے اُسے گردن شکستہ فرمایا تھا)۔

ارشاد ہوا کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ شریف اسی زمین میں ہے دیوار حرم اُسی پر بنی ہوئی ہے۔

فرمایا جب زمین بولی تو تمام وحوش وطیوؔر اور غیر ذی رُوح جو اُس زمین میں تھے یکزبان ہو کر کہنے لگے کہ ہم سب باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملک ہیں۔ اور اُن کے متبع ہیں۔

پھر فرمایا کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چندین ہزار خلفاء جن و انسان میں سے ہوئے ہیں۔ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ سُبحان اللہ باباصاحبؒ بارگاہ ایزدی میں اِس قدر مقبول ہوئے کہ کوئی دوسرا ولی اللہ نہ ہو سکا۔

پھر فرمایا دیکھو اس زمانہ ناقص میں جب کہ بارہ تیرہ سو سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو گذر چکے ہیں۔ کسی ولی سے ایسی کرامتیں ظہور میں نہیں ہوئی ہیں۔ دروازہ بہشتی کھول دیا۔ اور ہزاروں لوگ اب تک فیض یاب ہو رہے ہیں ؎

عجیب درگاہ ہے اُن کی جو سلطانِ کرامت ہیں
یہاں جو کام ہیں سارا یہ صد گونہ حیرت ہیں

ارشاد فرمایا کہ اکبر بادشاہ نے بارہ کروہ زمین جوائی روضہ شریف میں اخراجات لنگر شریف کیلئے معافی میں دی تھی۔ بادشاہ مذکور ایک دن دروازہ بہشتی میں سے گذرنے کے لئے وہاں پہنچا۔ موجود الوقت دیوان صاحب سے کہا کہ دروازہ کھولیں۔ دیوان صاحب نے فرمایا کہ یہ دروازہ پانچویں محرم الحرام کے علاوہ کبھی نہیں کھلتا۔ ہاں اگر بہشتی دروازہ میں کہیں کوئی سوراخ ہو تو اس میں انگلی ڈالدیں شاید یہ بھی دروازہ سے گذرنے کے ہم معنی ہو۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ مگر ہمراہی وزیر فاسد الاعتقاد تھا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کی بادشاہی کی ان لوگوں نے کچھ قدر نہ کی۔ جاگیر ضبط کرلینی چاہیئے۔ یا ان کی کوئی کرامت دیکھنی چاہیئے۔ آخر مشورہ سے فیصلہ یہ ہوا کہ ایک زندہ شخص کو دم کشی کے طریقے سکھا کر چارپائی پر سُلا دیا۔ اور لوگوں کو اس کے جنازہ پر جمع کرکے دیوان صاحبؒ کو اطلاع دی کہ جنازہ پر تشریف لائیں۔ دیوان صاحب نے ایک درویش کو بھیجدیا۔ مگر پھر اصرار کیا گیا کہ اس مردہ کی مغفرت کے لئے آپ ہی کا تشریف لانا مناسب ہے۔ آخر دیوان صاحب جنازہ پر پہنچے۔ کچھ دیر اُس کے سامنے خاموش کھڑے رہے۔ پھر پوچھا اس کا ولی کون ہے۔ کسی نے کہا میں ہوں۔ تین مرتبہ اُس سے پوچھا کہ نماز جنازہ پڑھوں اجازت دی گئی۔ آپ اجازت مانگتے تھے۔ اور خاموش ہو جاتے تھے۔ مگر کوئی اِس راز کو نہ سمجھا۔ آخر اجازت دی گئی۔ اور آپؒ نے نماز جنازہ پڑھ دی۔ اُس شخص کے والیوں نے میّت کے پاس جاکر اشارہ کیا کہ اُٹھ بیٹھ۔ مگر پھر جو دیکھا تو وہ شخص واقعی مُردہ تھا۔ دیوان صاحب نے فرمایا کہ اب دفن کرنے میں حیلہ نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ تو قیامت تک زندہ نہیں ہو سکتا۔ اُس کے عزیز رونے پیٹنے لگے۔ اور منتیں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھے اِس شخص کے

Marfat.com

جنازہ پر لائے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ یا اللہ میری اولاد کی پردہ پوشی کر۔ اور میں نے چند مرتبہ پس وپیش کے ساتھ اس لئے دعا مانگی تھی کہ شاید لوگ اب بھی سمجھ جائیں۔ اور اس مذاق سے باز آئیں۔ تا کہ اس شخص کی مرگ ناحق میرے ذمہ نہ لکھی جائے۔ اور قابض ارواح فرشتے کو بھی میں اس وقت وہیں دیکھ رہا تھا۔

جب یہ کرامت دیکھ لی تو وزیر نے پھر مکاری کی اور بادشاہ سے کہا ان سے کہو میں بیت اللہ شریف میں نماز پڑھونگا۔ اگر یہ کرامت بھی ظاہر ہو جائے۔ تو خیر ورنہ پھر جاگیر ضبط کر لی جائے۔ بادشاہ نے دیوان صاحب سے اسی طرح عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو جو سوال کرنا چاہے کرلے انشاء اللہ حضرت بابا صاحبؒ کی برکت سے پورا ہوگا۔ مجھے تیری معافی اور جاگیر کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تیرا عقیدہ فاسد نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر تیرا عقیدہ فاسد ہو گیا تو تمام ملک تباہ و برباد ہو جائیگا۔

آخر دیوان صاحبؒ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر اور پاؤں پر پاؤں رکھ ایسا ہی کیا گیا۔ بادشاہ کیا دیکھتا ہے کہ بیت اللہ شریف میں موجود ہے۔ نماز پڑھی اور واپسی کی درخواست کی دیوان صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر صرف نماز پڑھ کر یہاں سے چلا گیا تو تیرے وزیر کو کیونکر یقین ہوگا۔ کہ تو نے بیت اللہ شریف میں پہنچکر نماز ادا کی ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی کس طرح معلوم ہوگا اس لئے یہاں سے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں اُٹھا لے۔ آخر بادشاہ نے ایک درخت کے پتے اٹھا لئے اور حضرت دیوان صاحبؒ کی ہمت سے پھر پاک پٹن شریف میں پہنچا۔

اتنی کرامتوں کے مشاہدہ کے بعد بھی وزیر بے پیر نے قرار دیا کہ روئی اور نیشکر کی فصل اس جاگیر سے کم کر دی جائے۔ باقی چیزیں معاف ہیں۔ مگر فضلِ الٰہی سے یہ دونو فصلیں اُس زمین میں پیدا نہیں ہوتیں۔ اگر ہوتی بھی ہیں تو بہت کم۔

ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ ولی الہند غریب نواز علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے عرس شریف پر بڑی خلقت جمع ہوتی ہے۔ اور سب کو فیض پہنچتا ہے۔ ایک عورت نے وہاں نذر مقرر کی تھی۔ کہ اگر خدا تعالٰے خواجہ صاحب کی برکت سے مجھے لڑکا دیگا تو اس فرزند کر دونگی۔ خدا نے خواجہ صاحب کی برکت سے اُسے لڑکا عنایت فرمایا۔ وہ اُس لڑکے کو گود میں لئے ہوئے ادائے نذر کے لئے درگاہ شریف پر حاضر ہوئی۔ اور ایک بزرگ کے غلاف تربت میں اپنے لڑکے کو چھپا کر (جن کا مزار روضۂ خواجہ علیہ الرحمۃ کے باہر تھا) قضائے حاجت کیلئے چلی گئی۔ واپس آئی غلاف ہٹایا۔ دیکھا کہ لڑکا مرا ہوا پڑا ہے۔ لڑکے کو اُٹھایا اور اور حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار کے غلاف میں لٹا کر کہنے لگی۔ کہ میں حصول فیض کے لئے یہاں آئی تھی یا نقصان اُٹھانے کے لئے۔ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ لڑکا رونے لگا۔ عورت نے دیکھا تو زندہ ہو گیا تھا۔ ہنسکر گود میں اُٹھا لیا۔ اُسی رات کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مجاور کو خواب میں حکم دیا کہ اس شخص کو معہ تربت کے ہم سے دور کر دو۔ کہ مخلوق الٰہی ہر جگہ سے یہاں فائدہ اور فیض کے لئے آتی ہے۔ اس شخص نے ناحق خون کرنے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ آخر اُسی وقت قبر معلومہ کھود کر معہ لاش کے وہاں سے ہٹا دی گئی۔ اور بیرون احاطہ میت دفن کی گئی۔ اب وہاں اس قبر کا کوئی نشان نہیں ہے +

روئے زمین کے نواب ہمیشہ اس جگہ حاضر ہو کر سلامی ہوتے ہیں۔ اور بیشا نذریں چڑھاتے ہیں۔ اور ہر شخص الگ الگ عرس کرتا ہے۔ اور لنگر پکواتا ہے۔ نواب صاحب حیدرآباد دکن نے وہاں ایک مجلس خانہ تعمیر کرایا ہے۔ جو بہت وسیع ہے اور کئی لاکھ روپیہ اس کی تعمیر میں خرچ ہوئے ہیں +

ایک دن ارشاد ہوا کہ ہمارے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے چالیس سال تک تونسہ شریف کا سفر کیا تھا۔ جب گھر آتے تھے بیقرار ہو جاتے تھے اور پھر روانہ ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے قدموں سے ریگستان میں ایک نیا راستہ پیدا ہو گیا تھا۔ ایک کمبل پشمینے کا ہمیشہ پاس رہتا تھا۔ سردیوں میں رات اُسی میں کٹتی تھی۔ اور گرمیوں میں بجائے فرش کے بچھایا جاتا تھا +

Marfat.com

جب حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ مہار شریف یا پاکپٹن شریف کا سفر کرتے تو ہمارے حضرت آگے آگے تشریف لیجاتے۔ گھوڑے کا غاشیہ اور ایک آہنی رنبہ سر پر رہتا تھا۔ منزل پر پہنچکر گھوڑے کی صفائی گھاس اور خوراک کا انتظام انہیں کے ذمہ تھا۔ یہ خدمت انجام دیکر ایک مکان میں علیحدہ مقیم رہتے۔ یہاں تک اسی کام اور اہتمام میں آپ ضعیف ہو گئے۔

ارشاد ہوا ایک روز حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم سفر مہار شریف میں بہت دوڑے آخر ایک منزل پر پہنچکر بہت خستہ ہو گئے۔ اور ایک مسجد میں الگ جا پڑے حالت ایسی تھی کہ گویا اب کوئی کام نہ ہو سکیگا۔ فجر کے وقت میں اسی اندیشے میں تھا کہ ایک چرواہا مسجد کے سامنے سے گذرا اور کچھ دوہڑے پڑھنے لگا۔ اس کے کلام نے مجھ پر اثر کیا۔ اور میرا کسل دور ہو گیا۔ اُٹھا کمر باندھی۔ اور پھر آمادہ سفر ہو گیا۔

ارشاد ہوا کہ آخر عمر میں جب ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ تو سفر مہار شریف درپیش ہوا۔ خواجہ صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ نے لانگری سے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب سیالوی کو کونسی سواری دیجائیگی۔ اتفاقاً روانگی کے وقت تمام گھوڑے اور اونٹ عالموں اور خاص خاص لوگوں میں تقسیم ہو گئے! اور ہمارے حضرت صاحب موافق عادت عام لوگوں کے ساتھ پیادہ پا چلے۔ قافلہ جب مہار شریف پہنچا تو خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے لانگری کو بلایا اور پوچھا کہ مولوی سیالوی کو کونسی سواری دی تھی۔ عرض کی اُن کے لئے کوئی سواری باقی نہ رہی تھی۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کو جوش آگیا۔ اور فرمانے لگے "ہے جھلا تھیویں" یعنی تو بے عقل ہو جائے۔ پس اُس نے لباس کے ٹکڑے اڑا دئے۔ اور بے ہوش ہو گیا۔ پھر چارپایاں اور روٹیاں تقسیم کرنے والوں سے پوچھا کہ مولوی کو روٹی خاص لوگوں کے ساتھ دی تھی یا عوام کے ساتھ۔ اُس نے کہا عوام کے ساتھ۔ پھر ہمارے حضرت صاحبؒ کو بلایا اور سواری۔ روٹی اور چارپائی کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے

Marfat.com

آرام اور آسودگی اور حصول مطلب کے شکر کے سوا کوئی شکایت نہ کی۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب اپنے گھر جاؤ۔ اور آرام کرو۔ اُس وقت میاں محمد اشرف نے یہ شعر پڑھا ؎

دنیا شکار گاہِ کمینہ سگانِ ما عقبیٰ چراگاہِ خرانِ خرانِ ما

ارشاد فرمایا کہ یہ ابیات ایک مکتوب کا جواب ہیں جو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا۔ حضرت بابا صاحبؒ کی رباعیاں یاد نہیں ہیں مطلب اُن کا یہ تھا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فقر و مسکینی کی حالت کو حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ کی تونگری پر ترجیح دی تھی۔ اس کے جواب میں حضرت غوث علیہ الرحمۃ نے لکھا تھا ؎

دنیا شکار گاہِ کمینہ سگانِ ما عقبیٰ چراگاہِ خرانِ خرانِ ما
جملہ بشہ کواکب و افلاک انجمن جبریلؑ با ملائکہ از چاکرانِ ما
کرسی و عرش گشت زیرِ قدم نہاں اسلام و کفر سوز و از ین امتحانِ ما
بشنو تو از بہائی سخنہائے اے فریدؒ
واللہ شان وحدت و شانِ شانِ ما

ارشاد ہوا حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ حالت تھی کہ کبھی جوش میں نہ آئے اور اسی مرتبہ کی وجہ سے وہ بارگاہِ ایزدی جلّ شانہ میں مقبول تھے ❖

ارشاد ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی لڑکی کو وقت نکاح دو بے بہا لعل دیئے تھے۔ وہ ایسے تھے کہ اگر تمام روئے زمین کے خزانے دیئے جائیں تو بھی یہ لعل کی قیمت ادا نہ ہو۔ پھر فسٹر یا کہ بادشاہ ایران کو ایک لعل ملا۔ بادشاہ روم حصول لعل کے لئے آمادہ جنگ ہوا۔ وہ ڈرا اور لعل روضہ مقدسہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کر دیا۔ اب تک وہ لعل روضہ شریفہ میں رات کے وقت چراغ کی طرح چمکتا ہے ❖

اسی طرح ایک نوابؒ کو سنگ محک کے دو ستون سمندر میں مل گئے تھے۔ دوسرے لوگ ان کے درپے ہوئے۔ وہ بھی ڈر گیا اور ستون فلاں صاحب کی نذر

Marfat.com

کر دئے - جواب بھی موجود ہیں - مگر کسی کو اُن کی قیمت معلوم نہیں ہے ؛

ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ ایمان بھی غیرت ہی کا نام ہے جس کو غیرت زیادہ ہے اُس کا ایمان بھی کامل ہے - اور جس کو غیرت نہیں ہے وہ دیوث ہے اَلدَّیُّوْثُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ " فرمایا سو مجوس ملکر ایک دیوس بنتا ہے ؛

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحبزادگان صاحب جلال ہوتے ہیں - ع

قرب سلطاں آتش سوزاں بود

بیچارے درویشوں کی کیا مجال ہے کہ کچھ کہہ سکیں ؎

خلاف رائے سلطان رائے جستن بخونِ خویش باید دست شستن

اگر خادمانِ دربار کا حکم نہ بجالائیں تو بھی خوف ہے - پھر ارشاد ہوا کہ مشائخ کا کام حلم ہے جب سے مجھے حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی ہم نے کبھی روئے مبارک کو سرخ نہ دیکھا - لیکن ایک مرتبہ مجھے ایک کتاب لکھنے کا حکم دیا گیا - میں وہ کتاب مسجد شریف میں لکھا کرتا تھا اور حضرت [illegible] از راہ لطف و کرم روز دو تین مرتبہ آکر دیکھ جاتے تھے ایک دن سیاہی دوات میں خراب تھی - فرمایا کہ سیاہی خراب ہوگئی ہے - یہ کہا اور واپس تشریف لیگئے - اتفاقاً شیخ صاحب سامنے آگئے - آپ نے اُن کو جھڑکا اور فرمایا کہ تم اس کام سے کیوں غافل اور بے خبر ہو سیاہی خراب ہونے کی وجہ سے کتاب کی لکھائی مشکل ہوگئی ہے - اُس روز آشفتگی کے آثار میں نے آپ کے روئے مبارک پر دیکھے تھے ؛

پھر فرمایا میں نے درویشانِ دربار سے دریافت کیا کہ کبھی تم لوگوں نے بزرگوں کی باتیں حضرت صاحب کی زبان سے سُنی ہیں - وہ کہنے لگے شیخ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ہر مجلس دلبرانہ گفتگو فرماتے تھے مگر حضرت خواجہ صاحب کو کبھی دلبرانہ گفتگو کرتے نہیں سُنا ؛

ارشاد فرمایا ایک مرتبہ درویشوں نے کہا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی عادت تھی کہ موسمِ گرما میں بجز تہ بند و کُلاہ کوئی کپڑا آپ کے جسمِ مبارک پر نہ ہوتا تھا۔ ایک دن خادم پانی کا کوزہ طہارت کے لئے لا رہا تھا۔ آپ چوکی پر بیٹھے ہوئے سرِ مبارک کو ایک ہاتھ سے مل رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے یہ کمینے لوگ کہتے ہیں۔ سر کوُنا ملاّں بیٹھا ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ سارے جہان دا مُل بیٹھا ہے۔ یعنی سارے جہان کی قیمت +

ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ خیر محمد صاحب تونسوی موضع ہرپالیہ علی مہدی خاں کے پاس آئے۔ اور اُس جلال کی وجہ سے جو اُن میں موجود تھا کسی نذرانہ پر ناراض ہوگئے خان مذکور نے بہت منّت سماجت کی مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ آخر خان مذکور نے ایک رسّی اپنے گلے میں باندھ کر کہا کہ اگر حضور خفا ہو کر چلے گئے تو میں اس رسّی کا پھندا لگا لونگا۔ تاکہ جان بھی آپ کے ساتھ چلی جائے۔ جب یہ حال دیکھا تو آپ راضی ہوگئے۔ رسی کا پھندا اُس کے گلے سے کھول دیا۔ لیکن دستارہ نذرانہ کو پھر قبول نہ فرمایا۔ وہاں سے پھر جلالپور شریف کا قصد کیا +

آپؒ نے فرمایا کہ جب صاحبزادہ موصوف یہاں (جلال پور شریف) سے دھمہ روانہ ہوئے حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا صاحبزادہ صاحب جو جانبِ شمال گئے ہوئے ہیں۔ کسی کو معلوم ہے کہ اب کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ اب مہدیخاں کے پاس ہیں اور وہاں سے جلال پور جائینگے۔ فرمایا دعا کرو۔ کہ خدا اُن کو وہاں نہ لے جائے۔ وہ بے چارہ درویش ہے۔ اُن کا بار نہ اٹھا سکیگا۔ جب صاحبزادہ صاحب موصوف دریا پر پہنچے پوچھا کہ جلالپور کی زمین صاف ہے یا کوہستانی۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہستانی ہے۔ فرمایا تو پھر ہم وہاں نہیں جائینگے۔ یہ کہا اور جانبِ جنوب تشریف لیگئے +

ارشاد فرمایا کہ غلام شاہ صاحب ہرنپوری جیسا تارک الدنیا دنیا میں کوئی نہ ہوگا جو کچھ موجود ہوتا خدا کی راہ میں دیدیتے۔ ایک دفعہ بیمار ہوگئے اور بدن کے کپڑے اتار کر سائلوں کو دے دئے۔ جب وقت نزاع آیا۔ تو ایک سائل پہنچا محمد دین درویش

Marfat.com

سے کہا کہ لحاف کے نیچے سے میرا تہ بند نکال لو۔ اور اس سائل کو دے دو۔ درویش نے عرض کی کہ حضرت برہنہ رہ جائینگے۔ فرمایا کہ ہم برہنہ ہی آئے تھے اور برہنہ ہی جائینگے۔ پھر تین مرتبہ "اللہ" کہا اور جاں بحق تسلیم ہوئے +

انہیں غلام شاہ صاحب کے متعلق ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ آپ نے دو مکان عمدہ بنوائے۔ بارش ہوئی تو قضائے الٰہی سے دونو مکانوں کی چھتیں گر پڑیں۔ تو اسی وقت تمام لکڑیاں کشتی میں لدوا کر سیال شریف روانہ کر دیں +

ارشاد ہوا ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم تونسوی علیہ الرحمۃ کے نواسے ہرنپور تشریف لائے۔ اور شاہ صاحب کے پاس نقد کچھ موجود نہ تھا۔ کہ نذرانہ ادا کرتے۔ چھت پر کھڑے ہو کر ندا کی کہ میں اپنی زمین کو جس قیمت پر کوئی لینا چاہے فروخت کرتا ہوں جس کے پاس روپیہ ہوں لے لے +

فرمایا شاہ صاحب مقروض تھے۔ اور دو تین گھوڑے تجارت کے لئے خرید لئے تھے۔ دو گھوڑے اپنے چھوٹے بھائی کے پاس موضع ٹھوک میں بھیج دئے تھے اور ایک گھوڑا اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ اتفاقاً وہ گھوڑا صاحبزادہ تونسوی کی نظر پڑ گیا۔ پوچھا کہ یہ کس کی ملک ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کی کہ اگر پسند نظر ہے تو نذر ہے۔ ع

ہے جو حاضر اس میں حجت ہی نہیں

بعدہ صاحبزادہ صاحب اُن کے بھائی کے پاس موضع ٹھوک میں گئے۔ تو انہوں نے وہ دونو گھوڑے بھی نذر کر دئے +

ارشاد ہوا کہ شاہ صاحب ہر پوشیدہ بات بھی ہم سے کہدیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن بیان کرتے تھے۔ کہ بچپن میں حافظ چوغطہ صاحب ہرنپوی کے ہمراہ حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کا نیاز حاصل ہوا۔ وہاں حاجی نجتا درنام ایک درویش تھا۔ جو ہر مسافر کو آستانے پر لیجاتا اور اس کی سفارش حضور میں کرتا۔ حافظ مذکور مجھے بھی اس درویش کے پاس لیگئے۔ وہ بعد نماز شام مجھے

Marfat.com

حضور میں لیکر آیا۔ اور عرض کی غریب نواز آپ دریائے رحمت بے پایان ہیں۔ اور یہ لڑکا اہلبیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ حضور اس پر نظر شفقت فرما کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیں مجھے یاد ہے کہ جس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے میرا ہاتھ پکڑا تین باتیں مجھے محسوس ہوئیں۔ ایک اسم ذات میرے دل میں بے اختیار جاری ہوگیا۔ دوسرے میرے پیٹ میں بجائے بھوک کے پتھر کی طرح کوئی چیز سما گئی۔ کہ اُس دن کے بعد کھانے کی خواہش نہ ہوئی تیسرے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا تصور اس قدر روشن ہوا کہ قضائے حاجت کے وقت مجھ کو شرم آیا کرتی تھی ؁

ارشاد ہوا کہ شاہ صاحب موصوف سات سات روز تک کچھ نہ کھاتے تھے یہاں تک کہ اُن کے سینے سے خون نکلنے لگتا تھا۔ کمر پر چادر اور پوستین کی زنبیل بغل میں دبائے مسافروں کے لئے گدائی کیا کرتے تھے ؁

ارشاد ہوا کہ ایک دن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک لوہار کی دکان پر کھڑے ہوئے تھے۔ کہ ایک پیرزادہ بڑی شان وشوکت سے وہاں آیا۔ اور پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے۔ لوگوں نے حسب وقت اُن کی تعریف کردی۔ وہ کہنے لگا کہ اگر فقیر ہے تو کوئی کرامت ظاہر کرے یا مجھ سے دیکھے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے وہ زنبیل سامنے کرکے کہا کہ میں تو فقیر ہوں گدائی کرتا ہوں اگر تمھیں فقر کا دعوےٰ ہے۔ تو کچھ دکھاؤ۔ پیرزادہ خاموش ہوگیا۔ تو کہنے لگے کہ اس فقیر سے کیا چاہتے ہو؟ کہا اس سندان کو اپنی طرف بلاؤ۔ لوہار اُس پر کام کر رہا تھا۔ کہ ناگہاں وہ اپنی جگہ سے اُچھلی اور اُن کے سامنے آپڑی۔ اور پھر وہاں سے اُچھل کر اپنی جگہ پر چلی گئی۔ پیرزادہ اس واقعہ سے خوف زدہ ہوگیا۔ کج بحث گفتار میں تو دلیر تھا اور اب نوبت اسرار کی پہنچی تو متحیر ہوگیا اور سوچنے لگا کہیں فقیر دست درازی نہ کر بیٹھے۔ مگر وہ خود اُس جگہ سے غائب ہوگئے ؁

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ لوگوں نے جب اس کرامت کا راز آپ سے پوچھا فرمایا کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔ یہ صرف حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرفِ تصور تھا۔ جس نے سندان اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر جگہ سے دور ڈالدی اور پھر اُسی جگہ رکھ دی ٭

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ارواح میں قبولیت کا مادہ ہوتا ہے۔ ارواح کی ایجاد ایک ہی وقت میں ہوئی ہے۔ مگر خدائے تعالے نے بعض کو بعض پر مکرّم و مقبول فرمایا ہے۔ اگرچہ بعض کو دنیا میں موخّر پیدا کیا ہے۔ تاہم جو حالات اور کرامات ملفوظات میں دیکھے گئے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر عقل حیران ہوجاتی ہے ٭

ارشاد ہوا کہ اسی طرح ہمارے حضرت خواجہ شمس العارفین رضی اللہ تعالے عنہ ابتدا میں لباس اور مزاج شاندار رکھتے تھے۔ اور جہاں جاتے تھے خاص و عام میں مقبول و منظورِ نظر ہوجاتے تھے۔ چنانچہ قحط پڑ رہا تھا۔ اور آپ مولوی صاحب مکھڈوی سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مولوی صاحب بغیر اُن کے کھانا نہ کھاتے تھے۔ (یہ قصہ پہلے مفصل بیان ہوچکا ہے) ٭

ارشاد ہوا احمد الدین ایک پراچہ تھا جو ہفتے کے بعد ایک دن آپ کی دعوت کیا کرتا تھا۔ ورنہ اکثر فاقہ ہی میں گذرتی تھی۔ مولوی صاحب مکھڈوی بھی لباس نفیس شاہانہ پہنتے تھے۔ پالکی میں بیٹھ کر تونسہ شریف جاتے تھے۔ اور حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ میرا بابا نکا آیا ٭

ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ شمس العارفین رضی اللہ عنہ تونسہ شریف سے تشریف لا رہے تھے ریگستان میں ایک گروہ چوروں کا ملا۔ اور چاہا کہ دست درازی کرے۔ حضرت صاحبؒ نے ایک پتھر اُٹھا لیا۔ اُدھر چوروں نے فریاد کی اور پناہ مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا میں تو تنہا ہوں تم کیوں ڈرتے ہو۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی تمہارے ساتھ پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اگر ماریں تو کہیں بچنے کو جگہ نہ ملے ٭

ارشاد ہوا کہ میراں سید محمدی فاضل اجل ہوئے ہیں علماء میں جب کسی مسئلے پر اختلاف ہوتا تو فیصلہ آپ کے فتوے پر قرار پاتا تھا۔ ایک دفعہ کچھ آدمی ایک مسئلہ پوچھنے آئے۔ اتفاق سے وہ نہ ملے تو واپس چلے گئے۔ پھر ان لوگوں نے کچھ آواز سی سُنی۔ واپس آئے تو دیکھا کہ میراں صاحب موجود ہیں۔ حیران ہوئے۔ وہ فرمانے لگے کہ میں اس وقت بیت اللہ شریف میں تھا۔ نماز کے لئے تیاری ہو رہی تھی۔ صرف تکبیر میں وقفہ تھا۔ کہ آپ لوگوں کی حاجت براری کے لئے اِدھر چلا آیا۔ اور وہاں بھی موجود رہونگا ٭

حکیم صاحب دولت پوری نے دریافت کیا کہ اہلِ ولایت کی کیا علامت ہے ارشاد ہوا۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی جو لوگ خدا کی راہ (جہاد) میں قتل کئے گئے ہیں اُنہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم جان نہیں سکتے (اس لئے کہ ان کا ادراک عقل کے ساتھ متصور نہیں ہے) ارشاد فرمایا کہ خدا کی راہ میں مرنے سے مراد جہاد میں بذل و ایثار کرنا ہے۔ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے ایک کفار کے ساتھ اور ایک اپنے نفس کے ساتھ ٭

چنانچہ جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جہاد کفار سے لوٹے تو آپ نے ارشاد فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ یعنی ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ٭

محبوب کیلئے ایثار زندگی کرنے میں جو حلاوت و لطف حاصل ہوتا ہے اُس کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سانپ کے سوراخ اپنی انگلیوں سے بند کر دیتے ہیں۔ تا کہ اُن کے محبوب کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اُن کے دوسرے دوست علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جاتے ہیں تا کہ کفار آئیں

Marfat.com

تو آپ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ یعنی ان دونوں کو راحت و حلاوت اس میں ہے کہ اُن کی جان محبوب کی راہ میں چلی جائے ؎

سر وہ سر ہے جو فدائے درِ جاناں ہو جائے
جان وہ جان ہے جو یار پہ قربان ہو جائے

ارشاد ہوا کہ جنگ اُحد میں جب مومنین قتل ہونے لگے تو ایک شخص اس ارادے سے چلا کہ کسی کو وقتِ آخر شربت پلا دے۔ وہ کہتا ہے میں نے دیکھا کہ صحابۂ کرام میں سے ایک مجروح پڑا ہے اور آخری سانس گن رہا ہے۔ اس نے مجھ سے اشارہ کیا کہ پانی مجھے پلا دے۔ جب میں اُس کے پاس گیا تو دوسرے مجروح نے آواز دی کہ مجھے پلا دے۔ پہلے مجروح نے پانی نہ پیا۔ اور کہا کہ اس کو دے دو۔ اسی طرح سات آدمیوں نے پانی مانگا۔ جب میں ساتویں شخص کے پاس گیا تو اُس نے پانی مجھ سے لے لیا اور جان دے دی۔ جب میں واپس ہوا کہ ان چھ مجروحین کو پانی پلاؤں۔ تو دیکھا کہ وہ سب جاں بحق ہو چکے تھے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ یعنی اس چیز کا ایثار کرتے ہیں جس کی اُنہیں خود ضرورت ہوتی ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را   ہر زماں از غیب جانے دیگر است

کسی آدمی کے لئے کوئی چیز جاں نثاری سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اور جب جان نثار کر دی تو پھر مال و اولاد خرقہ اور رکھانے کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ پھر وہ ایک جان کے معاوضہ میں حیاتِ ابدی اور قربِ سرمدی حاصل کرتے ہیں۔ مثنوی

کانَ لِلّٰہ بودہٗ اندر مضے   تا کہ کانَ اللّٰہ لہٗ آید جزا

عشق میں گُھل کے جان دے مژدۂ صد حیات لے ؎
ہے نئی ایک زندگی شمع کے ہر گداز میں

ارشاد ہوا کہ دنیا میں کوئی اُن کے حال اور زندگانی سے خبردار نہیں ہوتا۔ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قُبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ اِلَّا اَوْلِیَائِیْ حدیث قدسی، یعنی میرے دوست میرے پردۂ عظمت میں پوشیدہ ہیں۔ اُنہیں میرے اور میرے دوستوں

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ سفر حج میں ایک دوست کے گھر مہمان ہوئے۔ میزبان کی عورت اپنی عادت کی وجہ سے آشفتہ ہوئی۔ اور خدمتِ مہمان سے انکار کیا اور شوہر کو مار کر نیز گالیاں دیکر بے حرمت کیا۔ چونکہ وہ مرد خدا تھا۔ اُس کی اذیت رسانی پر صبر کیا۔ اور منت و ملائمی سے اپنی عورت سے نجات حاصل کی اور کھانا مہمان کے سامنے لاکر رکھا۔ مہمان نے کھانا کھایا اور رخصت چاہی۔ میزبان نے کہا کہ آنکھیں بند کر اور پاؤں میرے پاؤں پر رکھ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ کہا کھول دے۔ اُس مرد نے دیکھا کہ ہم دونو عرفات میں آئے ہوئے ہیں۔ پس میزبان نے اُس کی عورت کو اس حال سے آگاہی دی۔ اور بے حرمتی سے منع کیا۔ اور چلا گیا۔ وہ عورت اپنی روش سے پھر گئی۔ اور طریق ادب اختیار کیا۔ وہ مرد خدا اس بات کو دیکھ کر بہت ملول ہوا کہ میرے دوست نے میرا راز غیر پر فاش کر دیا ؎

اولیا اطفالِ حق اند اے پسر　　از حضور و غیبت شاں باخبر

ارشاد ہوا کہ صورت بشری بمنزلہ لباس کے ہے۔ مگر فقیر اور لباس کا کیا اعتبار ہے لیکن فقر دوسری چیز ہے۔ جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ فقر جب انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو پھر سوائے ذات واحد الاحد کے اور کچھ باقی نہیں رہتا

ایک دن ارشاد فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اے اللہ مجھے ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد ویسا پھر کسی کو نہ ملے۔ حق تعالےٰ نے دیووں، پریوں، وحش و طیور اور ہوا وغیرہ کو اُن کا مطیع کر دیا۔ لیکن وہ جب تک زندہ رہے۔ دیووں کے مکر سے بچ تو نہ سکے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) نے کچھ بھی نہ مانگا۔ تو حق تعالےٰ نے فرشتوں کو اُن کی پاسبانی پر مقرر کر دیا۔ اور حور و غلمان کو اُن کا خدمتگار بنایا۔ اور

Marfat.com

رُوئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں اُنہیں سونپ دیں۔ اور فرمایا کہ تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ اِن خزانوں سے اپنا تجمّل بڑھاؤ۔ عرض کی بارِ خدایا! میں کچھ نہیں چاہتا۔ مگر ایک دن بھُوکا رہنا اور ایک دن سیر رہنا چاہتا ہوں۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھی سے ہے ❖

ایک روز ارشاد ہُوا کہ میاں روشن الدین پنڈوری والا خدمت حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہُوا۔ پوچھا کون ہے۔ عرض کی روشن الدین فرمایا کون روشن الدین۔ عرض کی آپ کا مرید۔ یہ سُنکر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر روشن الدین نے قدمبوسی کی تو پوچھا کون ہے۔ عرض کی روشن دین۔ فرمایا کون روشن دین۔ اس اثنا میں مسماۃ بانو چلائی کہ حضور جب آپ ہمیں بھُول گئے۔ تو پھر اُس جہان میں کس طرح یاد رکھئے گا۔ اس آواز سے آپ چونکے جیسے کوئی سوتے سے اُٹھتا ہے۔ اور روشن الدین نے عرض کی کہ حضور میں وہی ہوں جو عرصہ سے خادمِ درِ دولت ہوں فرمایا ہاں تو وہی ہے لیکن میں وہ نہیں ہوں جو تھا۔ پس جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو جمیع فیوضِ ربانی کا جامع ہو جاتا ہے ❖

ارشاد فرمایا تم نہیں دیکھتے ہو کہ باوجود تخالف مذاہب تمام قومیں اور فرقے عرس شریف حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر جمع ہوتے ہیں اور تسلیم جھکا کر "فرید فرید" کا نعرہ لگاتے پھرتے ہیں۔ نہ کسی کو کسی کے احتراز کی پرواہوتی ہے نہ انکار کی۔ اور چاروں سلسلوں اور طریقوں کے خلفاء بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کے دریا میں ڈوبے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محی الدین صاحب قصوری نقشبندی اور مفتی صاحب میانی والا ہمیشہ پاک پٹن شریف میں حاضر ہوتے ہیں ❖

پھر ارشاد ہُوا کہ فقر نہ علم سے حاصل ہوتا ہے نہ اکتساب سے اِس لئے کوئی اپنے اختیار سے مسلمان نہیں ہو سکتا پس فقر جو قبولیت سے وابستہ ہے کس طرح نصیب ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

ہیچ رحیبے کز خود فادر نشد ہیچ آہن خود بخود خنجر نشد
لیکن جس کسی کو خدائے تعالیٰ پیر کامل کی اطاعت و خدمت میں پہنچا دیتا ہے اُسے سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ ہے پیر ہے

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

ارشاد ہوا کہ جس کو خدائے تعالیٰ اپنی درگاہ میں منظوری عطا فرماتا ہے اُس کے تمام گناہ بخشدیتا ہے۔ اُس کے گناہ پھر گناہ نہیں رہتے۔ بلکہ معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے
یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ ۔

ارشاد ہوا سلطان شاہان خان کو جب اللہ تعالیٰ نے منصب عشق و محبت عطا فرمایا تو انہیں سلطنت سے وحشت ہونے لگی۔ تخت چھوڑ کر اور ترک شاہی کرکے لباس گدائی اختیار کیا۔ جو شخص ان کے حال پر افسوس کرتا آپ اُس سے کہتے

حاصلِ ایامِ عمرِ ما بنادانی گذشت آنچہ باقی بود آں ہم در پریشانی گذشت
بادشاہی بے خلل را در گدائی یافتم حیف عمرے کہ در خاقانی و سلطانی گذشت

آپ نے فرمایا کہ سلطان مذکور کبھی کبھی اُس امیر کی مجلس میں آتے جاتے رہتے تھے۔ جو اُن کی جگہ مقرر ہوا تھا جب وہ آتے تو اہلِ مجلس تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے امیر یہ حال دیکھ کر جلنے لگا۔ اور حکم دیا کہ اب جس وقت سلطان یہاں آئیں کوئی تعظیم نہ دے جب سلطانِ مذکور کو یہ حال معلوم ہوا تو فوراً کہنے لگے

اہلِ مجلس گر نہ برخیزند بے دل نیستم
نقصِ عزت نیست گر تصویرِ قالیں برنخاست

غرض یہ ہے کہ چشم شہود میں موجود انسان تصویر قالین کی طرح بے جان اور بے کار نظر آنے لگتا ہے۔ پس انسانی تعظیم بھی حقیر معلوم ہوتی ہے ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب درویش کو بہ نسبت شیخ یہ حقیقت مشہود ہو جائے۔ کہ

Marfat.com

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

پس تصحیح اغلاط اور تخفیفِ اوقات میں اپنے اختیار سے مشغول نہ ہو۔ کہ یہ ادب کے منافی ہے اِس لئے کہ اپنی طرف سے جس قدر صحتِ اغلاط میں کوشش کریگا وقت ضائع ہوگا اور فائدہ سے محروم رہیگا۔ بلکہ زیادہ تر غلطیوں میں پڑجائیگا۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ علما میں سے جو کوئی بارادۂ بیعت آپ کے پاس آتا تو آپ فرماتے کہ اگر میرے نام کا کلمہ پڑھو تو مرید ہو جاؤ یعنی بجائے "محمد رسول اللہ" کے "شبلی رسول اللہ" کہو۔ اگر ایسا نہیں کرسکتے تو کہیں اور جاؤ۔ جو اس کو تسلیم کرلیتا اور اس عقیدہ کو سمجھ لیتا وہ مقصد کو پہنچ جاتا اور جو شخص اس حجاب میں اٹکا رہ جاتا وہ محروم واپس چلا جاتا۔

کسی نے حاضرین میں سے عرض کی کہ فلاں قریہ میں ایک عالم نے اعتراض کیا ہے کہ سلسلہ مشائخ میں لفظ رضی اللہ عنہ ہر اسم شیخ پر کس طرح جائز رکھا گیا ہے کیا خبر ہے کہ حق تعالےٰ اُن سے راضی ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حق تعالےٰ اُن سے راضی نہیں ہے تو اتنی مخلوق جو اتنی مدت سے سوائے رضی اللہ عنہ پر گواہی دے رہی ہے اور ہر روز کلمۂ رضی اللہ عنہ کہہ رہی ہے وہ معترض اِس شہادت سے اُن سب کو منع کرے۔

ارشاد ہُوا کہ ریگستانی ملکوں میں زراعت نہیں ہوتی۔ مگر تربوز عام طور پر پیدا ہوتا ہے۔ اُس کا گودا آدمی کھاتے ہیں۔ اور چھلکے مویشیوں کے کام آتے ہیں فرمایا اللہ تعالےٰ کیسا رزاق ہے کہ ہر جاندار کا رزق اُس کے پاس پہنچا دیتا ہے

ع کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

ارشاد ہُوا عرب شریف میں کل خطہ ریگستانی ہے وہاں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔ مگر طائف شریف جو مکّہ معظمہ سے بیس کوس کے فاصلہ پر ہے ایک بہشتی

Marfat.com

قطعہ ہے۔ تمام قسم کے میوہ جات وہاں پیدا ہوتے ہیں۔ اور بدو اپنے اونٹوں پر بار کرکے مکۂ معظمہ لے جاتے ہیں۔ صبح سے شام تک بازار گرم رہتا ہے۔ اور شام کے وقت تک ہر چیز فروخت ہوجاتی ہے۔ دوسرے دن صبح بازار پھر اسی طرح میووں سے لبریز ہوجاتا ہے۔ اور شام تک پھر سب بک جاتے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو کس وسعتِ نظری کے ساتھ رزق پہنچاتا ہے۔ سُبحان اللہ ✦

ارشاد ہوا ایک بزرگ تھے جو تمام عمر اپنے حجرہ سے کبھی باہر نہ نکلے۔ انہیں اپنے والد کی میراث سے کچھ مال ملا تھا۔ جو ایک دکاندار کے پاس امانتاً رکھوا دیا گیا تھا۔ اسی میں سے وقتاً فوقتاً اپنی قوت لایموت کے لئے منگوا لیتے تھے۔ اور دن رات خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔ عرصۂ دراز کے بعد امیرِ وقت کو اُن کی بزرگی کی خبر ہوئی۔ تو اُس نے ملاقات کی درخواست گزرانی۔ آپ نے منظور نہ فرمائی۔ امیر نے ملنے کے بہت سے حیلے کئے۔ مگر سب بیکار۔ آخر وہ امیر کچھ تحائف وغیرہ لے کر اُن بزرگ کی والدہ سے ملا۔ اور اپنا مقصد بیان کیا۔ والدہ نے جاکر فقیر سے کہا کہ تم امیر سے ضرور ملو۔ ورنہ میں تم سے ناراض ہوجاؤنگی۔ تنگ آمد و سخت آمد۔ فقیر نے اپنی والدہ کے ارشاد پر مجبوراً سر تسلیم خم کردیا۔ اور فرمایا اچھا امیر سے کہدو کہ آدھی رات کو آکر مجھ سے ملاقات کرے ✦

امیر حسب الحکم آدھی رات کو حاضر ہوا۔ حجرہ کے باہر سے آواز دی۔ بزرگ موصوف نے چراغ گل کرکے اندر آنے کا حکم دیا۔ امیر نے مصافحہ کرنا چاہا۔ تو اُس بزرگ نے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر اُس سے مصافحہ کیا۔ اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ بیٹھا اور عرض کی کہ کوئی کارِ خدمت ہو تو بجا لاؤں۔ بزرگ نے فرمایا کہ والد مرحوم کی میراث سے کچھ ترکہ مجھے ملا تھا وہ فلاں دکاندار کے پاس جمع ہے۔ اب تک اس سے گذر ہو رہی ہے جس دن ختم ہوجائیگا۔ دیکھا جائیگا۔ مگر میں اس میں خوش ہوں کہ تم دوبارہ میرے مکان پر نہ آنا۔ امیر رخصت ہوکر چلا آیا۔ اور اُس دکاندار سے روز دریافت کرنے لگا کہ اب فقیر صاحب کا کتنا روپیہ باقی ہے۔ آخر ایک روز دوکاندار نے کہا کہ آج شام کو فقیر صاحب کی امانت بالکل ختم ہوجائیگی۔ امیر نے

Marfat.com

سُن کر خوش ہؤا کہ صبح مَیں کسی خدمت کے قابل ہو سکونگا۔ مگر صبح ہونے سے پہلے خبر ملی کہ وہ بزرگ دُنیا سے رخصت ہو گئے ؁

ارشاد ہؤا کہ سب سے بڑا عمل قرآن پاک ہے۔ اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ اگر خدا سے کوئی ہمکلام ہونا چاہے تو قرآن شریف پڑھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کو خلوص اور رجوع دل کے ساتھ اللہ جل شانہٗ کی طرف خیال رکھنا چاہیے۔ اس طرح کہ یہ خیال کسی وقت دل سے دُور نہ ہو۔ کیونکہ اگر دل کا خیال صحیح نہیں تو پھر خلوت و جلوت میں کہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور جو دل کا خیال صحیح ہے۔ تو دنیا میں مشغول رہنا بھی عین خلوت نشینی ہے
دست بکار دل بیار ؎

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل ٭ بہ تنہائی اندر صفائے نہ بینی
گرت مال و جاہ است و زرع و تجارت ٭ چو دل با خدا ہست، خلوت نشینی

ارشاد ہؤا کہ عورتیں جب کنوئیں سے پانی بھر کر لاتی ہیں تو نیچے اوپر گھڑے سر پر رکھ لیتی ہیں اور دونوں ہاتھ چھوڑ کر آپس میں ہنستی بولتی چلی آتی ہیں۔ مگر گھڑے ذرا بھی حرکت نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ان کا خیال گھڑوں کے ساتھ وابستہ توجہ ہوتا ہے ؎

اس دنیا سے یوں نیچ بابا جوں مرغابی ساگر سے
ہر نبد کھے ہر نوں جیسے جوں ناگر کاچت گاگر سے

ارشاد ہؤا کہ انسان کو چاہیئے ہر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دے ؏

تنو سے چنیں گرم در بند ناں

یعنی جب تک زندگی کا تنور گرم ہے۔ اور سانس آتا جاتا ہے تو کوئی دم بیکار نہ جانے دے۔ کہ اگر دم ختم ہو گیا تو حسرت بیفائدہ رہی ٭

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ مٹیالہ میں ایک بزرگ بڑے زاہد و عابد تھے۔ جب رفع حاجت کیلئے جاتے تو عبادت کرنے کے کپڑے اُتار کر رکھ جاتے۔ اور دوسرا لنگوٹ باندھ لیتے اور جب تک غسل و وضو نہ کر لیتے ان کپڑوں کو ہاتھ نہ لگاتے۔ وضو اکثر دریا پر کرتے اور واپسی کے وقت پانی کا ایک کوزہ دریا سے بھر لیتے اور کوزے کے دو نو سوراخ ہنکا لگ لگا کر بند کر دیتے۔ اپنے اتقا پر اُنہیں بے حد بھروسہ اور ناز تھا۔ ایک دن جب غسل سے فارغ ہوئے اور کوزہ سے پسماندہ پانی گرایا تاکہ تازہ پانی دریا سے بھر لیا جائے تو کوزہ میں سے ایک مری ہوئی چوہیا نکلی۔ اب تو عابد صاحب بہت ہی حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ افسوس میری کوشش احتیاط رائیگاں گئی۔ آخر عہد کر لیا۔ کہ آیندہ جو کام کرونگا توکل پر کرونگا۔

ارشاد ہوا کہ بسال کے ایک مولوی ہمارے مرید تھے۔ جب وہ مر گئے تو انکا لڑکا میاں فضل صاحب کلیانی کا مرید ہو گیا۔ اب وہ لڑکا گونگے شاہ کے مخالفوں کی طرفداری کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میرا پیر پالکی سوار تھا۔ اُس کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ مقدمہ میں ضرور جیتونگا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ بزرگی اگر پالکی پر سوار ہونے سے ملجاتی۔ تو تمام عورتیں اولیاء اللہ ہو جاتیں۔ اس لئے کہ عورتیں سب سے زیادہ پالکی میں سوار ہوتی ہیں ؎

ولایت کی تمنا میں عبث ہے جان کا کھونا
بجز فضلِ خدا ممکن نہیں ہے اولیا ہونا

کسی نے کہا کہ بغیر تصورِ شیخ نماز جائز نہیں ہوتی۔ ارشاد فرمایا کیوں جائز نہیں ہوتی۔ یہ بھی ایک منزل ہے جو لوگ خود صورتِ مرشد میں فنا ہو جاتے ہیں ان کے لئے تصور کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت منصور قدس سرہ جب اس منزل میں پہنچے تو اُن پر جو کچھ گذرا وہ گذرا حالانکہ جیسا اُنہوں نے کہا تھا۔ اوروں نے بھی کہا ہے۔ مگر کوئی قتل نہیں ہوا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کی زبان سے ایسے ہی

Marfat.com

الفاظ نکل گئے۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضور نے کچھ ایسا فرمایا تھا۔ فرمایا پھر تم لوگوں نے مجھے قتل کیوں نہ کر دیا۔ اب اگر ایسے الفاظ پھر کبھی میرے منہ سے نکلیں تو فوراً قتل کر ڈالنا۔

اتفاقاً پھر وہی الفاظ ایک دن آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے۔ لوگ حسب الحکم چھریاں اور تلواریں مارنے لگے۔ مگر کوئی چیز کارگر نہ ہوئی۔ بلکہ حضور کے جسم مبارک پر کہیں زخم تک نہ لگا۔ جب قبلۂ عالم غوث مکرم حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منزل سے باہر آئے۔ تو لوگوں نے کیفیت مذکور عرض کی فرمایا پھر تم نے مجھے قتل کیوں نہ کر ڈالا۔ عرض کی ہم نے بہت کوشش کی۔ مگر نہ کر سکے۔ فرمایا کہ اس وقت وہ مجھ میں خود بول رہا تھا (یعنی خدائے تعالیٰ) پھر تلواروں اور چاقوؤں کا اثر کس طرح ہوتا۔

ارشاد ہوا کہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ جو قتل ہو گئے تو وہ غیرت پیر درمیان میں رکھتے تھے۔ ورنہ یہ اور ایسی حالتیں تمام فقرا پر گذرتی ہیں۔ مگر ان سب کیلئے ایک وقت ہوتا ہے۔ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ بعض وقت تمام حال آشکار ہو جاتے ہیں۔ اور بعض وقت یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ پشت کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔

پھر فرمایا تصور کیا ہوتا ہے۔ بعض لوگ پہلی ہی مرتبہ اپنے پیر کی صورت کھینچ لیتے ہیں۔ میاں عمر دین نے عرض کی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ آیا تصور سے یہ بات حاصل ہوتی ہے یا نماز اور عبادت سے۔ فرمایا یہ کسی وجہ پر منحصر نہیں ہے۔ محض عطائے الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے اُسے بخشدیتا ہے۔ یہ معاملہ بالکل دنیا کا سا ہے جس کو خدا چاہے دیدے۔ بعض اہل دنیا متمول ہوتے ہیں اور ان کے والدین مفلس۔ یہی حال فقیر کا ہے۔ کہ کبھی باپ نیک ہوتا ہے اور لڑکا بدکردار۔

پھر فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ مادر زاد ولی ہوتے ہیں۔ وہ تمام عبادات کی تکالیف سے مستثنےٰ ہوتے ہیں۔

کسی نے عرض کی کہ پھر عبادت سے کیا فائدہ ہے اسے چھوڑ دینا چاہئے۔ فرمایا کہ عبادت نیک بختی اور سعادت کا نشان ہے۔ چھوڑنا نہ چاہئے۔ اس لئے کہ جائے نیاز ہے نہ کہ محلِ ناز ہے

Marfat.com

بیں مردی ہاں اِسے ہاوے   مَتّے مجرم دا نقطہ محرم نے آوے

ارشاد ہوا کہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر کوئی چھت یا روضہ نہیں ہے۔ مرقد مبارک کی جگہ محض زمین خام ناہموار ہے۔ اُسی پر غلاف ڈالدیتے ہیں اُس کے چاروں طرف سنگ مرمر اور ہاتھی دانت کا جنگلہ لگا دیا گیا ہے۔ خود خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مزار مبارک کو خام رکھنے کے لئے حکم فرمایا تھا۔ ملک زمان مہدی خان نے پوچھا یہ کیوں۔ ارشاد ہوا کہ اظہار عجز کے لئے۔ مگر وقت وصال حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ موجود نہ تھے۔ جب آئے تو سوچا کہ اگر قبر مبارک ہموار کر دی گئی تو وہاں ہر شخص پہنچ جائیگا۔ اور بڑی بے ادبی ہوگی۔ آپؒ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی خواجہ صاحبؒ نے اجازت دی کہ عصر کے وقت سے مغرب کے وقت تک جو کچھ اور جس طرح بنانا چاہیں بنا دیں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس تھوڑے عرصہ میں دو تین ٹوکریاں پاک مٹی کی وہاں اپنے ہاتھ سے ڈالدیں۔ وہ مٹی اب تک باقی ہے ؎

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے میاں بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ ایک دن راہ میں چلے جاتے تھے کہ ایک ناکتخدا لڑکی کو دیکھا۔ اُس کا حسن دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔ وہ لڑکی چلی گئی اور آپ دیر تک وہیں کھڑے رہے۔ آپ کے خادم کو یہ حال معلوم ہوا۔ اُس نے بابا صاحبؒ سے اطلاع کی۔ فرمایا اے بدرالدین غافل نہ ہو نقش کو کیا دیکھتا ہے نقاش کو تلاش کر۔ القصہ اُس لڑکی کے والد کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو گئی۔ وہ اپنی لڑکی ساتھ لیکر بابا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی حضور یہ لڑکی آپ کی نذر ہے۔ جو خدمت چاہیں اِس کے سپرد فرمائیں۔ آپ نے صاحبزادہ صاحبؒ کا عقد اُس کے ساتھ کر دیا ؎

کسی نے عرض کی کہ میرے گاؤں میں ایک قصاب ہے خواجہ سبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے

Marfat.com

اُس کی بیعت ہے۔ پھر کہیں اَور تجدید بیعت کی ہے! اب حضوُر میں حاضر ہوا ہے۔ اُس نے اپنے بال بہت لمبے کر لئے ہیں! اور نماز چھوڑ دی ہے۔ جب اُس سے پوچھا جاتا ہے تو سیال شریف میں بیعت تھا۔ تو وہ کہتا ہے کہ مجھے وہاں سے کچھ فیض نہیں ہوُا۔ حضوُرؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ فیض تو خوُب ہوُا کہ نماز سے گیا! اب اُس نے کونسی کرامات حاصل کر لی۔ جو جب تھا وہ اب ہے۔ پھر فرمایا کہ جب جعت ہو جاتی ہے تو ایسا حال ہو جاتا ہے۔ ورنہ کہیں نماز چھوڑنے سے فقیری ملتی ہے +

ارشاد ہوُا کہ بزرگوں نے نماز کسی حالت میں نہیں چھوڑی ہے۔ مگر سُکر کی حالت میں حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے اَلصَّلوٰۃُ عِمادُالدّین یعنی نماز دین کا ستون ہے +

ارشاد فرمایا کہ حضرت بابا فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب عالم طفلی میں نماز شروع کی۔ تو مائی صاحبہ (اُن کی والدہ ماجدہ) اُن کے مصلے کے نیچے تھوڑی سی شکر رکھ دیا کرتی تھیں۔ جب وہ نماز پڑھ لیتے تو مصلے کے نیچے سے شکر نکال کر کھا لیتے۔ ایکدن شکر نہ رکھی گئی۔ مگر باباصاحبؒ نے بعد ادائے نماز مصلا اٹھا کر حسب دستور بہت سی شکر نکال لی۔ خود بھی کھائی اور اپنے ہمجولی لڑکوں کو بھی کھلائی۔ مائی صاحبہ کو معلوم ہوُا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے تو آج شکر نہیں رکھی تھی۔ یہ کہاں سے آ گئی۔ پھر حکم دیا کہ جاؤ بارہ برس باہر رہو۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ بارہ برس تک باہر رہے درختوں کے پتے کھا کھا کر بسر کی۔ پھر فرمایا بارہ برس کاٹ کی روٹی باندھی۔ پھر بارہ برس نماز معکوس گذاری۔ اب یہ حالت تھی کہ بغلوں میں جانوروں نے گھونسلے بنا لئے تھے۔ مگر آپ نے نماز نہ چھوڑی۔ اشاروں سے پڑھتے رہے جب وہاں سے باہر آئے تو دیکھا کہ حضرت لعل شہباز قلندر، سیّد جلال اور حضرت بہاؤالحق رضی اللہ تعالےٰ عنہم تلاش شیخ میں موجود ہیں۔ حضرت باباصاحب بھی اُن سے ملے یہ ابھی کسی سے بیعت نہ تھے۔ انہیں بھی شیخ کامل کی تلاش ہوئی آخر چاروں دریا کے کنارے چل پڑے۔ دیکھا کہ ایک ماہی گیر دریا کے کنارے جال

Marfat.com

ڈال رہا ہے۔ سب نے کہا کہ ہر ایک کے نام کا جال الگ الگ ڈال۔ اُس نے ڈالا۔ مچھلیاں نکلیں۔ پھر کہا کہ اب بابا صاحب کے نام سے جال ڈال۔ بابا صاحب نے منع فرمایا۔ مگر اُنہوں نے اِصرار کیا۔ آخر جال ڈالا گیا۔ مگر ماہی گیر یا اُن بزرگوں سے نہ کھینچا جاسکا۔ آخر بابا صاحبؒ نے خود کھینچا۔ جب جال باہر آیا تو اُس میں جل مانس تھے۔ بہت سا کھانا اپنے ساتھ لائے تھے۔ اُن سے حال دریافت کیا۔ بولے ہمارے یہاں شادی ہے۔ ہم کو حکم ملا۔ کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے ہمراہیوں کے آئے ہوئے اُن کے لئے کھانا لے جاؤ۔ ہم یہ کھانا لیکر آئے ہیں۔ پھر بابا صاحبؒ نے اُن کو تلقین فرمائی۔ اور رخصت کر دیا۔ پھر بابا صاحبؒ نے سوچا کہ اب دریا کس طرح پار کرنا چاہئے۔ کشتی وغیرہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ آخر آپنے اپنی گدڑی دریا میں ڈالدی اور اُس پر سوار ہو گئے۔ کسی بزرگ نے ریتے میں ایک بالاخانہ عبادت کیلئے بنوایا تھا۔ سر دریچہ سے نکالکر دیکھا اور کہا کہ یہ گدڑی بھنور میں کیوں نہیں آتی خدا نے اُن کا خیال صحیح کیا۔ گدڑی بھنور میں آگئی۔ ادھر بابا صاحبؒ نے مراقبہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس بزرگ نے خواہ مخواہ چھیڑا ہے۔ اور فضول بھنور میں ڈالدیا ہے پس آپنے خدا سے دعا کی کہ الٰہی اب اس کا سر دریچہ سے اندر نہ جاسکے۔ بمجرد اس دعا کے اس بزرگ کے سر میں اتنے سینگ نکل آئے۔ کہ اُس کا سر کھڑکی کے اندر نہ جاسکا۔ جب اس بزرگ نے معلوم کیا کہ یہ میرے چھیڑنے کا نتیجہ ہے تو بھنور دور کرنے کی خدا سے التجا کی۔ اُدھر بابا صاحبؒ نے سینگوں کے دور کرنے کی دعا مانگی دونو کی دعائیں قبول ہوئیں۔ پھر سب لوگ اُس بزرگ کے پاس گئے۔ اور التجاء بیعت پیش کی۔ مگر اُس نے اظہار عجز کیا۔ کہ میں آپ کو بیعت نہیں کرسکتا۔ یہ سعادت کسی اور کے حصے میں ہے ✦

ایک دفعہ ارشاد ہوا۔ کہ بُری صحبت اور بُرے مشیروں سے اجتناب کرنا چاہئے پھر فرمایا کہ زمانہ سابق میں ایک بادشاہ تھا۔ اُسے کوئی مرض لاحق ہوا۔ حکمائے مجلس سے علاج کیلئے کہا۔ اُنہوں نے عرض کی عالیجاہ اگر ہما منگوایا جائے تو اُس کی دوا حضور کیلئے مفید ہوگی۔ اور علاج ہوسکیگا۔ پوچھا ہما کہاں ملیگا۔ لوگوں نے

Marfat.com

کہا کہ ہُما وہاں ملتا ہے کہ جہاں کوسوں تک جنگل ہی جنگل ہوں۔ اور خدا نے اُس کو یہ مرتبہ دیا ہے کہ وہ جس کے سر سے گذر جاتا ہے وہ ہی بادشاہ ہو جاتا ہے اُس کی غذا محض جانوروں کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اور وہ کسی کو نہیں ستاتا۔ ؎

کہ استخواں خورد و جانور نیازارد

بادشاہ نے دریافت کیا کہ پھر اُس کی گرفتاری کا ذریعہ کیا ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ جس جنگل میں ہما آتا ہے۔ وہاں بہت سے باغ لگوائیے اور نہریں جاری کیجیے۔ اور باغ کے درختوں میں جال لگوائیے۔ ممکن ہے کہ ہما اُن باغوں کی سیر کے لئے آئے اور گرفتار ہو ؎

بادشاہ کو یہ تدبیر پسند آئی۔ بموجب حکم باغ اور نہریں تیار کی گئیں۔ اور جال چھپا دئے گئے ایک دن ہما شاہین وغیرہ جانوروں کے ساتھ اُس راستے سے گذرا تکان زیادہ تھی۔ اور باغ پُر بہار۔ ساتھیوں سے کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے یہاں آرام کریں۔ مگر سب نے یکزبان ہو کر کہا کہ یہاں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ اِن باغوں میں کچھ فریب معلوم ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ اِس سے پہلے اس جنگل میں کچھ بھی نہ تھا اب یہ معاملہ خالی از علت نہیں ہے۔ ہما اُن کے کہنے سے چلا گیا۔ ایک دفعہ پھر ایسا ہی ارادہ کیا۔ اس وقت باشہ اور جرّہ وغیرہ سمجھدار جانور اُس کے ساتھ تھے۔ اُنہوں نے بھی منع کیا۔ وہ پھر چلا گیا ؎

ایک دفعہ چھوٹے چھوٹے ناسمجھ جانوروں کے ساتھ اُدھر سے گذرا۔ اور پھر اُن باغوں میں قیام کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ جانور خود بھی تھک رہے تھے۔ اور کم حوصلہ تھے۔ کہنے لگے ضرور ٹھہر جائیے۔ غرض ہما ایک درخت پر بیٹھ گیا اور وہ جانور بھی بیٹھ گئے۔ بیٹھتے ہی جال میں گرفتار ہو گئے۔ ہما کو لوگوں نے جال میں سے نکال لیا۔ اور بادشاہ کے پاس لے گئے۔ باقی جانور اُسی جال میں تڑپ تڑپ کر مر گئے ؎

بادشاہ نے جب ہما کو دیکھا تو افسوس کرنے لگا۔ کہ میں جانوروں کے بادشاہ کو جو ایسا مرتبہ رکھتا ہے۔ جو کسی کو نہیں ستاتا۔ اور جو ہڈیاں کھا کر بسر کرتا ہے اپنے لئے بے جان کرتا ہوں۔ ہما نے کہا اے بادشاہ جو ارادہ ہو اُس کو پورا کر تا کہ تجھ کو

Marfat.com

شفا حاصل ہو۔ بادشاہ نے کہا میرا دل گواہی نہیں دیتا۔ کہ اپنے فائدہ کے لئے تیری جان لوں۔ تو جانوروں کا بادشاہ ہے اور مَیں انسانوں کا۔ مجھے کچھ نصیحت کر کہ مَیں اُس پر عمل کروں۔ ہُما نے کہا کہ بس یہی ایک نصیحت ہے کہ کمینوں کے کہنے پر کبھی توجہ نہ کرنی چاہیئے۔ حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ کمینوں کی صحبت بہت ہی بُری چیز ہے اور عورتوں کی صحبت بھی یہی معنے رکھتی ہے۔ ع

علیحدہ رہ عشق اصیلاں دے حصہ ایہ کم نہیں کم ذات دائے

فرمایا کمینوں اور اوچھوں سے ہمیشہ دُور رہنا چاہیئے ؂

پڑھے ہوئے تیل کے متعلق ایک دن کسی نے پوچھا کہ جن وغنیات پر عمل وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ کیا اُن کا لگانا ممنوع ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی دوا ہے۔ مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مرضِ بواسیر کے لئے چاندی کے حلقے بناتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہی چاندی کا حلقہ حضرت صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کی انگشتِ مبارک میں مَیں نے دیکھا تھا۔ اِس لئے مجھے معلوم ہوا کہ یہ عمل ممنوع نہیں ہے ؂

پھر ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے عمل معلوم تھے چنانچہ جسے کوئی دیوانہ کتّا کاٹ کھاتا تھا۔ اور وہ حضور کے پاس آتا تھا تو آپ اُسے فوراً پانی میں ڈال دیتے تھے۔ چاہے اُس کے زخموں سے کتنا ہی خون کیوں نہ بہ رہا ہو۔ جب وہ غسل کر کے نکلتا۔ تو آپ فرماتے کہ اب ہمارے پاؤں کے نیچے سے نکل کر سیدھے گھر چلے جاؤ۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔ اور وہاں جا کر فوراً کپڑے بدل ڈالنا۔ بس اُسے صحت ہو جاتی۔ فرمایا کہ اِس عمل کی اجازت حضرت عمّا جی نے سیّد احمد شاہ صاحبؒ کو دی تھی ؂

ارشاد ہوا کہ درویش کے لئے گدائی جائز نہیں ہے۔ دریوزہ گری سے کئے نین کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ جو ہمارے خاندانِ چشت میں داخل ہو جاتا ہے خدا اُسے

Marfat.com

خود برکت دیتا ہے۔ اور وہ مرفع الحال ہو جاتا ہے۔ اس خاندان کی تین دعائیں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت قبول ہو چکی ہیں۔

اوّل فراخیٔ معیشت، جو ضروری ہے

خداوند روزی بحق مشتغل پراگندہ روزی پراگندہ دل

دوم۔ علم وحدت۔ یعنی خدا کو پہچاننا۔

سوم۔ مرتے وقت ایمان کے ساتھ جانا۔

ارشاد ہؤا ایک بادشاہ کے پاس دو طبیب بغرض ملازمت پہنچے۔ ایک یونانی تھا دوسرا سنیاسی بادشاہ نے امتحان کے لئے دونو کو دو مٹی کے چراغ دئے۔ کہ ان کو صاف کرلاؤ۔ یونانی حکیم آہستگی کے ساتھ اُس کے دھونے اور صاف کرنے میں مصروف ہؤا۔ اور سنیاسی نے چراغ کو آگ میں ڈالکر فوراً صاف کردیا۔ اس طرح جو داغ پختہ تھے۔ وہ باقی رہ گئے۔

ارشاد فرمایا کہ تصوف میں بھی یہی طریقہ ہے۔ جو لوگ پہلے اسم ذات اور نفی و اثبات مبتدی کو تعلیم کرتے ہیں۔ وہ مناسب نہیں کرتے۔ پہلے دوسرے وظیفے بتلانے چاہئیں۔ تاکہ بتدریج ترقی وصلاحیت حاصل ہو۔

ارشاد ہؤا کہ مہدی درویش دیوانہ وار پھرا کرتا تھا۔ اور اُس کے پیچھے خلقت کا ہجوم رہتا تھا۔ وہ سب کو گالیاں دیتا تھا اور بھگاتا تھا۔

ایک دن ہم حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس حجرہ میں آرہے تھے۔ سجادہ نشین اور مہدیٔ مذکور سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے اُس کی طرف التفات نہ کی۔ سجادہ نشین صاحب نے کہا مہدی ہے۔ ہم پھر بھی خاموش رہے۔ اور چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ خود ہمارے پاس آیا۔ اور چلا گیا۔ پھر دو تین مرتبہ آیا اور چلا گیا۔ پھر فرمایا جو کچھ ہے پیر ہے۔ جب پیر موجود ہو تو دوسروں کی طرف دیکھنا غیرت ہے۔

تمہارا ہو کے پھر کوئی کسی کا ہو نہیں سکتا

Marfat.com

کسی نے کہا کہ خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ نے اپنے دیوان میں مثنوی مولانا روم کی تعریف اس طرح کی ہے ؎

بلبل بشاخ سرو بگلبانگ پہلوی　　　میخواند دوش درس مقاماتِ معنوی

ساقی بگو وظیفۂ حافظ بہ بادہ باد　　　کاشفتہ گشت طرۂ دستار مولوی

حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ صفت بھی جانب شیخ مضاف ہے کہ لفظ ساقی سے مراد پیر ہی ہے۔ پھر کسی نے یہ شعر پڑھا ؎

مے ترسم از خرابیٔ ایماں کہ مے برد　　　محراب ابروئے تو حضور از نماز من

فرمایا کہ جب محراب ابروئے یار حاصل ہے۔ تو پھر دوسرے محرابوں کی کیا ضرورت ہے، ؎

مست است یار و یادِ حریفاں نے کند

یادش بخیر سلطنتِ مسکین نوازِ ما

فرمایا کہ دیوان حافظ میں جہاں کہیں لفظ ساقی آیا ہے۔ وہاں پیر سے مراد ہے۔ اور اُن کے کلام کے معنی اہلِ منازل کے سوا دوسرے لوگ نہیں جانتے ہیں۔ ہفت شرح دیوان خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ مشہور ہے۔ اہلِ علم نے اپنے قیاس کے مطابق حاشیے چڑھائے ہیں۔ مگر کوئی اصل مطلب کو نہیں پہنچا ؎

مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم

جرس آواز مے سازد کہ بر بندید محملہا

فرمایا کہ اہل علم کیا جانیں یہاں جرس سے کیا مراد ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل منازل کو آواز جرس دل سے آتی ہے۔ منزلِ جاناں سے مراد دل ہے۔ اور بعض کو آواز نے، بعض کو پانی گرنے کی آواز، بعض کو چڑیوں کی۔ بعض کو بَرَون کی، بعض کو بندوق کی غرضکہ ہر شخص کو وہ جس منزل پہ ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق آوازیں آتی ہیں۔ بُلّہا شاہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

مُرلی دا گھنگھور　　　وحدت پایا شور

پھر فرمایا کہ آوازِ جرس کو ذکر "آنَا اَحَدٌ" سے تعبیر کیا ہے۔ اور نے کی آواز سے جو متصل ہوتی ہے۔ اور جس میں انقصال نہیں ہوتا "وحدت" مراد لی ہے پس جب اس قدر آوازوں کا شور مرید کے دل میں ڈال دیتے ہیں تو صبر و قرار اس کے دل سے جاتا

Marfat.com

رہتا ہے۔ اور رسومات طبعی سے وہ بھاگنے لگتا ہے۔ پھر کیسا سونا اور کس کا کھانا، اور کیسا مجالس میں بیٹھنا، کبھی اوسے جوش آجاتا ہے۔ اور وہ چلانے لگتا ہے۔ اور کبھی آرام ملتا ہے تو خاموش ہوجاتا ہے ؎

سمن بویان غبار دل چو بنشینند بنشانند

پری رویان قرار از دل چو بر خیزند بربایند

فرمایا جن لوگوں کو یہ منزلیں حاصل نہیں ہوتیں وہ ان اشعار کے معنی بھی نہیں سمجھ سکتے اور اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ علم نے اعتراض کیا ہے کہ دیوانِ حافظ کے شروع میں نہ خدا کی حمد ہے نہ نبیؐ کی نعت۔ لیکن چونکہ ان کی تمام مرادوں کا منبع ایک لفظ "ساقی" ہے اس لئے اُسی کو منتخب کرکے بنامِ ساقی شروع کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

فرمایا جس کسی کو رُخِ ساقی (یعنی پیر) کا عشق حاصل ہوجائے اُسے چاہئے کہ پھر دوسری طرف التفات نہ کرے۔ ع

دیکھے نہ پھر کسی کو تجھے دیکھ کر کوئی

ارشاد ہوا کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جانبِ دہلی روانہ ہوئے راستے میں دریا تھا۔ جب وہاں پہنچے تو کشتی جو مسافروں کو لے جایا کرتی تھی ساحل سے روانہ ہوچکی تھی۔ ہرچند آپ نے آواز دی واپس آئی۔ ناچار باباصاحبؒ نے کشتی سے مایوس ہوکر اپنا کوزہ دریا میں ڈال دیا۔ دریا کا تمام پانی کوزہ میں سماگیا۔ اور دریا خشک ہوگیا۔ ملاح روتے چلاتے حاضر ہوئے۔ کہ ہماری روزی کا سلسلہ جاتا ہے۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کے پاس دام ہوتے ہیں۔ تم اُسے سوار کرکے لے جاتے ہو۔ ہم سے غریبوں کو جو دام نہیں رکھتے۔ بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اب دریا خشک ہوگیا جو آئیگا وہ گذر جائیگا۔ ملاحوں نے اور بھی زیادہ رونا اور چلانا شروع کیا۔ آخر باباصاحب قدس سرہ نے اپنا کوزہ

Marfat.com

اوندھا دیا۔ دریا پھر لبریز ہو کر بہنے لگا۔
فرمایا کہ کوزہ سرنگوں کرنے سے چونکہ پانی گردش کرتا ہوا نکلنا ہے۔ لہٰذا یہ قدرت الٰہی ہے کہ دریا کا پانی اب بھی اُس جگہ سے بھنور کی صورت اختیار کر کے گذرتا ہے۔

ارشاد ہوا کہ حضرت بابا شیخ فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک زیادہ فراخ اور بلند نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی اولاد جب دیواریں روضہ شریف کی بلند کرتی تھیں تو وہ گر پڑتی تھیں۔ تا آنکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے تشریف لائے۔ مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ اور التجا تعمیر کی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ ہم تمام عمر روزہ دار رہے ہیں اور پاکی وصفائی کا لحاظ رکھا۔ اب لوگ بے وضو ہماری گردن پر حقہ پیتے ہیں اور دیواریں بناتے ہیں۔ اس سبب سے ہمارا دل غمگین ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ العزیز نے حافظانِ کلام مجید کو جمع کیا۔ ہر اینٹ پر ختم قرآن شریف پڑھواتے تھے۔ اور روضہ کی دیوار پر رکھتے جاتے تھے۔ اور لوگ باوضو پاکی اور طہارت کے ساتھ عمارت بنانے میں مشغول رہتے تھے۔ اس لئے آپ کا روضہ مبارک چھوٹا ہے۔ ع

ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر

ارشاد فرمایا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ جب وقت آخر بابا صاحبؒ کی اولاد نے وصیت طلب کی تو آپؒ نے فرمایا کہ "ہمارے نظام الدینؒ کو خوش رکھنا"۔ سب سے پہلے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ ارادت کیلئے اُن کے سامنے حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی آپؒ نے فرمایا ؎

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ
سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ذاتِ شیخ پر عاشق تھے

Marfat.com

اور شیخ کو بھی اُن کا بہت خیال رہتا تھا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے پائین جانب ہے۔ دونوں روضے ایک ہی نمونے کے ہیں۔ جو لوگ زیارت کیلئے جاتے ہیں پہلے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے مزار پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے عشق و محبت کا ایسا جوش ظاہر ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والوں کو تاثیر عشق مغلوب کر دیتی ہے۔ اور وہ زار زار رونے لگتے ہیں۔ پھر جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچتے ہیں تو تسکین ہو جاتی ہے۔

ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شاہانِ دہلی کی سلطنت امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت کی وجہ سے برباد ہوئی۔ اور ایسی برباد ہوئی۔ کہ دنیا میں اس کا نام و نشان نہ رہا۔ اس لئے کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی کی قبر مزار حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور مزار حضرت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ہیں ہے جس روز سے عاشق و معشوق کے بیچ میں پردہ حائل کیا گیا ہے اُسی روز سے اپنے کو برباد کر لیا ہے۔

پھر فرمایا کہ دوسرا سبب اُن کی سلطنت کی بربادی کا یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے مشائخ کے ساتھ تعصب کیا اور غلط فہمی سے اپنی اطاعت مشائخ سے کرانی چاہی۔ یہ لوگ چونکہ خدا کو واحد جانتے اور مانتے ہیں۔ غیروں کی اطاعت کبھی نہیں کرتے۔

ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر خانہ اس قدر وسیع تھا کہ سات بوجھ اونٹ مصالحے، گوشت، اور نمک وغیرہ کے روز صرف ہوتے تھے۔ بادشاہی غلاموں نے شکایت کی کہ بازار خالی ہوئے جاتے ہیں۔ سامان کہاں سے خریدا جائے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ خواجہ صاحبؒ کے درویشوں کو ہرگز کوئی چیز نہ دی جائے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے باؤلی کھودنی شروع کی۔ جو مزدور شاہی بیگار میں لگے ہوئے تھے آپ نے انکی دوگنی تگنی مزدوری مقرر کرکے راتوں رات کام کرنا شروع کیا۔ مزدور رات کو چونکہ جاگتے تھے۔

Marfat.com

اس لئے دن کے وقت کارِ شاہی میں سستی آنے لگی۔ بادشاہ نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے کہنے لگے رات بھر ہم فلاں جگہ کام کرتے ہیں اس لئے دن کو سستی آتی ہے۔ روغن سیاہ جو رات کو روشنی کے لئے حضرت خواجہ صاحبؒ کے کام پر صرف ہوتا تھا حکمِ شاہی سے بند کروا دیا گیا۔ درویشوں نے عرض کی کہ بازار میں کوئی روغن سیاہ نہیں دیتا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ باؤلی کا پانی جلاؤ۔ اور کام تمام کرو۔ بادشاہ بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا۔ کہ یہ تو خدا کا لنگر خانہ ہے۔ کسی بندہ کی کوشش سے بند نہیں ہو سکتا۔

ارشاد ہوا ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ کی معشوقہ کو حج بیت اللہ کا شوق ہوا ہر چند بادشاہ نے روکنے کے حیلے کئے۔ مگر کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا۔ بادشاہ خود بسبب حکومت جا نہ سکتا تھا۔ اور کسی دوسرے پر اس کو اعتبار نہ تھا۔ کہ اُس کے ساتھ کر دے۔ اس لئے وہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ اس کے ساتھ چلے جائیں تو مناسب ہے شیخ نے کہا کہ جو اس کام کے لائق ہو اُسے بھیج دو۔ بادشاہ نے کہا آپ کسی درویش درگاہ کو اس کے ہمراہ کر دیجئے۔ شیخ نے ایک درویش کو معشوقہ بادشاہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اتفاقاً اُس عورت کی نگاہ اُس درویش پر پڑی اور عاشق ہو گئی۔ اور حج کا شوق اُس کے دل سے جاتا رہا ہمراہیوں نے اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو دی۔ بادشاہ نے درویش کو قتل کروا دیا۔ جب اُس کی معشوقہ حج سے لوٹی تو بادشاہ کو اندیشہ ہوا کہ اب شیخ کی حضور میں درویش کا حال کس طرح کھولو نگا۔ لیکن شیخ نے اُس سے بالکل نہ پوچھا کہ تو نے ہمارے درویش کو کیا کیا۔ بادشاہ کا اندیشہ اور بھی بڑھ گیا۔ کہ شاید شیخ غصہ میں ہیں۔ اور غضبناک ہو گئے ہیں۔ علما اور فقرا کو سفارش کے لئے حضورِ شیخ میں لے گیا۔ ایک طشت میں دینار بھرے۔ اُن پر تلوار رکھی۔ اور گلے میں رسی باندھ کر حاضر ہوا۔ کہ اگر خون کا بدلہ چاہتے ہوں تو تلوار حاضر ہے اور اگر دینار لیکر معاف کر دیں تو طشتِ دینار حاضر ہے شیخ بدستور خاموش تھے۔ لیکن جب بادشاہ نے اصرار کیا۔ جوش میں آکر فرمایا کہ تیرا ایک سر کیا ہے۔ بلکہ تیری تمام اولاد کے سر، فوجوں کے سر، میرا سر میرے

Marfat.com

درویشوں کے سر اُس مقتول درویش کا خون بہا ہونگے۔ خیر بادشاہ نا اُمید ہو کر چلا گیا +

کچھ عرصہ گذرا کہ کفار میں سے ایک بادشاہ نے خروج کیا۔ اُس بادشاہ کی تمام سلطنت کو ہلاک اور ویران کر ڈالا۔ آخر کفار کی فوج نے شیخ کو بھی آگھیرا شیخ کے درویش چھ ہزار تھے۔ ایک ایک کو خلوت سے نکال کر شیخ کے سامنے شہید کر ڈالا جس کے سر پر تلوار پڑتی تھی شیخ کی زبان سے نکلتا تھا۔

این چہ جباریست ، این چہ قہاریست

جب قتلِ شیخ کی نوبت آئی تو فرمایا کہ عین رضا ہے۔ غرض کفار جب واپس جانے لگے تو راستہ میں ایک درویش رہ گیا تھا۔ اُس نے زمین سے کہا کہ اے زمین مجھے چھپا لے یہاں تک کہ کمر تک نیچے چلا گیا۔ دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام علم دوست لشکر کے آگے آگے چل رہے ہیں۔ پوچھا کہ لشکر کفار کے مقدمۃ الجیش آپ ہیں۔ فرمایا ہاں۔ تیری طرح رضائے الٰہی چھوڑ کر مَیں نے زمین سے پناہ نہیں مانگی ہے۔ اُس درویش نے کہا۔ اے زمین چھوڑ دے۔ زمین نے چھوڑ دیا۔ اور فوج والوں نے اُسے بھی قتل کر ڈالا

خون قتلِ عاشقے افروخت صد ہنگامہ ہا

ارشاد فرمایا کہ عروج دوسری چیز ہے۔ اور اسلام دوسری چیز ہے۔ یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دونو ایک جگہ جمع ہوں۔ اور دونو کا ملنا قسمت پر منحصر ہے۔ حق تعالےٰ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ غرض یہ کہ کفار بھی اُسی کی مخلوق ہیں اور اُس کا قہر دوست دشمن میں فرق کر دیتا ہے۔ انسان کی صورت ایک پردہ ہے۔ جس میں خدا شانِ علو و حکومت سے ظہور کئے ہوئے ہے ورنہ غریب انسان کی کیا طاقت ہے۔ کہ تمام ملکوں پر حکومت کرے اور تمام مخلوق اُس کی مطیع و منقاد ہو جائے +

ارشاد ہُوا کہ رضائے الٰہی صرف اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہے۔

ورنہ کفر وغیرہ اُس کی بے پرواذات کے لئے بے حقیقت ہیں۔ اُس کی ربوبیّت تمام مخلوق کو پرورش کرتی ہے۔ اُس میں کفر و اسلام کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور نہ عقل کو اُس کے کارخانے میں طاقت دخل ہے۔ عقلی تدبیروں اور تخیلاتِ وہمی کو قدرتِ الٰہی میں کتنا ہی صرف کیجئے۔ مگر بجز بےخبرگی و حیرانی اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ؎

تواں در بلاغت بسحباں رسید
نہ در کُنہ بے چوں سبحاں رسید

ارشاد ہوا کہ عقل اِس جگہ "گوشت خورہ" کی بیماری کی طرح ہے۔ اگر زیادہ ہو جائے تو گوشت پوست اور ہڈیاں سب کھالے۔ اور حدِ علاج سے گذر جائے۔ چنانچہ سوفسطائی اور معتزلی قومیں زیادتی عقل کی وجہ سے ایمان باللہ و ایمان بالرسول (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کی حد سے گذر گئیں۔ یعنی اُن میں سے مشتبہ ہوگئے اور بعض معطل۔ اِس لئے کہ اگر عقل میں امکانِ ہدایت ہوتا تو خود جاہل نہ رہ جاتی۔ اب تک عقلا میں سے کسی نے عقل کی حقیقت کو نہیں پہچانا ہے۔ پس اثباتِ استدلال عقل تشبیہ ٹھہرا۔ اور اُس کی نفی تعطیل۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مشبّہ اور معطل موحد نہیں ہوتے ؎

گر باستدلال کارے دیں بُدے ۔۔۔ فخر رازی رازدار دیں بُدے
چونکہ او من لم یذق لم یدر بُود ۔۔۔ وہم تخئیلات او حیرت فزود

ایک دن حضور نے ارشاد فرمایا کہ علم ظاہر کتابوں سے حاصل ہوتا ہے اَلْعِلْمُ فِی الْکُتُبِ لَا فِی الصُّدُوْرِ علم ظاہر کے لئے کہا گیا ہے۔ اور علم باطن کے لئے یوں کہا ہے کہ اَلْعِلْمُ فِی الصُّدُوْرِ لَا فِی الْکُتُبِ۔ اور وہ نورِ معرفت ہے جس کے لئے ارشاد الٰہی ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ پس جس کسی کا سینہ اسلام کے لئے اللہ تعالےٰ نے کشادہ کردیا۔ تو وہ اُس روشنی پر ہے جو اُس کے خدا کی طرف سے ہے۔

پھر فرمایا حق تعالےٰ جس کا سینہ علم نور کے ساتھ کھول دیتا ہے اُسے بہت سی حکمتیں سکھا دیتا ہے اُس کے لئے ایک ایک پتہ دفتر بن جاتا ہے ؎

Marfat.com

پڑھ سکیں ہم تو ہر اِک گُل ہے تاریخِ چمن
لکھنے والے نے کوئی بات اُٹھا رکھی ہے

ارشاد ہُوا بندہ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ خود شقی یا سعید ہو جائے حدیث شریف میں آیا ہے اَلسَّعِیْدُ سَعِیْدٌ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ نیک بخت اور بد بخت دونو ماں کے پیٹ ہی میں ہو جاتے ہیں۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

یفعل اللہ مایشاء چوں خواندۂ ۔۔۔ پس چرا در وسوسہ درماندۂ

عقل میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ خدا کے کاموں میں دخل دے

گہ آری خلیلے ز بتخانہ ۔۔۔ کنی آشنائی بہ بیگانہ
گہے با چنیں گوہر خانہ خیز ۔۔۔ چو بوطالبے را کنی سنگریز

ارشاد ہُوا ابدالانِ حق کا ایسا مرتبہ ہے کہ وہ ہر جگہ پرندوں کی طرح اُڑتے پھرتے ہیں۔ فرمایا اتفاقاً ایک ابدال کسی دریا پر گذرا وہاں بارش ہو رہی تھی۔ دل میں وہم آیا کہ یہاں بارش کی کیا ضرورت ہے۔ اگر خشک زمین پر برسے تو کچھ سبزی ہی پیدا ہو اور حیوانات کو روزی ملے۔ وہ اسی خیال میں تھا کہ اُس پر عتابِ الٰہی نازل ہُوا۔ اور اُسے منزلِ ابدالیت سے معزول کر کے زمین پر پٹک دیا گیا +

ارشاد فرمایا کہ ایک درویش درخت کنارہ چنار کے نیچے بیٹھا ہُوا تھا۔ درخت پر نظر پڑی دیکھا کہ کدو کی شاخیں درختِ کنارہ چنار کی شاخوں سے لپٹی ہوئی ہیں اور دونو میں پھل لگے ہوئے ہیں۔ دل میں سوچا کہ شاخ کدو شاخ کنارہ چنار کی قوت سے قایم ہے اور اُس میں اتنے بڑے بڑے پھل لگے ہوئے ہیں۔ اس کے برخلاف کنارہ چنار کا درخت اتنا بڑا ہے اور اس کے پھل اس قدر چھوٹے ہیں کدو کنارہ چنار میں

Marfat.com

لگنا چاہیئے تھا اور کنارِ چنار پھل کدو کی شاخ ہیں۔ وہ اسی وہم میں تھا کہ کنارِ چنار کا پھل اس کی آنکھ پر گرا۔ اُسی وقت اُس شخص نے توبہ کی اور کہا کہ اگر وسعت کدو کنارِ چنار میں ہوتا اور میری آنکھ پر گرتا تو میری آنکھ پھوٹ ہی تو جاتی +

ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو خدائے تعالےٰ اپنے قرب کی طرف ہدایت کرتا ہے اُسے اس قسم کے توہمات سے باز رکھتا ہے ؎

اگر صد دفتر از حکمت بخوانی　　　چو آشفتی الف با تا ندانی

ارشاد ہوا کہ مولوی حفیظ ماہی صاحب نہایت متوکل اور عاشق بزرگ تھے جب سیال شریف میں ہم سے ملتے تو کم نظری کی وجہ سے ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر اپنا چہرہ ہمارے چہرہ کے پاس لاکر بار بار دیکھتے تھے۔ انہیں حضرت خواجہ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا لیکن فیض صحبت و وظائف ہمارے حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا +

ایک دن سنا کہ سجادہ نشین صاحبؒ تونسہ شریف۔ مہار شریف سے دہلی۔ اور دہلی سے اجمیر شریف گئے ہیں۔ پھر پاکپتن شریف آکر وہاں سے تونسہ شریف تشریف لیجائینگے۔ باوجودیکہ مولوی صاحب بڈھے آدمی تھے۔ اور اُن کا جسم بہت لاغر ہو گیا تھا حضرت سجادہ نشین صاحبؒ کے ساتھ پا پیادہ اس سفر میں رہے اور پھر آئے۔ جب سیال شریف پہنچے تو بہت خستہ ہو گئے تھے۔ حضرت صاحب نے حکیموں سے فرمایا کہ گرم پانی میں بٹھا کر مالش وغیرہ کریں تعمیل حکم کی گئی۔ جب کہیں جاکے ایک عرصہ میں تندرست ہوئے +

مولوی محمد فاضل نے عرض کی غریب نواز مجھ سے ہندوستان میں ایک شخص نے کہا کہ بندہ کو اپنے تئیں ذاتِ خدا میں اس طرح فنا سمجھنا چاہیئے گویا سمندر میں غرق ہے۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ غرق شدہ میں یہ قوت نہیں ہے کہ حالتِ غرقیت سے اپنے کو خلاصی دے جب تک کہ کوئی دوسرے کو نہ بچائے

Marfat.com

اس لئے کہ جس میں وہ غرق ہے وہ اُس کے لئے وبالِ جان ہے۔ اس کی حقیقت سے ڈوبنے والا بے خبر ہے۔ پس باہر کی حالت سے اُسے کیونکر آگاہی ہوسکتی ہے۔

ارشاد ہوا کہ ان بزرگوں کی باتیں تحقیق و وجدان سے نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ چند نکتے دلائل عقلی اور خیالات وہمی سے جمع کر کے اطاعت احکام الٰہی سے معطل ہوجاتے ہیں۔ پاسبانِ شریعت کی ضرورت اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو متفرق راستوں میں جانے سے روکے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام لوگ بیابانِ گمراہی اور طوفانِ گناہ میں ہلاک ہوجائیں۔

ارشاد ہوا کہ اس طوفانِ خودی سے بغیر اطاعت و صحبت مشائخ کوئی رستگار نہیں ہوسکتا چاہے وہ ہزاروں علوم پڑھے اور سینکڑوں سال عبادت کرے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تاثیرِ صحبت اولیاء اللہ کے متعلق تمثیلاً ارشاد فرمایا ؎

گِلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری — کہ از بوئے دل آویزِ تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ارشاد ہوا کہ دنیا میں اسم اعظم تین شخصوں کے پاس ہوتا ہے۔ ایک بادشاہ دوسرے عالم تیسرے فقیر۔

بادشاہ کی پیشانی پر ہوتا ہے کہ ساری عمر مخلوق اس کے حکم کی تابع رہتی ہے۔ عالم کی زبان میں ہوتا ہے۔ کہ مخلوق اُس سے علم حاصل کر کے بہرہ یاب ہوتی ہے اور فقیر کے دل پر۔ کہ تا قیامت مخلوق اُسے بوسہ دیتی ہے، تعظیم کرتی ہے اور اُس سے فیضیاب ہوتی ہے۔

بادشاہ اور عالم کو مرنے کے بعد کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے لیکن فقرا تا قیامت زندہ رہتے ہیں۔ جہاں کہیں اُن کے روضے اور مزارات ہوتے ہیں

Marfat.com

وہاں روشنی آسمان تک پہنچتی ہے۔ غرضکہ جو چیز صفت دل ہو جاتی ہے بقا اُسی کیلئے ہے۔ اور ماسوا اُس کے فنا ہے *

حضرت صاحبزادۂ قایم الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق ارشاد فرمایا کہ اُس کے حالات اور عادات بزرگان متقدمین کی طرح سمجھ میں آتے ہیں۔ صبر و رضا۔ اچھی عادت۔ وفا۔ نیک صحبت۔ اغیار کی صحبت سے اجتناب۔ جادۂ شریعت سے رسوخ۔ غنا۔ استقامت۔ پوشیدگئے حال۔ لطافتِ مقال۔ بلاغتِ فراست فطری۔ سخاوت جبلی وغیرہ وغیرہ۔ اُس کی ذات تمام صفات عالیہ کی منتخب تھی۔ اگر آج کل تلاش کی جائے تو کالعدم ہے۔ بچپن ہی میں اس قدر کمالات سے بہرہ اندوز ہو جانا کمال روحانی ہے اس لئے کہ اہل دنیا کے قلوب کی قبولیت چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے بغیر مدارج و معارج ازلیہ کے نہیں ہوتی اور یہ سب ارواح سے تعلق رکھتے ہیں *

ارشاد ہوا کہ حضرت سجادہ نشین تونسوی ادام اللہ برکاتہم اُس نے ہیں علیہم المشتاق ہیں جب سید قائم الدین شاہ مرحوم بغرض ارادت اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بکمال محبت و عنایت اُنہیں قبول فرمایا۔ اور فرمایا کہ شاہ جیؒ میری چین حیات میں لوگ دنیا بھر کے کمالات لیکر میرے پاس آئے ہیں۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں رہی ہے۔ لیکن ان کی کشش و محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے *

فرمایا کہ اگرچہ اُن کی عمر کوتاہ تھی۔ مگر حضرت خواجہ صاحبؒ اُنہیں اپنے پاس بٹھا کر لطف و محبت کے ساتھ ایسی باتیں کرتے تھے کہ دوسروں کو نصیب نہ تھیں *

ارشاد ہوا کہ اُس کی بیوہ جو ابھی کمسن ہے کبھی اپنے والدین کو یاد نہیں کرتی ہیں یا نہیں۔ اور اُس کی والدہ اُس کی محبت میں اس قدر مستغرق ہو گئی ہیں کہ بجز اُن کے غم کے دنیا کی انہیں کچھ خبر نہیں رہی ہے۔ مرحوم کے صبر و رضا کا یہ حال تھا کہ وہ آنکھوں کے درد میں برابر مبتلا رہا۔ مگر میں نے کبھی درد کی وجہ سے اُسے آہ کرتے نہ سُنا۔ جب معالجہ کے لئے امرت سر جاتا تھا اور تیز دوا اُس کی آنکھوں میں

Marfat.com

ڈالی جاتی تھی۔ تو وہ کبھی اُف نہیں کرتا تھا۔ حالانکہ دوسرے لوگ چیخ اٹھتے تھے۔ تلخ سے تلخ دوا کو خاموشی کے ساتھ پی جاتا تھا۔ جب اُس سے حال پوچھا جاتا تھا بجز کلمہ خیر اور کچھ نہ کہتا۔ یہاں تک کہ آخری بیماری کے وقت بھی جب اُس سے حال پوچھا گیا تو اُس نے سوائے خیریت کے اور کوئی بات ظاہر نہ کی۔ اچھی عادت محبت اور وفا کا ثبوت یہ کہ بہت سے لوگ ایسے تھے جو اُس کے مرنے کے بعد قمیں واپس لائے۔ اور ہمیں اس معاملہ کی خبر ہوئی +

غیرت و اجتناب اغیار کی دلیل یہ ہے کہ جس کسی میں فعل شنیع یا عادت قبیح کا گمان بھی ہو جاتا اُس سے ہمیشہ مجتنب رہتا۔ اسی وجہ سے ایک درویش سے اُس نے بول چال بند کر دی تھی۔ کہ گو وہ حافظ تھا اور لباس فقیرانہ میں ہمارے پاس رہتا تھا۔ تاہم اُس کا ظاہر و باطن مرحوم کی نگاہوں میں یکساں نہ تھا۔ پس اُس سے کنارہ کر لیا۔ ورنہ اُس کے ساتھ اُسے کوئی دشمنی نہ تھی۔ اِس لئے کہ وہ شریعت کے کاموں میں بہت مضبوط تھا +

اُس کی طبیعت میں غنا اور استقامت کا یہ حال تھا کہ جب سوار ہو کر بیرون شہر جاتا تو کئی عورتیں زرین لباس پہن پہن کر اُس کے راستے میں کھڑی ہو جاتیں اس زعم میں کہ شاید ہمارے حسن پر اُس کی نظر پڑ جائے۔ لیکن وہ کبھی اپنی آنکھ کا ایک گوشہ بھی ان کی طرف نہ کرتا +

سخاوت ہمیشہ پوشیدہ طریقہ سے کرتا تھا۔ اور محتاجوں اور مسکینوں کی حاجت روائی میں بے حد کوشش کرتا تھا +

ارشاد ہوا کہ اُس کے مرنے کے بعد میں نے اُس کی نیکی اور احسان کا آوازہ زبان خلق سے سنا۔ کہ ہر شخص اُس کا فریفتہ تھا۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان اس کی وفات پر رو رو کر جمع ہوئے +

ارشاد ہوا کہ جو کوئی عرس قائم الدین شاہ کے متعلق مجھ سے پوچھتا تو میں کہتا کہ مجھے کیا خوشی ہے جو میں اُس کا عرس کروں۔ لیکن جب موقعہ آیا تو اس قدر مخلوق خدا جمع ہوئی

Marfat.com

کہ بڑے بڑے عرسوں میں بھی نہیں ہوتی ۔

پھر فرمایا کہ یہ مکان جس کی تعمیر اُسی نے شروع کی تھی ۔ اگر ہماری مرضی پر بنایا جاتا تو ہرگز تمام نہ ہوتا ۔ جب تعمیر مکان شروع ہوئی ۔ تو اُس کی نیت یہ تھی کہ صفحہ مغربی اہل مجلس کے لیے اور صفحہ مشرقی اپنی نشستگاہ کے لئے بنوایا جائے ۔ آخر جو کچھ اُس نے چاہا تھا وہ ہی ہوا ۔

ارشاد ہوا کہ اہل علم ہر جگہ سے اُس کی وفات کی تاریخیں لکھ کر بھیج رہے ہیں یہ سب کچھ اُس کی نیکی اور اُس کی تقدیر کی مقبولیت تھی ۔ لیکن میرا خیال ہر وقت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اُسے اُس جگہ بآرام و خوش حال رکھے ۔

ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں پر اگر کوئی بلا اور مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ ہمارے اعمال کی شامت ہوتی ہے ۔ اور متقدمین پر جب کوئی بلا نازل ہوتی تھی تو وہ اُن کے لئے ترقی درجات کا باعث ہوتی تھی ؎

ما بلا بر کسے قضا نہ کنیم ۔۔۔ تام او را ز اولیا نکنیم
ایں بلا گوہر خزانہ ماست ۔۔۔ گوہر خود بکس عطا نہ کنیم

ارشاد ہوا بلاؤں پر صبر کرنا پیغمبروں کا کام ہے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے چالیس سال تک حضرت یوسف علےٰ نبینا و علیہ السلام کے فراق میں صبر کیا تھا ۔ پھر فرمایا کہ صبر اُن سے بھی نہ ہو سکا تھا ۔ اس لئے کہ چالیس برس تک روتے روتے عاجز ہو گئے تھے ۔ اور آنکھیں جاتی رہی تھیں ۔ حالانکہ خدا نے اُن سے وعدہ کر دیا تھا کہ تم یوسفؑ کو زندہ پاؤ گے ۔ اور گیارہ لڑکے اُن کے اور بھی تھے ۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاتِيَنِيْ شاید کہ خدا لے آئے ۔ بِهِمْ جَمِيْعًا اُن سب کو میرے پاس یعنی یوسف اور بنیامین اور دوسروں کو جو مصر میں ہیں ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ تحقیق کہ وہ زیادہ جاننے والا اور درست کار ہے ۔ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ اور منہ پھیر لیا ۔ فرزندوں سے

Marfat.com

وَقَالَ يَا أَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ اور کہا افسوس ہے فراق یوسفؑ پر۔ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ سفید ہو گئیں انکی دونوں آنکھیں مِنَ الْحُزْنِ رنج و غم سے فَهُوَ كَظِيمٌ پس وہ چھپا رہا فرزندوں کی نگاہ سے اور ظاہر نہ کیا۔

دردیست دریں سینہ کہ گفتن نتوانم ⁂ زیں طرفہ کہ آں نیز نہفتن نتوانم

لیکن لڑکوں نے جب آواز یا اسفی سنی تو باپ کا اضطراب سمجھ گئے۔ قَالُوا تَاللهِ تَفْتَؤُا کہنے لگے خدا کی قسم تم ہمیشہ یوں روتے رہو گے۔ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى تَكُونَ حَرَضًا یوسفؑ ہی کو جھینکے جاؤ حتیٰ کہ تم بیمار ہو جاؤ۔ أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ یا مرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي یعقوب علیہ السلام نے کہا اے لڑکو اس کے سوا کیا ہے کہ میں اپنے غم واندوہ کی شکایت کرتا ہوں إِلَى اللهِ وہ بھی تم سے نہیں بلکہ اپنے خدا سے وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور میں وحیِ خدا سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (یعنی یوسف علیہ السلام کے حالات اور اس کا واپس آنا) اور کہا يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا اے میرے لڑکو جاؤ اور دریافت کرو مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ یوسفؑ اور اس کے بھائی کا حال وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ اور اللہ کے فضل و رحم سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ تحقیق خدا کی رحمت و فضل سے ناامید نہیں ہوتے ہیں مگر کافر۔

ارشاد فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں پیراہن یوسف کی خوشبو سے پھر کھل گئیں تھیں۔ اور کھوئی ہوئی زندگی واپس مل گئی تھی۔ مگر یہاں تو امید بالکل منقطع ہو چکی ہے اور علاج و تلاش کی تدبیریں ختم ہو چکی ہیں۔

ما بوئے پیرہن را در جاں ذخیرہ دارم ⁂ شاید ز مصر نایدامروز کاروانے

ارشاد فرمایا دل میں خطرات پیدا ہوتے ہیں کہ یہ مصیبت کسی گناہ کے سبب سے تو نازل نہیں ہوئی۔ آخر کس وجہ سے نازل ہوئی ہے +

ارشاد ہوا کہ کسی لڑائی میں جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بہت سے اصحاب

Marfat.com

شہید ہو گئے۔ اور اُن کی لاشیں آپس میں مل گئیں۔ ڈھونڈنے اور تلاش کرنے سے سب کا پتہ چل گیا۔ مگر ایک صحابی کا نشان نہ لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی لاش پر اُس کا گمان ہو۔ تو اُس کا سینہ چیر کر دیکھ لینا۔ اگر اُس کے کلیجے میں دو سوراخ ہوں تو سمجھ لینا کہ یہ وہی شخص ہے اور لے آنا۔ القصہ وہ شخص اسی نشان سے مل گیا۔ لوگوں نے اس طریق تلاش کا سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ اُس کے دو لڑکے فوت ہو چکے ہیں۔ اس سبب سے دو زخم اس کے کلیجہ میں موجود ہیں۔ چونکہ مرگِ فرزند دائمی ہوتی ہے اور اُس کا لوٹنا محال ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا زخم اور داغ بھی دائمی ہوتا ہے۔

ارشاد ہوا کہ یہ بھی وسوسہ ہے کہ فلاں خطا کی وجہ سے بلا نازل ہوئی ہے اس لئے کہ خدائے تعالےٰ کلام مجید میں خود ارشاد فرماتا ہے۔ ان اجل اللہ اذا جآء لا یؤخر لو کنتم تعلمون تحقیق وہ مدت جو خدائے تعالےٰ نے مقرر کر دی ہے۔ جب آتی ہے تو پھر نہیں لوٹتی۔ اور صاحبِ اجل کو پھر مہلت نہیں ملتی ؎

روزے کہ اجل در آید از پیش و پست ۔۔۔ شک نیست کہ مہلت دہد یک نفست
یاری زسد و رآں دم از ہیچ کست ۔۔۔ برباد شود جملہ ہوا و ہوست

ایک دفعہ میاں بخشا و میاں فتح محمد جن کو مچھّر کہتے تھے غلام شاہ صاحب کے پاس سے آئے آپ نے بخشا سے پوچھا کہ حیات شاہ برادر غلام شاہ میرا ہیں گئے تھے (غلام شاہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مقبول خلیفہ بہرام ور میراں کی جائے سکونت ہے) عرض کی جی ہاں گئے تھے۔ وہاں اپنے مویشیوں کے لئے چارہ اکٹھا کیا تھا۔ اور اپنے سالوں کے مویشیوں کے لئے ندیہ بھیجا تھا۔ پھر بعض سادات کے حال پوچھے کہ انہوں نے بھی نکاح کر لیا ہے؟ بخشا نے کہا ہاں بلکہ اُن کے بڑے لڑکے نے بھی دوسرا نکاح کر لیا ہے۔ آپ یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ پھر غلام شاہ سے کونسا گناہ کبیرہ صادر ہوا ہے کہ تمام لوگ

Marfat.com

اُس کے نکاح ثانی کی وجہ سے برافروختہ ہیں۔ اور اُن کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میری غیرت نے اُس کو ذلیل کیا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میری کرامت کی وجہ سے وہ ذلت و افلاس میں مبتلا ہے۔ کوئی کہتا ہے میری ولایت پر قبضہ کرنے سے تیرا کے باشندے اُس سے خصومت رکھتے ہیں ✢

پھر ارشاد ہوا کہ پہلے زمانے میں دس درویش ایک کمبل میں سو رہتے تھے۔ اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہ سماتے تھے لیکن اب اُس کے برعکس دو درویش بھی ایک ولایت میں نہیں سما سکتے ✢

اِس موقعہ پر کسی درویش نے کہا کہ پہلے وقتوں کے درویشوں میں ایسی محبت تھی کہ وہ عاجزوں کی سفارش مشائخ کی حضور میں کیا کرتے تھے۔ اور اُنہیں منزلِ مقصود تک پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور آج کل کے درویش جب کسی مسکین کے روزگار میں فساد دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں ✢

ارشاد ہوا اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ سب برائیوں کو اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ اور فسادات کو اپنی ذات سے منسوب کرتے ہیں۔ یعنی اپنی کرامت کا کرشمہ سمجھتے ہیں ✢

پھر بعض پیرزادوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ بڑے پرفن ہوتے ہیں۔ شان و شوکت کے ساتھ جب مریدوں میں جاتے ہیں تو اپنا ڈیرہ آبادی سے باہر کھڑا کرتے ہیں اور مریدوں کو یہ کہکر ڈراتے ہیں کہ جو کوئی نذرانے دینے میں کمی کریگا اُس کا علاج جلد کیا جائیگا۔ اور یہ بیچارہ غلام شاہ اگرچہ شریف ہے مگر بہت بے نفس ہے ایسے لوگوں کو اس زمانہ میں کوئی پہچان نہیں سکتا۔ بلکہ آج کل کے لوگ طراروں اور چالاکوں کی عزت و تکریم کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں۔

"لُچّا سب سے اُچّا"

غلام شاہ ایسا بے نفس ہے کہ جب اُس کے پاس کوئی بارادۂ بیعت آتا تھا تو وہ اُس کو مرید نہیں کرتا تھا یعنی اپنے تئیں گمان کرتا تھا کہ مجھ میں بیعت کرنیکی قابلیت نہیں ہے پس

Marfat.com

جو کوئی آتا اُسے یہاں لے آتا تھا۔

سید غلام شاہ صاحب موصوف کا کلام ذوق و شوق سے لبریز ہے۔ مثالاً یہاں کچھ درج کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

الا یا ایہا الساقی بیار آں بادہ صافیہا — بہ بزمِ نشہ جام دہ ز جامش باندہ باقیہا
مگو زاہد مرا پندے کہ رندم لا ابالیم — مرا در رہ زدہ عالم عشق آں دلدار شافیہا
نصیبت باد مر تقویٰ مرا رندے مسلم شد — ترا گلزار جنت شد، مرا دیدار روافیہا
چو کارِ من بسبحانہ کجا پرہیزم از بادہ — خط لکش درازل کردند زنداں امعافیہا

چو خواہی ساغرِ مستی کہ از ہستی بروں آئی
غلامِ حیدرؑ گرما شو دع الدنیا و مافیہا

ایکہ در روزِ ازل کردی مرا از خود جدا — در غم و درد فراقِ خویش کردی مبتلا
چند با فرقت بسازم صبر از من تا کجا — باز از رحمت بکن در حضرت خود آشنا

انت شمس انت قمر انت مصباح الدجے
انت روحی انت قلبی انت لی نور الہدا

ماندہ ام از ہجر آں سالہا در رنج و تاب — چوں زلیخا نقد عمر خویش را کردم خراب
از غم جانسوز من شد بر دل پروانہ داغ — شمع از درد دم بسوزد دیدہ گریاں اشک ناب
مطرب خونخوار عشقت زخمہ بر جانم زند — ہر رگ من تار گشتہ سینہ ام شد چوں رباب

مے کند سنگِ دلت را کان گوہر اے غلام
چوں بتابد از کرم سلطان حیدرؑ آفتاب

چو گنج معرفت خواہی سلامت — بزن ناموس را سنگ ملامت
بیا باز از سر نو عہد سازیم — بشوئیم از چشم ندامت
کشم از صدق دل صد ناز ت ایجاں — اگر در چشم من سازی اقامت
مشو مغرور از کشف و کرامت — بکوش از جان و دل در استقامت
بدہ آں بادۂ مستی کہ باشم — ز خود بیگانہ تا روز قیامت

غلامِ شاہ حیدر شو بعالم
چو خواہی جام در کنج سلامت

Marfat.com

بعشق یار خود دیوانہ می باش | زدستش جام خوستانہ مے باش
گہے نالاں چو بلبل در گلستاں | گہے بر شمع او پروانہ میباش
اگرچہ وصلِ جاناں بس بعید است | بہمت عاشقِ مردانہ میباش
شوی بیرون زکوئے ننگ و ناموس | بیادش از خودی بیگانہ میباش
ببوس از صدقِ دل پائے سگانش | چو مجنوں در جہاں افسانہ میباش

عجب ساقی کوثر حیدرِ ماست
غلام ساقی و پیمانہ میباش

اے کہ ذاتت فنا نمے دانم | ماسوایت بقا نمے دانم
کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ | غیر زیں ماجرا نمے دانم
مالک الملک و لاشریک توئی | جز تو دیگر خدا نمے دانم
اے کہ در ہیچ جا نداری جا | ذرّہ از تو جدا نمے دانم
واجب و ممکن است جملہ یکے | در حقیقت جدا نمے دانم
کل شئے چو ہالک گفتی | غیر وجہت روا نمے دانم

من کمینہ غلامِ حیدر و غوث
سجدہ جز تو روا نمے دانم[1]

ارشاد فرمایا یہ غلام شاہ کے توکل کا نتیجہ تھا، کہ موضع بیرا۔ کاک اور ٹھل کے لوگوں نے عرضی دی کہ شاہ صاحبؒ کو ہمارے ساتھ بھیجد یجئے۔ ٹھل ایک شہر ہے جس میں کوئیں جاری ہیں۔ اور زمین خوب آباد ہے۔ ہم نے سوچا کہ غلام شاہ کو کہاں بھیجیں۔ اور اس بخشا اور دوسرے دو چار آدمیوں نے بہت عاجزی سے کہا کہ ہم غریب لوگ ہیں ہم پر عنایت فرمایئے۔

آخر ہم نے ان لوگوں کا لحاظ کرکے دوسروں کو جواب دے دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے حکم سے وہاں دو تین مکان بھی تیار ہو گئے۔ وہاں پانی نہ تھا کنوؤں

---

[1] سید غلام شاہ صاحب خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا پورا دیوان جو ذوق و شوق کا خزانہ ہے زیر طبع ہے۔ شایقین انتظار کریں۔ ایڈیٹر صوفی۔

کے لئے ایک غار کھودا تو وہاں سے نکل آیا۔ اب وہاں کنواں بھی کھود دیا ہے +

ارشاد ہوا کہ نکاح ثانی شرعاً ناجائز نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ کو چونکہ قیام دنیا مقصود ہے اس لئے اُس نے تمام صادر ہونے والی چیزوں کی کنجی اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ جب چاہتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے +

بخشا نے عرض کی غریب نواز یہ فتا محمد بھی شادی کرنا چاہتا ہے۔ میاں رکن الدین (حاضر الوقت) کہنے لگے کہ اسی طرح حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے دعائے شادی کی درخواست کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص ہمارے عورت نہیں ہے۔ اور شیخ صاحب اور حافظ صاحب جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے بھی بیویاں نہیں ہیں۔ آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ہاں ہمارے حضرت درویش کیلئے نکاح پسند نہیں فرماتے تھے۔ بخشا نے کہا حضور یہ روٹیوں سے لاچار ہے۔ فرمایا کہ زراعت کا کام کرے یا زمین بیچ کر کھائے +

ارشاد ہوا[1] کہ فقیر کو ابتدائے سلوک میں منزل کشف القبور اور منزل کشف القلوب ملتی ہے۔ لیکن یہ دونو کشف سالک کیلئے بُرے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں کچھ ایسے خطرے ہیں جو بندش سلوک اور فساد عقیدت کا باعث ہوتے ہیں۔ بعض کو دیکھتے ہیں کہ اُن کے اعمال دنیا میں نیک تھے۔ مگر وہ قہر میں مقہور ہیں۔ اور بعض کو اس کے خلاف۔ پس اتباع اسلام سے اعتقاد ضرور پھر جاتا ہے۔ لہٰذا بزرگ کہتے ہیں کہ کشف کو کفش بنا اور نفس کے سر پر مار +

ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ اور ایک فقیر میں جھگڑا تھا اس لئے کہ وہ فقیر کبھی اُس کی مجلس میں نہ جاتا تھا۔ ایک دن بادشاہ کا وہاں گذر ہوا جہاں فقیر کا مسکن تھا شیخ کو بلایا۔ اُس نے کہا اگر بادشاہ کو ملاقات کی تمنا ہے تو اندر چلا آئے۔ ورنہ

[1] از صوفی ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۸ +

Marfat.com

جب ہمیں اس کی خواہش ہو گی تو ہم اُس کے پاس جائینگے۔ آخر بادشاہ شیخ کے سامنے گیا۔ اور دیکھا کہ ایک خادم سیبوں سے بھرا ہوا ایک طباق شیخ کے سامنے لایا بادشاہ نے دل میں خیال کیا کہ اگر فقیر صاحب کمال ہے تو وہ جو طباق میں سب سے بڑا سیب ہے، مجھے دیدیگا شیخ کو اُس کا خیال معلوم ہو گیا۔ اور کہا کہ میں ایک دفعہ کہیں سیر کو گیا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جگہ بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ اور اُس ہجوم میں ایک قلندر گدھے کا تماشہ کر رہا ہے۔ گدھے کی آنکھیں باندھ کر اس نے کہا کوئی شخص آئے اور یہ انگوٹھی مجھ سے لے جائے۔ ایک آدمی اُس ہجوم سے نکلا اور قلندر کے ہاتھ سے انگوٹھی لیکر چلا گیا۔ قلندر نے گدھے کو چھوڑ دیا۔ اور وہ کان ناک خوشبو اور آواز سے اُس شخص کو تلاش کرنے لگا۔ جہاں انگوٹھی کی خوشبو پائی وہاں پہنچ گیا۔ اور اُس شخص کا دامن پکڑ لیا۔ اتنا کہکر شیخ نے وہی سیب بادشاہ کے سامنے ڈال دیا۔ اور کہا کہ یہ کام تو گدھے بھی کر لیتے ہیں۔ فقیری تو کچھ اَور ہی چیز ہے۔ بادشاہ نگوں شرمندہ اور مضیع ہو گیا۔

ارشاد ہوا کہ یہ حکمتِ الٰہی ہے جہاں خدا کے مقبول لوگ رہتے ہیں وہیں منکر اور مجہول بھی ملتے ہیں۔ جہاں مسجد یا خانقاہ ہے۔ وہیں حقہ کشوں اور کافروں کی تھرپال بھی ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ اس زمانۂ ناقص میں ایک سلسلے اور ایک خاندان کے آدمی بھی ایک دوسرے سے حسد و عناد رکھتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ جہاں کہیں اپنی تعریف و ثنا کا اندازہ ہے تو وہ فراق اور دُوری کی وجہ سے ہے۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ دریا کا پانی دریا سے جدا ہوتا ہے تو کیسی آواز ہوتی ہے۔ اور پھر جب سمندر میں ملجاتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے غرض کہ ہر چیز کی فریاد اور آواز جدائی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ درویش بھی ابتدائی حالت میں ذوق وشوق کی وجہ سے روتا اور چلاتا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکایت مے کند　　واز جدائیہا شکایت مے کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند　　از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا کہ جب وصل ہو جاتا ہے تو احاطۂ تعریف و ثنا پیدا ہو جاتا ہے اس لئے کہ اظہارِ صفت و ثنا کے لئے کوئی دوسرا ہونا چاہیئے۔ تا کہ ظاہر کرے۔ پس تعدّد اور دوئی واقع ہوئی۔ جب وصف اور صفت، موصوف میں جمع ہوئے تو پھر بجز صدائے "انا الحق" اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔

ارشاد ہوا کہ یہ آواز خامی کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ منزلِ سالک بہت پختہ ہوتی ہے۔ اُسے اس منزل پر پہنچکر ہر چیز چوب دار اور رسن بھی مترنم نظر آتی ہے ؎

زجامِ عشق نہ منصورؒ بے خود آمد و بس
کہ دار نیز ہمے گفت بار سن ہمہ اوست

بے شک اگر منصور علیہ الرحمۃ کا شیخ وہاں موجود ہوتا تو اُن کو ضرور بچا لیتا۔

آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اور بہت سے ایسے ہیں کہ جب واردات منزل اُن کو سخت ثابت ہوتی ہے۔ اور مدد کرنے کے لئے شیخ اُن کے پاس موجود نہیں ہوتا تو وہ خود رسّی گلے میں ڈالکر مر جاتے ہیں۔ سانپ کے کاٹے ہوئے کیلئے اگر کوئی کامل افسون گر موجود نہ ہو تو وہ دوسروں کے علاج سے صحتیاب نہیں ہوتا۔ بلکہ زہر کی خاصیت ہے کہ وہ علاج سے زیادہ چڑھتا ہے بجز اس کے کہ کوئی افسون جاننے والا قسم زہر کے مطابق کچھ پڑھ کر دم کرے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہماری مسجد میں ایک مجذوب مقیم تھا اُس کے جسم پر صرف ایک چادر پشمینہ پڑی رہتی تھی۔ اُس کا ایک پلہ تہ بند اور دوسرا انگرکھا کا کام دیتا تھا۔ وہ اکثر خاموش رہتا تھا۔ اور اس کی عادت تھی کہ پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا تھا۔

ایک دفعہ اُس نے تین دن کھانا نہ کھایا۔ ہم نے اپنے والد سے کہا کہ اُس فقیر نے آج تین دن سے کھانا نہیں کھایا ہے۔ فرمایا دریافت کرو۔ کہیں بیمار نہ ہو۔ میں نے ہر چند پوچھا جواب نہ دیا۔ اور وہاں سے چلا گیا۔ پھر ایک کنوئیں کے نزدیک

Marfat.com

کھجوروں کے جھنڈ میں ڈھیلوں کا ایک ڈھیر لگایا۔ اور اپنی چادر میں بل دیکھ کر ایک پلّہ درخت کی شاخ میں اور دوسرا اپنے گلے میں باندھا۔ پھر اُس ڈھیر پر کھڑے ہو کر نیچے کود پڑا۔ اور مر گیا۔

ارشاد ہؤا اگلے وقتوں میں لوگ محبت میں مستغرق ہوتے تھے۔ جب ہم سیال شریف گئے ہیں تو اس ملک کے صرف چند آدمی حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور سیال شریف کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا۔ بلکہ ہم بھی تونسہ شریف کے ارادہ سے چلے تھے۔ جب ہم یہاں سے چلے تو وہ مریدانِ بارگاہ تونسوی ہمارے ساتھ ہو لئے۔ صرف ایک ہمارا پیر بھائی راستہ میں رہتا تھا۔ جب وہاں پہنچے تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہو لیا۔ اور قصۂ شوق و محبت شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مسافت طے ہو گئی اور قصہ باقی رہ گیا۔ ع

بیانِ شوق پایانے ندارد

ارشاد[1] فرمایا ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گائے ہمارے سپرد کر دی کہ اسے شاہ پور میں ملک سلطان محمود کے حوالے کر دینا۔ تاکہ وہ اسے اپنے مویشیوں میں رکھے۔ جب ہم وہاں پہنچے، ہمراہیوں سے کہا کہ روٹیاں پکا لو۔ اور اس کنوئیں پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرو۔ ملک مذکور دنیادار ہے۔ ممکن ہے وہ ہماری طرف غور نہ کرے میاں خدا بخش ہمارے ہمراہ تھے۔ گائے ہم نے اُس کے حوالے کی۔ اور چل دئے۔ ملک سلطان محمود نے ہر چند کشش کی مگر ہم ملتفت نہ ہوئے۔ آخر اُٹھ کر ہمارے ساتھ ہو لیا اور روانہ ہؤا۔ حضرت صاحب کے اوصاف و محبت میں ایسا محو ہؤا کہ بے خبری سے لاہور کے راستے پر ہو لیا۔ ہمیں یقین تھا کہ وہ راستہ جانتا ہے۔ آخر ہمیں رخصت کر کے چلا گیا۔ جب ہم کچھ دُور اور آگے بڑھے تو اُس کوئیں کا نشان نہ پایا۔ حیران اور متردد ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک جانور ہماری طرف مائل ہے۔ دل میں سوچا کہ اس میں بھی کچھ حکمت ہوگی۔ اُسی کے پیچھے چل دئے۔ غرض بڑی مشکل سے راستے پر آئے۔ ہمارے ہمراہی انتظار کرتے کرتے دو کروہ پیچھے رہ گئے تھے۔ پس میاں

---

[1] از مولوی نور عالم صاحب

Marfat.com

خدا بخش گئے اور اُنہیں لائے +

فرمایا کہ اس زمانے میں دنیا دار بھی پیر کی محبت میں اس قدر محو ہو جاتے تھے کہ انہیں غلط راستے کی بھی خبر نہ ہوتی تھی - ۶

آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

ارشاد ہوا کہ بی بی زلیخا نے تمام دولت شاہی حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں لٹا دی تھی۔ اور تمام عمر فریاد و زاری میں بسر کی تھی - ہر وقت اپنے بت کے سامنے مناجات کرتی تھیں مگر وصل یوسف علیہ السلام میسر نہ آتا تھا۔ آخر ایک بانسوں کا گھر یوسف علیہ السلام کی گذرگاہ میں بنایا۔ اور اُن کے غلاموں اور نوکروں کے سامنے فریاد کرنے لگی۔ لیکن شنوائی نہ ہوئی۔ آخر جب تائید فضل ایزدی ہوئی تو اپنے بت پر بگڑ بیٹھی کہ اتنی مدت تک میں نے تیرے سامنے مناجات کی اور اتنی عمر اپنی الحاح و زاری میں ضائع کی تو نے میری ایک نہ سُنی۔ پھر غصہ میں آکر بت کو توڑ ڈالا۔ اور خدائے حقیقی سے متوجہ ہو کر فریاد کی۔ دعا قبول ہو گئی۔ اُسی دن حضرت یوسف علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ اُدھر سے گذرے حسب دستور بی بی زلیخا نے فریاد کی ے

کہ پاکست آنکہ شہ را ساخت بندہ بذل عجز کردہ سر فگندہ

جونہی کہ یہ آواز حضرت یوسف علیہ السلام کے کانوں میں پہنچی حکم دیا کہ اس بڑھیا کو میرے پاس لے آؤ۔ ارشاد ہو کہ جب دل توجہ غیر سے خالی ہوا تو یہی مقصد اس کا ذریعہ تھا ے

دل میں جب تک غیر تھا ویراں و غیر آباد تھا
غیر سے خالی ہوا تو یار کا گھر بن گیا

ارشاد ہوا کہ امورات فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک امر بر مجاہدہ نفس، یہ صرف عزت فقر کے لئے ہوتا ہے - دوسرا امر بالقتال باہل کفر و جحود - یہ صرف اسلام کی عزت کیلئے ہے +

ے از مولوی نور عالم صاحب ۱۲

Marfat.com

پہلے امر کا سبب یہ ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اَلْفَقْرُ عِزٌّ لِاَھْلِہٖ پس فقیر کو چاہیئے کہ جب اللہ تعالےٰ اس کو عزت فقر دے۔ تو اُس کے احکام کی نگاہداشت کرے۔ اور جوارح کو خلل میں نہ ڈالے۔ اس لئے فقیر کی عزت استقامت میں ہے اور متعلقہ طریقت کے ساتھ۔ یہ صرف تزکیہ نفس کے لئے ہے۔ اور تمام تعلقات سے آزادی حاصل کرنا تصفیہ قلب کے لئے ہے۔ تاکہ انوار وصفات فنا در توحید حاصل ہوں۔ اور تمام اوصاف استقامت سے متصف ہو جائے اور جب کہیں سے گیدڑ کی آواز آئے تو اُس کی طرف ملتفت نہ ہو۔ یعنی جاہلوں کے مقابلے میں نہ آئے۔ اور جو کام اُس کے لائق ہو وہ دوسروں کے سپرد کر دے۔ اپنے عمل ملازم کو اہل ظواہر کی رائے سے ترک کرے۔ تاکہ مخلوق آمادۂ مجادلہ ہو۔ لیکن جب اُس کو بہ تحقیق غیب سے اُس کی تصدیق ہو جائے کہ وہ فلاں کام پر مامور کیا گیا ہے تو پھر مجبوری ہے۔ اپنے مخاطب کو حجت و دلیل باطنی سے مغلوب کر دے۔ پس اُسے کہیں جانے کی ضرورت نہیں اور اگر اُس کی حجت و دلیل اتنی ہمت اور عزت نہیں رکھتی کہ حریف کو جذب کرے۔ پس اس کے لئے احکام استقامت کا ترک کر دینا اور سُنت مشائخ کا چھوڑ دینا اور لوازم کفایہ میں مشغول ہونا دنیا میں شہرت حاصل کرنیکے سوا اور کوئی مقصد نہیں رکھتا ۔

دُوسری بات یہ ہے کہ اگر ان تمام اور مشکلوں سے گذر جائے تو پھر بھی مہمات اسلام کے کام باقی رہتے ہیں۔ پس وہ اس امر کے لئے مامور ہے کہ عازم قتال وجدال ہو تا وقتیکہ خلفائے مذاہب باطلہ کی تردید کے لئے بحکم حدیث شریف اذا بویع با الخلیفتین فاقتلو ثانیھما سر مغرور کو تلوار کے گھاٹ اتار دے۔ اس لئے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دین اسلام کو یا تو حجت دلیل سے یا معجزات سے روشن کیا ہے۔ ؎

بیک دست گوہر بیک دست تیغ

اگر گوہر اسلام قبول کر لیں تو اچھا ہے ورنہ مفسدوں کا سر تلوار سے کاٹا جائے۔ پس ایسے غازی کے لئے سر لشکر وایس آنا کسی شریعت میں جائز نہیں ہے لاجرم جس مہم کے لئے یہ تمام حرکتیں کی تھیں الآن کما کان باقی رہیں۔ اور حرکت کرنے

Marfat.com

سے کوئی فائدہ مقصود نہ ہوا۔ پس اس فقیر کے سنت مشائخ سے تجاوز کرنے اور مجاہدہ لازمی یعنی استقامت کو چھوڑنے سے وسوسۂ نفسانی کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ لیکن فقیری تو کچھ اور ہی چیز ہے ۔

ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رح کی حینِ حیات میں ایک عالم سیال شریف میں آیا۔ جو علما کہ خدمتِ حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ میں موجود تھے۔ اُس کی طراری دیکھ کر آمادۂ مباحثہ ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کو خبر ملی۔ آپ نے منع فرمایا کہ ایک مہمان آیا ہے اُس سے بحث نہ کرنی چاہئے۔ خدا جانے اُس سے بحث میں عہدہ برائی ہو یا نہ ہو۔ مگر چونکہ اہلِ علم میں ایک عجیب خاصیت ہوتی ہے حضرت کا فرمان نہ مانا۔ اور اپنے گروہ میں سے ایک کو مقدم بنا کر بحث شروع کی آخر کار ہر مسئلہ میں انہیں شکست حاصل ہوئی۔ اور لوٹ آئے ۔

آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا معاملہ کسی صاحبِ ہمت فقیر کو درپیش ہو۔ تو یا تو اپنے حریف کا سر اُتار لے یا اپنا سر اُسے دیدے ۔

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص سحر و استدراج کے علم میں بڑا کامل تھا۔ اُس وقت کے تمام سجادہ نشین اُس کے سحر سے مسخر و مغلوب ہو گئے تھے۔ ان سب کا مال و اسباب اُس نے غارت کر دیا تھا۔ اور لوگوں کا ہجوم اس کے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ جب خواجہ علیہ الرحمتہ کی شہرت اُس کے کانوں تک پہنچی۔ تو وہ تونسہ شریف بھی آیا۔ اور خواجہ صاحب رح کی حضور میں بیہودہ باتیں کہنے لگا۔ اور شوخی کرنے لگا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ قوم افغاناں سے تھے۔ جوش میں آگئے اور چاہا کہ ایک عصا اس کے سر پر رسید کریں لیکن اُس ساحر نے قوتِ سحر سے ان کی ہمت سلب کر لی اور وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ آخر کار آپ نے حاضرِ مجلس درویشوں اور مولویوں سے اشارہ کیا کہ فلاں اسم باری تعالیٰ کی زکوٰۃ ایک لاکھ مرتبہ دیں۔ حکم پاتے ہی سب نے ملکر زکوٰۃ دے دی آخر اُس کا سحر باطل ہوا۔ اور سرِ مغرور جھک گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے خبیث تیرے ترکش میں جو تیر ہو نکال اور اپنا زور بازو دکھا۔ مگر وہ سرنگوں و عاجز ہو گیا۔ جتنا مال

Marfat.com

و اسباب وہ لوٹ کر لایا تھا۔ سب کو الگ الگ باندھا۔ اور مالکانِ مال کے پاس بھیجدیا پھر اُس سے توبہ استغفار کرالی ✦

ارشاد ہؤا کہ فقیر کو اتنی فرصت کہاں ملتی ہے کہ وہ کسی کے ساتھ لڑے اس لئے کہ اُس کی مستقل لڑائی ہر وقت نفس کے ساتھ رہتی ہے۔ کہ مرتے وقت تک چار ہتھیاروں سے اُس کے مارنے کے فکر میں لگا رہتا ہے ؎

خنجرِ خاموشی و شمشیرِ جوع نیزۂ تنہائی و ترکِ ہجوع

ارشاد ہؤا کہ بعض صلحا اگرچہ بہت تھوڑے عرصہ میں تسخیر خلق حاصل کر لیتے ہیں لیکن مقاماتِ فقر میں اُس کی کچھ قدر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسی تسخیر خلق تو بعض عملیات سے بھی ممکن ہے ✦

سیّد عباس علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں کیسے ہوئے ہیں کہ اُن کے پاس دور دور کی ولایتوں کے آدمی ہجوم در ہجوم آتے رہتے تھے لیکن اُن کے مرنے کے بعد کوئی فاتحہ کے لئے بھی نہ گیا ✦

ارشاد ہؤا کہ اولیاء وقت میں سے ایک بزرگ کی ملاقات ابلیس سے ہوئی اِس صورت میں کہ غاشیہ داروں کی طرح بہت سی زنجیریں اور لگامیں سر پر رکھے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ اُس مردِ خدا بزرگ نے پوچھا اے لعین یہ آج کیا ہے کہ حمّال بنا ہؤا ہے۔ کہنے لگا یہ میرے مخالفین کی لگامیں ہیں۔ ہر شخص کے مزاج کے موافق جُدا جُدا زنجیریں اور لگامیں رکھتا ہوں۔ تاکہ اُنہیں اپنا مطیع کر سکوں وہ فرمانے لگے کہ میرے لئے کونسی لگام تجویز کی ہے۔ کہنے لگا تمہیں اِن کی حاجت نہیں ہے۔ تمہارے لئے یہی سبب کافی ہے کہ سلطانِ وقت تمہارا مرید ہے ہر جمعہ کے دن تمہاری زیارت کو آتا ہے۔ اور مال و زر لٹا کر چلا جاتا ہے اور تمہیں اس پر غرّہ اور ناز ہوتا ہے۔ اُس بزرگ کو یہ سچی بات سُنکر صدمہ ہؤا۔ اور خطِ نفسانی کے مٹانے کے لئے ایک شعبدہ ایجاد کیا۔ یعنی لولی قوم کی ایک قحبہ کو

Marfat.com

بہت سا روپیہ دیا۔ اور کہا کہ جب سلطانِ شہر میرے پاس آئے تو فریاد کرنا اور مجھ پر زنا کی تہمت لگانا۔ اس تلقین کے مطابق اس عورت نے عمل کیا۔ بادشاہ حیران ہو گیا اور اُس مردِ خدا کی سزا کے لئے آمادہ ہو گیا۔ ابلیس پھر آیا اور کہنے لگا کہ اے شیخ! میرے درختِ عمل کو جسے میں نے مدتوں میں جمایا تھا تو نے آج اکھیڑ کر پھینک دیا

ے بزرگاں نہ کردند در خود نگاہ خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ

مولوی نور عالم صاحب کڑیالہ کی نسبت جو صاحبزادہ قائم الدین مرحوم کے اُستاد تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب بہت مسکین طبع آدمی تھے۔ اُن کا دل ہر وقت خوفِ خدا سے دہشت انگیز رہتا تھا۔

پھر فرمایا کہ اُن کا ایک عمل جس کی صداقت راستیٔ فطرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کامل تھا۔ یعنی جب وہ کسی کام کے لئے استخارہ کرتے تھے تو صبح مطلب خواب میں مل جاتا تھا۔

فرمایا ایک دفعہ مولوی صاحب نے ہم سے کہا کہ میں نے خواب میں حضرت سجادہ نشین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کوہ گرجاکھ پر بیٹھا ہوا دیکھا ہے۔ ہم اس خواب کی تعبیر میں حیران تھے۔ آخر چند مہینے بعد اتفاقاً سجادہ نشین صاحب مذکور یہاں تشریف لائے۔ اور سیر کرتے ہوئے اُسی پہاڑ پر جا پہنچے۔ اور اُسی جگہ بیٹھے جہاں مولوی صاحبؒ نے کہا تھا۔ جب آفتاب غروب ہونے کو ہوا تو اُتر آئے۔

ارشاد ہوا۔ ایک دن مولوی صاحب سے ہم نے کہا کہ حضرت میراں شاہ کرشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت کے متعلق استخارہ کیجئے۔ اُنہوں نے کیا اور صبح کے وقت بیان کیا کہ میراں صاحب خواب میں فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی ہمارے پاس آتے رہتے تھے۔ پھر ایک مدت سے یہاں تشریف نہیں لائے ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی تھا۔ کہ بیعت کے بعد ہم نے سب کو چھوڑ دیا تھا۔ اور کہیں نہیں گئے تھے۔ مولوی صاحب کا استخارہ صحیح تھا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ کسی قوم کی سرکشی کا ذکر تھا۔ جو حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ سے عناد رکھتی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا مقلب القلوب ہے۔ یعنی دلوں کا پھیرنے والا ہے اور اہلِ طریقت نے فرمایا ہے۔ اَلشِّرْكُ فِی الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ اَلظَّاهِرُ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ وَالْبَاطِنُ الْاِتِّقَاءُ عَلَى الْخَلْقِ وَرُؤْيَتُهُمْ فِي الضَّرَرِ وَالنَّفْعِ

ترجمہ۔ شرک دو قسم کا ہوتا ہے۔ ظاہر اور باطن۔ ظاہر شرک بتوں کی پرستش ہے۔ اور باطنی شرک مخلوق پر بھروسہ کرنا اور نفع نقصان میں اُن کا خیال کرنا ہے

نسبت مکن بغیر کہ اینہا خدا کند ۔۔۔ گر رنجے پیش آید و گر راحت اے حکیم
کہ دل ہر دو در تصرف اوست ۔۔۔ از خدا داں خلافِ دشمن و دوست

گرچہ تیر از کماں ہمے گزرد
از کماں دار بیند اہلِ خرد

ارشاد ہوا کہ تمام مجاہدات نفس سے حفاظتِ نگاہ مشکل ہے۔ اور اسی لئے اُس کا مرتبہ بھی زیادہ ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ترجمہ مسلمانوں سے کہدو۔ کہ اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ اُن کے لئے سبب پاکیزگی ہے۔ اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کو اُس کی خبر ہے *

پس جو کوئی مجاہدہ چشم کے ساتھ اپنے سر کو خیالاتِ شہوانیہ سے خالی کریگا وہ خدا کو بچشم سر دیکھ لیگا۔ فَمَنْ كَانَ اَخْلَصَ الْمُجَاهَدَةَ كَانَ اَصْدَقَ الْمُشَاهَدَةَ *

ارشاد ہوا کہ انسان اگر اپنی کیفیت پر غور کرے کہ وہ کیا ہے تو پہچاننا مشکل ہے۔ جب انسان کا الف قید کسرہ سے رہا ہوتا ہے تو انسان ہو جاتا ہے مانند روح کے۔ انسان آنکھ کی پتلی ہوتی ہے۔ پس اب وہ تمام وجود میں پتلی یا آنکھ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے

تا بہر دیدہ دوست دیدہ شود ۔۔۔ ہمچو نرگس تمام دیدہ شود

Marfat.com

پھر ارشاد ہُوا بُلّھا شاہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ؎

ہن میں ہو گیا نی کجھ ہور ہن مینوں کون پچھانے

ہادی مینوں سبق پڑھایا اوتھے غیر آیا نہ جایا

مطلق ذات جمال دکھایا وحدت پایا اے شور

ہُن مینوں ہو گیا کجھ ہور

ہُن مینوں کون پچھانے

ایک مرتبہ ارشاد ہُوا کہ جتنی ترکیبیں دفع بلا و مصیبت کے لئے ختم قرآن شریف اَوراد اے صدقات سے کی جاتی ہیں۔ وہ سب تقدیر پر محمول ہیں۔ تقدیر دو قسم کی ہے ایک معلق با مر۔ دُوسری مطلق۔ اگر تقدیر معلق ہے تو حیلے چل جاتے ہیں۔ لیکن تقدیر مطلق سے کوئی چارہ نہیں۔ اسی لئے اولیاء اللہ شقاوتِ ازلیہ کے خوف سے آخر وقت میں ڈرا کرتے ہیں۔ الشقی شقی فی بطنِ اُمّہٖ۔ والسعید سعید فی بطن امّہٖ۔ پھر میاں بھیکہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دو بیت فرمائے ؎

جم کے ساتھ جب پڑے پریت تب پَت رہے تو مان

فرمایا جم ہندی میں ملک الموت کو کہتے ہیں۔ اور پت سے مراد عزت سلامتی ایمان ہے پس دوستانِ حق اس وقت کے خیال سے تھرّاتے ہیں۔ پس جو لوگ غفلت میں گرفتار ہیں۔ اور حقیقتِ حال سے واقف نہیں اُن کا کیا حال ہو گا؟

ارشاد ہُوا کہ خدائے تعالےٰ نے مختلف ممکنات کا وجود اس لئے کیا ہے کہ اُس کی قدرت الوہیت سے انکار نہ کرے۔ اور جو صاحب نظر ہیں وہ عبرت حاصل کریں۔ یقلب اللہ اللیل والنھار۔ انّ فی ذٰلک عبرۃ لاو لے الابصار۔

پھر فرمایا کہ مخلوق میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں سے اور بعض چار پاؤں سے، اور بعضوں کے پاؤں اِس سے بھی زیادہ ہیں فمنھم من یمشی علیٰ بطنہٖ ومنھم من یمشی علیٰ رجلین ومنھم من یمشی علےٰ

Marfat.com

اربعہ یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر ✦

پھر ارشاد ہوا کہ آیا جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ اُن میں سے کوئی چیز ایسی ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط نہ ہو۔ خدام نے عرض کی ایسی تو کوئی چیز نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس نیلی رسّی اور تاروں کو دیکھو پیڑ پر کس طرح پیچیدہ ہو کر چڑھ جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ طرح طرح کی اشیاء جن صورتوں پر چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اُس کی قدرت کے آگے کوئی کام مشکل نہیں ہے ✦

ارشاد ہوا کہ اولیاء اللہ کی کرامات اور خرقِ عادات جیسے بیماروں کا شفا پانا، اور مردوں کا زندہ ہونا بھی اہلِ بصیرت کی عبرت کے لئے ہے۔ اور اس لئے کہ منکرانِ قدرت قدرت الٰہی سے انکار نہ کریں۔ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اپنے اولیا میں سے کسی کے ہاتھ پر اصلاح خلق کے لئے کوئی خرقِ عادات صادر کر دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزات بھی اثباتِ قدرت و الوہیت و نبوت کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں چنانچہ نبی کا معجزہ امر حق سے، اور ولی کی کرامت حکمِ الٰہی سے صادر ہوتی ہے۔ اگر نبی پر امر الٰہی بصورتِ وحی ظاہر ہوتا ہے۔ تو ولی کے دل پر بصورتِ الہام ✦ الہام کی کئی قسمیں ہیں۔ اسی کو تحدیث۔ تعلیم۔ تفہیم۔ غیبی اور حکمتِ مبالغہ بھی کہتے ہیں ✦

ارشاد فرمایا کہ یہ تحدیث و تعلیم اولیاء اللہ کے دلوں میں ہوا کرتی ہے۔ دل بھی مثلِ آئینہ ہے۔ اور لوح محفوظ بھی مثلِ آئینہ ہے۔ جس میں تمام موجودات کی صورتیں موجود ہیں۔ جس طرح مقابل رکھنے سے ایک آئینہ کا عکس دوسرے میں پڑتا ہے۔ اسی طرح لوحِ محفوظ کی صورتیں دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ پس جب یہ مرتبہ ملجاتا ہے تو وجودِ ولی دنیا میں مظہر آیاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے ✦

ارشاد ہوا کہ ایک روز ایک عیسائی بازار میں وعظ کہہ رہا تھا۔ اور جناب علیہ علیہ السلام کو حضرت رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دے رہا تھا۔ حضرت

Marfat.com

غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس جگہ تشریف لائے۔ اور کہا کہ تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تفضیل کس طرح ثابت کرتا ہے۔ اُس نے کہا اِس لئے کہ حضرت عیسےٰ کا یہ معجزہ کہ وہ مُردے جلا دیا کرتے تھے سینکڑوں جگہ ثابت ہے۔ اور تمہارے پیغمبر کا کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے۔ پس فرمایا کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اُمتی ہوں۔ اگر تیرے پیمبر کے معجزہ کی طرح مجھ سے کوئی فعل سرزد ہو تو میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیگا؟ وہ کہنے لگا ہاں اگر آپ سے ایسی کرامت صادر ہوگی۔ تو بہر تقدیر آپکا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میرے پیغمبر علیہ السلام سے افضل تر ثابت ہو جائیگا +

پس وہ عیسائی آپ کو ایک قبر کہنہ پر لے گیا۔ اور کہا اس قبر کے مردے کو جلا دیجئے۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی۔ فوراً اُس قبر کا مردہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے پوچھا کہ اب تم دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا پھر واپس جانا چاہتے ہو +

مطلب یہ تھا کہ معجزہ عیسےٰ علیہ السلام صرف اسی قدر تھا کہ جب تک وہ مردے سے مخاطب رہتے مردہ زندہ رہتا۔ بعد ازاں پھر بدستور مردہ ہو جاتا۔ اور یہاں حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ نے مردہ کو مختار کر دیا۔ کہ زندہ رہے یا پھر اُسی عالم میں چلا جائے اُس نے کہا یا حضرت میں مطربوں کی قوم سے ہوں کہ ہر وقت روزی کی فکر میں اغنیا کا محتاج رہا کرتا تھا۔ مگر جس دن سے خدا نے مجھے اس دنیا سے اُٹھایا ہے میں اپنی روزی بے تردد حاصل کرتا ہوں۔ پس حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر دعا فرمائی۔ اور وہ قبر میں واپس چلا گیا +

وہ عیسائی معہ اہل و عیال ایمان لایا۔ اور آپکا مرید ہو گیا +

ارشاد ہوا کہ مرتبہ اولوالعزم اور ہے اور مرتبہ محبوب اور ہے۔ جب خدا چاہتا ہے اپنے اولیاء میں سے کسی کو شرف تفہیم بتعلیم سے عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے درجہ پر مشرف کرتا ہے۔ اور پھر موسےٰ علیہ السلام جیسے نبی اولوالعزم اُس کی

Marfat.com

شاگردی کرتے ہیں۔ علم سیکھتے ہیں۔ اور استطاعت تحمل و صبر کی تحقیق رکھتے۔ پس کیا تعجب ہے کہ کرامت معجزہ پر فائق ہو۔ حالانکہ دعوے اُن کا متضاد نہیں ہے۔ اور خرق عادات و معجزہ اصل میں دونو ایک ہیں۔ پس حقوق شیخ کے ادا کرنے میں بےصبری کرنا "فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ" کی حرمان نصیبی حاصل کرنا ہے۔

کسی نے دریافت کیا کہ غریب نواز کیا میاں محمد اشرف کی عمر آپ سے زیادہ ہے فرمایا کہ میاں صاحب ہم سے بہت بڑے ہیں۔ جب وہ جوان تھے تو ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ پھر فرمایا کہ میاں صاحب بہت جوانمرد ہیں۔ ایک دن سردیوں میں شام کے وقت جب کہ مینہ برس رہا تھا۔ دونو ہاتھوں میں دو لکڑیاں لئے ہمارے گھر چلے آئے۔ اور پوچھا کہ آپ کا صاحبزادہ کہاں گیا ہؤا ہے۔ ہم نے کہا کیا کام ہے۔ کہنے لگے کہ مَیں ختم شریف تنہا نہ پڑھ سکونگا۔ پس ہم خود اُن کے ساتھ چلے گئے۔ اور ختم شریف پڑھ آئے۔

ارشاد ہؤا ایک مرتبہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درویش کو دیکھا کہ اُسے اِسہال آرہے تھے وہ ایسے ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا تھا جس پر برف جمی ہوئی تھی اور پھر دو رکعت نماز ادا کرتا تھا۔ پھر اُس کو حاجت ہو جاتی تھی اور وہ پھر غسل کرتا تھا۔ غرض یہ کہ اُسے دو رکعت پڑھنے کی فرصت ملتی تھی۔ اور غسل کرنا پڑتا تھا۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش مَیں جانتا ہوں کہ اسی آب سرد میں تیری زندگی ختم ہو جائیگی۔ یہ اتنی تکلیف جو تو اٹھا رہا ہے آخر اُس کی کیا وجہ ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے بھی یقین ہے کہ مَیں اس آب سرد کی تکلیف سے عنقریب مر جاؤنگا لیکن پیر نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ حدث کے بعد غسل کرکے نماز پڑھنا پس اب دو صورتیں ہیں یا تو ترکِ جان کروں یا ترکِ امرِ شیخ، اور مَیں نے امرِ شیخ کی پیروی کو جان پر ترجیح دی ہے۔ پس یہی ہؤا کہ حاجت ہوئی غسل کیا۔ اور آب سرد میں جان دے کر شہید ہو گیا۔

Marfat.com

مسمّی گوہر نے کہا کہ ہندوستان میں ایک فقیر تھا۔ کہ چالیس دن پانی میں کھڑا ہو کر کچھ پڑھتا تھا۔ اور پانی اس کی کمر تک رہتا تھا۔ آخر ایک دن سردی کی تکلیف سے اُسی پانی میں مر کر جان دیدی۔ کیا وہ بھی شہید ہؤا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں وہ حرام موت مرا۔ اِس لئے کہ لوگ حصولِ عمل کے لئے چلّے کرتے ہیں اور عمل اُن کا دنیا کے لالچ کے لئے ہوتا ہے۔ پس جس عمل میں دنیا کی طمع ہوتی ہے وہ مردود ہوتا ہے۔ اور اُس میں کوئی آخرت کی بہبودی نہیں ہوتی۔ ؎

طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی

نماز جمعہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ کا اتنا ثواب ہے گویا وہ غریبوں کا حج ہے۔ کسی نے کہا حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ کیوں ادا نہیں فرماتے تھے آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کو بواسیر کا عارضہ تھا۔ بعض وقت نماز بھی بڑے تکلف سے ادا فرماتے تھے۔ دوسرا سیال شریف ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں جمعہ کی فرضیت کے شرائط نہیں پائے جاتے ورنہ فضائل جمعہ بے انتہا ہیں ؂

پوچھا کہ درود مستغاث کا مصنف کون ہے؟ ارشاد ہؤا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ جب جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم سفر میں تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر واقعہ افک صادر ہؤا تھا اُس وقت آپ نے یہ دعا تصنیف فرمائی تھی ؂

ارشاد ہؤا کہ جس انڈے کو مرغیاں اول متروک کر دیتی ہیں وہ اگر پھر سو مرغیوں کے نیچے رکھا جائے تو بھی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اِس لئے کہ مرغیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں بیضے میں بچہ نہیں ہے ؂

اِس پر کسی نے والدہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا کہ ان کے نصیب میں اولاد نہ تھی۔ مگر حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے

سے آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد دے دی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بات وقت پر موقوف ہے۔ چونکہ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے وقت سزاوار تھا انکی دعا قبول ہوگئی۔ اس لئے کہ اولیا صاحبِ وقت ہوتے ہیں۔ اور انبیا کے لئے بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میں ایک وقت خدا کے ساتھ ہوتا ہوں جبکہ وہاں کسی فرشتۂ مقرب اور نبیِ مرسل کی گنجائش نہیں ہوتی +

ارشاد فرمایا کہ مشائخ کو وقت نہ ملا تو منصور دار پر کھینچ دئے گئے۔ ورنہ اُسے اس دعوے کے کیف سے ہوش میں لے آنا کچھ دشوار نہ تھا +

وہاں تو حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے ایک بانجھ عورت کو خدا سے لڑکا دلا دیا۔ یہاں کون ہے کہ مرغی کے ایک گندے انڈے سے بچہ نکلوا دے۔ آپ نے اپنی ذات اور وقت سے خود اظہار نفی فرمایا +

ارشاد ہوا کہ بعض کو حق تعالےٰ نے اس فطرت کا پیدا کیا ہے کہ جہاں کوئی خستہ دل ہوتا ہے۔ تو اُس کے زخم پر نمک چھڑکتا ہے۔ اور بعض کی خلقت ایسی کی ہے کہ جس کسی مجروح کے بدن پر زخم دیکھتا ہے تو مرہم لگا دیتا ہے۔ ہمارے حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ مسکینوں اور خستہ دلوں کے حال پر ہمیشہ رحم فرمایا کرتے تھے +

ارشاد ہوا اسیال شریف میں نور بانو ایک عورت تھی۔ جو سوختۂ عشق و محبت تھی۔ اور اُس کا قاعدہ یہ تھا کہ گرمیوں میں وہ ایسے مکان میں بیٹھتی کہ اُس میں گیہوں کا بھوسہ خوب بھرا ہوتا تھا۔ مگر اُسے گرمی کی خبر بھی نہیں ہوتی تھی۔ سردیوں کے موسم میں چند نئے گھڑے ٹھنڈے پانی سے بھر کر مکان سے باہر رکھ دیتی۔ اور

Marfat.com

بار بار اُس ٹھنڈے پانی سے پیالہ بھر کر اپنے سر پر ڈالتی۔ مگر سردی کا ذرا بھی اثر نہ ہوتا۔ ایک روز اُسے خیال ہوا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کھانا کھلانا چاہیئے پس گئی اور دو تین مٹھی باتھو کی شاخیں اور پتے لے آئی۔ اُنہیں دیگ میں رونٹا یا۔ آگ جلتی تھی کہ اُس کے شاخ اور پتے گل جاتے۔ اور نمک مرچ بھی کچھ نہ تھا۔ کہ وہ کچھ لذیذ ہو جاتے۔ فرمایا کہ اُسے غلبۂ سُکر و استغراق سے اتنی فرصت نہ تھی کہ اتنے تردد سے باتھو کو پکاتی یا گلاتی۔ پس نیم گداز باتھو۔ نیم خام اور نیم سوختہ روٹی تیار کر کے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر کی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب لقمہ مُنہ میں کھا تو فرمایا۔ داد وا اے شیخ میں نے اپنی عمر میں باتھو کئی مرتبہ کھایا ہے۔ لیکن جیسی لذت آج اِس باتھو میں ہے کبھی نہیں پائی۔ جب کھا چکے حسبِ عادت پس خوردہ شیخ صاحبؒ دیا۔ اور پھر اُس کی لذت کی تعریف کی۔ کہ اے شیخ ایسی لذت تو کبھی آئی ہی نہ تھی شیخ نے کہا یا حضرت باتھو سخت ہے فلفل نابود نمک ندارد۔ فوراً نو پکا کر لائی تھی مزیدار کیوں نہ ہوگا۔

اہلِ دنیا جب درویش کی عادت کو ایک روش سے دوسری پر اور ایک طریقہ سے دوسرے طریقہ پر دیکھتے ہیں تو کُتّے کی مانند بھونکنے لگتے ہیں۔ یہ نہ سمجھتے ہیں کہ تردیدِ عادت موت کے سوا نہیں ہو سکتی۔ اَلْعَادَۃُ لَا یُرَدُّ اِلَّا بِالْمَوْتِ۔

ارشاد ہوا کہ رنجیت سنگھ کا لشکر ایک راستے سے گذر رہا تھا۔ اور گاؤں کی ایک کُتیا اپنے جوش میں چھت پر آ کر لشکر کی طرف چلاتی تھی۔ جب کوئی گروہ دوسرے لباس اور صورت میں گذرتا تو وہ اور بھی چلاتی۔ اور غصہ ناک ہوتی۔ پس جب تمام لشکر گذر گیا اور رات ہو گئی۔ تو وہ کتیا اوپر سے نیچے گر پڑی اور مر گئی۔ غرض یہ کہ تادمِ حیات لوگوں کے ستانے سے ستانے والے باز نہیں آتے۔

ارشاد ہوا کہ سیال شریف میں ایک درویش تھا نیاز احمد یا سید احمد' دن رات ذکر و حال میں ڈوبا رہتا تھا۔ اور حضرت سجادہ نشین صاحب نے ایک نیا بڑا مادہ ایک مکان

Marfat.com

کے سامنے بنوایا تھا۔ درویش مذکور ایک دن ذکر جہر کرنے کے بعد مستغرق اُس آمدہ
میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ شمس العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے
اُن کی نگاہ اُس برآمدہ پر پڑی۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ عرض کی حضرت ولی عہد صاحب سجادہ
نے برآمدہ بنوایا ہے۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا "وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ"۔ یہ
لفظ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس رباعی میں ہے ؎

اَلَا یَا سَاکِنَ قَصْرٍ مُعَلّٰی — سَتُدْفَنُ عَنْقَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ
لَہٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ — لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

مطلب یہ ہے کہ اے قصر معلّے کے رہنے والو۔ تم عنقریب مٹی میں دفن کیے جاؤگے،
روز ایک فرشتہ تمہیں ندا کرتا ہے کہ تم موت کے لیے پیدا کیے جاتے ہو اور خرابی
کے لیے تعمیر کرتے ہو +

پس جس وقت یہ لفظ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلا۔ برآمدہ کی
چھت درویش کے سر پر فوراً گر پڑی۔ اور لوگ چلائے کہ ارے درویش مر گیا۔
جب مٹی۔ لکڑی وغیرہ جلدی جلدی وہاں سے ہٹائی تو دیکھا کہ درویش بدستور
اپنی حالت میں مستغرق بیٹھا ہوا ہے۔ پوچھا کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ اُس نے کہا
مجھے کچھ خبر نہیں صرف کچھ آواز سی میرے کانوں میں آئی تھی +

ایک دن حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے اُسے کسی کام کو بھیجنے کے لیے بلایا۔ حضرت
صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ آپ ایسے آدمی کو کام کے لیے بھیجتے ہیں کہ روز
ذکر جہر کے وقت اُس کی گود میں ایک بڑا سا سانپ بیٹھا رہتا ہے۔ اور اُسے خوف تو
درکنار خبر بھی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ہی آدمی کام کے ہوتے ہیں +

ارشاد فرمایا کہ سیال شریف میں مجروح نامی ایک درویش تھا جب حضرت
صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر کی طرف تشریف لے چلے تو وہ ہاتھ باندھے آپ کے پیچھے پیچھے
روانہ ہوا۔ جب گھر کے دروازہ کے قریب پہنچے تو آپ نے مڑ کر اُدھر سے دیکھا
خدا جانے اس نظر میں کیا تھا کہ وہ شخص واپس دوڑا ہوا گیا۔ اور آگ کے ایک گرم

Marfat.com

تنور میں خوب بے ادبی سے جا پڑا۔ لوگوں کو جب خبر ہوئی تو دوڑے۔ اور اسے تنور سے نکالا۔ لیکن اس کا گوشت پوست سب گل چکا تھا۔ ایک ہفتے کے بعد گیا۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز ہر روز گیارہ مرتبہ خطاب محبوبی بارگاہ ایزدی سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ سترہ مرتبہ خطاب محبوبیت سے سرفراز ہوتے تھے۔

ارشاد ہوا کہ جب وقت آتا ہے تو شئے مطلوب سے چند زیادہ مل جاتا ہے یہ وقت پر موقوف ہے۔ جو کام بند ہوتا ہے وہ حکمت کے ساتھ بند ہوتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ ابتدا میں ہمارے مکانات دو چھپروں کے گھر تھے۔ جب ہم نے پہلا مکان یہاں تعمیر کیا تو ان کفش دوزوں نے پورب کی طرف دروازہ نکالنے نہ دیا۔ اور وہ مدتوں تک بند پڑا رہا۔ آخر قصبے کے تمام ہندو مسلمان ایک دن جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ زمین اور شہر ہماری ملکیت میں ہے۔ ان کفش دوزوں کو کیا مجاز ہے کہ انہوں نے آپ کے دروازہ کا راستہ بند کر دیا ہے۔ پھر ہمارے پاس آئے کہ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کا دروازہ کھڑا کرتے آئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ اس طرح زور نہ چلے گا۔ اور نہ ان کے ساتھ ہم نکلے۔ آخر شہر کے آدمی مجبور ہو گئے۔ پس کفش دوزوں نے اپنی رضامندی سے اس جگہ دروازہ کھڑا کر دیا۔

ارشاد ہوا کہ جو کام بند ہو جاتا تھا۔ ہم اسے حضرت خواجہ شمس العارفین رضی اللہ عنہ کی مرضی پر چھوڑ دیتے تھے۔ پس وہ چیز ہماری طلب سے زیادہ ہمیں مل جاتی تھی۔ پھر فرمایا کہ جو خود فروخت کرتا تھا۔ تو علاوہ قیمت مطلوبہ کے ہم اسے کچھ زیادہ دیتے تھے۔ پس چونکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی یہی تھی تمام کفش دوز اپنے سب مکانات بیچ کر چلے گئے۔

ایک روز کسی نے پوچھا کہ جو فرض ہنوز میں نے ادا نہیں کیا ہے (مثلاً حج)

Marfat.com

وہ فرض مرید اپنے اختیار سے ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ ارشاد ہوا کہ یہ مسئلہ اعتقاد ہے! اور ہر مرید کا اعتقاد جُدا گانہ ہوتا ہے۔ لیکن جس کا اعتقاد مرشد کے ساتھ مضبوط ہوتا ہے یعنی درجۂ تقلید سے گذر جاتا ہے۔ اور تحقیق کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے تو وہ اُسے اجازت نہیں دیتا۔ کہ بے اجازتِ شیخ کوئی کام کرے ❋

پھر فرمایا کہ طریقت لبِ لباب شریعت ہے۔ اور سلوک اُس سے مشکل ہے۔ بہرتقدیر گو راہ مشکل اور باریک ہے مگر مقصود سے قریب تر ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔ کہ جب دودھ سے گھی نکال لیا جاتا ہے تو صرف مٹھارہ جاتا ہے یعنی سلوک طریقت مثل گھی کے ہے۔ اور سلوک شریعت مثل مٹھے کے۔ اور جب ایک عورت بموجب حکم شریعت کسی مرد کو قبول کرلیتی ہے۔ تو پھر بغیر اُس کی اجازت کے دائیں بائیں دیکھنا بھی اُس پر حرام ہوجاتا ہے۔ بلکہ حج بھی جا ہے اُس پر واجب کیوں نہ ہو۔ مگر بلا اجازت شوہر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ پس جب تابع شریعت کے لئے اجازت نہیں ہے کہ بغیر اجازت شوہر کوئی کام کرے۔ پس سالک طریقت کو جو اپنا ہاتھ شیخ کے ہاتھ میں دے چکا ہے۔ کس طرح اجازت ہوسکتی ہے۔ کہ وہ بغیر رضامندی واطاعت شیخ کے کوئی کام کرے ❋

ارشاد ہوا کہ ایک شخص اپنے گھر سے بارادہ حج چلنا اور اجازت لینی کیلئے حضرت خواجہ فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کی حضور میں حاضر ہوتا۔ جب زیارت سے مشرف ہوتا تو شوقِ حج اُس کے دل سے دُور ہوجاتا۔ چند مرتبہ اسی شوق میں آیا آخر شوقِ حج اُس کے دل سے بالکل نکل گیا ❋

ارشاد ہوا کہ چنیوٹ میں ایک شخص رہتا تھا۔ ہمارے حضرت صاحب کی خدمت میں چند مرتبہ حج کرنے کی اجازت لینے آیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو ہو گئے۔ ایک دفعہ عرض کی کہ حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ تیرا حج یہیں ہوجائیگا۔ میرے چاروں طرف طواف کر۔ دو مرتبہ اُس نے طواف کیا۔ تیسری مرتبہ زمین پر گر کر بے ہوش ہوگیا۔ اب تک مخبوط الحواس اور خلقت سے متوحش ہے۔ بجز خلوت اور

Marfat.com

تنہائی کے اُسے کہیں آرام نہیں ملتا۔ اُس کے حجرہ کے سامنے سے ہو کر لوگوں کے نکلنے کا راستہ تھا۔ وہ دروازہ بھی اُس نے بند کر دیا۔ اب فرائض نماز بھی اُس کے حال پر واجب نہیں رہے ہیں۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ترجمہ اے ایمان والو نماز کے نزدیک نہ آؤ۔ اُس حالت میں جب کہ تم مست ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو۔ جو کچھ تم کہتے ہو ؎

تیری نگاہِ مست نے دعوتِ جذب ہوش دی
جب سے تری نظر لگی جی نہ لگا نماز میں

کسی نے کہا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مرید پر ایک وقت آتا ہے جبکہ وہ اپنے شیخ سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ فرمایا ہاں اس کے لئے بھی ایک وقت ہے +

ارشاد ہوا کہ درویش جب منازل فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسولؐ سے ترقی کرتا ہے تو فنا فی الحق ہو جاتا ہے +

ارشاد ہوا کہ تونسہ شریف میں ایک درویش تھا۔ صاحبزادہ گل محمد صاحب اُس کے حجرہ کے دروازہ پر گئے اور اُسے کوئی کام بتایا۔ پوچھا کون ہے۔ کہا گل محمدؒ۔ پوچھا کون گل محمد۔ کہا صاحبزادہ حضرت صاحبؒ۔ پوچھا کون حضرت صاحبؒ۔ پس صاحبزادہ صاحب مرحوم نے اُس کے حال سے خواجہ صاحبؒ کو خبر دی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب کسی درویش کو ایسے وقت کے شغل میں دیکھو تو اُس سے کوئی کام نہ لو۔ اور اُس سے کچھ نہ کہو۔ پھر فرمایا کہ جو مرید ایسے وقت کی تحقیق و حصول تک پہنچ جاتا ہے اُسے اپنے اور شیخ کے تعین میں کوئی چیز زیادہ معلوم نہیں ہوتی ؎

درچشم مجنوں دیدہ لیلیٰ شدہ بنمودہ
لیلیٰ کجا مجنوں کجا خود بودہ خود بودہ

Marfat.com

پھر کسی نے عرض کی کہ غریب نواز حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مرید پر ایسا حال وارد ہوتا ہے۔ کہ اُس حال میں وصال الٰہی کے لئے شیخ سے منقطع اور مستغنی ہو جاتا ہے اس لئے کہ صاحبِ وقت اور صاحبِ حال میں فرق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اکثر جانب شیخ جانا بھی اُس کے لئے حرام ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی تربیت و تہذیب خدا خود اپنے ذمے لیتا ہے۔ وہ معانی اور اسرار ربانی کی ایسی منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ شیخ بھی اُن احوال کی اقسام سے مطلع نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوا ہاں یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ فنا کی تینوں منزلیں طے ہو چکتی ہیں۔ اور مرید بحرِ توحید میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کی کشتی دوسروں کی تکمیل و تعلیم کے لئے اُس ورطۂ فنا سے ساحلِ بقا پر لاتے ہیں۔ پس اُس کی ذات ذاتِ الٰہی کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ اور اس کی صفات کا قیام صفاتِ حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور تجدید فرمان کا محتاج نہیں رہتا۔

چنانچہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُن میں سے ہر ایک فرداً فرداً اپنی حالت میں خطاب کیا گیا کہ آج تو مرتبہ اور قدر و منزلت میں ہمارے نزدیک "زمین" ہے۔ اور اس منزل میں فرمان کی احتیاج نہیں رہتی۔ اس لئے کہ اب یہ ایسے ہو گئے ہیں کہ اُن کے کام انہیں کو سونپ دئے گئے ہیں یعنی مانند یوسف علیہ السلام کہ بادشاہت کا کام انہیں تفویض کیا گیا۔ پس وہ خدا کے قبضے میں ہیں۔ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ ہر چیز میں اپنے کاموں کی تحقیق کرتے ہیں۔ فَبِی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ وَبِی یَنْطِقُ وَبِی یَعْقِلُ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پس وہ مجھ سے سنتے ہیں مجھ سے دیکھتے ہیں۔ مجھ سے کہتے ہیں۔ مجھ سے سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے استغنائے خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ ذکر فرمایا۔ جو پہلے حالاتِ استغراق میں کہیں درج ہو چکا ہے۔

ایک روز کسی درویش نے دریافت کیا کہ جب وظیفہ درود شریف پڑھا جائے یا تلاوت قرآن شریف کی جائے تو کیا تمام مشائخ سلسلہ کی ارواح کو اُس کا ثواب پہنچایا جائے! ارشاد فرمایا یہی کافی ہے کہ اُس کا ثواب ارواح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو

Marfat.com

پہنچا کر روح حضرت خواجہ سیال شریفؒ اور حضرت خواجہ تونسہ شریفؒ کو پہنچا دیا جائے اُس شخص نے اعتراض کیا کہ تمام مشائخؒ کو ثواب کیوں نہ بخشدیا جائے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے پاس کوئی نفیس تحفہ ہو اور وہ بغیر اسم و واقفیت کے وہ تحفہ کسی بادشاہ کو نذر کرے تو وہ بادشاہ اُس کی پرواہ نہ کریگا۔ اور بجائے قبولیت کے اہانت کریگا۔ اور اگر وہ تحفہ کسی واقف کار امیر کی معرفت دیا جائیگا۔ تو اُس امیر کے وسیلے سے وہ تحفہ قبول ہو جائیگا ۔

ارشاد فرمایا مسئلہ یوں ہے۔ کہ جو مرید ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اُس کے عوض دس نیکیاں تو اُسے دیجاتی ہیں بیس نیکیاں اُس کے شیخ کو۔ اور تیس نیکیاں پیر شیخ کو دیجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ مشائخؒ سلسلہ میں سے ہر ایک کو اس کا ثواب دس گنا زیادہ ملتا جاتا ہے۔ اور پھر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے پس اُس کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔ کہ پڑھنے والا خود سب کا نام لے لیکر بخشے ۔

خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی اشارت و بشارت سے حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف نے پیام بھیجا کہ ہم دردمندوں کو اپنی زیارت سے مشرف کیجئے کہ موت قریب آتی جاتی ہے۔ ورنہ اجازت دیجئے کہ ہم خود حاضر خدمت ہوں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بلالپوری نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں سیال شریف جانے سے انکار نہیں ہے لیکن یہ بخشنے کا قصہ ہے۔ ہماری جان تو ہر وقت حضرت صاحب کی طلب میں ہے کہ کسی طرح وہاں حاضر ہوں۔ اور یہ خیال کیونکر نہ ہو۔ کہ بجز اُس درگاہ کے ہم نے کوئی اور دروازہ نہیں دیکھا ہے۔ نہ ہمارے لئے کوئی اور درگاہ ہے اور نہ ہمیں کسی اور کی ضرورت ہے ؎

بدرت گرچہ ز در کوشے تو بدر دگر گذرے نہ شد
بسرت گرچہ ز سر زلف تو بسرم کسے دگرے نہ شد

لیکن یہاں تیچ پچ پردہ سے ظاہر ہوتا ہے وہ حضرت صاحب کی مرضئ مبارک سے ذرہ بھر باہر نہیں ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ بندہ مملوک کی کیا طاقت ہے کہ بال برابر بھی

Marfat.com

مالک کے حکم سے تجاوز کرے۔ اسرافیل علیہ السلام جس دن سے نفخِ صور پر مامور ہوئے ہیں صور مُنہ میں لئے ہوئے ایک پاؤں آگے ایک پیچھے نفخِ صور کے لیے تیار کھڑے ہیں نہ قوت ہے کہ ایک قدم آگے بڑھائیں اور نہ فرصت ہے کہ پلک جھپکائیں۔ پھر ارشاد ہُوا کہ تمام اولیاء اللہ کو آداب فراست وفہمید عطا ہوئے ہیں۔ مگر جو فراست کہ حضرت خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کو دی گئی ہے وہ دوسروں کی فہمید سے بالاتر ہے۔ سب آپکے امر تک رسائی کی تمنا میں متحیر رہ جاتے ہیں +

اپنی وفات سے ۱۲ روز پیشتر حضور غریب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالےٰ نے زندگی اور موت سب کا مختار کر دیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ موت کو اُن تک رستہ نہیں ملتا۔ اور ملک الموت کی وہاں گنجائش نہیں رہتی جہاں ہیں وہ خدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ بلکہ خدائے تعالےٰ خود اپنی قدرت کے ہاتھوں سے اُن کی جان لیتا ہے +

ارشاد ہوا کہ خاصانِ خدا میں سے ایک بزرگ تھے مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور سیب نذر کیا۔ اُن بزرگ نے کہا کہ تم چلو میں پیچھے پیچھے آتا ہوں پھر اپنے لواحقین سے وصیت کی کہ میری قبر فلاں مکان میں کھود و۔ اور یہ سیب اُس پر بو دو۔ یہ کہا اور فوت ہو گئے متعلقین نے اُن کی وصیت کو پورا نہ کیا۔ اور اُن کی قبر دوسری جگہ کھود ڈالی۔ پس غسل کے بعد جب چاہا کہ جنازہ اُٹھائیں تو سب ملکر بھی نہ اُٹھا سکے۔ ناچار سب عاجز آ گئے۔ آخر اُن بزرگ کی چارپائی خود ہوا میں اُڑی۔ اور سبز پروالے مرغ (جانور) اُس کے ارد گرد پھرنے لگے۔ اور لاش پر سایہ کر لیا۔ پھر چارپائی اُسی مقام پر اتری جہاں اُن کی خواہش دفن تھی۔ تمام مخلوق اُس کے پیچھے دوڑی گئی۔ انہیں بزرگ کا ہمسایہ ایک بقال تھا۔ جو ہمیشہ اُنہیں ستاتا رہتا تھا۔ اُس نے جب یہ کرامت دیکھی تو اپنے بال بچوں کو لیکر چارپائی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے مردِ خدا میں تو یقین کرتا ہوں کہ تو مرا نہیں ہے۔ افسوس مَیں نے تیری قدر نہ کی اور ہمیشہ تجھے ایذا دیتا رہا تو اب بھی زندہ ہے۔ خدا کے لیے اُٹھ اور میرے گناہ معاف کر دے۔ اور میرے عذر

Marfat.com

قبول کر۔ مجھے اور میرے آل و عیال کو مسلمان کر۔ اپنی بیعت میں ملا۔ اور ایک سند لکھ دے کہ کل قیامت کے دن میرا اور میرے آل و عیال کا تو ضامن ہوگا۔ اس لیئے کہ میں تیرا ہمسایہ تھا، وہ بزرگ فوراً اٹھ بیٹھے قلم دوات منگائی۔ بقال کو معہ آل و عیال مسلمان کیا۔ اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا۔ سند لکھ کر دی اور پھر سو گئے۔ آخر اُن کو دفن کیا گیا +

ارشاد ہوا ایک بزرگ تھے کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں اُن کی جان لینے آیا وہ کہنے لگے میرا ایک لڑکا ہے اور میں اُس کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تو چلا جا، میں اس کام سے فارغ ہو کر آؤنگا +

ارشاد ہوا تم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ اُن کی قبریں کوئی نہیں جانتا تھا مگر جب وقت قبولیت آیا تو اُن کی قبریں مشہور ہو گئیں۔ اور نذریں چڑھنے لگیں اور حاجتیں بھی پوری ہونے لگیں +

ارشاد ہوا خدائے تعالےٰ ہمیشہ قادر و مختار ہے کہ لکھے کو مٹادے۔ اور از سرِ نو پھر کچھ لکھ دے۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اللہ جو چاہے مٹادے اور جو چاہے لکھ دے۔ اُمُّ الکتاب تو اُسی کے پاس ہے ؎

اپنے جی میں جو کچھ آیا اپنی جو مرضی ہوئی
میرے سمجھانے کو نام اُس کا مقدر رکھ دیا

ارشاد ہوا کہ فقیر کو چاہیئے رزاقِ مطلق صرف خدائے تعالےٰ کو جانے اور مخلوق سے پرہیز کرے۔ اِس لئے کہ مخلوق سے کچھ نہیں پہنچتا ؎

زہد و تقویٰ چیست اے امرِ فقیر   لاطمع بودن ز سلطان و امیر

ارشاد ہوا کہ دنیا بے وفا ہے کسی کے ساتھ نہیں جاتی۔ اگر کسی دنیا دار کے

Marfat.com

سینکڑوں بیگھے زمین ہو یا بہت سے مکانات ہوں تو اُس کے مرنے کے بعد کوئی نہیں کہتا کہ اُس کی قبر اُسی کی زمین یا مکان میں کہیں کھود دی جائے۔ بلکہ مفلسوں کے درمیان میں اُسے دفن کرتے ہیں۔ جہاں جانور آ آ کر اُس کی قبر پر پیشاب کرتے ہیں۔ اور فقیر یعنی درویش کی اگر زیادہ نہیں تو اتنی عزت ضرور ہوتی ہے کہ بعد وفات اُس کی قبر وہاں بنوائی جاتی ہے۔ جہاں وہ اپنی زندگی میں وظائف وغیرہ ادا کیا کرتا تھا۔

وقتِ اخیر میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سجادہ نشین سید محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تعمیر کا کام جاری رہنا اچھا ہے اور اِس خاندان کا وظیفہ ہے۔ اور لنگر بھی ہمارے بزرگوں کا وظیفہ ہے۔ یہ کسی وقت ترک نہ ہونا چاہئیے۔ اِس سے دنیا اور آخرت میں عزت زیادہ ہوتی ہے۔ اور مدارج و مراتب ملتے ہیں۔ اِن دونوں کی اصل دل کی استقامت ہے کہ جب دل مستقیم ہُوا تو یہی مقصودِ اصلی ہے۔ لوگ آئیں یا نہ آئیں۔ لوگوں کا آنا اور نہ آنا دل میں یکساں محسوس ہونا چاہئیے۔

وآخر ملفوظاتہٖ

اُٹھ گئے دنیا سے ذاکر، ذکر باقی رہ گیا
سُننے والوں نے سُنا اور کہنے والا کہہ گیا

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
وَنُوْرِ عَرْشِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ
اٰمین

Marfat.com

حصۂ چہارم

نظم

ہندوستان کے مشہور شعرا کی نظمیں جو انہوں نے اظہارِ عقیدت قلبی و کمال خلوص و ارادت کیشی سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے شانِ مبارک و مطہر میں وقتاً فوقتاً نذر گذاریں

(محمد اللہ دین مؤلف)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاں کے سلطاں ترے گدا ہیں عجب ہے تیری جناب حیدرؓ

(از مولانا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبر آبادی)

عجب ہے تیری شان حیدرؓ، غریب ہے انتساب حیدرؓ
حسب مقدس، نسب مطہر، لقب معلّٰی، خطاب حیدرؓ

ہے حقیقتوں کا یہ چرخ فطری، تجھی سے روشن ہیں مہر ہادی
اس آسماں پر تری تجلی، ہے رُوکشِ آفتاب حیدرؓ

فدائی تیرا جو بن چکا ہے، وہ تارکِ فکرِ ما سوا ہے
اُسے کسی سے غرض ہی کیا ہے جو تجھ سے ہی فیضیاب حیدرؓ

میں دور روضے سے کیوں پڑا ہوں، نصیب کہتا ہے رہا ہوں
ان آسمانوں سے چاہتا ہوں، نیا کوئی انقلاب حیدرؓ

فلک ترے در پہ جبہ سا ہیں، ملک تری شان پر فدا ہیں
جہاں کے سلطاں ترے گدا ہیں عجب ہے تیری جناب حیدرؓ

یہ تیرے خدامِ عالم بر دم، ہیں مطمئن صبح و شام ہر دم
جنہیں تجھی سے ہے کام ہر دم وہ کیوں نہ ہوں کامیاب حیدرؓ

ہمیں تو یہ آستاں ہے کعبہ، جھکائیں کیوں کر نہ ہم سر اپنا
کہ سجدہ گاہِ ملک ہے تیرا، مزارِ گردوں جناب حیدرؓ

خلش میں اُسکی جو لطف آیا، میں کیا بتاؤں وہ کیا مزہ تھا
مذاقِ فرقت نے دل میں پیدا کیا ہے اک اضطراب حیدرؓ

بھلا یہ میری کہاں ہے قسمت کہ مجھ کو حاصل ہو فیضِ رویت
تو خسروِ کشورِ طریقت، میں خستہ حال و خراب حیدرؓ

حجاب بے صبر آزما ہے، کہ حسرتِ روئے پر ضیا ہے
جمالِ حیدرؓ کا واسطہ ہے اٹھا دے رخ سے نقاب حیدرؓ

دکھا دے جلوہ مجھے خدارا کہ ایک عرصے نے دو کو مارا
نہ دل کو فرقت کا تیری یارا، نہ مجھ کو دوری کی تاب حیدرؓ

گناہوں نے یہ غم دیا ہے کہ جسم شعلوں سے بھر دیا ہے
تپِ جدائی نے کر دیا ہے، دل و جگر کو کباب حیدرؓ

کوئی مصیبت اگر پڑی ہے، تو یاوری تو نے آکے کی ہے
ترے وسیلے سے ہو گئی ہے دعا میری مستجاب حیدرؓ

جو تیری زلفوں پہ مبتلا ہوں تو کس طرح موردِ خطا ہوں
میں الجھنوں میں پڑا ہوا ہوں ملا ہے پیچ و تاب حیدرؓ

میں شیفتہ تیرے خال و خد کا، ہے تیرے چہرے سے عشق حد کا
نہ ڈر ہے مجھ کو شبِ لحد کا، نہ خوفِ روزِ حساب حیدرؓ

جنابِ حق میں ہے تو مکرم، ہوں تیرے درجات بھی معظم
خدا کی جانب سے تجھ پہ ہر دم، ہو رحمتِ بے حساب حیدرؓ

Marfat.com

شاہِ حیدرؑ کی عجب شان نرالی دیکھی

(از مولانا عبدالخالق صاحب خلیق دہلوی)

شاہِ حیدرؑ کی عجب شان نرالی دیکھی ۔۔۔ برقِ ایمن کی طرح شکل جلالی دیکھی
کال کا اُس کو نہ کھٹکا رہا جس نے آکر ۔۔۔ زلف شانوں پہ لٹکتی ہوئی کالی دیکھی
آپ کے سامنے دنیا کی حقیقت یہ تھی ۔۔۔ جس طرح سے کوئی تصویرِ خیالی دیکھی
اب کرنا کبھی تعریفِ جمالِ یوسفؑ ۔۔۔ شکل اے دیدۂ یعقوبؑ جمالی دیکھی
آرزو ابروئے خمدار نے کر دی پوری ۔۔۔ عید کے چاند کی مانند ہلالی دیکھی
مہر و الفت کے زمانے سے طریقے برتے ۔۔۔ غصہ چہرے پہ نہ لب پہ کبھی گالی دیکھی
سحر آنکھوں میں تو اعجازِ مسیحا لب میں ۔۔۔ ہر ادا آپکی دل چھیننے والی دیکھی
پیش حورانِ جناں کرتی ہیں اپنی تحفے ۔۔۔ آپ نے گلشنِ فردوس کی ڈالی دیکھی
عمر بھر بادۂ عرفاں کے پیئے خم کے خم ۔۔۔ جامِ جم ہاتھ میں دیکھا نہ پیالی دیکھی
نور چہرے پہ برستا رہا اللہ اللہ ۔۔۔ مشعلِ حق کی طرح آنکھ میں لالی دیکھی
خلق کے بندوں کو فقیری میں امیری بخشی ۔۔۔ شان کچھ آپ کے دربار کی عالی دیکھی

طورِ جلالِ حیدریؑ

(از مولنا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی)

اے تری ذات پرتوِ آئینۂ پیمبری ۔۔۔ اے ترا حسن مشرقِ مہرِ صفاتِ داوری
تیری ممات پردۂ رازِ و نیازِ مظہری ۔۔۔ تیری حیات مصدرِ شانِ نشانِ دلبری
رازِ طرازِ برتری، تاجِ سراجِ سروری ۔۔۔ نورِ جمالِ صفدری، طورِ جلالِ حیدری
دل میں چمک نظر میں آ، اپنی تجلیاں دکھا ۔۔۔ برقِ جمال کو سکھا، عادتِ جلوہ گستری
کفر کو اضطراب ہے، شرک بہت خراب ہے ۔۔۔ تجھ سے فروغ یاب ہے، ملتِ ابنِ آذری
میری خودی مٹا گئی، مست مجھے بنا گئی ۔۔۔ تیری نظر سکھا گئی، رسمِ درہِ قلندری
زورِ جلال کا وفور، شورِ جمال دُور دُور ۔۔۔ بادشہِ جلال پور، زینتِ چتر و افسری

Marfat.com

تیرا جمالِ محتشم، دل میں عیاں ہے دمبدم — جامِ سفال سی ہے کم، آئینۂ سکندری
خضر کو ہو مجالِ تر، دورِ بقا کی رہ گذر — تیرے نقوشِ پا اگر، دینِ پیامِ رہبری
گرد و غبار دھو گئی، نقش و فساد کھو گئی — دارُوئے قلب ہو گئی، ایک نگاہِ سرسری
مجھ سے جو بے نیاز ہے، اس میں بھی کوئی راز ہے — خادمِ چشمِ ناز ہے، گردشِ چرخِ چنبری
یہ ترا روضۂ حسیں، رعب ہے جس کا دلنشیں — صاحبِ جاہ کو نہیں جو صلۂ گداگری
ہو ترا فیضِ ضوفشاں، پائے مرادِ مدح خواں — صورتِ صحنِ گلستاں، گود رہے ہری بھری

چشمِ باطن طالبِ دیدار حیدر شاہؒ ہے

(از مولانا شفیق صاحب رضوی عمادی)

کیا رفیع المنزلت سرکار حیدر شاہؒ ہے — در بڑے داتا کا یہ دربار حیدر شاہؒ ہے
باغِ جنت گلشنِ بیخار حیدر شاہؒ ہے — کیا شگفتہ ہر گلِ گلزار حیدر شاہؒ ہے
قصرِ فردوسِ بریں ہے روضۂ عالی مکاں — خلد زیرِ سایۂ دیوار حیدر شاہؒ ہے
ہر در و دیوار پر ہے چاندنی چھٹکی ہوئی — ذرہ ذرہ مطلعِ انوار حیدر شاہؒ ہے
دولتِ کونین سی ہوتا ہے عالم فیضیاب — دوستو کتنی سخی سرکار حیدر شاہؒ ہے
اہلِ حاجت دست بستہ حاضرِ سرکار ہیں — جائے تعظیم و ادب دربار حیدر شاہؒ ہے
نامِ حاتم کا سخاوت میں بہت مشہور ہے — اُس سے بھی بڑھ کر مگر ایثار حیدر شاہؒ ہے
سینکڑوں گاہک ہیں جس کے مثلِ یوسف خلق میں — زور پر کیا گرمیِ بازار حیدر شاہؒ ہے
خفتہ بختوں کے مقدر کو جگانے کیلئے — مرحبا کیا طالعِ بیدار حیدر شاہؒ ہے
پھر پلا دے ساقیا جامِ شرابِ معرفت — تشنہ لب پھر طالبِ دیدار حیدر شاہؒ ہے

پھر سخن میں ذوقِ عرفاں کی نئی ہے چاشنی
پھر زباں پر لذتِ گفتار حیدر شاہؒ ہے

آنکھ میری عاشقِ دیدار حیدر شاہؒ ہے — دل بھی میرا مطلعِ انوار حیدر شاہؒ ہے
چشمِ ظاہر مظہرِ انوار حیدر شاہؒ ہے — چشمِ باطن طالبِ دیدار حیدر شاہؒ ہے
جو سویدا کی طرح ہے قلب میں عشاق کے — وہ سوادِ زلفِ عنبر بار حیدر شاہؒ ہے

Marfat.com

چلتے ہیں تیر نگہ جس کے دل مجروح پر — وہ کمان ابروئے خمدار حیدر شاہؒ ہے
عطر جنت سے معطر ہے مشامِ آرزو — میرے سر میں نکہت گلزار حیدر شاہؒ ہے
واقفِ رمز و نکاتِ معرفت ہے دل مرا — میرا سینہ کاشفِ اسرار حیدر شاہؒ ہے
ہے مرض حب عشق کا صحت سے بہتر اے طبیب — ہے وہی اچھا کہ جو بیمار حیدر شاہؒ ہے
اُس کے دل سے کوئی پوچھے زخم کھانے کا مزہ — جو شہید لذت دیدار حیدر شاہؒ ہے
اُس کے چہرے سے جمالِ حیدری ہے آشکار — جو سراپا مطلع انوار حیدر شاہؒ ہے
ہے عیاں رخ سے عجب شانِ جلالِ حیدری — مرحبا کیا سطوتِ سرکار حیدر شاہؒ ہے
رعب شاہی ہے فقیرانہ روش سے آشکار — دیکھئے کیا شوکتِ دربار حیدر شاہؒ ہے
نذر کو کیا لیکے آئے آستانے پر شفق — یہ غریب و عاشقِ نادار حیدر شاہؒ ہے

پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ کیا درگاہ ھے

(از مولانا عاشق حسین صاحب سیاب وارثی)

آفتاب نور عرفاں کی تجلی گاہ ہے — مرجع مخلوق، ملجائے گدا و شاہ ہے
کیف آگیں اس سے ہر چشم بطون آگاہ ہے — خلد کہتے ہیں جسے وہ دو قدم کی راہ ہے
نقشہ فردوس ہے، تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

روضہ والا کا ہر اک پیر نخل طور ہے — سر خمیدہ کیوں نہ ہوں، شاخ نہ بار نور ہے
جو ہے زائر وہ ضیائے کیف سے مسرور ہے — جو ہے حاضر وہ خمار وجد سے مخمور ہے
نقشہ فردوس ہے تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ کیا درگاہ ہے

صحن میں روشن ہیں جو شمعیں ستاروں کی طرح — سوز دل سے جل رہی ہیں جاں نثاروں کی طرح
موجزن ہیں صاف کرنیں آبشاروں کی طرح — ضو فگن ہیں اُن میں جلوے چاند تاروں کی طرح
نقشہ فردوس ہے، تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

Marfat.com

اک طرف ہیں غول میخوارانِ مے آشام کے — ہیں شرابِ شوق سے لبریز گوشے جام کے
اک طرف ہیں چہچہے مرغانِ خوش ہنگام کے — اک طرف کچھ لوگ کہتے ہیں کلیجے تھام کے
نقشۂ فردوس ہے، تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

وہ سحر، وہ الوداعِ گوشۂ دامانِ شب — وہ طلوعِ صبح اور وہ رخصتِ شاہانِ شب
مشرقِ جلوت میں وہ بیدارئ یارانِ شب — وہ نگاہِ نیم باز و مستِ مہمانانِ شب
نقشۂ فردوس ہے، تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

بارشِ رحمت سی ہے سرسبز بستانِ مزار — رشکِ شمعِ طور ہے شمعِ شبستانِ مزار
گلشنِ خلدِ بریں ہے زیرِ دامانِ مزار — شانِ تکریمی میں رضواں ہیں غلامانِ مزار
نقشۂ فردوس ہے، تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

آرزو والے کھڑے ہیں ہاتھ پھیلائے ہوئے — حسرتوں والے پڑے ہیں ہر طرف چھائے ہوئے
ہیں گنہگارانِ ملت آج شرمائے ہوئے — عذر خواہی کیلئے ہیں سب یہاں آئے ہوئے
نقشۂ فردوس ہے، تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

آرزومند، آرزوئیں اپنی لیکر جائینگے — حسرتوں والے بھی اپنے دل کی حسرت پائینگے
جو خطاکار ہیں وہ بھی نہ اب شرمائینگے — سب گناہ دُھل جائینگے، رحمت کے بادل آئینگے
نقشۂ فردوس ہے تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

ہاں رہیگا اب نہ باقی کوئی ناکامِ مُراد — آستانے سے ملیگا سب کو انعامِ مراد
ہے حصولِ کامیابی آج انجامِ مُراد — یعنی اس درگاہ کا ہر سنگ ہے بامِ مراد
نقشۂ فردوس ہے تصویر بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ کیا درگاہ ہے

چاہتے ہیں جس کو دم بھر میں بلا لیتے ہیں وہ — اپنے شیدائوں کو مہماں خود بنا لیتے ہیں وہ

Marfat.com

درمیاں سے پردۂ حائل اٹھا لیتے ہیں وہ قسمتیں سوئی ہوئی سب کی جگا لیتے ہیں وہ

نقشۂ فردوس ہے، تصویرِ بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

ایک ہم ہیں حسرتِ درگاہ میں ہیں بیقرار لوٹتے ہیں اور تڑپتے ہیں یہاں سیماب وار
پیر سنتے ہی نہیں ہم دردمندوں کی پکار چھیڑنے کو آ رہی ہیں یہ صدائیں بار بار

نقشۂ فردوس ہے، تصویرِ بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

کاش ہم بھی روضۂ انور کا منظر دیکھتے مدفنِ پُرنور پر پھولوں کی چادر دیکھتے
روضۂ اقدس پہ کرکے جاں نچھاور دیکھتے پھر وہاں مطلعِ پُرکیف پڑھ کر دیکھتے

نقشۂ فردوس ہے، تصویرِ بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

دیکھتے چشمِ عنایت سے جو سید فضل شاہ پھر تو ہوتا سایہ افگن دفعتاً فضلِ الٰہ
واہ ری تقدیر دکھا رات دن ہم کو تباہ دیکھ کوئی کہہ رہا ہے صاف ہر شام و پگاہ

نقشۂ فردوس ہے، تصویرِ بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

چل دلِ دیوانہ، روضے پر تجھے لیجائیں ہم تجھ سے ہم تنگ آ گئے، تجھ کو وہیں چھوڑ آئیں ہم
اس تیری وحشت سے اد وحشی رہائی پائیں ہم جب پہنچ جائیں تو یوں فرطِ خوشی سے گائیں ہم

نقشۂ فردوس ہے، تصویرِ بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہؒ کی ددگا، کیا درگاہ ہے

چل دلِ بیمار، اب تیری دوا ہو جائیگی تو مریضِ عشق ہے، تجھ کو شفا ہو جائیگی
جاتے ہی مسرور جانِ مبتلا ہو جائیگی پھر موافق زمانے کی ہوا ہو جائیگی

نقشۂ فردوس ہے، تصویرِ بیت اللہ ہے
پیر حیدر شاہ کی درگاہ، کیا درگاہ ہے

Marfat.com

منجدھار میں نیا آن پڑی یا حمید شاہ جلالپوری

(از ملک محمد اسلم خان صاحب عمر ۱۵ سال)

(حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر)

اللہ کے پیارے ہو کر کے ولی یا حمید شاہ جلالپوریؒ — محبوب نبی مطلوب علیؑ یا حمید شاہ جلالپوریؒ
تم زینت باغ مرتضویؑ یا حمید شاہ جلالپوریؒ — تم رنگ ریاض مصطفوی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
ہیں آپ مقرب خدا، ہے آپ کا رتبہ بھی اعلےٰ — مرشد میرے پیر چشتی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
عالم ہے دگرگوں یا حضرت بگڑی ہے زمانے کی رنگت — دنیا نے نئی حالت بدلی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
غفلت میں پڑے ہیں شام و سحر اپنی بھی نہیں ہے انکو خبر — حالت ہے مسلمانوں کی بری یا حمید شاہ جلالپوریؒ
وہ اوج وہ شان انکی نہ رہی وہ ہیبت وہ آن انکی نہ رہی — عزت بھی گئی عظمت بھی گئی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
موجوں کا تلاطم ہے بھاری اب پار لگے کیسے کشتی — منجدھار میں نیا آن پڑی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
کیوں آپ نہ آئے نظر، کیوں عرض ہوئی خدام کی رد — کیوں دیر ہوئی کیوں دیر لگی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
بیمار آپ کے در پر آیا ہوں اسلام کے ٹکڑے لایا ہوں — سن لیجئے مرشد عرض میری یا حمید شاہ جلالپوریؒ
ہو شان وہ پہلی سی ظاہر پیدا ہوں عمرؓ اور خالدؓ پھر — ہو دور ہماری کمزوری یا حمید شاہ جلالپوریؒ
زندہ ہوں روایات کہنہ، کچھ جان میں جان آئے آقا — اسلام میں آئے روح نئی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
ایمان کی عظمت ہو افزوں ایمان کی وسعت ہو افزوں — ایمان کی قوت ہو دونی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
لوہا مانیں سب ملت کا، رتبہ جانیں سب ملت کا — حاصل ہو وہ شوکت پہلی سی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
تم واقف راز عالم ہو تم صاحب حزب اعظم ہو — تم سے کہوں کیوں حال دلی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
وہ مسئلہ حفظ خلافت کا، جوں چاہئے ویسے ہو پورا — ہو جلد ہماری دادرسی یا حمید شاہ جلالپوریؒ
اسلم ہے تمہارے در کا گدا اسلم ہے فقیر مست ولا — بھر دو بھر دو اسکی جھولی یا حمید شاہ جلالپوریؒ

آئینۂ صد انوار خدا یا حمید شاہ غریب نواز

(منجانب مولانا عاشق حسین صاحب وارثی)

محبوب نبی مطلوب خدا یا حمید شاہ غریب نواز — محمود جہاں مقصود سما یا حمید شاہؒ غریب نواز
گنجینۂ صد اسرار خدا، تم مظہر صد آثار خدا — آئینۂ صد انوار خدا یا حمید شاہؒ غریب نواز

Marfat.com

ہر درد کے ہر دکھ کے درماں بے سامانوں کی تم ساماں — ہر دل کے سکوں ہر دل کی دوا یا حیدر شاہ غریب نواز

رشیوں کے رشی قسمت کے دھنی مختار و سخی اللہ غنی — ولیوں کے ولی سلطان ولا یا حیدر شاہ غریب نواز

تم جاذب نشرِ اہلِ طلب تم سالکِ راہِ مرضیٔ رب — تم بادشہ ارباب وفا یا حیدر شاہ غریب نواز

تم والیٔ ملکِ صدق و صفا تم صاحبِ عز و فخر و عطا — تم معدنِ علم و حلم و حیا یا حیدر شاہ غریب نواز

سب آئے ہیں ملکر آج یہی چاہیں بھی ملک بھی گدا بھی — فردوس کے پھولوں کا گجرا یا حیدر شاہ غریب نواز

میں حیدری ہوں

از مولانا عاشق [illegible]

نہ میں متعصب و داری و خود سری ہوں — نہ صرف فریاد و نوحہ گری ہوں
میں [illegible] میں مائل بہت ہی ہوں — [illegible] ہوں ہر اک رنج و غم [illegible] ہوں

یہ فضلِ خدا ہے کہ میں حیدری ہوں

فلک تو نہ [illegible] مجھ کو ستاتا — [illegible] گردش [illegible] دکھاتا
[illegible] دنیا میں تیرا ٹھکانا — [illegible]

مجھے جانتا ہے کہ میں حیدری ہوں

اگرچہ مخالف ہے سارا زمانہ — نہیں کوئی دنیا میں میرا یگانہ
حسد مجھ سے رکھتے ہیں سب غائبانہ — کسی سے نہیں ہے [illegible]

مگر خوف کیا ہے کہ میں حیدری ہوں

مرض نے مجھے ناتواں کر دیا ہے — [illegible]
مصیبت نے صرفِ فغاں کر دیا ہے — [illegible]

یہ میری دوا ہے کہ میں حیدری ہوں

کہو مدعی سے نہ ہو میرا دشمن — [illegible]
ہے کینہ رو تقریر میں [illegible] — [illegible]

تو ناحق خفا ہے کہ میں حیدری ہوں

فشارِ لحد سے سبھی سرگراں ہیں — مجھے عین [illegible] زیادہ [illegible]

فرشتے بھی مسرور اور شادماں ہیں نکیرین بھی قبر میں مہرباں ہیں
مگر سن لیا ہے کہ مَیں حیدریؒ ہوں

نہ پژمردہ گلزار میں باغباں ہے نہ گرمائی پر آتشِ گلستاں ہے
نہ صیاد کا خوف کچھ جاں ستاں ہے نہ مجھ کو گلستاں میں خوفِ خزاں ہے
مرا دل ہرا ہے کہ مَیں حیدریؒ ہوں

مئے فقر سے دل میرا کیف زا ہے میرا دل سرورِ ولا سے بھرا ہے
پیالہ مرا ساغرِ خود نما ہے مَیں وہ مست ہوں میرا ساقی خدا ہے
یہ دعوےٰ بجا ہے کہ مَیں حیدریؒ ہوں

کوئی بادشاہِ فریدوں حشم ہے کوئی رشکِ دارا کوئی فخرِ جم ہے
مگر مجھ کو اپنے خدا کی قسم ہے جو ہے وہ مری چشمِ بینا میں کم ہے
یہ رتبہ مرا ہے کہ مَیں حیدریؒ ہوں

جگر ہے نگاہِ دو عالم میں میری خدا مجھ سے راضی ہے خوش ہیں نبی بھی
بڑی فخر کی مَیں نے دولت ہے پائی مسرت سے لبریز ہے زندگانی
زمانہ فدا ہے کہ مَیں حیدریؒ ہوں

وہ سیمابؔ عیش و خوشی میں رہے گا بہت شادماں زندگی میں رہیگا
جیئے گا تو آرام ہی میں رہے گا مرے گا تو ظلِّ علیؓ میں رہے گا
جو یہ کہہ رہا ہے کہ مَیں حیدریؒ ہوں

واہ واکیا جلوہ سرکار حیدر شاہؒ ہے

(از حافظ محمد یعقوب صاحب اُوچ گیلانی)

عارفِ کامل تھے حق آگاہ حیدر شاہؒ تھے صوفی و صافی فنا فے اللہ حیدر شاہؒ تھے
ماہرِ علم و فن ذیجاہ حیدر شاہؒ تھے حامیِ دینِ رسول اللہ حیدر شاہؒ تھے
چشمِ رحمت سے گدا و شاہ کیا مسرور تھے
دَورِ جامِ معرفت سے رب کے سب مخمور تھے

Marfat.com

گلشنِ پنجاب میں تھی آپ کے دم سے بہار — صانعِ قدرت کا جلوہ ہر طرف تھا آشکار
بہرِ نظارہ تھی ہر اک چشم محوِ انتظار — ہر طرف اہلِ عقیدت تھے فدا پروانہ وار

جلوہ گر انوارِ حق کی تھی ضیا پنجاب میں
خوب آتی تھی نظر شانِ خدا پنجاب میں

مخزنِ خلق و کرم تھے معدنِ صدق و صفا — گوہرِ درجِ شرف تھے چشمۂ جود و سخا
مصدرِ لطفِ اتم تھے مظہرِ مجد و علا — گمرہوں کے تھے وہ مثلِ خضر ہادی رہنما

کشورِ پنجاب میں تھی ذاتِ اقدس بے نظیر
آپ سے بہتر سنا دیکھا نہ پیرِ دستگیر

آپ تھے بیشک جہاں میں نو بہارِ باغِ چشت — آپ کے فیضِ قدم سے ہو گئی دنیا بہشت
سالکِ راہِ شریعت ہو گیا ہر خوب و زشت — مسجدیں آباد ویراں ہو گئے دیر و کنشت

جلوۂ روئے درخشاں گو ہے نظروں سے نہاں
آپ کا فیضِ تصرف ہے زمانے میں عیاں

آپ ہی کے فیض سے صوفی ہے زندہ یادگار — ہے مضامینِ تصوف کی جہاں تازہ بہار
عالم و فاضل ثنا خواں ناظمِ ناثر نثار — جلوۂ برقِ معانی سے ہے ہر دل بے قرار

خلق میں مشہور جو صوفی محمد دین ہے
لائقِ مدح و ثنا و قابلِ تحسین ہے

واہ کیا دربارِ فیض آثارِ حیدر شاہ ہے — واہ کیا پھولا پھلا گلزارِ حیدر شاہ ہے
واہ وا کیا جلوۂ سرکارِ حیدر شاہ ہے — سر کے بل چل اوج یہ دربارِ حیدر شاہ ہے

روضۂ انور کا نظارہ مسرت خیز ہے
حبِ حیدر شاہ سے ہر جامِ دل لبریز ہے

دل کا اطمینان ہے اذکارِ حیدر شاہ میں

(از مولانا عاشق حسین صاحب سیاب وارثی اکبرآبادی)

لے چل اے قسمت مجھے دربارِ حیدر شاہ میں — نذر کرنے کو ہوں سر ہمراہ کارِ حیدر شاہ میں
پرتوِ معبود ہے ظلِ لقائے پیر بھی — جلوۂ مقصود ہے دیدارِ حیدر شاہ میں

Marfat.com

رہ گئے حیراں سرِ بالیں مسیحا دیکھ کر
کچھ عجب آثار تھے بیمارِ حیدر شاہؒ میں

قلب کو ہوتا ہے کیا کیا اُنکی باتوں سے سکوں
دل کا اطمینان ہے اذکارِ حیدر شاہؒ میں

کیا کہوں میں کون تھے وہ اور کیا تھے ہم نفس
کیا لکھوں میں شانِ پُر اسرارِ حیدر شاہؒ میں

دیکھ لوں اُن کو تو پھر آئے نہ دن غربت کبھی
جی رہا ہوں حسرتِ دیدارِ حیدر شاہؒ میں

اپنے پھولوں پہ ہے اتنا ناز کیوں فردوس کو
پھول ایسے ہیں بہت گلزارِ حیدر شاہؒ میں

ہر طرف پھیلی ہوئی تھی معرفت کی چاندنی
نور تھا اللہ کا انوارِ حیدر شاہؒ میں

ہے کبھی بے ہوش مستانہ کبھی ہے وجد خیز
ہیں نئی کیفیتیں سرشارِ حیدر شاہؒ میں

معرفت کی ہے گھٹا چاروں طرف چھائی ہوئی
رحمتیں برسیں نہ کیوں دربارِ حیدر شاہؒ میں

بات کی جس سے وہ پژمردہ مُردہ جی اُٹھا
تھا مسیحانہ اثر گفتارِ حیدر شاہؒ میں

ضوءِ باطن کی چمک انوار میں تھی آپ کے
نورِ وحدت کی جھلک رخسارِ حیدر شاہؒ میں

گر بپا ہوتی تو آجاتا قیامت میں جمود
اک سکوں اک وجد تھا رفتارِ حیدر شاہؒ میں

خلق میں منظور تھا اعلانِ شانِ حیدریؒ
تھی خدا کی مصلحت اظہارِ حیدر شاہ میں

کیوں نہ اے سیماب اُن کا ذکر ہر لحظہ کروں
خود بخود لگتا ہے دل اذکارِ حیدر شاہؒ میں

ہے تصور دل میں صبح و شام حیدر شاہؒ کا

(از مولوی وجاہت حسین صاحب وجاہت جھنجھانوی)

تذکرہ رہتا ہے صبح و شام حیدر شاہؒ کا
اب وظیفہ ہو گیا ہے نام حیدر شاہؒ کا

باعثِ توسیعِ دینِ مصطفےٰ تھا ہند میں
دین حیدر شاہ کا اسلام حیدر شاہؒ کا

جس نے جب چاہا جہاں چاہا ہوا وہ مستفیض
ملک میں جاری تھا فیضِ عام حیدر شاہؒ کا

اک نظر جس پر بھی ڈالی کر دیا کامل اُسے
تھا مبارک اور مکمل کام حیدر شاہؒ کا

ہو گیا مستِ مئے عرفاں ہمیشہ کیلئے
پی لیا اک بار جس نے جام حیدر شاہؒ کا

جلوۂ نورِ خدا لوگوں کو آتا تھا نظر
طورِ ثانی بن گیا تھا بام حیدر شاہؒ کا

جو پھنسا پھر وہ خوشی سے عمر بھر اُلجھا رہا
واہ وا کیسا تھا دلکش دام حیدر شاہؒ کا

حیدریؒ اوصاف سے وہ متصف تھے بیقیں
ہو گا ہمراہِ علیؓ انجام حیدر شاہؒ کا

Marfat.com

موت نے آنکھوں سے اوجھل کر دیا تو کیا ہوا
دل میں نقشہ رکھتے ہیں خدام حیدر شاہ کا

مل گیا خلعت ارادت کا اسے رکھو عزیز
اے مریدو! ہے یہ خاص انعام حیدر شاہ کا

اولیائے ہند میں پائینگے اونچا مرتبہ
روز محشر دیکھنا اکرام حیدر شاہ کا

کر دیا جو منہ سے وہ فی الفور پورا ہو گیا
بالیقیں تھا ہر سخن الہام حیدر شاہ کا

ضلع جہلم میں انہیں حاصل ہوا جاہ و جلال
ہو گیا مشہور دوراں نام حیدر شاہ کا

غیر مسلم بھی بہت گرویدہ تھے مسلم تو کیا
ایسی رکھتا تھا کشش اسلام حیدر شاہ کا

ہر بڑے چھوٹے کے دل میں کر لیا تھا اپنا گھر
سب ادب کرتے ہیں خاص و عام حیدر شاہ کا

رہتی ہے پیش نظر وہ شکل نورانی مدام
ہے تصور دل میں صبح و شام حیدر شاہ کا

دین احمد کو ترقی دیں مریدان سعید
نام حیدر شاہ کا ہے کام حیدر شاہ کا

فیض پاتا ہے بہت رشد و ہدایت سے ثواب
کیوں رہے خادم کوئی ناکام حیدر شاہ کا

حشر تک جاری رہیگا ان کی تعلیمات سے
رک نہیں سکتا یہ فیض عام حیدر شاہ کا

کوئی دم خالی نہیں جاتا ہے انکی یاد سے
روز و شب ورد زباں ہے نام حیدر شاہ کا

برستی ہیں خدا کی رحمتیں دربار حیدر میں

(از مولانا عاشق حسین صاحب سیاب وارثی اکبرآبادی)

فرشتوں کی لگی ہے بھیڑ سی سرکار حیدرؒ میں
برستی ہیں خدا کی رحمتیں دربار حیدرؒ میں

جہاں میں تا قیامت نام حیدرؒ کا رہے زندہ
خدا کی تھی بڑی یہ مصلحت اظہار حیدرؒ میں

خدا کے خاص بندوں سے کوئی ابرام کرتا ہے
مجھے اندیشۂ الحاد ہے انکار حیدرؒ میں

ملے ہیں انکو رتبے کنزاً مخفیاً والے
دُر نایاب ہیں گنجینۂ اسرار حیدرؒ میں

خدا کا شکر ہے آئی اجل اس آستانے پر
مری مٹی ٹھکانے لگ گئی دربار حیدرؒ میں

نظر ملتے ہی پھر دل کا پتہ مشکل سے ملتا تھا
خدا جانے کہاں کی تھی کشش دیدار حیدرؒ میں

مسیحا کیا کریں تکلیف فرمائی ہے لاحاصل
مسیحائی کے سب انداز ہیں بیمار حیدرؒ میں

فقط اک عرس ہو ہر سال، بارہ ۱۲ ماہ میں وہ بھی
کہاں ہے صبر اتنا طالب دیدار حیدرؒ میں

وجود فضل سے مجھ کو یہ نقطہ ہاتھ آیا ہے
خدا کا فضل بھی شامل رہا آثار حیدرؒ میں

Marfat.com

عبث ہے طوطیٔ سدرہ کو نازِ نغمہ پیرائی
کہ ہیں ایسی بہت سی بلبلیں گلزارِ حیدرؒ میں

ملی جس سے نظر وہ مل گیا اللہ سے فوراً
اثر "مازاغ" کا تھا دیدۂ بیدارِ حیدرؒ میں

حقیقت کی نظر سے دیکھنے والے یہ کہتے ہیں
نمایاں تھا خدا کا نور بھی انوارِ حیدرؒ میں

مجھے قسمت کبھی بیتاب روضے تک جو پہنچاتی
ثناخوانی کا آتا کچھ مزہ دربارِ حیدر میں

دستم بدست گیر تو اے دستگیرِ عام

(از مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی ساکن ڈنگہ)

اے بادشاہ ہر دو جہاں پیر دستگیر
تو واقفی ز رمز نہاں پیر دستگیر

نور محمدیؐ ز جبین تو آشکار
وصفت برون ز وہم و گماں پیر دستگیر

حیدر نشان علم ولا بر فراشتی
راز کماہی از تو عیاں پیر دستگیر

خلق معین و شمس توئی اندریں زمن
در تو عیاں جملہ نشاں پیر دستگیر

نازد بتو شریعت غرّائے احمدیؐ
عرفان را تو روح رواں پیر دستگیر

ہستی چراغ چشت منور نمودہ
از نور فیض جملہ جہاں پیر دستگیر

ہستی بملک فقر سلیمان تاجدار
خیرت رسد بجملہ کساں پیر دستگیر

تنزیہ را نمائی بیک طرفہ نظر
اے شاہ باز کون و مکاں پیر دستگیر

دراج دل بقید ہواجس شدہ اسیر
یابد ز تو خلاص و اماں پیر دستگیر

راہ دراز ہیچ ندارم زاد راہ
حالم دراں سفر بچہ ساں پیر دستگیر

مگذار جز تو با دگرے التجا برم
اے رہنمائے پیر و جواں پیر دستگیر

دستم بدست گیر تو اے دستگیر عام
کن دستگیری مثل شہاں پیر دستگیر

دیدم چو روئے پاک تو گفتم ہماں نفس
شیخ و بزرگ و قطب زماں پیر دستگیر

گم کردہ گوہرے بدست صوفیئے رسید
او را بداں ز جملہ سگاں پیر دستگیر

Marfat.com

دربارِ حیدرؓ

(از مولانا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبر آبادی)

یہ درگاہ مقدس مشرقِ دیدارِ حیدرؓ ہے
جو پردہ ہے یہاں وہ پردۂ اسرارِ حیدرؓ ہے
یہاں ہر ذرہ ذرہ مطلعِ انوارِ حیدرؓ ہے
یہاں ہر قطرہ قطرہ شیشۂ سرشارِ حیدرؓ ہے

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

یہ گنبد، گنبدِ چرخِ بریں جس کا ہے اک سایہ
یہ مینار، ارتفاعِ آسماں جس کا ہے اک سایہ
یہ ابوابِ گرامی، اور یہ صحنِ گرانمایہ
یہ روضہ ہے ریاضِ فقر کے پھولوں کا سرمایہ

عجب سرکارِ حیدر ہے، عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

عجب گلکاریاں کی ہیں ہر اک دیوار اور در پر
گلِ تر کا ہے دھوکا سنگِ در کے پھول پتر پر
کہیں مرمر ہے اسود پر کہیں اسود ہے مرمر پر
کہیں مینا پہ مینا ہے کہیں گوہر ہے گوہر پر

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے۔ عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

کہیں مینار محوِ حیرتِ دیدارِ خواجہؒ ہیں
کھڑے ہیں دم بخود، اور بیخود و سرشارِ خواجہؒ ہیں
کہیں آثار سے جلوہ نما آثارِ خواجہؒ ہیں
کہیں پیدا کسی محراب سے انوارِ خواجہؒ ہیں

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

ملائک آکے کرتے ہیں طوافِ روضۂ انور
جنوں کو ہے گوارا اعتکافِ روضۂ انور
غلافِ ابرِ رحمت ہے، غلافِ روضۂ انور
تو ہے جنت کا آنگن، صحنِ صافِ روضۂ انور

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

ہے مشک و عود سے روضہ معطر، واہ کیا کہنے!
ہر اک ذرہ ہے خوشبو سے معنبر، واہ کیا کہنے!
درِ درگاہ پر شمع منور، واہ کیا کہنے!
مزارِ پاک پر پھولوں کی چادر، واہ کیا کہنے!

Marfat.com

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے، عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

یہ عالی شان ایوانِ جلالت واہ کیا کہنے! — یہ روضہ اور یہ سرکار کی درگاہ۔ کیا کہنے!
یہ دربار اور یہ ہر قصرِ عالی جاہ کیا کہنے! — پڑی جس کی نظر اُس نے کہا بس واہ کیا کہنے!

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے، عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

کہیں دیوانگانِ بیخود و سرشار بیٹھے ہیں — کہیں باکیف بیٹھے ہیں کہیں ہشیار بیٹھے ہیں
کہیں سرکار کے سرگشتۂ دیدار بیٹھے ہیں — یہاں دو چار بیٹھے ہیں وہاں دو چار بیٹھے ہیں

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

کہیں بیٹھا ہوا ہے زیرِ کف مجمع امیروں کا — کہیں پر لگ رہا ہے دل بکف میلہ فقیروں کا
کہیں حلقہ ہے گیسوئے محبت کے اسیروں کا — کہیں محفل مریدوں کی کہیں گھمسان پیروں کا

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

کوئی کہتا ہے یا حیدرؓ میں تیری شان کے صدقے — کوئی کہتا ہے خواجہ میں ترے ایوان کے صدقے
کوئی کہتا ہے اِس درگاہ کے دالان کے صدقے — کوئی کہتا ہے یا پیرا آپ کے پالان کے صدقے

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے، عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

کوئی کہتا ہے یا حیدرؓ مری مشکل کو آساں کر — کوئی کہتا ہے اے ہیر مری منزل کو آساں کر
کوئی کہتا ہے میرے عقدۂ مہمل کو آساں کر — کوئی کہتا ہے خواجہؒ میرے دردِ دل کو آساں کر

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

کوئی خواجہؒ سے عرضِ شکوۂ بیداد کرتا ہے — کوئی کچھ شکوۂ چرخِ ستم ایجاد کرتا ہے
کوئی نالہ کناں ہے اور کوئی فریاد کرتا ہے — کوئی سر کو جھکائے دل ہی دل میں یاد کرتا ہے

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے — کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

Marfat.com

کہیں دیوانوں کا مجمع، کہیں رندوں کی محفل ہے
کوئی کھولے ہوئے آنکھیں کھڑا ہے کوئی غافل ہے
مراقب ہے کوئی اور کوئی زوّاروں میں شامل ہے
کسی کا سر ہتھیلی پر، کسی کے ہاتھ میں دل ہے

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

غرض جو شان ہے درگاہِ اقدس کی نرالی ہے
ہر عنواں مہبطِ اسرار و انوارِ جلالی ہے
یہ ہر صورت میں اعلےٰ ہے یہ ہر حالت میں عالی ہے
نشانِ بے نشانی ہے مثالِ بے مثالی ہے

عجب سرکارِ حیدرؓ ہے عجب دربارِ حیدرؓ ہے
کہ ہر دیوار و در آئینۂ انوارِ حیدرؓ ہے

جہاں کے سُلطاں تیرے گدا ہیں عجب ہے تیری جنابِ حیدرؓ

از ملک محمد اسلم خاں صاحب متعلم اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ عمر ۱۲ سال

ہُوئے ہو روپوش کیوں خدارا اُلٹ دو رُخ سے نقاب حیدرؓ
ازل سے ہوں آپ کا شناسا نہ کیجے مجھ سے حجاب حیدرؓ

لبوں پہ ہے گھٹ کے جان آئی نہیں ہے اَب طاقتِ جُدائی
مَیں مضطرب ہوں جلال پور میں بلالو مجھ کو شتاب حیدرؓ

مَیں تیرے ناز و ادا کے صدقے بتا دے بہرِ خدا تو اِتنا
تیری جُدائی کا مجھ کو کب تک رہے گا اِتنا عذاب حیدرؓ

کروں مَیں کیا شکر تیرا مولا ہُوا تو اس دل میں جلوہ فرما
یہ اُجڑی بستی بسائی تو نے کرم کیا بے حساب حیدرؓ

وہ شانِ اعلےٰ ہے تیری مولا کہ تابِ خامہ کو کیا جو لکھے
جہاں کے سُلطاں تیرے گدا ہیں عجب ہے تیری جناب حیدرؓ

مَیں گو کہ بدکار رُو سیاہ ہوں خطا کا پُتلا ہوں پُرگناہ ہوں
چھپا لے اب دامنِ کرم میں کہوں گا روزِ حساب حیدرؓ

مجھے بھی اے ساقیٔ دو عالم پلا وہ مے بہرِ غوثِ اعظمؒ
چڑھے نشہ محویت کا تیری رہوں مستِ شرابِ حیدرؓ

Marfat.com

وہ سر دے ہو جس میں تیرا سودا وہ دل کہ ہو داغ کی تمنا
جو رشکِ منصور دم میں کر دے پڑھا دے ایسی کتاب حیدرؒ

نہ ہوش ہو کون ہوں کہاں ہوں جلال پور ڈیرہ جالگاؤں
میں دو تو عالم کو بھول جاؤں پلا دے ایسی شراب حیدرؒ

نصیب جاگے جو سو گیا میں شبِ جدائی میں تنگ آ کر
کہا کسی نے کہ دیکھ آسلم وہ آتے ہیں بے نقاب حیدرؒ

کیا مظہر مسندِ دربارِ حیدر شاہؒ ہے

(از مولانا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبر آبادی)

واہ کیا دربارِ پُر فیض آثارِ حیدر شاہؒ ہے
آئینہ بھی پرتوِ انوارِ حیدر شاہؒ ہے

باریابی روضۂ جنت سے مشکل ہے یہاں
باش اے رضواں! اگر پیکارِ حیدر شاہؒ ہے

دیدۂ ظاہر میں ہے انوارِ صوری کی جھلک
چشمِ باطن طالبِ دیدارِ حیدر شاہؒ ہے

بھید سب کھل جائینگے پہلے "علی" کا نام لے
یہ کلیدِ مخزنِ اسرارِ حیدر شاہؒ ہے

دیکھ چارہ گر اسے کہتے ہیں شانِ دردِ عشق
آج وہ عیسیٰ ہی جو بیمارِ حیدر شاہؒ ہے

جس کا جی چاہے وہ آئے ساغرِ توحید لے
عام فیضِ خانۂ خمارِ حیدر شاہؒ ہے

اللہ اللہ رے جمال آرائیِ اسبابِ فقر
حیرتِ دل آئینہ بردارِ حیدر شاہؒ ہے

دستگیری جس کی کی اُس کو کیا دل کا غنی
ابرِ نیساں دستِ گوہر بارِ حیدر شاہؒ ہے

کیا بتاؤں کیا ہے اُن کے ذکر میں کیفِ ولا
پوچھئے اُس سے کہ جو میخوارِ حیدر شاہؒ ہے

جانتے ہیں ہم حقیقت گلشنِ فردوس کی
وہ بھی اک ایوانِ میناکارِ حیدر شاہؒ ہے

آپ کے جلووں سے حیرت مانگتا ہے آفتاب
حشر میں بھی گرمیٔ بازارِ حیدر شاہؒ ہے

سنبلِ گلشن ہو یا دودِ دلِ پُر شور ہو
مبتلائے گیسوئے خمدارِ حیدر شاہؒ ہے

اے فلک اب پڑھ لیا میں نے شفق کا فلسفہ
تیرے شیشہ میں مئے گلنارِ حیدر شاہؒ ہے

چاند سورج کوئی آنکھ اُن سے ملا سکتا نہیں
یہ جلالِ جلوۂ دیدارِ حیدر شاہؒ ہے

Marfat.com

بیٹھے سجادہ پہ فضلِ حق سے فضل شاہ | کیا مظفر مسندِ دربارِ حیدر شاہ ہے
ہمصفیرو نغمہ سنجی دیکھنا سیماب کی | آج وہ بھی بلبلِ گلزارِ حیدر شاہ ہے

کلام الملوک ملوک الکلام

از کلکِ جواہر سلک سیادت پناہ حضرت سید غلام شاہ صاحب ساکن میرہ شریف ضلع راولپنڈی

سرورِ دنیا و دیں شاہِ غلام حیدر است | والیِ فلک و زمیں شاہِ غلام حیدر است
آنکہ فاسق را ولی سازد بیک دم از نگاہ | حامیِ عرش بریں شاہِ غلام حیدر است
آنکہ در راہ جن و انس و ملک از جاں عاشق اند | آں شہِ روشن جبیں شاہِ غلام حیدر است
گشتہ ام از دل غلام حیدر زعفراں مآب | معطیِ حق الیقیں شاہِ غلام حیدر است

بجز جناب تو مارا دگر پناہی نیست | دگر مثل تو مارا بکون شاہی نیست
کجا رویم دگر گویم اینکہ یارم را | زبس غنائے طبیعت بمن نگاہی نیست
چہ ساں بقدس جنابت رسم کہ ملکاں را | بہ تنگنائے حریم تو گذر گاہی نیست
چہ کم ز گنج تو گردد کہ انتہائش نیست | چرا بخستہ دلاں خود نگاہی نیست
غلام حیدر چشتی شدم بہر دو جہاں | سر سجود مرا جز تو قبلہ گاہی نیست

مردہ ام از تشنگی ہیہات ہات | خوش بدہ اے ساقیا آبِ حیات
از خودی بس عقدہ در کارم فتاد | از نگاہے لطف حل کن مشکلات
تلخ گفتن لبِ شیریں دہاں | خوشتر است از خوردن قند و نبات
آب آتش رنگ در دہ ساقیا | تا ز بوئش مردہ دل یابد نجات
بس تقوائے زاہداں را در ازل | جامِ مے کردند رنداں را برات
گر شوی کشتہ بہ تیغ لا الہ | بہتر است از ہشت گلزار جنات
شو غلام شاہ حیدر شمس حق | کز ضیائش شد منور شش جہات

Marfat.com

تمنائے دل

(از ابو الفخر مولانا عاشق حسین صاحب سیاب وارثی اکبر آبادی)

خداوندا تجھے ذاتِ رسول اللہ کا صدقہ
اور اُن کی آل اور اصحابِ الا جاہ کا صدقہ
طفیلِ روضۂ مقبول، بیت اللہ کا صدقہ
دیارِ چشتیہ کے ہر گدا و شاہ کا صدقہ
الٰہی تجھ کو اِس دربارِ اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

ہمیں اپنی وِلا دے اور اپنی ہی محبت دے
ہمیں صابر بنا دے جوہرِ صبر و قناعت دے
ہمیں جرأت ہمیں ایماں ہمیں یا راؤ قوت دے
ہوں تیرے ذکر سے سرخوش دلوں کو ایسی لذت دے
الٰہی تجھ کو اِس دربارِ اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

الٰہی نور سے معمور کر دے آج سینوں کو
رہینِ منتِ سجدہ بنا ساری جبینوں کو
مئے انوار سے بھر دے دِلوں کے آبگینوں کو
بنا دے آبرو یا رب ریاضت کے پسینوں کو
الٰہی تجھ کو اِس دربارِ اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

الٰہی کچھ بہت تاریک ہے شامِ سیہ کاری
خداوندا شبِ تاریک ہے عصیاں کی بیماری
تری رحمت سے ہوں غفران کی وہ ندیاں جاری
کہ سیلِ مغفرت میں ہم کو حاصل ہو سبکساری
الٰہی تجھ کو اِس دربارِ اُس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

الٰہی اپنی اُلفت میں ہمیں ذوقِ عبادت دے
جلالِ دین و دنیا دے کمالِ حسنِ طاعت دے
کمالوں میں سعادت دے خیالوں میں لطافت دے
سوالوں میں حلاوت دے ملالوں میں مسرت دے
الٰہی تجھ کو اِس دربارِ اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

الٰہی تجھ سے آرامِ دنیا چاہتے ہیں ہم
جو ہو ممتاز دنیا میں وہ رتبہ چاہتے ہیں ہم
معاشِ زندگی سے دل کو ہلکا چاہتے ہیں ہم
تو ایسا ہی کرم کر دے کہ ایسا چاہتے ہیں ہم

Marfat.com

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دُعا مقبُول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

بہت نادار ہیں یا رب ہمیں تو مال و دولت دے — ہمیں تو جاہ و ثروت دے ہمیں تو شان و شوکت دے
رہیں مرعوب جس سے غیر ہم کو ایسی عظمت دے — خزانے فضل سے بھرپور کر دے اور برکت دے

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

مریضوں کو شفا دے دور کر دے اُنکی بیماری — کہ جو بیمار ہیں وہ کر رہے ہیں نالہ و زاری
توانائی ملے، ہو تندرستی جسم پر طاری — نہ پھٹکے پاس آکر کوئی مجبوری و لاچاری

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبُول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

وبائیں جتنی ہیں دنیا میں چکنا چور ہو جائیں — مریضوں کو شفا ہو سب مرض کافور ہو جائیں
تیری رحمت سے طاقتور یہ سب رنجور ہو جائیں — بلائیں دور ہو جائیں ابلائیں دُور ہو جائیں

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبُول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

الٰہی دے ترقی ہم کو دنیا کے تجارت میں — ہمارے مال اور اولاد کو بھی رکھ حفاظت میں
رہے ایمان سلامت اور نہ آئے فرق نیت میں — بہت سی وسعتیں ہم کو میسر ہوں معیشت میں

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

الٰہی ہم نشینوں میں عطا کر آبرو ہم کو — جو پوری ہی نہ ہو گر نہ دے وہ آرزو ہم کو
نہ آزردہ کریں یا رب عداوت سے عدو ہم کو — ملے ہر دلعزیزی اس جہاں میں چار سُو ہم کو

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبُول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

الٰہی قرض ہم پر ہو تو رحمت سے ادا کر دے — الٰہی قید میں ہم ہوں تو عجلت سے رہا کر دے
ہماری حاجتیں پوری تو اے حاجت روا کر دے — جو ہوں بچھڑے ہوئے ان کو ملا کر ایک جا کر دے

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ — دعا مقبول ہو یہ پیر حیدؒر شاہ کا صدقہ

Marfat.com

الٰہی علم دے اور شوق دے تعلیم کا ہم کو ۔۔۔ مدرس، مکتب تہذیب کا یا رب بنا ہم کو
عمل کی تو فیق دے عقل کر اچھی عطا ہم کو ۔۔۔ براہِ فضل فضلِ علم سے کر آشنا ہم کو

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

سعادتمند دے یا رب ہمیں اولاد دنیا میں ۔۔۔ کہ رکھیں رکھنے والے آبرو سب یاد دنیا میں
ہماری عزتیں ہرگز نہ ہوں برباد دنیا میں ۔۔۔ رہیں آباد دنیا میں، رہیں دلشاد دنیا میں

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

جو ہیں بے روزگار ان کو عطا کر روزگار اچھا ۔۔۔ جو اہلِ کار ہیں دے ان کو یا رب کاروبار اچھا
ہماری عادتیں اچھی ہوں، ہو جائے شعار اچھا ۔۔۔ نہ ہوں محکوم ہم، ہم کو عطا ہو اختیار اچھا

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہِ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہِ کا صدقہ

الٰہی ہوں نہ ہم محتاج اپنی زندگانی میں ۔۔۔ فقط ہو آسرا تیرا بڑھاپے میں جوانی میں
بھروسہ ہو ترا ناشادیوں میں شادمانی میں ۔۔۔ رہیں شاکر ترے مایوسیوں میں کامرانی میں

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہِ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

کسی ڈھب سے الٰہی غلبۂ دشمن نہ ہو ہم پر ۔۔۔ فلک کی بھی ذرا ترچھی کبھی چتون نہ ہو ہم پر
کوئی غمگیں نہ ہو ہم سے، کوئی بدظن نہ ہو ہم پر ۔۔۔ دغا کر کے کوئی غالب کوئی پرفن نہ ہو ہم پر

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

بوقت نزع یا رب مشکلیں آسان کر دینا ۔۔۔ جب آئے وقت رحلت جمع سب اوسان کر دینا
ہمارے ساتھ زادِ راہ کو ایمان کر دینا ۔۔۔ ریاض خلد میں جانے کا یہ سامان کر دینا

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہ کا صدقہ

الٰہی سرخرو تیری طرف آنے کی حسرت ہے ۔۔۔ تری لو میں مثالِ شمع جل جانے کی حسرت ہے

Marfat.com

ترا ہی نام لب پر نزع میں لانے کی حسرت ہے — جو ہو لبریز ایماں ایسے پیمانے کی حسرت ہے

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

نکیرین آئیں تربت میں تو کچھ دہشت نہ طاری ہو — زباں سے نام حیدرؒ اور تیرا ذکر جاری ہو
نبوت کی گواہی - انسدادِ بیقراری ہو — کہیں مر کر شبِ تارِ لحد ہم پر نہ بھاری ہو

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

کہیں جنت ہو تربت میں کہیں ہو حور تربت میں — ترے فیضان سے پھیلا ہوا ہو نور تربت میں
رہیں آرام سے ہم تا بہ نفخِ صور تربت میں — ضیائے صبح بن جائے شبِ دیجور تربت میں

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

پھنکے جب صور تیرے حکم سے اور حشر برپا ہو — زمیں پانی ہو، ہر کوہِ گراں روئی کا گالا ہو
سوا نیزے پہ سورج آ کے سرگرم تماشا ہو — تو یارب ہم پہ تیرے فضل کا شاداب سایا ہو

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

صفیں ہوں عاصیوں کی جمع میدانِ قیامت میں — تُلے جنسِ معاصی سب کی میدانِ قیامت میں
کُھلیں بازو ترے ہم آئیں دامانِ قیامت میں — محبت کی روش کام آئے سامانِ قیامت میں

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

قیامت کا اگر عالم بہت جانکاہ ہو یارب — تو ہم پر چشمِ الطافِ رسول اللہ ہو یارب
نہ ہو نالہ زبانوں پر نہ لب پر آہ ہو یارب — ہمارے ہاتھ میں دامانِ حیدر شاہ ہو یارب

الٰہی تجھ کو اِس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

حسابِ زندگی ہم سے لیا جائے نہ محشر میں — شفاعت ہم سیہ کاروں کی فرمائے نہ محشر میں
کہیں رسوائیوں کا وقت بد آئے نہ محشر میں — غضب یا قہر الٰہی مجرم بنا لائے نہ محشر میں

Marfat.com

الٰہی تجھ کو اس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دُعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

ہم اپنے پیر کے ہمراہ جائیں باغِ جنت میں — پیالے آبِ کوثر کے چڑھائیں باغِ جنت میں
نتیجے الفتِ حیدرؒ کے پائیں باغِ جنت میں — الگ اِک "حیدری محفل" سجائیں باغِ جنت میں

الٰہی تجھ کو اس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

نبیؐ بھی ہوں وہاں ونق قرآں کے وصی بھی ہوں — وہیں شبیرؓ و شبرؓ ہوں وہیں یا رب علیؓ بھی ہوں
وہیں انصار بھی ہوں ہم نشینانِ نبی بھی ہوں — وہیں ہو پیر حیدر شاہؒ بھی اور حیدری بھی ہوں

الٰہی تجھ کو اس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

میسر اِس طرح یا رب حیاتِ جاودانی ہو — نہ کچھ مرنے کا کھٹکا ہو، نہ فکرِ زندگانی ہو
تیرا دیدار ہو شوقِ تجلی کی جوانی ہو — ہمیں مسرورِ جلوہ ہوں ہمیں سے لن ترانی ہو

الٰہی تجھ کو اس دربار اِس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدر شاہؒ کا صدقہ

وہیں سیماب بھی ہو زمزمہ سنجِ جناں یا رب — پڑھے تیری ثنا کوثر سے دھو دھو کر زباں یا رب
مناجات اُس کی لائے رنگ زیرِ آسماں یا رب — نہ جائے مانگنے والے کی حسرت رائیگاں یا رب

الٰہی تجھ کو اِس دربار اس درگاہ کا صدقہ
دعا مقبول ہو یہ پیر حیدرؒ شاہ کا صدقہ

یا پیر حیدرؒ المدد

(از ماسٹر محمد حسین صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات جہلم)

اے سیدِ والا مکاں، اے دستگیرِ عاجزاں — پشت و پناہِ بیکساں یا پیر حیدرؒ المدد
اے واقفِ سرِ خدا، اے گمرہاں را رہنما — اے مرشد و مولائے ما یا پیر حیدرؒ المدد
سر دفترِ کل اولیا، سرتاجِ جملہ اولیا — منظورِ ذاتِ کبریا یا پیر حیدرؒ المدد

Marfat.com

اے شاہِ عالی مکرمت مہرِ سپہرِ معرفت | بنگر بحالِ عاشقت یا پیر حیدرؒ المدد
متوکلِ راہِ خدا در صبر و تسلیم و رضا | ثانی نہیں تیرا شہا یا پیر حیدرؒ المدد
تو مہرِ ذرہ پروری محبوبِ ربِّ اکبری | زیبد ترا ایں سروری یا پیر حیدرؒ المدد
ترا ملکِ فقر میں راج ہے ترے سر پہ فخر کا تاج ہے | تجھے بینواؤں کی لاج ہے یا پیر حیدرؒ المدد
ترے آستاں پہ جو آ گیا کبھی نامراد نہ وہ پھرا | تری نظر ہے شہا کیمیا یا پیر حیدرؒ المدد
ترے فیض سے خیلِ اتقیا ہوئے بہرہ یاب ہزارہا | جسے چاہا حق سے ملا دیا یا پیر حیدرؒ المدد
محبوبِ شمسؒ سیال ہو محبوبِ تونسویؒ کی شال ہو | شاہانِ چشت کے لال ہو یا پیر حیدرؒ المدد
گلزارِ چشت کے پھول ہو سید ہو آلِ رسول ہو | مری التجا یہ قبول ہو یا پیر حیدرؒ المدد
مجھے مشکلوں سے چھڑائیو مری بگڑی بات بنائیو | مرے عیب للہ چھپائیو یا پیر حیدرؒ المدد
جبتک یہ جسم میں جان ہے ترا نام وردِ زبان ہے | دمِ نزع تیرا دھیان رہے یا پیر حیدرؒ المدد

غازۂ گردوں غبارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے

(نتیجہ طبع مولوی عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبر آبادی)

کیا اُمنگوں پر بہارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے | صبحِ جنت لالہ زارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
زائروں کو جا بجا لے آئی ہے مژدہ نسیم | یہ زبانِ خوشگوارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
ہے فرشتوں کو عقیدت سے ہوائے حاضری | خود محوِ انتظارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
کیوں نہ ہو مردہ دلوں میں بھی فروغِ زندگی | راحتِ اعجاز بارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
جمع ہیں اہلِ وفا قربان ہونے کیلئے | عقیدتِ عالم نثارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
کیوں نہ اللہ ھو کا نعرہ ہر نفس سے ہو بلند | دل مرا شب زندہ دارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
حاضر آتے ہیں گدا بن کر سلاطینِ جہاں | یہ تجمل یہ وقارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
ہے ہر اک ذرہ کو اس درگاہ کے ناز عروج | غازۂ گردوں غبارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
اے شبِ مہتاب تیری وسعتوں کی آرزو | چادرِ گوہر نگارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
جن میں سرکارِ مدینہ خود بھی ہوتے ہیں شریک | ایسے عرسوں میں شمارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے
ماہتاب اک شمع ہے اس محفلِ قوّال کی | آفتاب آئینہ دارِ عرسِ حیدر شاہؒ ہے

Marfat.com

جس کو رضوان اصطلاحِ عام میں کہتے ہیں لوگ   وہ بھی اک خدمتگذارِ عرسِ حیدرؔ شاہ ہے
ایک دن نرگس نے دیکھی تھی کبھی تصویرِ عرس   اب تک آنکھوں میں خمارِ عرسِ حیدرؔ شاہ ہے
شیخ و سجادہ نشیں کی عزت و عظمت نہ پوچھ   مایۂ صد افتخارِ عرسِ حیدرؔ شاہ ہے
جو کوئی آتا ہے پھر بے فیض وہ جاتا نہیں   فیض یوں مصروفِ کارِ عرسِ حیدرؔ شاہ ہے
گو نہیں اس عرس میں سیمابؔ میں حاضر مگر   نظم میری یادگارِ عرسِ حیدرؔ شاہ ہے

مرثیہ

وفات حسرت آیات حضرت قبلۂ عالم و عالمیان سیدی و مولائی زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت سید غلام حیدر شاہ صاحب مرحوم و مغفور جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ

(از قاضی حمید الدین صاحب حمید سیالکوٹی)

اسیرِ پنجۂ غم شد دلِ طپیدۂ ما   بگو ز حالِ خود اے خاطرِ کشیدۂ ما
دلم چو نافہ گرہ گیر قطرۂ خوں شد   بیا و رید خبر زآہوئے رمیدۂ ما
ز دیدہ سیلِ سرشکم رواں چو جیحون است   بذوقِ روئے کسے شد چہ حالِ دیدۂ ما
زباد جورِ جہاں چاک شد گریبانم   بیا و بین بہ بیں دامنِ دریدۂ ما
اساسِ عالمِ ہستی ز یک گل است   شنو حدیثِ غم از دردِ ناشنیدۂ ما
بسوخت دامنِ دل زآب گرمِ دیدہ من   دریغ و درد ز بایں سوزِ نو رسیدۂ ما

بٹھا دیا ہے کسی نے ہمیں رواں ہوکر
دکھا گیا ہے قیامت کوئی نہاں ہوکر

وہ کون شیخِ مسلم جنابِ حیدرؔ شاہ   کہ جنکی شانِ فضیلت پہ ہے جلال گواہ
متاعِ نقدِ کمالات اشوہر تھے   کہ جن کا مسکنِ عالی تھا اہلِ دل کی پناہ
فروغِ نورِ معارف تھا جن کے سینہ میں   ہزاروں لوگ تھے جن کی ضیا سے چشم براہ
امینِ دولتِ بیدار تھے جو ملت میں   چراغِ مجلسِ عرفاں تھے شاہِ عالی جاہ
نوید نغمۂ جاں بخش تھی صدائے سخن   کلیدِ گنجِ حقایق تھی جن کی ایک نگاہ

Marfat.com

جو جانتے تھے کمالِ کلامِ مصطفوی | جنہیں خیال میں رہتا تھا رازِ قولِ الٰہ
تھے جن کے سامنے یکساں بھی امیر و غریب | جنہیں تھی دینِ مقدس کے احترام سے چاہ

ہزار حیف برفتند زیں جہاں بعدم
فتاد شورشِ جانکاہ در عراق و عجم

بعجلت جلالپور آئیں

(از مولینا عاشق حسین صاحب سیماب اکبر آبادی)

کہاں ہیں اہلِ طریقت جلالپور آئیں | خدا کی دیکھنے قدرت جلالپور آئیں
جلال خیز ہے خواجہ کی مسجدِ جامع | فدایانِ شریعت جلالپور آئیں
کہاں ہیں تشنۂ آبِ کرم، کہو اُن سے | یہاں ہے چشمۂ رحمت جلالپور آئیں
جمالِ فیضِ مشائخ کے جو نہیں قائل | وہ لوگ آج بعجلت جلالپور آئیں
بہارِ روضۂ فردوس آنکھ سے دیکھیں | جنہیں ہے حسرتِ جنت جلالپور آئیں
بڑے حضور کا دربار ہے خدا رکھے | بصد نیاز و محبت جلالپور آئیں
کدھر ہیں بلبلِ بیمارِ گلشنِ خواجہ | کھلا ہے باغِ لطافت جلالپور آئیں
یہاں کی خاک میں ہے جذبِ سکون و تسکین | ملے گی قلب کو راحت جلالپور آئیں
جو بیکسانِ جہاں ہیں نوید دو اُن کو | رہے گی کچھ نہ مصیبت جلالپور آئیں
زمانے پھر کبھی موقع ملے ملے نہ ملے | یہ وقت بھی ہے غنیمت جلالپور آئیں
جلالپور میں ملتی ہے شاہیِ ابدی | اگر ہے خواہشِ رفعت جلالپور آئیں
یہاں دعا جو کریں گے قبول ہو گی وہی | کھلا ہے بابِ اجابت جلالپور آئیں
ہے اپنی خفتہ نصیبی کا جن کو آج گلہ | وہ سب جگانے کو قسمت جلالپور آئیں
یہیں سے حدِ وصالِ خدا کا ہے آغاز | یہیں ہے سرحدِ وحدت جلالپور آئیں

ہے اپنے دل میں یہی لو لگی ہوئی سیماب
بلائیں پھر ہمیں حضرت جلالپور آئیں

Marfat.com

جمال الدین آئی۔ایم۔ایس آگرہ (۴) جمعدار عطا محمد صاحب ساکن بہوہ حال ۲/۱۲ فرانٹیئر فورس علی پور (۵) ایم۔ایم
اسلم خانصاحب بیرسٹر سن جونس کالج کیمبرج (۶) ملک دیارام صاحب پنجاب پولیس گجرات (۷) چوہدری
عالم دین صاحب آف سہنہ انسپکٹر ڈاکخانہ جات لورالائی بلوچستان (۸) شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی بیرسٹر ایٹ لا
گجرات (۹) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔لاہور (۱۰) پروفیسر شیخ محمد جمیل صاحب اور سیر کنوڈ۔
جی۔آئی۔پی ریلوے (۱۱) رحمت علی خانصاحب پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ (۱۲) ایک
خاتون معرفت ایڈیٹر صاحب صوفی (۱۳) ملک محمد اکرم خانصاحب زمیندار پنڈی بہاؤالدین
(۱۴) سفور خانصاحب کیلی فورنیا امریکہ (۱۵) پسران ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی مشترک
نامسے (۱۶) محمد عبدالستار صاحب جنرل مرچنٹ لداخ (۱۷) ڈاکٹر عبدالواحد صاحب بابو لارڈ سپیشی
سرینگر کشمیر (۱۸) باغ دین صاحب بیا یونانی ٹڈ اسسٹنٹ امریکہ (۱۹) نورالدین صاحب براڈرک امریکہ
(۲۰) فوجدار خانصاحب براڈرک امریکہ (۲۱) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی (۲۲) پیر بخش ولد
فیض محمد صاحب براڈرک امریکہ (۲۳) سردار محمد عبداللہ خانصاحب بہادر لوکل انسپکٹر آفیسر آف
اکونٹس بصرہ (۲۴) مولانا محمد محی الدین صاحب ریٹائرڈ چیف جسٹس ہائیکورٹ دکن (۲۵) ڈاکٹر
عبدالرشید صاحب خلف الرشید جنگو میاں صاحب ایچ۔ایم۔بی۔بلگام والا۔ہبلی دھارواڑ (۲۶) نور محمد
عبداللہ صاحب لکھنا سوئی ہوس مین ورڈ ریوڈ بمبئی ۳ (۲۷) اہلیہ خانصاحب نصیر احمد خانصاحب
معرفت تحصیلدار صاحب موگہ (۲۸) صدیق احمد خانصاحب ایچ۔پی۔یو معرفت تحصیلدار صاحب موگہ
(۲۹) مولوی محمد حسین صاحب خوشنویس عادل گڈھ ضلع گوجرانوالہ (۳۰) منشی وہاب بیگ صاحب سپروائزر
جی۔آئی۔پی ریلوے (۳۱) نواب علی خانصاحب نام پلی حیدرآباد دکن (۳۲) احمد محی الدین صاحب ولد
محمد عثمان صاحب مرحوم رجسٹری کنبسٹر ضلع اورنگ آباد دکن (۳۳) بابو دیال داس کھیچھ صاحب ہیڈ کلرک سپلائی
ٹرانسپورٹ بوشہر (۳۴) محمد جان نوانی صاحب براڈرک امریکہ (۳۵) محمد ابراہیم کاکانڑی صاحب زمیندار و
آنریری مجسٹریٹ میر پور خاص سندھ (۳۶) مہر الدین صاحب ولد بد بخش صاحب سکنہ کھڑا براڈرک امریکہ
(۳۷) جلال الدین خانصاحب میری سویلہ کیلی فورنیا امریکہ (۳۸) چراغ دین خانصاحب مقام ڈیال میری سویلہ
کیلی فورنیا امریکہ (۳۹) منشی محمد عظیم منشی صاحب مالک منگل ہاری اسٹیٹ دارجیلنگ (۴۰) حاجی
محی الدین صاحب گجھرا چھرا کا میٹی (۴۱) مولوی محمد حسین صاحب براڈرک امریکہ (۴۲) خلیل احمد صاحب
سنگریاواں ضلع پٹنہ۔

خاکسار منیجر کمپنی سلطان علی

Marfat.com

اعتذار

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے　　　قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

قارئین کرام میں سے جو صحاب طباعت کے متعلق کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں ان سے "لیتھو" کی مشکلات پوشیدہ نہیں۔ اس طرز طباعت میں کاتبوں کی ستم ظریفیاں ضرب المثل ہیں۔ پھر انکی محنت کے نتائج کی تصحیح ہے۔ اس کے بعد سنگسازوں سے پالا پڑتا ہے، لطف یہ کہ مذکورہ بالا دونوں طبقوں کو ہمیشہ لکھائی چھپائی سے سابقہ رہا لیکن ان کا مبلغ علم جس قدر افسوسناک ہے وہ معلوم، شاید ان تمام مشکلات پر کوئی انسان غالب آسکے لیکن وہ اپنی ضعیف البیانی اور سہو ونسیان سے کیسے عہدہ برا ہو سکتا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے عشق اور شیفتگی کا تقاضا تھا کہ ان کے سوانح پاک نہایت صحت اور درستی کے ساتھ طبع ہوتے، اور ہماری دلی تمنا اور انتہائی آرزو یہی تھی، لیکن نہایت افسوس کے ساتھ ہمیں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اور آج جیسا کہ ہم اپنی دنیا اور عقبیٰ کی بہترین روداد عمل اہل ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تو اپنی فروگذاشتوں کی طویل سرگذشت بھی ساتھ ہی حاضر لاتے ہیں، فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ ✣

اس اعتراف جرم وکوتاہی عمل کے ساتھ ہی یہ عذر گناہ بدتر از گناہ بھی سن لیجئے کہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی کسر اس محبوب شے کی آراستگی میں اٹھا نہیں رکھی جی چاہتا تھا اور خدا ہی جانتا ہے کہ اس چاہنے کی انتہا کیا ہے کہ اس مقدس کتاب کی زینت کو اغلاط نامہ کے بدنما داغ سے پاک رکھیں، لیکن عزمت ربی بفسخ العزائم کی ہم زندہ تصویر ہیں اور یہ اغلاط نامہ اس کی روشن دلیل۔ زیر وزبر کی متعدد غلطیاں عمداً درست نہیں کیں ورنہ غلط نامہ بجائے خود ایک کتاب ہو جاتا۔ اسی طرح نقطوں کی غلطیاں جو سیاق عبارت سے پڑھنے والا خود درست کر سکتا ہے فہرست اغلاط میں درج نہیں کیں ✣

قارئین کرام کتاب کے مطالعہ سے پہلے کتاب درست کرلیں اس کے بعد بھی کوئی فروگذاشت نظر آوے تو مجھے اطلاع بخشیں تاکہ دوسرے اڈیشن میں درستی ہو سکے !

محمد الدین غفرلہ

Marfat.com

اِغلاط نامہ

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۱۰ مقدمہ	۱۵	اعرض	اعراض
۱۲	۱۱	موج زان	موج زن
//	۲۱	بکرفہ	بکرو
۱۵	۷	اندوھی	اندھی
۱۸	۱۱	کہ ہمار	کہ ہمارا
۱۸	۱۸	ہمارے آقا	ہمارا آقا
۲۰	۶	اتقیاد	انقیاد
۲۰	۱۸	بوگلاب اندر	بوبہ گلاب اندر
۲۱	۲	ہمار افتخار	ہمارا افتخار
۲۲	۲۳	جزاع	جزع
۲۴	۴	یا انیں	اِس
//	۱۸	قرق	فرق
//	۲۰	بتعدد	متعدد
۲۵	۱۴	ہین	ہیں
۲۶	۱۲	بنیک	بَیْنِکَ
[illegible] ۴	۳	مُولد	مولد
	۱۵	منصوکہا جاتا ہے	منصو کہا جائے
۶	۲۳	نگاہ	نگہ
۷	۴	عالی گوھر	عالی گہر
۷	۲۴	یہ ہزار	بہ ہزار
۸	۲	نوربہار	نوبہار
۹	۲۱	پرستش ہوگی	پرسش ہوگی

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۹	۲۳	حضرذات	ہنرذات
۱۱	۱۵	لاجوب	لاجواب
۱۲	۱	حرص وآز کو	حرص وآز سے
۱۴	۸	ہویج یم	موج یم
۱۵	۹	آداؤں	اداؤں
۱۷	۲۰	درو شریف	درود شریف
۱۸	۵	زباہین	زبانیں
۱۸	۱۶	ریٹھ	اینٹھ
۱۹	۱۰	کچھ وہو	کچھ وہ ہو
۲۱	۳	دریاقت	دریافت
۲۴	۶	مدفیکہ	غرضیکہ
۲۶	۲۲	لیٹے ہی	لیٹتے ہی
۲۷	۱۳	من الاموال	من الاموال والانفس
۲۷	۱۹	کوئی فسان	کوئی انسان
۲۹	۲	فیوض اورکات	فیوض و برکات
۲۹	۱۴	اعذر	عذر
۳۲	۲۰	ہردسویں روز	ہمیشہ
۳۳	۲۰	کھڑوی	کھڑی
۳۴	۶	قدح	بادہ
۳۴	۱۱	نورحسین	نورجبین
۳۴	۲۳	بندکی	بندگی
۳۷	۷	عطائے خدمت	عطائے خلافت

Marfat.com

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۳۷	۸	عطائے خدمت	عطائے خلافت
۴۵	۹	پنڈی بھگو	پنڈی مگھو
۴۸	۵	قطب	قلب
۴۸	۲۰	واردات	نواردات
۴۹	۳	ولی کا امتیاز	ولی کے امتیاز
۵۲	۱	بہائم خویش میدانم کہ	بہائے خویش میدانم بہ
۵۲	۱	الرمولیٰ	اگر مولیٰ
۵۶	۸	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ علیہ
۵۶	۱۳	سجادہ نشین حب ضاتہ لوی	سجادہ نشین حب ضا تونسوی
۵۶	آخری	نام ہی نم ریگیا ہے	نام ہی نام رہگیا ہے
۵۸	پہلی	راستے نہ ہٹا	راستے سے نہ ہٹا
۵۸	۱۳	آخردی جزو	آخری جزو
۵۹	۱۰	لیک ضبط	لیکن ضبط
۵۹	۱۹	مکارم اخلاق	مکارم الاخلاق
۶۰	۱۶	کے	نے
۶۰	۲۲	روپیہ ین کر	روپیہ گن کر
۶۳	۳	اور انداز	اور یہ انداز
۶۷	۴	مرسل	مرسَل
۶۸	۱۷	مدعا نہ عرض	مدعا عرض
۶۹	۲	دیتے اٹھے	دیتے تھے
۶۹	۲۱	بیٹے	بیٹھتے
۷۵	۲۳	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ علیہ
۷۶	۱۴	جس رزر	جس روز
۷۶	۱۸	الحکمۃ ابوالبرکات	الحکمۃ ابوالبرکات
۷۷	۱	ہے	حضرت
۷۸	۴	مدارت	مدارات
۷۹	۶	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ علیہ
۸۵	۹	بفضل ختم	بفضل خدا ختم
۹۰	۹	پرپڑھتے رھتے	پڑھتے رھتے
۹۱	۱۵	استنباط	انضباط
۹۱	۱۸	دیادار	دنیادار
۹۳	۲۰	اشکر اللہ	شکر اللہ
۹۵	۲۲	لکل بلاءٍ داءٍ	لکل داءٍ دواءٌ
۹۶	۲	کل نفسٍ ذائقۃِ الموت	کل نفسٍ ذائقۃُ الموت
۹۷	۱۰	خلقت الافلاک	خلقتُ الافلاک
۹۷	۱۴	وجہٖ	وجہُ
۹۸	۵	زندگی ابدیت	زندگی کی ابدیت
۹۹	۸	مثلخون	مثلخوان
۹۹	۱۰	۱۳۳۶ھ	۱۳۲۶ھ
۱۰۰	۶	وَصَلَتا	وَصَلَ
۱۰۰	۱۱	حافظ	حافظ جی!
۱۰۱	۱۷	ھو اللہ	اَللہُ
۱۰۴	۱۷	فصل	فیض
۱۰۴	آخری	زندر	زندہ
۱۰۷	۱۸	غلاموں	غلاموں کو
۱۰۹	۸	آب باران سے	آب باران نے
۱۱۰	۵	چیز	خیر
۱۱۱	۶	ششن جج	سشن جج

Marfat.com

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۱۱۲	۹	بر	بہ
۱۱۲	۱۱	سیرو گلستان	سیر گلستان
۱۱۲	۱۲	شمہ	شمع
	۲۲	گشت نہاں جہاں تار	گشت جہان تار
۱۱۳	۱۸	اشد بلک	شد بہ فلک
۱۱۶	۹	امتی	رفتی
۱۱۸	۱۹	دنیما	دنیا
۱۲۲	۲	بیوہ اور بیس	بیس بیوہ
۱۲۲	۶	گلاب شاہ ہوا	گلاب شاہ سے ہوا
۱۲۲	۱۳	سنہ ۱۹۶۲ھ	سنہ ۱۸۶۲ء مطابق سنہ ۱۲۷۸ھ
۱۲۲	۱۷	وفات	ولادت
۱۲۳	۱۳	سنہ ۵۷ء	سنہ ۱۹۰۰ سمت ۵۷ بکرمی
۱۲۴	۱۲	بڑے بڑے	بڑے سے بڑے
۱۲۵	۱	بتاریخ ۱۹	بتاریخ ۲۹
۱۲۷	۱	مفت خواری	مفت خوری
۱۲۸	۱۱	خرقہ خلافت	خرقہ
۱۲۹	۴	اسکندریہ	خلیل الرحمن
۱۳۳	۲۳	او خود گمراہ است	کو خویشتن گم است
۱۳۴	۱۷	کھوٹہ	گھوٹہ
۱۳۶	۲۱	متحمل	تحمل
۱۳۷	۱۰	بہت بہت	بہت
۱۳۷	۱۷	فیض صحبت کیا ہے	فیض صحبت کب ہے
۱۴۵	۷	قدرہ	قطرہ
۱۴۶	۱۵	شجر اور سجر افتاب	شجر و حجر آفتاب

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۱۴۷	۱۳	اوراس	اور راس
۱۴۸	۱۷	بحدرجہ کمال	بحد کمال
۱۵۱	۱۵	خواجہ جگان	خواجہ خواجگان
۱۵۳	۷	مصاحب	اصحاب
۱۵۴	۱۷	گلی	کرم
۱۵۷	۱۲	کیا جائے گا	کہا جائے گا
۱۶۰	۱۰	ہوئیں	ہوئی
۱۶۰	۱۶	ہوتھم گئی	ہوا تھم گئی
۱۶۳	۱۷	فرمانے	کرامت
۱۶۴	۴	گلے وال	گلی والہ
۱۶۴	۹	سپرنٹنڈنٹ	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
۱۶۵	۴	نظر	نذر
۱۶۶	۱۶	کری	کی
۱۶۹	۱۹	دیکھ دعا کی	دیکھ کر دعا کی
۱۷۰	۱۶	کیسی ہے	کیسی ہوئی
۱۷۱	۱۸	مناجانات	مناجات
۱۷۳	۱۰	تھل نتھا	تھل میں نتھا
۱۷۳	۱۴	نجاب	نجات
۱۷۴	۲۳	کچھ عرصہ کے گریہ	کچھ عرصہ کے بعد گریہ
۱۷۵	۸	کرنے معلوم	کرنے پر معلوم
۱۷۶	۵	داراپور کی عدالت	داراپور کی علالت
۱۷۶	۶	نواب غالب مہدی	نواب طالب مہدی
۱۷۸	۳	مبتلا ہوئے	میں مبتلا ہوتے
۱۷۹	۱۹	دم ڈالتے تھے	دم فرماتے تھے

Marfat.com

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۱۷۹	آخری	کہ وبائے طاعون کی شدت کے زمانہ میں عرض کیا کہ پسماندگان گردونواح سے کہدیا جائے	×
۱۸۰	۱		×
۱۸۰	۴	اپنے بیماروں	اپنے پاس بیماروں
۱۸۱	۱۸	لے آیا تھا	چلا آیا تھا
۱۸۱	۲۴	پڑھنے	پڑھنے لگا
۱۸۳	۴	چیر	چیز
۱۸۳	۱۶	صاحب بری	صاف بری
۱۸۴	۲۱	سماع	سجدہ تعظیمی و سماع
۱۸۴		کہتے ہیں کہ دیکھئے قاضی صاحب وعظ کیا فرماتے ہیں	کہنے لگے کہ دیکھئے قاضی صاحب وعظ کیا فرماتے ہیں [illegible]
۱۸۵	۹	چھ سو روپے سود	چھ سو روپے اور سود
۱۸۵	۱۰	بزائد میعاد	زائد المیعاد
۱۸۶	۳	اہیم	ابراھیم
۱۸۶	۲۱	گٹی گز	کٹی گز
۱۸۷	۱۱	رگھونگا	رکھونگا
۱۸۷	۲۱	ہاتھ آیا	ہاتھ نہ آیا
۱۸۷	۲۲	انگریروں	حکومت
۱۸۷	۲۵	نذ کردیا	نذر کردیا
۱۸۸	۳و۲	کمال خاں	کمان خاں
۱۸۸	۵	زمان مہدی خاں کو	زمان مہدی خاں کی
۱۸۹	۷	کسی طرح کو	کسی طرح ان کو
۱۹۰	۱۳	منتقل کریں	منتقل کرالیں
۱۹۱	۲	لنج	لنچ
۱۹۲	۱۵	قطار جو پہاڑ	قطار دیکھ کر جو پہاڑ

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۱۹۳	۶	متحیر	متغیر
۱۹۵	۲۲	بات کے	برات کے
۱۹۶	۲۲	میر	میرا
۱۹۶	۲۳	رپورٹ میں	رپورٹ میں نام
۱۹۷	۲	لالو	لالو کو
۱۹۷	۱۴	مدعلیہ	مدعی
″	۱۵/۱۶	اسیروں	اسیسروں
۱۹۹	۵	بند نہیں	دریچے بند ہوا
۱۹۹	۲۲	غلام شاہ	سید غلام شاہ صاحب
۲۰۰	۶	قتل عمداً	قتل عمد
۲۰۰	۱۰	سماعی ہے	سماعی ہیں
۲۰۰	۲۲	اگر اسے تلوار کرنا ہوتا	اگر اسے قتل کرنا ہوتا
۲۰۱	۱۲	بھنسانے کوشش	پھنسانے کی کوشش
۲۰۳	۷	ابتدا آئیں	ابتدا آ
۲۰۴	۱۱	کیا تو	کیا تم
۲۰۶		اور حضور سے واپس آتے ہیں عریضہ لکھتے ہیں	×
۲۰۷	۱۹	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۹	۱۶	پڑے ہوئے	پڑھے ہوتے تھے
۲۱۰	۲۴	تم پہلے	پہلے تم
۲۱۱	۲۱	جس کا مطلب تھا کہ	جس کا مطلب
۲۱۱	۲۳	مجنون	جنون
۲۱۲	۲	اور چند روز	اور بعد چند روزہ
۲۱۴	۶	اور معاوم	اور بعد میں معاوم

Marfat.com

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۲۱۴	۸	محمد سلیمان	خواجہ محمد سلیمان
۲۱۶	۲	کشتی سوار	کشتی پر سوار
۲۱۷	۲	نہر موضع	موضع
۲۱۸	۲۴	شروع کی	شروع ہوئی
۲۱۹	۵	ہو گیا	ہو گیا تھا
۲۱۹	۶	لحاظ معلوم ہوا	ادب مانع ہوا
۲۱۹	۱۲	گولر گائے	گوڑھا
۲۲۱	۱۴	میل داندرش پیدا کنند	میلش ابد طعنہ پاکاں کنند
۲۲۱	۱۹	وجود	موجود
۲۲۲	۶	صوفی منشی	صوفی منش
۲۲۳	۵	فرمایا کہ	فرما کر
۲۲۳	۲۰	نگاہ	نگہ
۲۲۴	۴	آشیفتہ	آشفتہ
۲۲۴	۶	ذرد	درد
۲۲۵	۵	تگ و دوڑ	تگ و دو
۲۲۵	۱۵	وجہ سے ہوئی	وجہ سے واپس ہوئی
۲۲۵	۱۹	اُپر	اُوپر
۲۲۶	۲	حبس	جیل
۲۲۶	۵	تسلے رکھو	تسلی
۲۲۶	۱۲	جاتے	جانے
۲۲۶	۱۳	مولوی صاحب	مولوی کرم الٰہی صاحب
۲۲۶	۱۹	یک وجہ	بیک توجہ
۲۲۷	۲۲	مقصد	معتقد
۲۲۸	۸	ہیں جانا	ہیں جلالپور شریف جانا

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۲۲۸	۱۵	متحیر	متغیر
۲۲۹	۲۰	خدام	حضور
۲۳۰	۳	انہوں	انہوں نے
۲۳۰	۶	سایہ ہیں	سایہ میں ہیں
۲۳۰	۱۹	دنوں شیخ	دنوں میں شیخ
۲۳۱	۱۳	چین چین	چین
۲۳۲	۱۵	بھسا	پھٹا
۲۳۷	۱۴	عجب کہ	عجب
۲۳۸	۱۷	تھانے پر	تھانے میں
۲۳۸	۲	خونوی	تونوی
۲۴۰	۱۷	جو تڑپ کر	تڑپ کر جو
۲۴۰	۲۱	یوں سب	یوں تو سب
۲۴۲	۳	کلگوان	گلگوان
۲۴۲	۹	زلر	ذکر
۲۴۲	۱۸	دل جمایا	دل میں جمایا
۲۴۴	۱۲	دریافت کیا	دریافت کی
۲۴۵	۲۰	ٹھیر	ٹھہر
۲۵۲	۲۳	بیگے	بیگھے
۲۵۲	۲۴	سہ منزلہ مکان	مکان سہ منزلہ
۲۵۳	۵	برکات	برکت
۲۵۳	۷	انگلستان	انگلستان کی
۲۵۴	۴	سے قرض	سے کچھ قرض
۲۵۵	۱۸	ہردر	ہردل
۲۶۰	۲۲	وہ ملاحظہ اپنی ذہن آنکھوں سے	اپنی ذہنی آنکھوں سے ملاحظہ

Marfat.com

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۲۶۱	۱۵	معتقدین کی	معتقدین کی بعض
۲۶۲	۹	نظر آئے گا	نظر نہ آئے گا
۲۶۲	۱۵	اور پہلے چند صفحے چند	پہلے چند
۲۶۳	۲۱	امن عیش	امن و عیش
۲۷۰	۱۵	پیرو مرد	پیر مرد
۲۷۱	۲	گردانده	درمانده
۲۷۱	۱۳	نعمٔ	نعم
۲۷۱	۲۳	حواه	خواه
۲۷۳	۲۴	بیھ	بیٹھ
۲۷۴	۷	سودایان	سودائیان
۲۷۵	۶	سرسجده	سر بر سجده
۲۷۶	۱۳	ذات پر کرنا ہے	ذات پر کرنا چاہئے
۲۷۸	۱۸	آدمی جیسی	آدمی کی جیسی
۲۷۸	۲۴	اُسی وقت	اِسی وقت
۲۷۹	۱۲	بھوکے ہوں	بھوک ہو
۲۸۰	۸	چھوٹے	چھوٹے
۲۸۰	۲۳	کو ایک	ایک
۲۸۱	۱۷	واقعہ اطلاع	واقعہ کی اطلاع
۲۸۲	۶	کام کرتا	کام کرتا رہا
۲۸۲	۱۶	جاڑو	جھاڑو
۲۸۳	۳	بانڈ	بانٹ
۲۸۳	۱۶	لاتی تھی	ہوتی تھی
۲۸۴	۱۳	سرشادرکھ	سرشار رکھ
۲۸۴	۲۰	شہر میں آیا کہ	شہر میں آیا ہے
۲۸۴	۲۱	وہاں	وہ
۲۸۴	۲۲	عدیم الشان	عظیم الشان
۲۸۵	۹	نہیں رہی ہے	نہیں رہی
۲۸۶	۷	سنجیده	بہ خنده
۲۸۶	۱۹	جاه منال	جاه و منال
۲۸۷	۸	عیش دنیوی	عیش دنیوی ہیں
۲۸۷	۱۹	اس کا آواز	اس کی آواز
۲۸۷	۱۹	سنائی دے گا	سنائی دے گی
۲۸۸	۱۲	گروه باقی ہیں	گروه ہیں
۲۸۹	۹	کمینہ آنکہ	مردے آنکہ
۲۹۰	۲	سے آپ کا	طرح سے آپ کا
۲۹۰	۲۱	حضور دولت	حصول دولت
۲۹۲	۸	خلیل	جلیل
۲۹۴	۱	پڑہی	پڑھی
۲۹۴	۳	دل پپے	دل پے پے
۲۹۴	۱۲	صفان	صنعا
۲۹۶	۱۳	مطلق	متعلق
۲۹۷	۲	ترا	تر
۲۹۹	۱۰	واصل	دراصل
۲۹۹	۱۷	داتت	ذاتت
۳۰۱	۱۲	ہر فرقہ کے	اس فرقہ کے پیرو
۳۰۱	۱۶	نہیں ہے	نہیں ہیں
۳۰۲	۱۴	کہتے ہیں	کٹتے ہیں
۳۰۲	۲۳	مبعاتت	مسبعات
۳۰۶	۲	محمد ارسول	محمد الرسول
۳۰۷	۱۰	پروانہیں	پروانہ ہیں
۳۱۰	۸	پکانے مصرف	پکانے میں مصرف
۳۱۰	۱۷	جاروب کش فنر	جاروب کش مہنر
۳۱۱	۱۵	جارج	حارج
۳۱۴	۱۱	جسے	جیسے
۳۱۴	۱۳	احباب	حباب
۳۱۵	۱۲	آپنے کھانے	اپنے کھانے

Marfat.com

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۳۱۵	۱۹	چیز بز	چیز پر
۳۱۷	۶	ازنباط بے حد ہے	ازنباط بے حد تھا
۳۱۷	۱۵	چین جبین	چیں بہ جبیں
۳۱۷	۲۴	زائل نہ ہو	زائل نہ ہوا
۳۱۷	۲۵	مٹاری	مٹادی
۳۲۱	۸	پیروی	پیری کی
۳۲۲	۲	کو حصہ	کوئی حصہ
۳۲۲	۲۴	آک	آگ
۳۲۴	۱۲	ہوا	ہوا
۳۲۵	۱۲	گلیم فیقر	گلیم فقر
۳۳۰	۲۳	فان	ان
۳۳۱	۱۸	اٹھے	ملے
۳۳۳	۲۲	کرنے لگے	گرنے لگے
۳۳۵	۸	قیم	قسم
۳۴۲	۱۶	کون ہے	کون ہیں
۳۴۲	۱۹	بہت	رست
۳۵۴	۲۲	جذب کر	جذب کرکے
۳۵۹	۲۳	بیٹھے	بیٹھتے
۳۶۰	۹	کہ مھتر	کہ ایک آدمی مھتر
۳۶۲	۷	اور ناواقف	اور وہ ناواقف
۳۶۲	۱۹	حکیم علم	حکیم کو علم
۳۷۳	۱۰	ارشاد فرمایا	حکیم الہ دین ملکوالی بیان کرتے ہیں کہ
۳۷۳	۱۱	کرتے ہیں	کرتے تھے
۳۷۴	۱۶	کہ بجوگی	کہ ایک جوگی
۳۸۵	۲۵	کا خلاف	کام خلاف
۳۹۱	۲۵	بچھا	پچھا

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط اندراج	صحیح اندراج
۳۹۲	۱۶	کونسی سواری بیجاتی	سواری ضرور بیجاتی
۳۹۲	۲۲	اٹھا دئے	اڑا دئے
۳۹۳	۱۴	درشان شان	شاہ شہان
۳۹۴	۵	دبوس	دیوث
۴۰۱	۹	میزبان	مہمان
۴۰۸	۷	کوگوں	لوگوں
۴۱۱	۷	ہوئے	ہوتے ہیں
۴۱۳	۲۵	لذت	لعنت
۴۱۴	۴	پرگندہ	پراگندہ
۴۱۴	۱۹	سجادہ نشین	سجادہ نشین صاحب
۴۱۵	۱۶	آوازے سازد	فریادے دارد
۴۲۰	۱۰	دربت	دروست
۴۲۰	۱۳	چھوڑ زمین نے چھوڑیا	چھوڑ دی زمین نے چھوڑ دیا
۴۲۱	۲۱	صدرہ کا	صلہ رہ کا
۴۲۱	۲۵	دفتریں	دفتر بن
۴۴۳	۲۲	ابصار	الابصار
۴۵۳	۴	تعلمون	تعلمون ماتقولون
۴۵۸	۵	بنوائی جاتی	بنوائی جاتی ہے
۴۵۸	۱۴	وآخر ملفوظاتہ	وآخر ملفوظاتہ اللہ اکبر اللہ اکبر!!!
۴۶۰	۵	بقیقوں کا	حقیقتوں کا
۴۶۰	۱۴	کھا	دکھا
۴۶۰	۱۵	گاؤ	لگاؤ
۴۶۲	۲۰	جاشنی	چاشنی
۴۷۳	۷	خرغ	چیرغ
۴۷۹	۱۹	ہوگز	ہو ہرگز
۴۸۱	۱	پیمانے	پیمانے کی

Marfat.com

Marfat.com

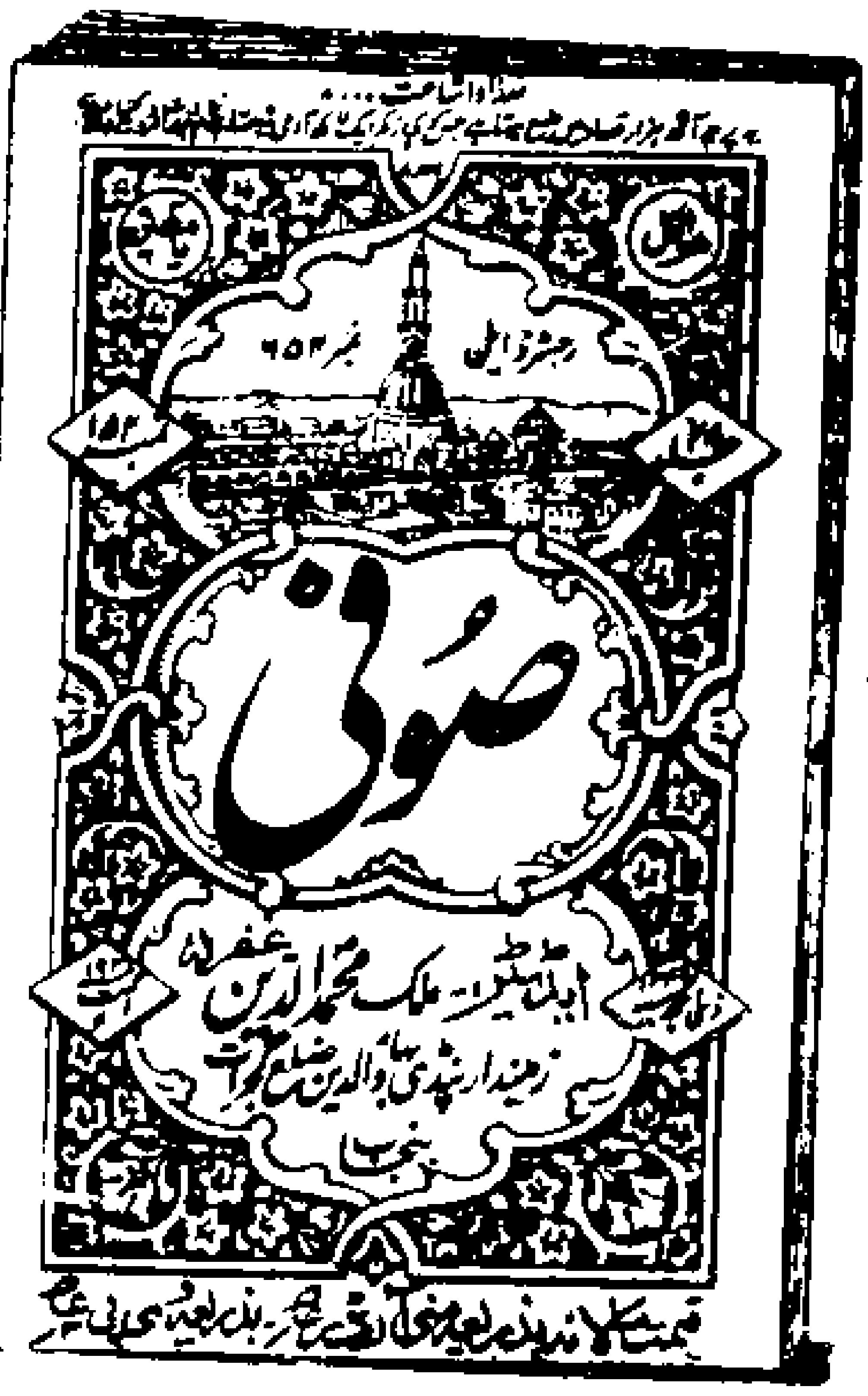

THE SUFI

Pindi Baha-ud-Din, (Punjab.)

A monthly Journal having the widest circulation Among the Muslims all over the World.

Price Rs. 2 per annum.

دنیائے تصوف میں سرزمین ہند کا تنہا درخشندہ ماہتاب

صوفی

اگر کوئی اخبار یا رسالہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ اپنے تمام ہمعصر رسائل سے زیادہ کثیر الاشاعت ہے تو یہ کافی ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ سب سے زیادہ دلچسپ بھی ہے۔ اسلئے صوفی اس کلیہ کے لحاظ سے بہترین رسالہ ثابت ہو سکتا ہے لیکن یہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ کیوں پبلک میں اس قدر مقبول ہے۔

اس لئے کہ

(۱) صوفی صرف وہی مضامین پیش کرتا ہے جو صحیح جذبات انسانی سے متعلق ہیں۔

(۲) صوفی اپنے مضامین کے ذریعہ سے وہی تعلیم دیتا ہے جو بالکل حقیقی شریعت و طریقت کے مطابق ہے۔

(۳) صوفی کے ادبیانہ رنگ میں وہی شان ہے جو ایک نہایت بلند درجہ کے سلیس و پُرمتانت لٹریچر میں پائی جاتی ہے۔

(۴) صوفی کا حصہ نظم و نثر اس صحیح ذوق کو پیش کرتا ہے جو حقیقی معنے میں جنت روح و نظر کہلایا جا سکتا ہے۔

(۵) صوفی علاوہ مضامین تصوف کے اپنے جدید دور میں بہترین علمی و حیرت انگیز معلومات کا ذخیرہ ہر ماہ میں فراہم کرتا ہے جو ایک قوم کی ترقی کا اعلے نصب العین بن سکتے ہیں۔

(۶) صوفی نے اپنے دائرہ ادارت میں ملک کے بہترین اہل قلم فراہم کرلئے ہیں۔

(۷) صوفی نہایت پابندی کے ساتھ چودہ سال سے جاری ہے اور وہ اپنی اس خصوصیت سے کبھی منحرف نہیں ہوا۔

(۸) صوفی ہمیشہ پبلک کے سامنے اُن اکابر علماء و صلحاء کی سیرتوں کو پیش کرتا رہتا ہے جو اردو لٹریچر میں مفقود ہیں۔

(۹) صوفی باوجود ان تمام خوبیوں کے نہایت ارزاں ہے اور صرف دو روپیہ چندہ میں سال بھر تک اپنا خزینہ لٹاتا رہتا ہے۔

قیمت بذریعہ منی آرڈر دو روپیہ (عہ) - بذریعہ وی پی دو روپیہ چار آنے (عہ۴)

المشتہر منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین پنجاب

Marfat.com